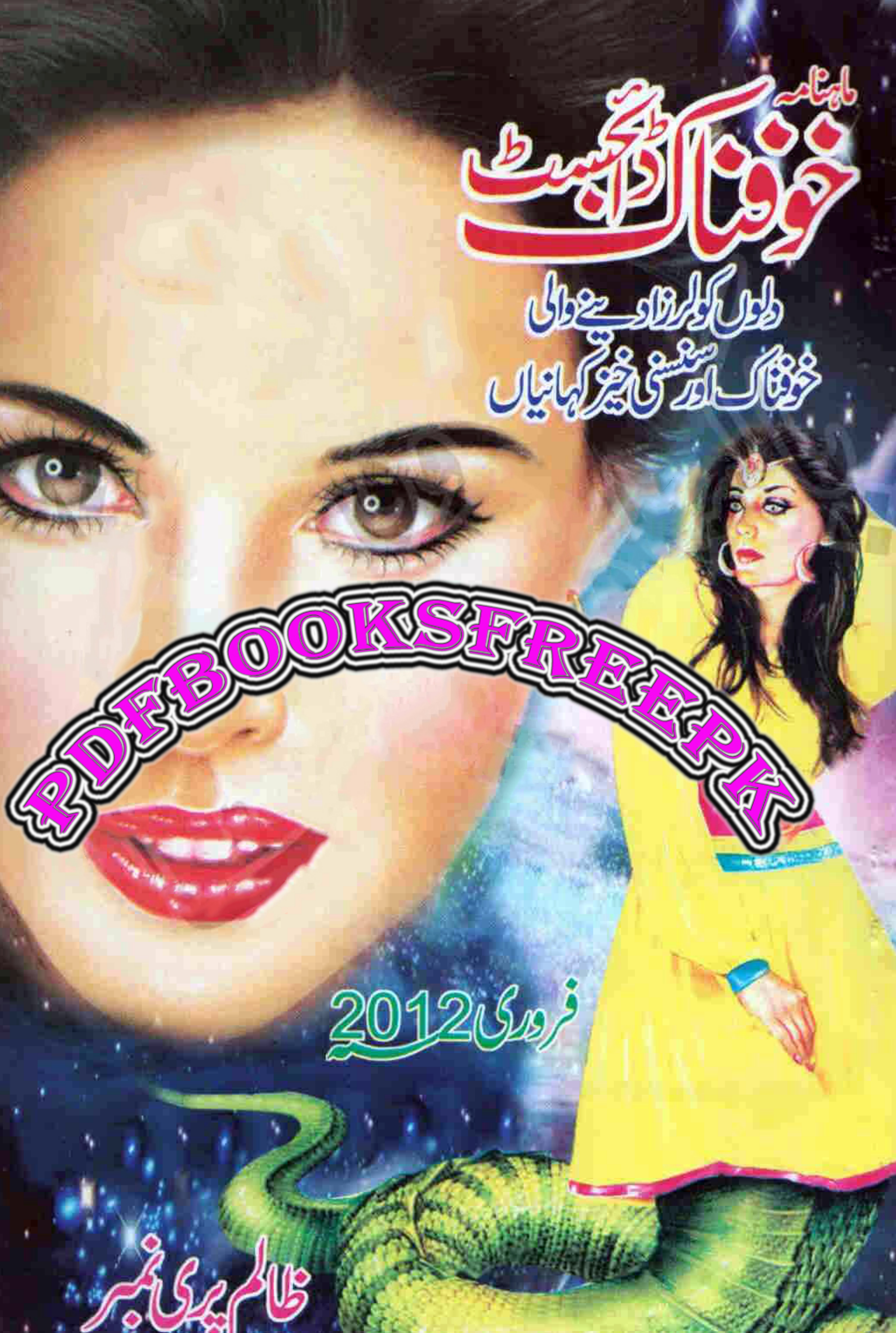

ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
دلوں کو لرزا دینے والی
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں
PDFBOOKSFREEPK
فروری 2012
ظالم پری نمبر

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور اس شمارے کی جھلکیاں

6
پُراسرار آدمی
قسط:3
ریاض احمد-لاہور

94
پیپل کا پیڑ
عنبر حسین-حیدرآباد

30
خون آشام ناگن
قسط:5
عمران رشید-راولپنڈی

99
زرد ویرانہ
سونیا وقاص-ڈڈیال آزاد کشمیر

60
تارِ عنکبوت
قسط:5
محمد خالد شاہان-صادق آباد

108
بات تو سچ ہے مگر
فاطمہ کنول-بصیر پور

(پبلشر شہزادہ عالمگیر-پرنٹر: زاہد بشیر-ریٹی گن روڈ، لاہور)

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور اس شمارے کی جھلکیاں

113
ظالم جادوگر
کامران شکیل-واہ کینٹ

140
مظلوم بدروحیں
ذاکر حسین-ہلاں آزاد کشمیر

122
کالا جادو
وارث آصف خان نیازی-میانوالی

طوفان
انعام علی-جنڈ

130
آنکھیں
شعیب شیرازی-اسلام آباد

خوفناک آدمی
عثمان غنی-پشاور

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔

(پبلشر شہزادہ عالمگیر-پرنٹر: زاہد بشیر-ریٹی گن روڈ، لاہور)



پراسرار آدمی

تحریر۔ریاض احمد۔لاہور۔قسط نمبر۳

شاہد ایک دن تم مجھے دکھائی دیئے میری نظریں تم پر ٹھہر گئیں میں سوچنے لگی کہ تمہارا خون مجھے مزید طاقت دے گا جلد ہی میں نے تم کو اپنی طرف مائل کرلیا شاید تم بھی یہی چاہتے تھے کہ میرے ایک اشارے سے تم میرے قریب آگئے اور پھر میں تم کو ایک گھر میں لے گئی اور تمہارا خون پینے لگی لیکن جب تم نے وہی کام کیا تو میرے اندر نشہ طاری ہونے لگا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم بھی میری طرح ہوگے تم نے میرا خون پیتے وقت مجھے اپنے نشہ میں مست کردیا میں خود کو ہارنے لگی کیونکہ مجھے زندگی میں پہلا کوئی ایسا انسان ملا تھا جو میرے مطلب کا تھا میرا دل تمہاری طرف کھینچا جانے لگا اور پھر تم سب جانتے ہو۔وہ کہانی سنا کر ایک سرد سی آہ بھر کر چپ ہوگئی اور میں اس کا منہ دیکھتا رہ گیا کہ وہ کوئی عام لڑکی نہ تھی اس نے مجھ سے کئی گنا زیادہ لوگوں کا خون پیا تھا میرے پاس تو کچھ بھی نہ تھا لیکن اس کے پاس طاقتیں تھیں۔شاہد مجھے کسی سے محبت نہیں کرنی تھی لیکن میں تمہاری محبت میں اس قدر گرفتار ہوگئی کہ مجھے تمہارے علاوہ کچھ بھی اچھا نہ لگتا تھا میری پہلی محبت وہ سفید لہر تھی جو بدروح تھی اس کی محبت میں وہ تڑپ نہ تھی جو تمہاری محبت کی صورت میں مجھے ملی ہے کیونکہ تم بھی میری طرح ایک زندہ انسان ہو۔میں نے کہا تم نے شاید ٹھیک کہا ہے محبت زندہ انسانوں سے ہی ہونی چاہیے تمہاری طرح میں بھی ماروتی سے پیار کرنے لگا تھا لیکن وہ بھی ایک ہوائی سفید لہر کی طرح ایک ہوا کا جھونکا تھا میں بھی اس کے لیے پاگل ہونے لگا تھا لیکن اب جب تم کو دیکھا تھا تو میرے اندر بھی تمہارا پیار ابھرنے لگا تھا اور میں بھی دھیرے دھیرے تمہارے قریب آنے لگا تھا میرے یہ الفاظ سن کر اس نے میرے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور بولی آئی لو یو شاہد اب مجھے کبھی بھی اکیلا مت چھوڑنا تم میری محبت میری طاقت ہو اور میرا سب کچھ ہو اور سب سے بڑھ کر میرے استاد نے بھی مجھے معاف کردیا ہے اس نے بھی تمہاری محبت کو قبول کرلیا ہے مجھے بس ان سے ڈر تھا اب کسی کا بھی کوئی ڈر نہیں ہے اس کی باتیں سن کر میرا سر فخر سے اٹھنے لگا۔ایک خوفناک اور سنسنی خیز کہانی

شمع مجھے اس سے بچاؤ مجھے اس سے بہت خوف آرہا ہے میں نے اس کی آنکھوں کی سحرانہ کشش کو دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا شمع بھی میرے پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی میرے پاس آگئی۔کیا ہوا شاہد کیا ہوا وہ پریشانی میں بولی۔تم نے اس کی آنکھیں نہیں دیکھی ہیں کس قدر چمک رہی تھیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی تمہارے کمرے سے باہر نکل کر مجھ کو پکڑ کر مار ڈالے گی۔میری بات سن کر شمع نے ایک گہری سانس لی اور بولی نہیں شاہد وہ ایسا نہیں کرسکے تم خواہ مخواہ پریشان نہ ہو میں نے اس کو قابو کر رکھا ہے اور یہاں سے اس کا نکلنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔وہ مجھے پوری طرح اس کے خوف سے بچا رہی تھی لیکن نجانے کیوں مجھے یوں لگنے لگا تھا کہ جیسے وہ ابھی اس کمرے سے باہر نکل آئے گی اس کی باتوں اور تسلی سے مجھے کچھ حوصلہ ہوا۔تو میں نے کہا شمع تم نے لگتا ہے اسے قید کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ہاں جان ہوسکتا ہے کہ میں نے واقعی غلطی کی ہے لیکن ایسا کرنا میرے لیے ضروری تھا یہ میری دشمن نہ تھی تمہاری تھی اور جو کوئی بھی تمہارا دشمن ہوگا وہ میرا بھی دشمن ہوگا اب اس کو چھوڑ کر میں دوبارہ وہ سب نہیں دیکھنا چاہتی جو رات کو دیکھ چکی تھی جس طرح یہ تم کو زمین پر بالوں سے پکڑ کر کھینچ رہی تھی ابھی میری آنکھوں سامنے گھوم رہا ہے۔بہت ہی ظالم ہے یہ اب اس کو ایسا مزا چکھاؤنگی کہ یہ ہمیشہ یاد رکھے گی۔وہ غصہ اور نفرت بھرے انداز میں بولی اور کہا جان تم اب

بھی بھی اس سے خوفزدہ نہ ہونا میرے پاس کچھ طاقتیں آ چکی ہیں جو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی ہیں تم بس میرے سامنے رہا کرو مجھے تمہاری ہر پل صورت کو دیکھنا ہے۔ جانتے ہو شاہد تمہیں ملنے کے بعد مجھے یوں لگا تھا جیسے ہم دونوں بہت عرصہ سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں لمحوں منٹوں میں ہم دونوں ایسے فری ہو گئے تھے اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور کہا ہاں شاید تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں نے ایسا ہی کچھ محسوس کیا تھا۔ تمہیں بھوک تو لگی ہوگی آؤ میں تمہیں کھانے کو دوں اتنا کہہ کر وہ ایک طرف چل دی اور جس طرف گئی وہ راستہ اوپر جانے کا تھا میں نے۔ شکر کیا کہ میں تہہ خانہ سے باہر نکلنے والا تھا وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چلتے چلتے میں نے کہا شمع جان ایک بات تو بتاؤ
۔ہاں بولو شاہد کیا بات ہے۔

میں نے گیٹ کے پاس کیا کسی سایہ کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے جو دکھائی نہیں دیتا ہے لیکن تمہارے کام کرتا ہے وہ بولی ہاں شاہد وہ میرا غلام سایہ ہے بہت ہی طاقت والا ہے میرے استاد نے مجھے تحفہ میں دیا ہوا ہے جو میرے ہر کہنا مانتا ہے اس سے میں باہر کے بھی کام لیتی ہوں جب دیکھتی ہوں کہ مجھے کوئی خطرہ ہے تو میں اسے کہہ دیتی ہوں کہ میں ارد گرد کوئی خطرہ محسوس کر رہی ہوں تو وہ میری طرح سے نہ صرف حفاظت کرتا ہے بلکہ میرے لیے پھر وہ لڑتا بھی ہے۔ ہاں میں پہلے ہی دن جان گیا تھا کہ وہ جو کوئی بھی ہے بہت طاقتور ہے لیکن ایک بات کی مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی ہے۔ وہ کیا۔ اس نے سیڑھیوں پر رکتے ہوئے مجھے دیکھتے ہوئے کہا تو میں نے کہا مجھ میں ایسی کون سی بات ہے جو مجھے وہ پتھر کا مجسمہ کوئی خاص انسان سمجھتا ہے حالانکہ میں کچھ بھی نہیں ہوں میں یہ بات ہر وقت سوچتا رہتا ہوں اور جب کچھ بھی مجھے سمجھ نہیں آتی تو چپ ہو جاتا ہوں۔

میری بات سن کر وہ بولی۔ دیکھو شاہد ہر انسان کے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ہوتی ہے ہو سکتا ہے تمہارے اندر بھی کوئی ایسی ہی خوبی ہو جو تم نہ جانتے ہو لیکن کوئی دوسرا جانتا ہو لیکن ہاں میں بھی جاننے کی کوشش کروں گی وہ کیا خوبی ہے جو وہ تم کو کوئی خاص انسان سمجھ رہا ہے لیکن ایک بات تو ہے تم میں ایسی کوئی خوبی ہے ضرور جس وجہ مجھے بھی تم سے پیار ہو گیا ہے ورنہ میں نے پوری زندگی کسی سے بھی پیار نہ کرنے کی قسم لے رکھی تھی تمہیں دیکھنے کے بعد مجھے یہ قسم توڑنی پڑی جانتے ہو کالج کی لڑکیاں مجھے ملکہ حسن کہا کرتی تھیں پورے کالج میں مجھ جیسا کوئی نہیں تھا لڑکے تو دور کی بات لڑکیاں بھی مجھ سے محبت کرنے لگتی تھیں میری ان دوستوں کی تعداد سات تھی رانی۔ رافعہ۔ رابعہ۔ روپا۔ روبینہ۔ رضیہ۔ اور ربیعہ۔ ان کی کوشش ہوتی تھی میں ان کے علاوہ کسی بھی دوسری لڑکی سے بات نہ کروں جب میں دوسری لڑکیوں سے بات کرنے لگتی تھی تو وہ جل جاتی تھیں ان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگتے تھے وہ پھر روٹھی رہتی تھیں لیکن مجھ سے بھی ان کا روٹھنا دیکھا نہ جاتا تھا سو میں ان کو منا لیتی تھیں اور میرے منانے پر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی تھی۔ اوپر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس نے مجھے کالج کا واقعہ سنا دیا جو مجھے بہت ہی اچھا لگا اور مجھے بھی اب اس کی مزید کہانی سننے کا تجسس پیدا ہوا کہ میں اس سے پوچھوں کہ وہ اس طلسمی دنیا میں کیسے آئی کیونکہ اس نے جو اپنی سہیلیوں کے نام لیے تھے ان ناموں نے بھی مجھے تجسس میں ڈال دیا تھا کیونکہ اس کی سہیلیوں کے نام سب ہی۔ ر۔ سے شروع ہوتے تھے میں جان گیا تھا کہ اس کی کہانی بہت ہی دلچسپ ہوگی اور اس کہانی کو جاننے کے لیے مجھے اوپر کمرے میں جا کر سننا تھا سو میں خاموشی سے سیڑھیاں چڑھتا گیا اور جب اوپر کمرے میں پہنچ گیا تو میں نے سکون کا ایک گہرا سانس لیا اور کہا اتنا نیچے تک کمرہ بنانے کا کیا فائدہ کہ انسان چلتے چلتے ہی تھک جائے میری بات سن کر وہ بولی میں نے یہ مکان تھوڑی بنایا ہے مجھے تو یہ بنا بنایا ملا ہے جب پہلے دن مجھے یہاں لایا گیا تھا تو میں بھی بہت ڈر رہی تھی میرا جسم اندر سے پوری طرح کانپ رہا تھا میں سوچ رہی تھی کہ نجانے میرے ساتھ یہاں کیا کیا جائے گا مجھے زندہ بھی رکھا جائے گا یا پھر دوسری لڑکیوں کی طرح مجھے مار دیا جائے گا یہ خوف میرے دل میں اس قدر پرورش پانے کے بعد گہرا ہو چکا تھا کہ میں یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی لیکن مجھے اس نے بھاگنے نہ دیا تھا۔ اس

نے بھاگنے نہ دیا تھا۔ میں نے اس کا فقرہ دوہرایا اس نے۔۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اس کی پلکیں بھیگنے لگی تھیں وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی اس کے رونے کا انداز بہت ہی جان لیوا تھا جیسے اسے اپنا سب کچھ یاد آ گیا تھا جیسے اپنے بچھڑے ساتھی بچھڑے گھر والے سب یاد آ گئے تھے روتے ہوئے اس نے میری طرف دیکھا اور بولی۔

شاہد میں نے بہت کوشش کی تھی کہ میں اپنا ماضی ہمیشہ بند کتاب کی مانند بھول جاؤں گی لیکن ایسا نہ کر سکی ہوں آج نجانے کیوں سب کچھ مجھے یاد آ گیا ہے کیوں وہ چہرے مجھے یاد آنے لگے ہیں جو میرے ساتھ ہر پل ہر لمحہ رہتے تھے لیکن میں کتنی گھنیا تھی کہ اپنی ہی دوستوں کو نگلتی چلی گئی اس کی زندگیوں کا خاتمہ کرتی گئی شاہد میں بہت بری ہوں بہت ہی بری۔ اس کی باتیں سن کر میرا دل بھی بجھنے لگا تھا لیکن ساتھ ساتھ تجسس بھی زور پکڑتا جا رہا تھا کہ اس نے جو کسی کی زندگیوں کو چھیننے کی بات کی تھی وہ بات بہت ہی اہم تھی میں نے کہا دیکھو شمع جو ماضی کا بوجھ تم نجانے کتنے عرصے سے اٹھائے ہوئے ہو اس کو آج اتار دو۔ تمہارے آنسوؤں نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم بہت کرب میں مبتلا ہو۔ ہاں شاہد میں بہت کرب میں مبتلا ہوں میں ایسا کچھ بھی نہ کرنا چاہتی تھی جو مجھ سے کروایا گیا اور مجھے یہ سب کرنا پڑا میں اپنی ہی دوستوں کی زندگیوں سے کھیلنے لگی تھی ان دوستوں کی زندگیوں سے جو میری محبت کا دم بھرتی تھی جو ہر پل مجھے اپنی نظروں سامنے رکھنا چاہتی تھیں جو میرے بغیر کچھ کھاتی پیتی بھی نہ تھیں جن کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ میرے لیے اپنی جان بھی دے دیں اور میں کتنی ظالم نکلی تھی اتنا کہہ کر وہ ایک مرتبہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو میں نے اس کے دوپٹے سے اس کے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا اور کہا مجھے سناؤ سب کچھ میں تمہارے اندر کے اس کرب ناک دکھ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ میری بات سن کر وہ کافی دیر تک سوچتی رہی پھر گویا ہوئی۔

شاہد میں نہ صرف بہت زیادہ حسین ہوا کرتی تھی بلکہ بہت اونچے خاندان کی اکلوتی اولاد تھی میں جو بھی خواہش کرتی ایک لمحہ میں میری اس خواہش کو پورا کر دیا جاتا بچپن گزرا تو میں ہائی سکول میں داخل ہو گئی وہاں بھی مجھے ہر کسی نے ہاتھوں ہاتھ لیا یہ میری خوبصورتی کا اثر تھا یا کچھ اور بات تھی کہ مجھے ہر لڑکی پیار کرتی مجھ سے دوستی کر کے وہ فخر محسوس کرتی ہر وقت میرے آگے پیچھے گھومتی مجھے یہ سب بہت ہی اچھا لگتا تھا میری سات سہیلیاں ۔رانی۔ رابعہ ۔رافعیہ۔روبینہ۔ روپا۔ ربیعہ۔ اور رضیہ یہ میری بچپن کی سہیلیاں تھی ہم پرائمری میں ایک ساتھ پڑھتی تھی اور ہائی سکول میں بھی ایک ہی ساتھ گئی تھیں ہم سب ہی بہت لائق تھیں ہمارا یہ گروپ سکول میں بہت مشہور تھا اور ہر کوئی ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا میری سہیلیاں بھی میری طرح کھاتے پیتے گھرانے سے تھیں کسی بھی چیز کی کمی ان کے پاس نہ تھیں ہاف ٹائم میں ہم کنٹین میں گھس جاتی اور اپنی پسندیدہ ڈش چاٹ کھا کھا کر پاگل ہو جاتیں چاٹ ہم سب کو ہی بہت پسند تھی اتنی پسند کہ ہم صبح کا ناشتہ بھی گھر میں کرتی تھیں کہ جا کر کنٹین سے چاٹ کھائیں گی تین تین چار چار پلیٹیں چاٹ کی کھانا ہمارا معمول بن چکا تھا اور کنٹین والے کو بھی ہمارا انتظار رہتا تھا وہ بھی کوشش کرتا تھا کہ پہلے کی نسبت زیادہ اچھی اور مزیدار چاٹ تیار کرے تا کہ ہم سب دوستیں اس کی گاہک بنی رہیں وہ ہمیں ہمیشہ اپنا گاہک بنانے کے لیے دوسروں کی نسبت زیادہ چاٹ ڈال کر دیا کرتا تھا اور ہماری خوشی کی انتہا نہ رہتی تھی۔ سکول دور سے گزر کر ہم کالج لائف میں آ گئیں ایک ہی کالج ایک ہی گروپ میں ہم نے داخلہ لے لیا اور ہم سب کو ایک ہی سیکشن میں جگہ ملی سو ہماری دوستی مزید گہری ہوتی گئی اور ہم چاہتی بھی یہی تھیں کہ ہمیں ایک ساتھ رہیں۔

ایک روز میں گھر میں ہی تھی کالج سے چھٹی تھی کہ ایک کباڑیہ ردی ردی کی آوازیں دیتا ہوا ہماری گلی سے گزرا میرے گھر میں بہت سے اخبار پڑے ہوئے تھے جو میں نے سب ہی اٹھا لیے اور باہر گیٹ پر آ گئی اور ردی بیچنے والے کو روک لیا اور اخباروں کا ڈھیر اس کے آگے رکھ دیا اخبار دیتے وقت میری نظریں اس کے تورے پر پڑیں جن میں کچھ

کتابیں پڑی ہوئی تھی ایک کتاب کا اوپر والا صفحہ پھٹا ہوا تھا بس پر لکھا ہوا۔ سفید لہر۔ نجانے اس نام میں ایسی کون سی بات تھی کہ میں نے اس کتاب کو پکڑ لیا اور اس کے نیچے ایسے ہی دو تین ناول پڑے تھے۔ بد روحوں کی بستی۔ سر کٹا انسان۔ یہ تین ناول مجھے اس کے تورے میں دکھائی دیئے میں نے ان دونوں ناولوں کو تو ہاتھ نہ لگایا کیونکہ ان کے نام ہی ایسے تھے جو میرے جیسی نازک لڑکی نہ پڑھ سکتی تھی لیکن سفید لہر ناول میں نجانے کیا بات تھی کہ میں نے تمام اخبار کے بدلے میں اس کو اس سے لے لیا وہ بہت خوش تھا کہ میں نے اس سے کوئی بھی پیسہ نہ لیا تھا میں اندر آ گئی اور اس کو پڑھنے لگی ابھی تھوڑا سا ہی ناول کو پڑھا تھا کہ مجھے اپنے اردگرد سے خوف آنے لگا یوں لگنے لگا کہ جیسے میرے اردگرد کوئی سایہ موجود ہو حالانکہ ایسا کچھ بھی نہ تھا یہ سب ناول میں لکھا ہوا تھا کہ ایک سفید سایہ ایک حسین لڑکی کے اردگرد گھومتا رہتا تھا وہ اس لڑکی سے بہت پیار کرتا تھا ہر وقت اس لڑکی کے آس پاس رہتا تھا لیکن وہ لڑکی اس کو دیکھ نہ پاتی تھی وہ اپنے کاموں میں مست رہتی تھی وہ یہ بات جان ہی نہ پائی تھی کہ کوئی سفید سایہ اس کے اردگرد رہتا ہے جو اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ بس اتنا پڑھ کر مجھے یوں لگنے لگا کہ وہی سفید سایہ میرے اردگرد بھی موجود ہے مجھے اپنے کمرے سے خوف آنے لگا لیکن ناول بہت ہی دلچسپ تھا میں پڑھنا چاہتی تھی کہ وہ سایہ اس کے ساتھ کیا کچھ کرتا ہے کیا لڑکی کو وہ سایہ دکھائی بھی دیا تھا کہ نہیں یہ ایک ایسا تجسس تھا جو میرے دل کو گھبرا کرتا جانے لگا۔

دوسرے دن میں نے پھر اس ناول کو پڑھنا شروع کر دیا آج والی باتیں کل کی نسبت بہت حیران کن تھیں کہ اس سایہ نے اس لڑکی کی غائبی مدد کرنا شروع کر دی تھی وہ غریب گھرانے کی لڑکی تھی ایک صبح وہ اٹھی تو اس کی چارپائی پر کچھ نوٹ پڑے ہوئے تھے وہ ان نوٹوں کو دیکھ کر بہت حیران ہوئی تھی کہ یہ نوٹ کس نے یہاں رکھ دیئے ہیں اس نے یہ بات اپنے ابا کو بتائی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ بیٹی یہ سب قدرت کا کرشمہ ہے جسے کہتے ہیں کہ خدا چھت پھاڑ کر دیتا ہے ہمیں بھی یہ ایسے ہی ملے ہیں پھر کیا تھا کہ روزانہ اس کی چارپائی پر وہ نوٹ بکھرے ہوئے نظر آتے جسے وہ سب اٹھا لیتے۔ وہ اپنی بیٹی رضوانہ کو بہت قسمت والی سمجھنے لگے تھے کہ ان کی بیٹی بہت قسمت لے کر پیدا ہوئی ہے خدا نے اس کی وجہ سے ہماری مدد شروع کر دی ہے کسی فرشتہ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ ہمیں دولت سے نوازتا جائے لیکن رضوانہ جانتی جا رہی تھی کہ یہ کوئی چکر اور ہے کیونکہ اب اسے اپنے اردگرد ایک سفید سی لہر دکھائی دینے لگی تھی جیسے بادل کا سفید دھندلا سا دھواں یہ منظر دیکھ کر وہ ڈرنے سی لگی لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ دھواں بس اس کے اردگرد گھومتا ہے تو اس کا خوف ختم ہوتا چلا گیا۔ کہانی کو پڑھتے ہوئے میرا تجسس بڑھنے لگا آج مجھے کہانی پڑھتے ہوئے ذرا بھی خوف نہ آیا تھا لیکن صرف ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہی سایہ میرے اردگرد بھی موجود ہے بس اس کے آگے مجھے کچھ بھی خوف نہ تھا آج میں نے ارادہ کر لیا کہ اس ناول کو مکمل پڑھوں گی اور پھر اپنی سہیلیوں کو پڑھنے کے لیے دوں گی۔ میں نے ایسا ہی کیا کالج سے واپس آنے کے بعد کھانا کھایا اور پھر اس ناول کو لے کر اپنے کمرے میں گھس گئی اور اس کو پڑھنے کھو گئی جوں جوں اس کو پڑھتی گئی میرا تجسس بڑھتا گیا کیونکہ اب اس لڑکی رضوانہ کو اس سے پیار ہونے لگا تھا وہ اس کو دیکھنا چاہتی تھی وہ جب اکیلی ہوتی اور وہ سفید سی لہر اس کے اردگرد گھومتی تو وہ اس کو پکارنے لگتی کون ہو میرے محسن میرے سامنے آؤ۔ لیکن وہ سایہ وہ سفید سی لہر بس اس کے سامنے لہراتی رہتی اس کے سامنے نہ آتی رضوانہ دھیرے دھیرے اس کے لیے پاگل ہونے لگی تھی وہ جان گئی تھی کہ وہ جو بھی ہے بہت ہی حسین ہے ایک روز وہ رات کو سوئی ہوئی تھی کہ یکدم اس کی آنکھ کھل گئی اس نے اپنے سامنے دیکھا تو اس کو اس سفید لہر دکھائی دی وہ اس سفید لہر کو دیکھنے لگی اس سفید لہر سے اسے ایک آواز سنائی دی۔ رضوانہ آواز بہت دلکش اور پیاری تھی وہ بجلی کی طرح اٹھ کر بیٹھ گئی اس کی تمام توجہ اس لہر پر تھی جو دھیرے دھیرے ایک جسم بنانے لگی اور پھر کچھ ہی دیر میں ایک حسین شہزادہ اس کے سامنے کھڑا تھا ایسا حسین شہزادہ اس نے شاید اپنے خوابوں میں بھی نہیں دیکھا تھا وہ مدہوش سی ہو گئی وہ پیار تو اس سے پہلے ہی کرنے لگی تھی لیکن آج اس کو دیکھنے کے بعد اس کا یہ پیار عشق کا روپ دھار گیا وہ گھر کے کاموں کو

بھول گئی ہر پل اس کا انتظار کرتی رہتی۔

وہ لہر جب اس کو دکھائی دیتی تو وہ چیخنے لگ جاتی خدا کے لیے مجھے ایک بار صرف ایک اپنی ایک جھلک دکھا دو دیکھو میں تمہارے لیے کتنی بے چین سی ہوں اس کی تڑپ اس کی چاہت اس کا جنون دیکھ کر وہ لہر ایک حسین شہزادے کے روپ میں اس کے سامنے آ جاتی اور وہ جنونی انداز میں اس سے لپٹ جاتی لیکن اس کا جسم اس کے قابو نہ آتا کبھی وہ اس سے لپٹتے لپٹتے دیوار سے ٹکرا جاتی تو کبھی گھر میں موجود پیٹی صندوق اور چارپائیوں سے ٹکرا جاتی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ سایہ وہ شہزادہ محض ایک دھواں ہے سفید اور دلکش دھواں پھر اس کو پکڑ کیسے سکتی تھی اس کو پکڑنے کے جنون نے اسے کئی بار زخمی کیا تھا اس کی حالت بگڑتی جانے لگی وہ دن بھی دن سوکھ کر کانٹا بننے لگی دو ماہ میں ہی وہ ایسی ہو گئی جیسے اس کے جسم میں جان نہ ہو ایسا کیوں اس کے ساتھ ہو رہا تھا یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتی لیکن ایک رات وہ یہ راز بھی جان گئی کیونکہ اس کو وہ سفید لہر وہ حسین شہزادہ اپنی گردن پر جھکا ہوا دکھائی دیا تھا وہ اس کا خون چوس رہا تھا۔ یہ سب پڑھنے کے بعد میں جو اس سایہ سے دل ہی دل میں پیار کرنے لگی تھی۔

مجھے اس سے خوف آنے لگا کیونکہ مجھے اس سایہ کی محبت سچی نہ لگی تھی اسے اس لڑکی رضوانہ سے محبت نہ تھی وہ اس کے خون کا پیاسا تھا جو وہ ہر روز پیتا تھا اور اس کو موت کے قریب لیے جا رہا تھا اس راز کو جاننے کے بعد وہ لڑکی خاموش سی رہنے لگی کسی سے بھی بات نہ کرتی۔ جب وہ سفید لہر اسے دکھائی دیتی تو وہ بس اسے دیکھتی رہ جاتی اس میں ہمت نہ ہوتی کہ وہ اٹھ کر اس کو پکڑ سکے سب کچھ جاننے کے باوجود بھی اس کے عشق میں کوئی بھی کمی نہ آئی تھی نہ ہی اس کا جنون کم ہوا تھا۔ ایک رات وہ سوئی ہوئی نہ تھی جاگ رہی تھی کہ اس کو اپنے گرد وہی سفید لہر دکھائی دی جو اسی حسین شہزادہ کے روپ میں اس کے سامنے آ گئی اور اس کے قریب اس کی چارپائی پر بیٹھ گیا اور بولا رضوانہ میں تمہیں لینے آیا ہوں کیا تم میرے ساتھ چلو گی اس کی یہ بات سن کر وہ خوشی سے اچھل پڑی اس کو یوں لگا جیسے اس کے ہڈیوں بھرے جسم میں کوئی نئی روح گھس آئی ہو وہ بولی ہاں میں چلوں گی جہاں کہو گے چلوں گی اس کی بات سن کر وہ ہنس دیا اور اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا تو وہ بولی یہ تو دھواں ہے میں اس کو کیسے چھو سکتی ہوں اس کی بات سن کر وہ وہ بولا ہاں تم نے ٹھیک کہا ہے کہ تم مجھے پکڑ نہیں سکتی ہو اس کی ایک وجہ میں وہ وجہ تم کو جا کر بتاؤں گا آؤ میرے ساتھ اتنا کہہ کر وہ سفید سایہ اٹھ گیا تو رضوانہ بھی چارپائی سے اٹھ گئی وہ یہ بات بھول ہی گئی کہ پیچھے سے اس کے والدین پر کیا بیتے گی وہ لوگوں کو اس کے بارے میں کیا کیا بتائیں گے لوگ کیا کیا باتیں کریں کہ نور محمد کی بیٹی رات کے اندھیرے میں کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہے اس نے کچھ بھی نہ سوچا اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی اس نے نہ گھر کی دہلیز عبور کر لی بلکہ گاؤں کی گلیوں سے بھی نکل کر دور راہوں پر چلنے لگی میں جانتی ہوں کہ تم میرے خون کے پیاسے ہو تم کو مجھ سے محبت نہیں ہے رضوانہ نے چلتے چلتے کہا نہیں ایسا نہیں ہے اگر مجھے تم سے پیار نہ ہوتا تو میں تمہارے اردگرد کیوں گھومتا رہتا مجھے تم سے سچا پیار ہے اور میں تم کو اپنی جیسی زندگی دینا چاہتا ہوں تا کہ تم ہمیشہ میرے پاس رہو مجھے چھو سکو اس کی یہ بات سن کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی بولی واقعی میں تم کو چھو سکوں گی کیا واقعہ میرا ہاتھ تمہارے جسم سے گزرتا ہوا کہیں ہوا میں گھوم نہیں جائے گا۔ ہاں ایسا ہی ہو گا دیکھنا پھر تم جو چاہو گی ایسا ہی ہو گا تم کیا سمجھتی ہو کہ میں تمہارا دشمن ہوں نہیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا ہے میں تمہارے لیے بہت بے چین ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم کو بھی اپنی زندگی دے کر ہمیشہ کے لیے اپنا لوں وہ چلتے چلتے نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گئے پھر رضوانہ کو ایک بنگلہ دکھائی دیا جو بہت ہی خوبصورت تھا اس کی دیواریں شیشوں کی بنی ہوئی تھی ہر کمرہ واضح دکھائی دیتا تھا وہ اس کو لیے اس شیش محل میں لے گیا اور بولا یہ میرا گھر ہے دیکھ کتنا پیارا ہے۔ ہاں بہت پیارا ہے لیکن تم سے زیادہ نہیں، ہے تم وہ کچھ کرو جو مجھے کہتے آئے ہو میں تم کو چھونا چاہتی ہوں مجھے اپنے جیسی زندگی دو اس کی اس بات پر وہ ہنس پڑا اور سوچنے لگا کہ یہ لڑکی کتنی معصوم [illegible] ہی نہیں پا رہی ہے کہ میں زندہ انسان نہیں ہوں ایک روح ہوں ایسی روح جسے دیکھا تو جا سکتا ہے لیکن چھوا نہیں جا سکتا ہے

اور اس کو چھونے کے لیے اسے موت کے دروازے سے گزرنا ہوگا۔ وہ اس کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا اور پھر بولا ۔رضوانہ میری طرف دیکھو۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

ہاں کہو میں سن رہی ہوں وہ بولا میں زندہ انسان نہیں ہوں! ایک مرا ہوا انسان ہوں مجھے میرے دشمنوں نے میری گردن دبا کر مار دیا تھا دیکھو میری گردن اس پر ان کے ہاتھوں کی، انگلیوں کے نشان ابھی تک موجود ہیں انہوں نے مجھے مار کر ایک کنویں میں پھینک دیا وہ کنواں گاؤں سے باہر تھا جہاں کوئی بھی نہ جاتا تھا کیونکہ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہاں جن بھوت رہتے ہیں مجھے وہاں سے کسی نے نہ نکالا میں اس کے ٹھنڈے پانی میں پڑا ہوا سرد ہوتا گیا۔ اور پھر ایک دن میرا جسم ہوا کی مانند پانی سے اوپر اٹھا اور میں اس کنویں سے باہر نکل آیا میں حیران ہو رہا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے میں ہوا میں کیوں اڑنے لگا ہوں جو بھی تھا مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا میں اڑتے اڑتے ہوئے اپنے ان دشمنوں کے پاس چلا گیا جنہوں نے مجھے مارا تھا نجانے ان کو دیکھ کر مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میری رگیں پھولنے لگی میں وحشی ہو گیا اور ان کی گردنیں کاٹ کر ان کا خون پینے لگا میں نے ان چاروں کا ایسا ہی حال کیا میں ایک خون آشام روح بن گیا اور کئی سالوں سے لوگوں کا پیتا آ رہا ہوں پھر تمہارے پاس آیا تو نجانے تم میں ایسا کیا تھا کہ میں تمہیں دیکھتے ہی بس دیکھتا ہی چلا گیا مجھے یوں لگنے لگا جسے میں پوری زندگی تلاش کرتا رہا تھا وہ تم ہی تھیں میں سوچنے لگا تو مجھے معلوم ہونے لگا کہ تم تو وہی ہو جس کے میں خواب دیکھتا آ رہا تھا جو میرے تصور میں رہتی تھی

رضوانہ تمہیں دیکھنے کے بعد مجھے تم سے پیار ہونے لگا پیار تو میں بہت عرصہ پہلے سے کرتا آ رہا تھا لیکن اب تم کو دیکھ کر میرا جنون بڑھ گیا میں تمہارے اردگرد رہنے لگا میں نے دیکھا کہ تم بہت ہی غریب ہو تمہارے گھر میں کھانے کو بھی کچھ نہیں ہے اس بات کا مجھے شدید دکھ ہوا اور پھر میں نے تم لوگوں کو دولت دینی شروع کر دی اور تم کو پورے گاؤں میں مالدار کر دیا اس دوران تمہیں ہمیشہ کے لیے حاصل کرنے کی حسرت بھی بڑھتی چلی گئی اور تم کو حاصل کرنے کے لیے مجھے تم کو بھی اپنے جیسا بنانا تھا اور مجھ جیسا بننے کے لیے تم کو بھی موت کو گلے لگانا تھا لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ موت کی سختی تم پر بھاری پڑے میں نے دھیرے دھیرے تمہارا خون پینا شروع کر دیا۔ تم کو میں نے پتہ بھی چلنے دیا کہ میں راتوں کی تنہائیوں میں جب تم سوئی ہوئی ہوتی ہو میں تمہارا خون چوستا ہوں تم دن بدن کمزور پڑنے لگی اور پھر ایک دن تم نے مجھے دیکھ لیا میں سمجھا تھا کہ تم سو رہی ہو لیکن تم سوئی ہوئی نہ تھی تم جاگ رہی تھی اور تم نے مجھے دیکھ لیا اور میں کانپ کر رہ گیا کہ تم مجھ سے نفرت نہ کرنے لگو اور پھر تم کو میں نے ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے تمام کہانی رضوانہ کو سنا دی کہانی سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور کہنے لگی۔ شہزادے تم کو حاصل کرنے کے لیے مجھے ایک بار تو کیا ہزار بار بھی موت کے منہ میں جانا پڑا تو میں یہ بھی کر گزروں گی اتنا کہہ کر اس نے اپنی گردن اس کے سامنے کر دی اور ساتھ ہی آنکھیں بند کر لیں بولی جان لو میں حاضر ہوں مجھ سے میری زندگی لے کر اپنا آپ مجھے دے اپنی جیسی زندگی دے دو بس پھر کیا تھا اس نے اس کی گردن اپنے ہاتھوں میں لے لی آج پہلے دن اس کو احساس ہوا تھا کہ کسی نے اسے چھوا ہے اس سفید لہر نے اسے چھوا ہے جسے چھونے کے لیے وہ ہمیشہ سے ترستی آ رہی تھی اس نے اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا موت کی سختی اس پر امڈ آئی تھی اس کا پورا جسم لرزنے لگا روح اس کے جسم سے نکلتی جانے لگی تھی اور پھر اس کا کمزور سا جسم اس سفید لہر کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے زمین پر گر گیا جس کو رضوانہ بھی دیکھنے لگی وہ اپنے بے سدھ اور بے جان جسم کو نیچے پڑا ہوا دیکھے جا رہی تھی اس نے اپنے جسم کو چھونے کی کوشش کی لیکن وہ جسم اس کے ہاتھوں میں نہ آیا تب اس نے شہزادے کو پکڑنا چاہا تو وہ با آسانی اس کے ہاتھوں میں آ گیا۔ آج اس کے دل کی حسرت پوری ہو گئی تھی اپنی جان دے کر اس نے اپنی محبت کو حاصل کر لیا تھا۔

شمع نے تمام کہانی سنا دی لیکن بعد میں وہ خوفزدہ ہو گئی اور بولی شاہد جان اصل کہانی اس کہانی کو پڑھنے کے بعد

رونما ہوئی تھی مجھے کیا معلوم تھا میں صرف کہانی پڑھ رہی ہوں لیکن اس کے آخری صفحہ پر لکھی تحریر کو پڑھنے کے بعد میں کانپ کر رہ گئی اس میں صاف لکھا ہوا تھا کہ جو کوئی بھی اس کہانی کو پڑھے گا بہت جلد وہ بھی طلسمی دنیا میں شامل ہو جائے گا یہ ایسے حروف تھے جن کو پڑھ کر میں کانپ گئی اور پھر میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ نے لگا مجھے سفید لہر اپنے اردگرد دکھائی دینے لگی۔ مجھے ہر طرف سے خوف آنے لگا اس ناول کی تمام کہانی مجھے یاد آنے لگی مجھے یوں لگنے لگا جیسے میری زندگی کے دن بھی گنے جا چکے ہیں وہ ہر وقت میرے اردگرد گھومتی ہوئی مجھے دکھائی دینے لگی میری حالت خوف اور ڈر کی وجہ سے بری ہونے لگی کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں کسی دوست کو بھی کچھ نہ بتا سکتی تھی کہ میرے ساتھ ایسے واقعات بیت رہے ہیں میں ان کی نظروں میں مذاق نہیں بننا چاہتی تھی۔ میرا ایک مقام تھا ان سب کی نظروں میں وہ حد سے بڑھ کر مجھ سے پیار کرتی تھیں اور میں ایسی بات ان کو بتا کر ان سے دور نہیں ہونا چاہتی تھی اگر وہ جان جاتیں کہ مجھے کوئی سایہ دکھائی دیتا ہے تو خوف سے مجھ سے دوستی ختم کر سکتی تھیں میں نے اس بات کو دل میں ہی قید کر کے رکھا۔ لیکن میں جانتی تھی کہ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ ایک رات مجھے اپنے کمرے میں وہ سفید دھواں کی لہر نظر آئی جو سامنے والی دیوار کے ساتھ روشن تھی کمرے میں اندھیرا تھا لیکن وہ لہر چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی میری نظریں اس پر جم گئیں میں دیکھنے لگی کہ میرے سوتے میں کہیں وہ میرا خون تو نہیں سوچتی ہے کہیں مجھے بھی رضوانہ کی طرح دھیرے دھیرے موت کی طرف تو نہیں کھینچ رہی ہے۔

میں پچھتا رہی تھی کہ میں سفید لہر ناول کیوں پڑھا اگر پڑھنا ہی تھا تو سب سے پہلے اس کا آخر والا صفحہ پڑھ لیتی جس پر لکھا ہوا تھا کہ اس کہانی کو پڑھنے والا ایک دن اس کہانی کا حصہ بن جائے گا وہ سفید لہر اسے بھی دکھائی دینے لگی۔ میں پچھتا رہی تھی لیکن اب پچھتانے کا کوئی بھی فائدہ نہ تھا جو میں نے کیا تھا وہ مجھے اب بھگتنا تھا اور مجھے اب اس کے لیے خود کو تیار کرنا تھا میری نظریں اس لہر پر جمی ہوئی تھیں اور سوچیں مجھے کہیں سے کہیں لے جا چکی تھیں جہاں میرے اردگرد موت کے ہی سائے گھوم رہے تھے اس لہر نے ایک جسم بنانا شروع کر دیا میں دیکھ رہی تھی کہ وہ لہر دھیرے دھیرے پھیلتی جا رہی تھی اور ایسے ہوتی جا رہی تھی جیسے کسی انسان کا سفید کھڑا ہو اب سایہ بھی ختم ہونے لگا اس کے چہرے کے نقش و نگار واضح ہونے لگے اور چند لمحوں بعد میرے سامنے ایک حسین شہزادہ کھڑا تھا ایسا شہزادہ جسے شاید میں نے بھی اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ اف میں اس کو دیکھنے کے بعد دنیا کو ہی بھول گئی میں یہ بھی بھول گئی کہ وہ میری موت ہے مجھ سے میری زندگی چھین لے گا بس اسے دیکھے جا رہی تھی اس کے لبوں پر ایک سحرانہ سی مسکراہٹ تھی وہ چلتے چلتے میرے بیڈ کے قریب آیا شاید اس نے جان لیا تھا کہ میں جاگ رہی ہوں میں سوئی ہوئی نہیں ہوں۔ میری نظریں اس کا تعاقب کر رہی ہیں وہ جو جو کر رہا ہے میں دیکھ رہی ہوں۔

شمع۔ مجھے اس کی سحرانہ سی آواز سنائی دی اسکی آواز میں اتنا جادو تھا کہ میں مبہوت بنی اس کی آواز کے سحر میں کھو کر رہ گئی نجانے کیوں اس کے لبوں سے مجھے اپنا نام اچھا لگا تھا۔ تم نے ایک مرتبہ پھر مجھے زندہ کر دیا ہے اس نے میرے پاس بیٹھتے ہوئے کہا لیکن میں تمہاری جان نہیں لوں گا کیونکہ اگر تمہاری جان لے لی تو میری طاقتیں آگے نہیں بڑھ سکیں گی مجھے تم سے کچھ کام لینے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ تم میرے وہ کام کرو گی۔ کون سے کام۔ میں نے اس کے سحر میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا مجھے سات لڑکیوں کا خون پینا ہے اور جن لڑکیوں کا خون تم مجھے پلاؤ گی ان کے نام۔ ر۔ سے شروع ہوں اور وہ تمہاری سہیلیاں ہیں سات سہیلیاں۔ نہیں نہیں میں ایسا نہیں کروں گی میں ان کو نہیں ماروں گی وہ مجھے بہت عزیز ہیں مجھ سے بے حد پیار کرتی ہیں۔ میری بات سن کر وہ ہنس دیا اور بولا دیکھو تم کو ایسا کرنا پڑے گا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں میرے سامنے کسی کا بھی روپ اپنانا مشکل کام نہیں ہے میں خود کو تیرا روپ بھی دے سکتا ہوں اور پھر تم کو ان کی نظروں میں اتنا گرنا پڑے گا برداشت بھی نہ کر سکو گی۔ اس کی بات سن کر میں کانپ کر رہ گئی جو کشش اس کے چہرے پر

دیکھ کر میں مبہوت ہوئی تھی سب کی سب نفرت میں بدلنے لگی اس کے خوبصورت چہرے کے پیچھے بجھے بھیانک چہرہ دکھائی دینے لگا تھا میں جان گئی تھی کہ اسے مجھ سے محبت نہیں ہے بلکہ اسے رضوانہ سے بھی محبت نہ تھی اگر وہ اس سے محبت کرتا ہوتا تو کسی اور کے سامنے کبھی نہ آتا ہمیشہ اس کے ساتھ ہی رہتا۔ لیکن اس کی زندگی کا مقصد کسی کو اپنا حسن دکھا کر اس کے دل میں اپنے لیے جگہ بنا کر اس کی زندگی سے کھیلنا ہوتا تھا۔ اب اس کی نظریں مجھ پر جم گئی تھیں وہ مجھے رضوانہ بنانا چاہتا تھا لیکن شاید میرا خون اس کے لیے ناکافی تھا اس لیے اس نے میری دوستوں پر بھی نظر رکھ لی تھی۔ دیکھو تم جو بھی ہو میں جانتی ہوں کہ تم ایک روح ہو بھٹکی ہوئی روح۔ میں تمہاری یہ بات کبھی بھی نہیں مانوں گی چاہے تم میری جان ہی کیوں نہ لو میری بات سن کر وہ ہنس دیا اور بولا۔

دیکھنا تم وہ سب ہی کرو گی جو میں کہتا جاؤں گا تم میرے بارے میں صرف اتنا ہی جانتی ہو کہ میں ایک روح ہوں اس کے آگے کچھ بھی نہیں جانتی ہو اور میں ابھی تم کو کچھ بتانا بھی نہیں چاہوں ہاں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ رضوانہ میرے عشق میں اتنا گرفتار نہیں ہوئی تھی جتنا تم ہو گی تم کو ہر طرف میں ہی میں دکھائی دوں گا اتنا کہہ کر وہ اٹھا اور میرے قریب آ گیا اس نے ہاتھوں سے میرا چہرہ اوپر اٹھایا اور پھر تین پھونکیں مجھ پر ماریں اس کے پھونک مارنے کی دیر تھی کہ میرا دماغ سونے لگا۔ یوں لگنے لگا جیسے میں گہری کھائیوں میں گرتی جا رہی ہوں جہاں ایک چہرہ مجھے دکھائی دے رہا ہو اور وہ چہرہ اسی کا تھا اس نے ٹھیک کہا تھا کہ میں رضوانہ سے بڑھ کر اس سے عشق کرنے لگوں گی میں ایسا ہی کرنے لگی اسے دیکھ لیتی تو سکون مل جاتا نہ دیکھتی تو بے چین سی رہتی میں کھانا پینا بھی بھول گئی رضوانہ کی طرح میں بھی اسے چھونا چاہتی تھی لیکن چھو نہ پاتی تھی ایک حسرت تھی اس کو چھونے کی جو میرے دل کو بے چین کیے ہوئے تھی وہ میرے سامنے آتا تو میں سب کچھ ہی بھول جاتی اور اس کو پکڑنے کی کوشش کرتی میری دیوانگی دیکھ کر وہ ہنس دیتا میں نے کئی بار اس کو پکڑتے پکڑتے خود کو زخمی بھی کیا تھا کبھی دیواروں سے ٹکراتی تھی اور کبھی کسی چیز سے لیکن وہ میرے ہاتھ نہیں آتا تھا میرے ہاتھوں آتے ہوئے بھی ہاتھ نہیں آتا تھا وہ دھواں بن کر مجھ سے گزر جاتا تھا۔

دیکھو ایک بار صرف ایک مجھے خود کو چھونے دو پھر جو کہو گے میں کروں گی۔ میری بات سن کر وہ ہنس دیا اور بولا تم یہ اس وقت کر پاؤ گی جب تک تم خون نہ کرو گی کسی کا خون نہ پیو گی۔ اسکی بات سن کر میں نے کہا تمہیں چھونے کے لیے میں خون بھی کروں گی اور خون پیوں گی بھی میری یہ بات سن کر اس نے گہری سانس لی اور بولا اب ہوئی نہ بات پھر ابھی اٹھو اور آؤ میرے ساتھ۔ کہاں میں نے کہا تو وہ بولا پوچھنا ضروری نہیں ہے اٹھو آؤ اتنا کہہ کر وہ دروازے سے ٹکرایا اور بند دروازہ میں ہی باہر نکل گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔ میں خود نہیں جانتی تھی کہ میں اس کے ساتھ کہاں جا رہی تھی لیکن اتنا ضرور جانتی تھی کہ وہ جہاں بھی مجھے لے کر جائے گا مجھے بہت اچھا لگے گا آج کئی دنوں بعد تو وہ میرے قابو آیا تھا بہت تڑپایا تھا اس نے مجھے اپنا آپ مجھے دکھا کر ایسے ہی چلا جایا کرتا تھا نہ بات کرتا تھا نہ محبت کی باتیں کرتا تھا بس آتا تھا اپنا آپ دکھا کر اور زیادہ تڑپ دے کر چلا جاتا تھا لیکن اب میں اس کو کہیں بھی نہیں جانے دوں گی وہ ہمیشہ میرے ساتھ اور میں اس کے ساتھ رہوں گی میں اپنی جان دے کر رضوانہ کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے اس کو اپنا لوں گی اور اپنے پیار میں اس قدر مست رکھوں گی کہ وہ میرے علاوہ دوبارہ کسی کو بھی اپنی خوبصورتی اور پرکشی دکھا کر اس کو اپنے پیار میں نہ پھنسا سکے میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ایسی ہی باتیں سوچتی جا رہی تھی اس کا میری دوست روپا کے گھر کی طرف تھا۔ روپا کے گھر کو سامنے دیکھ کر میں چونک سی گئی مجھے کچھ ہوش سا آنے لگا لیکن نجانے اس نے مجھ پر کیا جادو کر دیا تھا مجھ پر کیا پڑھ کر پھونک دیا تھا کہ میں یہ سب جانتے ہوئے کہ وہ مجھ سے روپا کا قتل کروانا چاہتا ہے خاموش رہی۔ اس نے روپا کے گھر کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

شمع میری جان۔ جاؤ اس گھر میں گھس جاؤ اور اپنی سہیلی کا خون مجھے لا کر دو اتنا کہہ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی

ایک سیشی اور ایک چھوٹا سا چاقو میرے ہاتھ میں تھما دیا اس کی بات سن کر میں نے ایک گہری اس کے حسین چہرے پر ڈالی اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی بہت ہی پیار سے مجھے دیکھ رہا تھا مجھے اس کے اس طرح دیکھنے کا انداز بہت ہی پیار الگا۔ میں چاہتی تھی کہ وہ میرے سامنے یونہی ساری زندگی کھڑا رہے اور میں اس کو دیکھتی ہی رہوں۔ لیکن شاید وہ ایسا نہیں چاہتا تھا بولا شمع میری جان دیر مت کرو اگر ایسے ہی کھڑی رہی تو میں پیاسہ مر جاؤں گا کیا تم چاہو گی کہ میں پیاسا مروں اس کی یہ بات سن کر میرے دل کو کچھ ہونے لگا نہیں نہیں میرے محبوب نہیں میں ایسا کبھی بھی نہیں چاہوں گی میں ہوں ناں تمہاری پیاس بجھانے والی اتنا کہہ کر میں نے اس کے ہاتھ سے لی ہوئی شیشی اور چمکتے ہوئے چھوٹے سے چاقو کو دیکھا اور گیٹ کے پاس جا پہنچی میں گیٹ کو ہاتھ لگایا تو وہ بند تھا ابھی میں اس گیٹ کی بیل دینے ہی والی تھی کہ وہ ہوا کی طرح میرے پاس آیا اور بولا ایسا نہ کرنا کوئی اٹھ گیا تو میرا سارا کام بگڑے کا بگڑا رہ جائے میں پیاسا رہ جاؤں گا اتنا کہہ کر اس نے میرے دونوں بازوؤں کو پکڑا اور اوپر ہوا میں اچھال دیا میں اڑتی ہوئی گیٹ کی طرف دوسری طرف اس کے صحن میں جا گری۔ آج پہلی بار مجھے اس کے جسم کا لمس محسوس ہوا تھا اس کے ہاتھ بہت ہی گرم تھے یوں جیسے آگ سے نکل کر آیا ہے۔ میں اس کی سوچوں میں ڈوبی ہوئی مکان کو دیکھنے لگی مجھے روپا کے کمرے کا پتہ تھا میں کئی بار اس کے گھر آ چکی تھی سو میں اس کے کمرے کی طرف چل دی۔

اس کے کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اندر ہلکی سی روشنی تھی میں اس کو جانتی تھی اس کو اندھیروں سے بہت ڈر لگتا تھا وہ کمرے کی روشنی جلا کر سوتی تھی میں اس کی کھڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور اسے دیکھنے لگی وہ بہت مست سوئی ہوئی تھی یوں جیسے اس کو معلوم ہی نہ ہو کہ موت اس کے سر پر سوار ہے۔ یہ اس کی بدبختی تھی کہ وہ آج اپنے کمرے کا درواز ہی بند کرنا بھول گئی تھی اور یہ ہی موقع میرے لیے بہترین تھا میں اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتی تھی میں نے دروازہ کو اندر کی دھکیلا تو وہ کھل گیا میں نے اسی طرح اس کو بے آواز ہی بند کر دیا اور پھر وحشی بن گئی یہ بھی بھول گئی کہ وہ میری پیاری اور گہری سہیلی ہے میں نے ایک لمحہ میں ہی اس کی سوئے میں گردن کاٹ دی چاقو میری سوچ سے بھی زیادہ تیز تھا اس کی گردن پر رکھ کر چلایا ہی تھا کہ اس نے اس کی گردن کو لہولہان کر دیا وہ بے آواز بری طرح اور شاید وہ آواز بھی نکالتی لیکن میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ بند کر دیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا شاید وہ کہہ رہی تھی کہ شمع میری جان تم تو ایسی تھی پھر تو نے ایسا کیوں کیا کیوں میری موت بن کر میرے پاس آ گئی۔ شاید وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن میں نے اس کو کچھ بھی کہنے نہ دیا اس کے منہ پر ہاتھوں کا دباؤ بڑھائے ہوئے رکھا پھر وہ دھیرے دھیرے ٹھنڈی ہونے لگی اس کے اندر کا پرجوش اور گرم خون ٹھنڈا ہونے لگا میں نے وہ شیشی اس کے خون سے بھر لی اور اس کی بات یاد آ گئی کہ مجھے خود بھی خون پینا تھا یہ کام میرے لیے کراہت آمیز تھا لیکن اپنے پیار کو پانے کے لیے مجھے یہ بھی کرنا میں نے اپنے ہونٹ اس کی کٹی ہوئی گردن پر رکھ دیئے اور اس کا بہتا ہوا خون پینے لگی مجھ پر ایک لذت اترنے لگی ایسی لذت جو زندگی میں آج پہلی مرتبہ مجھے ملی تھی۔ میں نے اس کا سارا خون چوس لیا لیکن اس کے خون میں نجانے میرے لیے کتنی محبت اور چاہت تھی کہ اس کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا کہ میں نے اس کی گردن پر اور جہاں جہاں اس کا خون بکھرا تھا اپنی زبان سے چاٹنے لگی۔ اور پھر مجھ یکدم مجھ پر اس حسین شہزادے کی محبت کا جنون اتر گیا میں ہوش میں آ گئی شاید میں نے خون پینے اور چاٹنے میں زیادہ دیر کر دی تھی کہ مجھ پر جو مدہوشی تھی وہ ٹوٹ گئی تھی میں اپنی دوست کو مرا ہوا دیکھ کر رو دی اور روتی ہی چلی گئی روتے ہوئے میں اس کے بالوں پر انگلیوں کی کنگھی کرتی جا رہی تھی روپا میری جان اٹھو دیکھو میں آئی ہوں تیرے پاس اٹھو مجھ سے باتیں کرو ایسی باتیں میں روتے ہوئے کر رہی تھی کہ مجھے باہر کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی آواز سنتے ہی میں کانپ گئی اور جلدی سے اس کے سرہانے سے اٹھی اور دروازے کے پیچھے چھپ گئی میں نے اپنے جسم کی پوری طرح دروازے پر ٹیک لگا دی کہ اٹھنے والا روپا کے کمرے میں آنے پر دروازہ نہ کھول سکے۔ میرے آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہ

رہے تھے میں نے اپنی ہی دوست کا کون کردیا تھا اپنی ہی جان کو ماردیا تھا ایک ایسے انسان کے پیار کی خاطر جو زندہ نہ تھا ایک روح تھا ہوا کا ایک ہیولہ تھا بادل کا ایک سفید دھند لا سا دھواں تھا جس کا انسانی دینا سے کوئی بھی کام نہ تھا جس کو کسی سے کوئی بھی پیار نہ تھا۔

شمع۔ مجھے ایک دھیمی سی سرگوشی سنائی دی یہ آواز اس حسین شہزادے کی تھی جس نے میرے ہاتھوں میری دوست کا قتل کروایا تھا۔ باہر نکلو بہت دیر تو نہ کردی ہے مجھے خون کی بہت طلب ہو رہی ہے۔ نہیں نہیں میں نہیں نکلوں گی تم نے میری دوست کا میرے ہاتھوں قتل کروا کے بہت بڑا گناہ مجھ سے کروایا ہے تم پیاسے مرتے ہو تو مرو میری بات سن کر اس کی ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی شمع میری جان ایسا نہ کہو دیکھو میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں میرے پیار کو سمجھو اگر تم نے آج مجھے پیاسا رکھا تو پھر مجھے کبھی بھی دیکھ نہ سکو گی مجھے ڈھونڈتی ہی رہو گی میں ہوا کا ہیولہ بن کر نجانے دوبارہ کبھی واپس نہ آسکوں گا ۔جلدی نکلو باہر۔ نہیں نہیں میں نہیں آؤں گی تمہیں مجھ سے ذرا بھی پیار نہیں ہے تمہیں خون سے پیار ہے جو تم میرے ہاتھ سے لینا چاہتے ہو۔ نہیں شمع ایسی بات نہیں ہے خون تو میں تیرا بھی پی سکتا تھا لیکن نہیں مجھے تم سے پیار ہے نکلو باہر اس کی آواز میں بے بسی اترتی چلی جارہی تھی لیکن میں سامنے پڑی ہوئی اپنی مری ہوئی دوست کو دیکھ کر روئے جارہی تھی میں جان گئی تھی کہ میں نے بہت غلط کردیا ہے مجھے سنبھلنا چاہیے تھا۔ میں مسلسل رو رہی تھی کہ یکدم دروازہ پر اس کا زور پڑا جو مجھے آگے کی طرف دھکیلتا چلا گیا میں اس کے مقابلہ میں بہت کمزور تھی اس جیسی مجھ میں طاقت کہاں تھی وہ تیزی سے میری طرف بڑھا اور آتے ہی اس نے میرے بالوں سے مجھے پکڑ لیا میرے ہاتھ سے اس نے شیشی بھی پکڑ لی جو خون سے بھری ہوئی تھی ۔ میں چیخنے لگی۔ وہ تیزی سے مجھے اس گھر سے باہر نکال کر لے گیا اس کی آنکھیں اس وقت سرخ ہو رہی تھیں میں نے دیکھا کہ اس کی رنگت بدلنے لگی تھی اس کی خوبصورتی ماند پڑنے لگی تھی وہ ایک خوبصورت انسان سے ایک وحشی درندہ دکھائی دینے لگا اس کا یہ بھیانک روپ دیکھ کر میں کانپ گئی خوف سے میری چیخیں نکلنے لگی وہ میرے بالوں کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مجھے کھینچتا ہوا نجانے کہاں سے کہاں لے گیا۔ وہ مجھے کھینچتا رہا اور میں اس کے ہاتھوں بس کھینچتی ہی چلی جارہی تھی۔

شمع تو نے میرے ساتھ بہت غلط کیا ہے بہت ہی غلط میں تم کو اس کی ایسی سزا دوں گا کہ تم پوری زندگی یاد رکھو گی ۔اتنا کہہ کر وہ ہاتھوں میں خون کی شیشی پکڑے تیزی سے ایک طرف کو بھاگ گیا مجھے اکیلا چھوڑ کر رات کی اس تاریکی میں نجانے کہاں کھڑی تھی کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا رات کے وقت راستے بھی میرے لیے انجان تھے تھا تو میرا شہر لیکن ان راستوں پر میں کبھی آئی نہ تھی میں اسی جگہ کھڑی اپنے گھر کے راستے کو تلاش کرنے لگی اور پھر مجھے پتہ چلنے لگا کہ میں گھر سے کس سمت ہوں اف میں تو بہت دور دوسری طرف آگئی تھی یہ کوئی شہر کا حصہ تھا مجھے کافی دور چل کر جانا تھا لیکن اکیلی تھی خوف بھی تھا ایک خوف پکڑے جانے کا کہ کوئی بھی آگیا کسی نے بھی مجھے یوں اکیلے دیکھ لیا تو نجانے میرے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا دوسرا اس درندے کا جس کی اصلیت میرے سامنے آگئی تھی جس کے خوبصورتی کے پیچھے بہت بھیانک شکل تھی میں خود کو بچانے کے لیے ایک ایسے مکان میں جا گھسی جو زیر تعمیر تھا اس کی چھتیں تو پڑیں ہوئی تھیں لیکن دروازے نہ تھے وہ رات میں نے وہاں ہی گزاری اور پوری رات ڈرتی ہی رہی جونہی صبح کی آذانیں ہوئی میں وہاں سے نکل کر تیزی سے اپنے گھر کی طرف چلنے لگی میں نے خود کو دوپٹے میں اوڑھ رکھا تھا میرے چلنے کی رفتار بہت ہی تیز تھی ایک لمبا سفر مجھے چلنا تھا جو میں چلتی ہی جارہی تھی اور صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی میں گھر جا پہنچی میں نے گھر میں داخل ہوتے ہی ایک گہری سانس لی لیکن میری آنکھوں سے بہنے والے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے میں قاتل تھی ایک معصوم قاتل۔ جو قتل کرنا نہیں چاہتی تھی لیکن اس سے کروایا جاتا تھا۔

صبح تک یہ خبر ہر طرف پھیل گئی میں نے بھی اپنے کپڑے بدل لیے تھے کیونکہ ان کپڑوں پر میری دوست کے خون

کے کئی گہرے دھبے موجود تھے اور اس کا خون چوسنے سے میرے ہونٹ اور گال بھی خون سے سرخ تھے میں نے اپنا حلیہ آئینہ میں دیکھ لیا تھا میں اس وقت کوئی لڑکی نہ لگ رہی تھی کوئی خون آشام دکھائی دے رہی تھی ۔ میں نے جلدی سے اپنا حلیہ درست کیا اور بیڈ پر لیٹ گئی میرے کالج جانے کا بھی وقت ہو رہا تھا لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں گھر سے باہر نکل سکوں میں دوست کا قتل کر کے اندر سے ٹوٹ چکی تھی میرا دل بجھ گیا تھا میں اندر ہی اندر سلگتی جارہی تھی کچھ ہی دیر میں مجھے میری دوست روبینہ کا فون آگیا جو کارنامہ میں نے کیا تھا وہ مجھے بتانے لگی اس کی آواز آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھی کہاں ہو تم شمع۔ گھر میں ہوں۔ یار جلدی روپا کے گھر پہنچو ہم سب دوستیں وہاں ہیں۔ کیوں وہاں کیا کر رہی ہو میں نے اداکاری کی۔ تم کو کچھ پتہ نہیں ہے کیا اس نے اسی طرح روتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کس بات کا پتہ۔ میں نے سوال کردیا تو بولی روپا کا رات کو قتل ہو گیا تھا کسی نے اس کی شہہ رگ کاٹ دی ہے۔ کیا کیا۔ میں نے اداکاری کی یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ہاں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں بس تم جلدی سے پہنچو اس نے یہ کہہ کر فون بند کردیا۔ اف خدایا۔ میں نے ایک جھرجھری سی لی اور تیار ہونے لگی تیار ہوتے ہوئے مجھے اپنے کمرے میں وہی سفید لہر دکھائی دی جو میرے کمرے کے دروازے کے پاس موجود تھی اسے دیکھتے ہی خوف سے میں کانپ اٹھی اس نے اپنا وجود تخلیق کیا اور میرے بالوں کو ہاتھ میں لے کر زور سے کھینچتے ہوئے درشت انداز میں بولا۔

بہت بڑی ایکٹنگ کر رہی تھی ناں تو اپنی دوست سے لیکن میں تیری یہ ایکٹنگ نہیں چلنے دوں گا تم نے میرے ساتھ بہت بڑی گیم کی ہے میری برسوں کی محنت پر پانی پھیر دیا ہے تیری وجہ میں چلہ نہ کر سکا تم نے جان بوجھ کر مجھے لیٹ کردیا۔ تو نے مجھے تباہ کردیا ہے میں تم کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گا تیری دوستوں تو کیا سب کو بتا دوں گا کہ تم نے اس کا قتل کیا ہے۔ کیا میں بری طرح کانپی یوں لگا جیسے موت کا سایہ میرے اوپر گزر گیا ہو۔ نہیں نہیں تم ایسا نہیں کرو گے میں تم کو ایسا نہیں کرنے دوں گی ۔ میں نے وحشی انداز میں کہا تو وہ میری بات سن کر ہنس دیا اور بولا تو کچھ بھی نہ کر سکے گی اب دیکھتی جا میں تیرے ساتھ کیا کیا کرتا ہوں تو دنیا والوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے گی تیری دوستیں تجھ سے خوف کھائیں گی تیری شکل دیکھ کر تم سے دور بھاگتی جائیں گی۔ وہ درشت لہجے میں بولتا جارہا تھا اس کی آنکھوں کی سرخی غصہ سے پھیلتی جارہی تھی۔ نہیں نہیں تم ایسا نہیں کرو گے میں نے روتے ہوئے کہا تم جو جو کہو گے میں کروں گی لیکن تم ایسا کچھ نہیں کرو گے میری یہ بات سن کر وہ ہنس دیا اور بولا ٹھیک ہے میں تم کو ایک موقع دیتا ہوں تمہیں اپنی تمام سہیلیوں کے ایک ایک کرکے خون کرنے ہوں گے مجھے ہر ہفتے ایک لڑکی کا خون چاہیے اور وہ خون تمہاری سہیلیوں کا ہی ہو کیونکہ ان سب کے نام۔ ر۔ سے شروع ہوتے ہیں۔ اگر اب تم نے میرے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی چالاکی تو پھر۔۔ وہ بات ادھوری چھوڑ گیا اس کی ادھوری بات میں سب کچھ ہی تھا جو میں جانتی تھی۔ اتنا کہہ کر وہ وہی سفید لہر بنے۔ لگا جو ہوا میں اڑتی ہوئی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی میں ٹوٹ کر رہ گئی جی چاہ کہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرلوں لیکن شاید موت سے مجھے سب سے زیادہ خوف آتا تھا میں مرنا نہیں چاہتی تھی میں ہمیشہ زندہ رہنا چاہتی تھی۔ میں ٹوٹے دل بوجھل قدموں سے گھر سے باہر نکل کر روپا کے گھر چلی گئی جہاں میری سب ہی دوستیں رو رہی تھیں میں بھی رونے لگی سب کے گلے لگ لگ کر روتی نہیں میرے یہ آنسو مگر مچھ کے آنسو نہ تھے اسے چاہے میں نے ہی مارا تھا لیکن اس کی موت کا گہرا صدمہ مجھے تھا۔ میں بار بار اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی اور جتنی بار بھی دیکھتی اتنی ہی تڑپ میرے دل میں اٹھتی مجھے وہاں وہ سفید لہر بار بار دکھائی دے رہی تھی اسے دیکھ کر میں کانپ بھی رہی تھی کیونکہ میں جانتی تھی کہ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے میرے اندر اس سفید لہر کا گہرا خوف بیٹھ چکا تھا اور شاید میں اس خوف سے کبھی بھی نکل سکتی تھی تین چار دن ایسے ہی بیت گئے وہ لہر مجھے دکھائی نہ دی۔ میں چاہتی تھی کہ وہ مجھے اب کبھی بھی دکھائی نہ دے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

چھٹے دن وہ لہر مجھے اپنے بیڈروم میں دکھائی دی جو ہیولہ بنے کے بعد اپنے اصل روپ میں آگئی وہ میرے سامنے

کھڑا تھا لیکن مجھے اس کے حسین چہرے سے اب پیار نہ رہا تھا کیونکہ میں نے اس کا اصل روپ دیکھ لیا تھا مجھے اب کسی سے بھی پیار نہ رہا تھا میں روپا کی موت کے بعد بجھی بجھی سی رہنے لگی میرے اندر جہاں اس کی موت کا گہرا صدمہ تھا وہاں اس لہر کا خوف بھی تھا کہ وہ اس خونی راز کو کسی کے سامنے کھول نہ دے عجیب سی میری حالت ہو گئی تھی۔ سنو۔ وہ میرے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔ کل رات مجھے تمہاری دوسری سہیلی کا خون چاہیے میں اپنا چلہ پھر سے شروع کرنے والا اب تم کو ایک بار پھر سات لڑکیوں کے خون کر کے ان کا خون مجھے دینا ہوگا۔ اور ہاں اگر تم نے وہ بات نہ کیا جو میں چاہتا ہوں تو پھر تم جانتی ہو کہ میں کیا کر دوں گا۔ اتنا کہہ کر اس نے وہی شیشی اور وہ چھوٹا سا چاقو میرے سامنے رکھا اور سفید لہر بنا اور میرے کمرے سے وہ لہر نکل گئی میں ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی۔ میں کیا کروں کیا نہ کروں میں سوچتی ہی رہ گئی پھر میرے اندر سے ایک گھناؤنی آواز ابھری۔

شمع خود کو بدنامی سے بچانے کے لیے تجھے اپنی سہیلی کا خون کرنا ہوگا اور وہی کچھ کرنا ہوگا جو جو وہ تم سے کہتا جائے گا ورنہ تو خود موت کے منہ میں جا گرے گی اور کوئی بھی تجھ کو بچانے والا نہ ہوگا۔ اپنے اندر کی یہ گھناؤنی آواز سن کر میں بری طرح کانپی مجھے اپنی موت میرے اپنے سر پر پھیلتی ہوئی دکھائی دی۔ موت کے خوف سے میں کانپ گئی اور چیخی ہاں ہاں میں یہ کام کروں گی میں اپنی تمام سہیلیوں کو ایک ایک کر کے مارتی جاؤں گی۔ میں ان کو مار کر اپنی زندگی بچاتی جاؤں گی ہاں ان کو مار کر زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ اور پھر میں اگلی رات روبینہ کے گھر جا پہنچی وہ تاریک رات تھی وہ سفید لہر بھی میرے ساتھ تھی جو مجھے اپنے ساتھ لیے جا رہی تھی۔ اس نے مجھے روبینہ کے گھر کے اندر پھینک دیا اور میں چلتی ہوئی روبینہ کے کمرے کے دروازے تک جا پہنچی میں نے ہاتھ لگا کر دروازہ دیکھا تو وہ بند تھا شاید روپا کی موت کے بعد وہ پوری طرح ڈر چکی تھی اس لیے اس نے اندر سے کنڈی چڑھا لی تھی میں انہی پاؤں واپس گیٹ کے پاس آئی اور آہستہ سے گیٹ کھول کر باہر نکل آئی وہ باہر ہی کھڑا تھا۔ اس کا دروازہ اندر سے بند ہے میں اندر کیسے جاؤں میں نے دبی ہوئی آواز میں کہا تو وہ بولا آؤ میرے ساتھ اتنا کہہ کر وہ اندر کو چلنے لگا میں بھی اس کے پیچھے بنا آہٹ کے قدم اٹھاتی ہوئی چلتی جانے لگی دروازے پر جا کر وہ رک گیا اور پھر اس نے نجانے کیا پڑھ کر دروازے پر پھونکا اور گہری نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولا دروازہ کھل گیا ہے جلدی کرو میں باہر ہی تمہارا انتظار کرتا ہوں اتنا کہہ کر وہ لہر لہراتی ہوئی واپس مڑ گئی اور میں نے جونہی دروازہ کو ہاتھ لگایا تو دروازہ کھل گیا اندر ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی جہاں وہ مجھے ایک بیڈ پر سوئی ہوئی دکھائی دی میں نے روپا کی طرح ایک دم سے اس کی شہ رگ کاٹ دی اور اس کے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر زور سے دبا دیا اس نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا موت نے اس کی آنکھوں کی رنگت تبدیل کرنا شروع کر دی تھی وہ تڑپتے تڑپتے ٹھنڈی ہونے لگی تو میں نے اس شیشی کو اس کے خون سے بھرنا شروع کر دیا اور جب وہ بھر گئی تب میں نے اس کا خون چوسنا شروع کر دیا۔ جب اس کے جسم کا تمام خون ختم ہو گیا تب میں تیزی سے اس کے کمرے سے باہر نکل آئی ایک خوف مجھ پر سوار ہو رہا تھا کہ کوئی اٹھ نہ جائے لیکن کوئی بھی نہ اٹھا تھا میں نے شیشی اس کے ہاتھ میں تھما دی اور کہا مجھے میرے گھر چھوڑ دے اور اس نے فوراً میری بات مان لی اور جلد ہی میں اپنے گیٹ کے سامنے کھڑی تھی۔ میں اندر گھس گئی تو وہ لہراتا ہوا غائب ہو گیا۔

اب باقی تین دوستوں کا بھی میں نے خون کر دیا تھا مجھے اب ان کا خون کرتے ہوئے ذرا بھی پچھتاوا نہ ہوتا تھا بلکہ اب اگر میں خون نہ کرتی تو میری رگیں بھی پھولنی شروع ہو جاتیں میری زبان کو بھی خون لگ چکا تھا۔ اب میری تین دوستیں رہ گئی تھیں جن کے ساتھ میں رہتی تھی ان سے زیادہ دکھی اور ڈری ڈری سی رہتی تھی ان سے یہی کہتی تھی نجانے کون ہے وہ جو ہماری دوستوں کو ایک ایک کر کے ختم کرتا جا رہا ہے میں اپنی ہر سہیلی کے گھر جایا کرتی تھی تا کہ ان کے گھر والوں پر ظاہر کر سکوں کہ میں ان واقعات سے بہت خوفزدہ ہوں بہت ڈری ڈری ہوں میرا ایسا کہنے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ کل کو میں جب

ان کو ماروں تو مجھ پر کسی قسم کا کوئی بھی شک نہ کرے اور میں اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوتی جا رہی تھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوتا تھا کہ میں ایسا گھناؤنا کھیل کھیل سکتی ہوں اب رفعیہ۔ رانی اور رضیہ باقی رہ گئی تھیں میری نظریں ان پر لگی ہوئی تھیں وہ ان واقعات سے بہت ہی خوفزدہ تھیں ان کی آنکھوں میں ہر وقت ڈر رہتا تھا چہرہ خوف سے مرجھایا ہوا رہتا تھا۔

آج کی رات میں نے رانی کو اپنا شکار بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ زیادہ ہی موت سے ڈری ہوئی تھی رات گہری ہوئی تو مجھے وہ سفید لہر دکھائی دی تو میرے کمرے میں ایک طرف موجود تھی اس سے آنے سے پہلے ہی میں پوری طرح تیار تھی کیونکہ مجھے خون کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ تیار ہو ناں اس نے آتے ہی کہا ہاں میں تیار ہوں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی میری بات سن کر وہ مسکرایا اور بولا دیکھا اس کام میں کتنا سکون ہے میں تمہاری حالت کو جانتا ہوں کہ تم بھی اگر کسی کا خون نہ چوسو تو تم بھی شاید زندہ نہ رہ سکو اس کی بات سن کر میں نے ایک سرد سی آہ بھری اور کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو تم تمہارا کام کرتے کرتے میں خود بھی اس کی عادی ہو گئی ہوں اس نے مجھے ساتھ لیا اور ہم دونوں رات کے اندھیرے میں باہر سڑکوں پر چلتے چلتے رانی کے گھر تک جا پہنچے ہمارے اندر جانے کا انداز وہی پہلے والا تھا وہ ان مرنے والیوں کے کمرے کے اندر چھوڑ کر آتا تھا چاہے انہوں نے کتنے ہی تالے کیوں نہ لگا رکھے ہوں میں رانی کے کمرے میں جا گھسی تھی وہ ایک بیڈ پر میٹھی نیند سو رہی تھی اس کو خبر بھی نہ ہوئی کہ میں اس کی موت بنی ہوئی اس کے سر پر ہوں۔ میں نے جاتے ہی اس کی شہ رگ کاٹ دی اور دوسری مرنے والیوں کی طرح اس کے منہ پر بھی ہاتھوں کا دباؤ ڈال دیا تا کہ وہ چیخ نہ سکے یہی میرا حربہ ہوتا تھا جو پوری طرح کامیاب ہوا کرتا تھا میں نے پہلے اس کے خون سے شیشی بھری پھر اس کا خون پینے لگی آج پورے ہفتے بعد میں سیراب ہوئی تھی بہت سکون مجھے ملا تھا اور مجھے ذرا بھی اس کی حالت پر ترس نہ آیا تھا حالانکہ جب میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا تو اس نے میری طرف رحم بھری نظروں سے دیکھا تھا اور بھلا میں اب کیسے اس پر رحم کر سکتی تھی اگر میں رحم کرتی تو اپنے آپ کو کیسے سیراب کر سکتی تھی اپنی پیاسی رگوں کو کیسے تر کر سکتی تھی میں پرسکون ہو گئی تو اس کے کمرے سے باہر نکل گئی لیکن مجھے ایسا لگا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہو کیونکہ اس کے گھر میں کسی کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا میں نے سیاہ چادر میں خود کو ڈھانپا ہوا تھا دروازہ کھلتے ہی میں تیزی سے باہر کی طرف بھاگی مجھے بھاگتا ہوا دیکھ کر وہ میری طرف بھاگنے کی بجائے اس کے منہ سے ایک چیخ ابھری تھی وہ چیخ کسی لڑکی کی تھی میں جان گئی تھی کہ وہ اس کی چھوٹی بہن تھی جو شاید کسی حاجت کے لیے کمرے سے باہر نکلی تھی۔

جلدی مجھے کہیں لے چلو۔ میں نے ڈرے لہجے میں کہا مجھے اس کی بہن نے دیکھ لیا ہے۔ میری بات سنتے ہی اس نے میرا بازو پکڑا اور اس قدر تیزی سے چلا کہ میں حیران رہ گئی جلد ہی ہم دونوں اس کے گھر سے بہت دور نکل گئے میں نے ایک سکون بھرا سانس لیا کہ اگر اس کی بہن کی بجائے اس کا باپ یا بھائی اٹھ گیا ہوتا تو وہ چیخنے کی بجائے میرے پیچھے بھاگتا اور مجھے پکڑ لیتا اور پھر نجانے میرا کیا حال ہوتا میرے اوپر کیا کیا بیتتی میرے گھر والوں پر کیا کیا بیتتی میں یہی سوچیں سوچتی ہوئی اپنے گھر جا پہنچی۔ اور سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ فوراً اپنے کپڑے تبدیل کیے اپنا حلیہ ٹھیک کیا اور پھر پرسکون ہو کر سو گئی۔ اور حسب معمول مجھے رانی کے مرنے کی اطلاع مل گئی جو رافعہ نے مجھے دی تھی کہ رانی کا قتل ہو گیا ہے میں اس کے جا پہنچی اور اس کی مردہ لاش سے لپٹ کر زور زور سے رونے لگی یہ میری چال تھی جو دنیا کو دکھانے کے لیے تھی لیکن دل میں ایک خوف بھی تھا کہ اس کی بہن نے مجھے پہنچان تو نہیں لیا میں اس سے بات کرنا چاہتی تھی وہ مجھے ایک طرف ڈری ڈری بیٹھی ہوئی دکھائی دی تو میں اس کے پاس چلی گئی یہ سب کیسے ہو گیا میں نے روتے ہوئے کہا تو وہ ڈرے ہوئے لہجے میں باجی میں نے کسی کو گھر سے باہر نکلتے دیکھا تھا وہ کوئی سیاہ بھوت تھا سر سے پاؤں تک سیاہ۔ بس اس کے بعد مجھے کچھ بھی پتہ نہ چلا پتہ اس وقت چلا جب گھر میں چیخ و پکار مچی ہوئی تھی میں اس گہرے واقعہ سے بے ہوش ہو گئی تھی اس کی

بات سن کر میں نے شکر کیا کہ مجھے اس نے پہچانا نہ تھا ورنہ نجانے کیا کچھ ہو جاتا لیکن اب مجھے ہر قدم سوچ سمجھ کر کرنا تھا کیوں کہ میری دوستوں کو خبر ہو چکی تھی کہ وہ جو کوئی بھی ہم دوستوں کا دشمن ہے اور ہم پر بھی وہ نظر رکھے ہوئے ہے ان کی باتیں سن کر میں نے بھی کہا مجھے تو راتوں کو نیند بھی نہیں آتی ہے ہر وقت باہر دروازے کو دیکھتی رہتی ہوں کہ وہ آ نہ جائے جو ہم سب کو ایک ایک کر کے مارتا جا رہا ہے۔

پورا ہفتہ ایسے ہی بیت گیا۔ آج پھر میں نے اپنا کام دکھانا تھا آج رافعہ کی باری تھی میں نے اس کو مارنے کا فیصلہ کر لیا تھا مجھے سفید لہر کا انتظار تھا جو کچھ ہی دیر میں آ گیا اور مجھ سے بولا شمع بہت ناط ہو کر کام کرنا میں نہیں چاہتا کہ تم پکڑی جاؤ اور میرا چلہ ادھورا رہ جائے میں نے کہا ہاں یہ ڈر مجھے بھی لگنے لگا ہے لیکن .ھے ایسا کرنا تو پڑے گا ناں میں جانتی ہوں کہ تم خود خون نہیں کر سکتے ہو کیونکہ تمہارے چلہ میں تم خود خون نہیں ہے کسی سے کروانا ہے لیکن تم دیکھ تو سکتے ہو تم اب کمرے سے باہر نہ رہا کرو میرے ساتھ اندر کمرے میں رہا کرو تا کہ ہمیں بھاگنے میں آسانی ہو سکے میری بات سن کر وہ بولا ہاں تم نے بہت اہم بات کی ہے میں تمہارے ساتھ اندر کمرے میں رہا کروں گا جب خطرہ محسوس کیا کروں گا تم کو اٹھا کر لے جایا کروں گا اس کی بات سن کر میں نے کہا اب چلو۔ وہ میرے آگے آگے چلنے لگا اور جلد ہی ہم رافعہ کے گھر جا پہنچے سب کمرے خالی تھے ہر دروازے کو تالا لگا ہوا تھا۔ یہ سب کہاں گئے میں نے دل میں سوچا کہیں ان کو پتہ تو نہیں چل گیا ہے کہ آج میں نے ان کے گھر آنا ہے وہ بھی پریشان ہو گیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا ہمیں رضیہ کے گھر جانا چاہیے وقت بہت تھوڑا ہے میں نے کہا ٹھیک ہے ہم وہاں سے نکلے اور رضیہ کے گھر چلے گئے شاید رافعہ کی کچھ زندگی باقی تھی اس لیے وہ بچ گئی اس کی جگہ رضیہ میرے قابو آ گئی وہ اپنے کمرے میں موجود تھی اور کروٹ بدلے ہوئے تھی میں اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو اسکو میرے آنے کا پتہ چل گیا لیکن وہ مجھے پہچان نہ سکی تھی میں نے اپنے اوپر سیاہ چادر لے رکھی ہوئی تھی اپنا منہ سر جسم سب کچھ ہی ڈھانپا ہوا تھا وہ چیخنے ہی والی تھی کہ میں تیزی سے اس کی طرف لپکی اور اسے پیچھے سے جا پکڑا اس کی گردن میرے ہاتھوں میں آ گئی جسے میں نے دبا لیا اور پھر ساتھ ہی چاقو سے اس کی گردن کاٹ ڈی یہ کام میرے لیے آج بہت مشکل تھا لیکن میں نے کر دیا وہ میرے ہاتھوں میں تڑپنے لگی۔ اس دوران اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ میرے اوپر لی ہوئی چادر پر لگے میرے سر سے چادر ہٹ گئی وہ گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی میں نے محسوس کیا کہ اس کے ہونٹوں نے حرکت کی تھی۔ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کچھ بھی نہ کہہ سکی دھیرے دھیرے ٹھنڈی ہونے لگی میں نے اس کے ٹھنڈے ہوتے ہی شیشی میں اس کا خون ڈالنا شروع کر دیا اور جب شیشی بھر گئی تو خود اس کا خون چوسنے لگی میری خشک رگیں بھی تر ہونے لگیں۔ مجھے سکون ملنے لگا میں پوری طرح سراب ہو گئی تو شیشی ہاتھ میں پکڑے اس سفید لہر کی طرف دیکھا جو مجھے ہی دیکھ رہا تھا وہ حیران ہو رہا تھا کہ میں کتنی ظالم ہوں اس تڑپتی ہوئی زندگی پر ذرا بھی ترس نہیں کیا ہے لیکن وہ کچھ بھی نہ سکا میرا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا کوئی بیدار نہ ہوا تھا سو ہمیں کسی بھی قسم کا کوئی بھی خطرہ نہ تھا۔ ہم دونوں بہت سکون سے چلتے ہوئے باہر نکل آئے اور پھر اس نے مجھے میرے گھر چھوڑا اور خود تیزی سے چلا گیا میں بھی اپنے کمرے میں آ گئی۔

میرے گھر والوں کو ذرا بھی خبر نہ ہو سکی تھی کہ میں راتوں کی تاریکیوں میں کیا کچھ کرتی پھرتی ہوں اگر ان کو پتہ چل جاتا جو ہو سکتا تھا کہ مجھے گھر میں قید کر دیتے یا پھر کچھ بھی کر سکتے تھے میں بہت بدل گئی مجھے کسی سے بھی محبت نہیں رہی تھی مجھے صرف اب اپنی زندگی عزیز تھی میں اپنی ہی مستی میں مست رہ کر جینا چاہتی تھی اور وہ سفید لہر بھی اپنے مطلب کا انسان تھا اور میں بھی اپنے مطلب پر لگی ہوئی وہ میری مدد کرتا تھا اور میں اس کی کرتی تھی اس کو اپنے چلہ کے لیے خون چاہیے ہوتا تھا اور مجھے اپنی پیاسی زندگی کے لیے۔ سب کام اپنے اپنے مطلب کے لیے ہو رہے تھے اب مجھے دو خون کرنے تھے اور ایک تو میری سہیلی تھی رافعہ جو میرے ہاتھ بچ نکلی تھی نجانے وہ کہاں چلے گئے تھے اور دوسرا خون مجھے کسی اور کا کرنا تھا

مجھے کوئی اور۔ ر۔ نام کی لڑکی تلاش کرنا تھی میری نظریں رافعہ پر تھیں جس کو معلوم ہو گیا کہ ہماری ایک اور سہیلی رضیہ بھی اس درندے ہاتھوں ماری جا چکی ہے لہذا وہ کانپ کر رہ گئی مجھ سے ملی تو میں اس سے بھی زیادہ ڈر اور خوف اپنے چہرے پر لیے ہوئے تھی اس کو میں نے مزید خوفزدہ کر دیا۔

رضیہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے یوں لگ رہا ہے کہ کوئی ہم سب سہیلیوں کا گہرا دشمن ہے مجھے اپنے ارد گرد موت کے سائے دکھائی دے رہے ہیں یوں لگ رہا ہے کہ جیسے اب میری باری ہے اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میں۔۔۔ میں کانپ گئی تو وہ بولی ہاں شمع مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے کہ جیسے موت میرے اوپر سوار ہے مجھے ہر طرف سے خوف آ رہا ہے۔ میں نے کہا میں ایک بات سوچ رہی ہوں۔ وہ کیا وہ تیزی سے بولی میں نے کہا میں تیرے گھر سویا کروں گی میں اپنے امی ابو سے کہہ دوں گی کہ مجھے اپنے گھر سے خوف آتا ہے۔ ہاں شمع ہاں یہ تو نے بہت اچھی بات کی ہے میں بھی ایسا ہی چاہتی تھی کیونکہ اب تیرے اور میرے علاوہ کوئی بھی نہیں رہ گیا ہے ہم دونوں نے مشورہ کر لیا میں تو یہی چاہتی تھی کہ وہ اس بار کہیں چلی نہ جائے اگر کہیں چلی جاتی تو میرے لیے بہت زیادہ مشکل پڑ سکتی تھی اس نے دوسرے دن ہی اپنے امی ابو کو بتا دیا کہ اس کی طرح میں بھی بہت ڈری ڈری سی رہنے لگی ہوں اور میں اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں کہ ہم دونوں کو کچھ نہ ہو اس کے ماں باپ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا انہوں نے خود مجھے بلا لیا اور میں ان کے گھر رہنے لگی میں نے دو ہی دنوں میں ان کے دلوں میں اپنا ایسا مقام بنا لیا کہ وہ مجھے ایسے سمجھنے لگے جیسے میں ان کی ہی بیٹی ہوں لیکن میں جانتی تھی کہ میں کیا چاہتی ہوں میں تو یہی چاہ رہی تھی کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں تو وہ مجھ پر شک نہ کر سکیں کیونکہ مجھے ہر قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا تھا جو میں اٹھاتی چلی آ رہی تھی لیکن اب حالات نے کچھ موڑ بدل لیے تھے۔ ہر ہفتہ میں قتل سے پورے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا ہر کوئی محتاط ہو گیا تھا سر شام ہی سڑکیں ویران ہو جاتی تھیں اور لوگ گھروں میں نجانے کب تک جاگتے رہتے تھے ان کے نزدیک بات تھی کہ وہ درندہ ان کو بھی مار نہ ڈالے کیونکہ مرنے والوں کے گھروں سے ان کو تمام حالات کا علم ہو چکا تھا کہ وہ کوئی ایسا درندہ ہے یا بد روح ہے جو چپکے سے آتی ہے اور نہ اس کے آنے کا پتہ چلتا ہے اور نہ جانے کا وہ کوئی سیاہ سایہ ہے جو آتا ہے یہ میری سہیلی کی بہن نے بات بتائی تھی کیونکہ مجھے اس نے ہی دیکھا تھا وہ ہی مجھے دیکھ کر خوف سے کانپ کر چیخ پڑی تھی۔ اور میری خوش قسمتی تھی کہ میں اس وقت پوری طرح سیاہ چادر میں چھپی ہوئی تھی ورنہ اس سے آگے کا سوچ کر میں کانپ کر رہ گئی۔

آج رات اس کی موت کی رات تھی صبح سے ہم دونوں ایک ساتھ تھیں ہم نے جی بھر کر باتیں کیں اور پھر یکدم ان کے گھر مہمان آ گئے وہ اس کا چاچا تھا جو اپنے بچوں کو لے کر آیا ان کے چار بچے تھے جو سب ہی جوان تھے دو بہنیں تھیں اور دو بھائی تھے بہنوں کے نام راسخہ اور مافیا تھا جبکہ بھائیوں کے ناموں سے مجھے کوئی غرض نہ تھی راسخہ نام میرے لیے بہت اہم تھا وہ بہت پیاری لڑکی تھی خدا نے اسے بہت فرصت میں بنایا تھا اس کو دیکھتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ حسن کیا ہوتا ہے خوبصورتی کسے کہتے ہیں میں چند لمحوں میں ہی اس سے فری ہو گئی میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت ہنس مکھ لڑکی تھی اور پیار کرنے والی تھی مجھے ایسی ہی دوست چاہیے تھی کیونکہ آج رات کو رضیہ کا قصہ میں نے پاک کر دینا تھا لیکن میرے لیے پریشانی والی رات کو بنی جب راسخہ بھی سونے کے لیے ہمارے کمرے میں آ گئی رضیہ نے ہی اسے کہا تھا کہ تم بھی ہمارے ساتھ ہی رہنا۔ رات کو ہم میں باتیں ہوتی رہیں میں تو چاہتی تھی کہ وہ جلد سو جائیں لیکن وہ تھیں کہ سونے کا نام ہی نہ لے رہی تھیں بلکہ کوئی بھی نہیں سو رہا تھا رات ڈھلتی جا رہی تھی اور سب کی آوازیں ان کے کمروں میں سے آ رہی تھیں جو میری پریشانی میں اضافہ کرتی جا رہی تھیں میں سوچوں میں ڈوبی جا رہی تھی اور پھر کافی دیر سوچنے کے بعد ایک بات میرے ذہن میں آئی کہ میں اس دونوں کو چائے میں بے ہوشی کی دوائی ملا دیتی ہوں اور پھر میں نے ایسا ہی کیا روزانہ کی طرح میں نے سب کے لیے چائے بنائی ان دونوں کی چائے میں نے بے ہوشی کی دوائی ڈال دی جسے پینے کے بعد وہ کچھ ہی دیر میں نیند

میں آغوش میں جانے للیں بلکہ میں نے ان سے خود بھی کہہ دیا کہ مجھے شدید نیند آرہی ہے میں سونے لگی ہوں تم لوگ چاہو تو پوری رات باتیں کرو یہ بات بھی میں نے جان بوجھ کر کی تھی کیونکہ مجھے صبح کو راسخہ کا سامنا کرنا تھا اس کو بتانا تھا کہ میں تو ان سے پہلے سوگئی تھی۔

میں بستر پر گرتے ہی ایک طرف کروٹ بدل کر لیٹ گئی اور ان کی باتیں سنتی رہی اور پھر ان دونوں کے درمیان بھی خاموشی پھیلتی جانے لگی میں سمجھ گئی کہ نیند کی دوائی نے ان پر اپنا اثر دکھانا شروع کردیا ہے۔ میں نے پانی کا جگ اپنے بیڈ کے پاس رکھ لیا تھا کیونکہ مجھے اپنا منہ اپنے ہونٹ صاف کرنے تھے ان سے اپنی دوست کے خون کو صاف کرنا تھا۔ کمرے میں پوری طرح سناٹا پھیل گیا ہلکی روشنی کمرے میں روشن تھی جس سے اندر کا ماحول دھندلا سا دکھائی دے رہا تھا دوسرے کمروں میں بھی خاموشی پھیل چکی تھی یقیناً وہ بھی سوتے جانے لگے تھے میں نے شکر کیا کہ میری مشکل آسان ہونے لگی تھی مجھے اب سفید لہر کا انتظار تھا کیونکہ شیشی اور چاقو اس کے پاس تھا اس کے آنے کا ابھی وقت نہیں ہوا تھا میں اس کے وقت کو جانتی تھی کہ اس نے رات کے کس حصے میں آنا ہوتا ہے۔ وہ اپنے مخصوص وقت آگیا مجھے کمرے میں سفید لہر دکھائی دی جو میرے سامنے تھی اس کو دیکھتے ہی میں اٹھ کر بیٹھ گئی ایک نظر ان دونوں کو دیکھا جو اپنے اپنے بیڈ پر سو رہی تھیں میں نے اشارے سے اس سے چاقو مانگا اس نے مجھے شیشی اور چاقو پکڑا دیا میں نے اشارے سے اسے سمجھا دیا کہ وہ باہر نظر رکھے تاکہ کوئی ہمیں دیکھ نہ سکے وہ میرا اشارہ سمجھ کر بند دروازے سے باہر نکل گیا اور باہر صحن میں گھومنے لگا ادھر میں نے اپنا کام کر دکھایا اپنی بے ہوش دوست کی گردن پر چاقو چلا دیا وہ بری طرح تڑپی اس کے تڑپنے کا راسخہ کو کچھ بھی پتہ نہ چلا وہ اپنے بستر پر مست سوئی رہی میں نے اس کے خون سے شیشی کو بھرا پھر اس کا خون خود پینے لگی میں پوری طرح اس کے خون سے سیراب ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے اپنے ہونٹوں گالوں سے خون کو اچھی طرح صاف کیا اور پھر پرسکون ہوکر سوگئی میں نے شیشی اور چاقو اس سفید لہر کو پکڑا دیا تھا۔ نجانے رات کا کون سا پہر تھا کہ مجھے یوں لگا کہ کوئی مجھے بلا رہا ہو میں ہڑبڑا کر اٹھ گئی تو دیکھا تو وہ راسخہ تھی جو ڈری ہوئی تھی اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی کیا ہوا میں نے بھی ڈرے ہوئے لہجے میں کہا میں اصل بات کو جان گئی تھی کہ وہ کیوں ڈری ہوئی تھی اور وہ مجھے کیا چاہتی تھی اس نے رضیہ کی طرف اشارہ کیا تو میں رضیہ کو دیکھتے ہی زور سے چیخ پڑی۔ اور دروازہ کھول کر باہر کی طرف بھاگی راسخہ بھی میرے پیچھے پیچھے بھاگی میری چیخ کی گونج سن کر سب گھر والے اور مہمان بھی اٹھ گئے میری چال کامیاب ہوگئی تھی کیونکہ میں جان بوجھ کر چیخی تھی جسے صرف میں ہی سمجھ سکتی تھی سب کے کمروں کے دروازے کھلنے لگے اور میری طرف ایسے بھاگنے لگے جیسے مجھے کچھ ہوگیا ہے کیا ہوا بیٹی رضیہ کے باپ نے مجھے گلے سے لگاتے ہوئے کہا تو میں نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا وہ وہ۔۔۔ وہ رضیہ۔ بس میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ سب مجھے چھوڑ کر رضیہ کے کمرے میں بھاگے اور پھر ہر گھر کی طرح اس گھر میں چیخوں اور رونے دھونے کی آوازیں گونجنے لگیں۔ میں موقع پر پاکر باتھ روم چلی گئی وہاں لائٹ جلا کر وہاں لگے ہوئے شیشے میں اپنے چہرے کو اپنے کپڑوں کو دیکھا اور پوری تسلی کرلی کہ مجھ پر ایسا کوئی خون کا داغ نہیں ہے جو مجھے قاتل ثابت کرسکے میں پوری طرح مطمئن ہوگئی تو باہر نکل آئی اور پھر سب کے ساتھ رونا شروع کردیا اور یہ دن بھی روتے ہوئے گزر گیا شکر کیا کہ مجھ پر کسی کا بھی کوئی شک نہ گیا۔

میں دوسرے دن اپنے گھر آگئی وہاں جانے کا میرا مقصد پورا ہوگیا تھا اب وہاں رہنے کا کیا فائدہ تھا اب تو مجھے راسخہ کا کچھ کرنا تھا۔ اور یہ میرا آخری شکار تھا اور میں یہ بھی جانتی تھی کہ وہ کسی دوسرے شہر کی ہے یہاں اس شہر کی نہیں ہے لیکن نجانے کیا بات تھی کہ میں اس کا خون کرنا چاہتی تھی شاید مجھے خوبصورتی سے بہت پیار تھا یا پھر جو چیز مجھے اچھی لگتی تھی اسی کا شکار کرنے کی عادت ہوگئی تھی میں نے راسخہ سے اس کے گھر کا پورا ایڈریس لے لیا اور پھر اگلے ہفتے مجھے اس کے شہر جانا پڑا مجھے وہاں لے کر جانے والا وہ سفید لہر تھی جو ایک ہوا کی مانند تھا جو ایک روح تھی وہ مجھے ایسے لے کر گیا جیسے میں

اپنے ہی شہر میں ہوں۔

شمع۔ وہ مجھے اس کے شہر کے قریب اتارتے ہوئے بولا تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے میں تم پر بہت خوش ہوں جی چاہتا ہے کہ میں تم کو ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جاؤں نہیں نہیں ایسا نہ کہو میں تمہارے ساتھ کہیں بھی جانا نہیں چاہتی ہوں میں پہلے فرزانہ تھی لیکن اب نہیں ہے اب مجھے کسی سے کوئی محبت نہیں ہے میں مانتی ہوں کہ میں تمہارے لیے بہت جنونی ہوگئی تھی مجھے ہر طرف تم ہی دکھائی دینے لگے تھے تمہیں اپنانے کے لیے میں بھی فرزانہ کی طرح مرنے کو تیار ہوگئی تھی لیکن پھر میں سب کچھ سمجھ گئی کہ کچھ فائدہ نہیں ہے ہمارے پیار کا کوئی وجود نہیں ہوگا میں بھی تمہاری طرح ایک سفید لہر بن جاؤں گی جس کا کوئی بھی مقصد نہ ہوگا اگر پیار کرنا ہوا تو کسی زندہ انسان سے کروں گی ورنہ نہیں اور ہوسکتا ہے کہ میں کسی زندہ انسان سے بھی پیار نہ ہو کیونکہ کوئی بھی مجھے اچھا نہیں لگتا ہے اور جو اچھا لگتا ہے اس کو میں چاہتی ہوں خون پی جاؤں۔ میری بات سن کر وہ ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گیا اور بولا ہاں شاید تم نے ٹھیک کہا ہے مجھ سے محبت کرنے واقعی کوئی فائدہ نہیں ہے پیار تو زندہ لوگوں سے ہوتا ہے لیکن چلو کوئی بات نہیں ہے ہم دوست رہ لیں گے اور جب بھی تم کو میری ضرورت ہوئی تو مجھے بلا لیا کرنا میں نے کہا ہاں ایسا میں کرسکتی ہوں ہم دونوں ایسی ہی باتیں کرتے ہوئے وقت گزارتے رہے راسخہ کے گھر کا پتہ میرے پاس موجود تھا اور میں رات گہری ہونے کے بعد اس کے پاس جانا چاہتی تھی اور وہ میرا سفید لہر کے لیے آخری خون تھا جو میں نے کرنا تھا اس کے بعد ہماری راہیں الگ الگ ہوجاتی تھیں لہذا جب رات گہری ہوئی تو ہم دونوں اس کے گھر کی طرف چل دیئے ہم بھٹکے ہوئے مسافر کی طرح ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے لوگوں سے راستہ پوچھتے جا رہے تھے اور راستہ پوچھتے پوچھتے ہم دونوں اس کے علاقے میں جا پہنچے جہاں ہر گھر کے باہر مکمل پتہ لکھا ہوا تھا راسخہ کے دروازے پر اس کے باپ کا نام اور پتہ لکھا ہوا تھا میں اس مکان کے سامنے رک گئی اور ایک نظر اس کی طرف دیکھا تو وہ میرا مطلب سمجھتے ہوئے اس نے مجھے اٹھایا اور ہوا میں اڑتا ہوا اندر لے گیا میں نے اندر جانے سے پہلے باہر ہی سیاہ چادر میں خود کو پوری طرح ڈھانپ لیا اور اندر گھر میں جانے کے بعد اس کا کمرہ تلاش کرنے لگی مجھے کیا پتہ تھا کہ اس کا کمرہ کون سا ہے ہم دونوں دبے پاؤں اس کو تلاش کرتے جارہے تھے اور پھر وہ مجھے نظر آگئی وہ ایک کمرے میں سوئی ہوئی تھی میں اس کے کمرے کے سامنے رک گئی اور پھر سفید لہر نے کچھ پڑھ کر اس کمرے کا دروازہ کھول دیا میں اندر چلی گئی اور باہر صحن میں سب کچھ دیکھنے لگا وہ بھی مجھے ناکام ہوتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے جاتے ہی راسخہ کی گردن پر چاقو چلا دیا وہ تو موت سے بے خبر سوئی ہوئی تھی اس کو کیا پتہ تھا کہ موت کو وہ خود اپنا راستہ دکھا کر آئی ہے وہ بری طرح تڑپی اور میں نے دوسرے دوستوں کی طرح مضبوطی سے اس کا منہ بند کردیا اور وہ میرے ہاتھوں میں ٹھنڈی ہونے لگی میں نے اس کے خون سے شیشی بھر لی اور پھر بڑے سکون سے اس کا خون پینے لگی جب میں نے خود کو پوری طرح سیراب کرالیا تو کمرے سے باہر نکل آئی باہر مکمل سناٹا پھیلا ہوا تھا وہ سفید لہر باہر میرا ہی منتظر تھا مجھے دیکھتے ہی وہ میری طرف آیا اور پھر مجھے اڑاتا ہوا اپنے شہر لے آیا یہاں پہنچ کر اس نے مجھے میرے گھر چھوڑا اور خود غائب ہوگیا میں گھر میں داخل ہوتے ہی پرسکون سوگئی اور آدھا دن سوتی ہی رہی۔

اس دن شہر میں لوگوں کو حیرانگی ہوئی تھی کہ شہر میں کوئی بھی قتل نہیں ہوا ہے لیکن جب رضیہ کے والدین کو راسخہ بیٹی کی موت کی خبر ملی تو نجانے کیوں اس کا شک مجھ پر چلا گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کچھ نہ تھا لیکن میں محسوس کرنے لگی تھی کہ وہ کچھ شک میں ہیں کیونکہ انہوں نے مجھ سے کہا تھا شمع بیٹی تم نے ایک دن راسخہ سے اس کا پتہ پوچھا تھا کیوں پوچھا تھا میں نے ٹال مٹول سے کام لیا میری بات سن کر وہ کچھ بھی نہ کہہ سکے لیکن مجھے معلوم پڑنے لگا کہ ان کا شک گہرا ہوتا جانے لگا کیونکہ باتیں مجھ تک پہنچنے لگیں تھیں کہ میری ہی ساری سہیلیاں اس درندے کا شکار کیوں ہوئی ہیں اور کسی کو درندے کو کیوں کچھ نہیں کہا ہے اور پھر۔ ر۔ نام بھی ان کی سوچ میں آنے لگا کہ جتنی بھی اموات ہوئی ہیں سب ہی۔ ر۔ نام کی

لڑکیوں کے ہوئے ہیں اور ان میں راسخہ بھی شامل ہے اصل شک تو رضیہ کے باپ کو اس وقت ہوا جب میری رگیں پھولنے لگی تھی مجھے خون کی طلب ہونے لگی تھی میں اندر ہی اندر تڑپنے لگی تھی اور باہر جا کر کسی کا خون کرنا مجھے خوفزدہ کرنے لگا تھا کیونکہ وہ سفید لہر بھی اپنا مطلب نکالنے کے بعد مجھے دیکھائی نہیں دیا تھا میں خون نہ ملنے کی وجہ سے تڑپتی جا رہی تھی اور پھر یکدم مجھے اپنی ماں دکھائی دی میرے اندر کا درندہ چیخ چیخ کر پکارنے لگا کہ اٹھ شمع اپنی ماں کا خون پی کر اپنی پیاس بجھا لے۔ایک طرف میری پیاس تھی تو دوسری طرف میری ماں تھی اور پھر میرے اندر کا درندہ جیت ماں کی ممتا ہار گئی میں اپنے بستر پر اٹھ گئی اور ماں کے کمرے میں جانے لگی وہ مجھے مست سوئی ہوئی دکھائی دی لیکن ابو جاگ رہے تھے انہوں نے باہر کسی کی آہٹ کو محسوس کر لیا تھا سو وہ بولے کون ہے میں ان کی آواز سن کر ڈر گئی اور تیزی سے کہا ابو میں ہوں پیاس لگی ہوئی تھی میری آواز سن کر وہ بولے بیٹی دروازہ کھولتا ہوں میں نے کہا نہیں ابو رہنے دیں میں کیچن میں جا کر پی لیتی ہوں میں نے یہ کہہ کر بھاگنے کی اف خدایا یہ مجھ سے کیا ہونے والا تھا اگر ابا جاگتے ہوئے نہ ہوتے آج میری ماں میں بری طرح کانپی اور کیچن میں سے پانی پینے کے بعد اپنے کمرے میں آ گئی پانی پینے سے میری پیاس کچھ بجھ گئی تھی لیکن وہ لذت جو خون کی تھی وہ نہ ملی تھی میں کچھ ہی دیر بعد دوبارہ تڑپنے لگی میرے اندر کا درندہ ایک مرتبہ پھر مجھے تڑپانے لگا ایک مرتبہ پھر میری رگیں پھولنے لگیں اس نے پتہ نہیں مجھے کیا کر دیا تھا کہ ہفتے میں ایک رات میرے لیے بہت اذیت بھری ہوتی تھی اس رات اگر میں خون نہ پی لیتی تھی جو مجھے سکون نہ ملتا تھا آج بھی ایسا ہی ہو رہا تھا وہی رات تھی اور میں اور میری پیاسی تڑپ تھی میرا سر چکرانے لگا تھا میری رگیں بار بار پھول رہی تھیں میرے اندر کا درندہ بیدار ہو چکا تھا بے بسی مجھ پر سوار ہو رہی تھی اور میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی باہر جانا حماقت تھا جاتی بھی کس کے گھر جاتی ہاں ایک خیال مجھے آیا اپنے ہمسایوں کا ان کی تین چار بیٹیاں تھیں میں نے اس خیال کے آتے ہی اپنے اوپر چادر لی اور آہستہ سے دروازہ کھول کر اپنے گھر کی چھت کی سیڑھیاں چڑھنے لگیں ہمارے گھر کی چھت سے ان کا گھر دکھائی دیتا تھا میں چھت پر جا کر ان کے گھر کی طرف دیکھنے لگی ان کا پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ان کے گھر کی ایک ایک چیز کو میں اچھی طرح جانتی تھی کہ ان کی سیڑھیاں کہاں ہیں کمرے کون سے ہیں ان میں کون کون سوتا ہے لیکن اس وقت سب ہی کمرے اندروں سے انہوں نے بند کر رکھے تھے اور پھر میرے پکڑے جانے کا ڈر بھی تھا میں پاگلوں کی طرح چھت پر چکر کاٹنے لگی ایک لمحہ بھی مجھے چین نہ تھا میں بار بار ان کے صحن میں جھانکتی میں چاہتی تھی کہ کوئی بھی کمرے سے باہر نکلے اور میں اس کا شکار کروں لیکن کوئی بھی باہر نہیں نکل رہا تھا باہر نکلتا بھی کیسے ہر کمرہ تو ان کا اٹیچ باتھ تھا پھر باہر نکلنے کی ان کو ضرورت کیا تھی۔ میں نیچے اتر آئی اور ایک مرتبہ پھر امی کے کمرے کی طرف گئی اندر جھانک کر دیکھا تو ابو بھی سو رہے تھے میں نے دروازے کو آہستہ سے ہاتھ لیکن اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی میں مایوس ہو کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور پھر ایک ہی حل میرے پاس رہ گیا تھا اور وہ تھا میرا اپنا ہی خون میں نے بہت ہی بے دردی کے ساتھ اپنے دانتوں سے اپنے بازو کو کاٹ لیا خون بہت ہی تیزی سے میرے بازو سے بہنے لگا جسے میں چوسنے لگی میری پیاسی رگیں سراب ہونے لگیں اور میں مست ہونے لگی میرے اپنے خون نے مجھے آج پرسکون کر دیا تھا میں نے اپنے ہونٹوں کو صاف کیا اور سو گئی۔ صبح کافی دیر تک سوتی رہی صبح اپنی مرضی سے میں اٹھی مجھے کسی نے بھی نہ جگایا تھا۔

آج پھر شہر میں کوئی بھی قتل نہ ہوا تھا لوگ بہت خوش تھے ان کے نزدیک وہ درندہ یا تو مر چکا تھا یا پھر کہیں اور چلا گیا تھا جب سے میں نے یہ درندگی والا کام شروع کیا تھا اس وقت سے میں نے کالج جانا چھوڑ دیا تھا۔ بس آوارہ گردی کرتی رہتی تھی یہ ہفتہ بھی ایسے ہی بیت گیا ایک ہفتہ تک مجھے کچھ بھی نہ ہوا لیکن آج جبکہ وہی رات تھی آج پھر میری حالت بگڑنے لگی میں نے آج کچھ بھی نہ دیکھا اور گاڑی لے کر کمرے سے باہر نکل گئی ابھی کئی لوگ سڑکوں پر گھوم پھر رہے تھے میں بھی ایک بازار میں جا کر کچھ کھانے پینے کی چیزیں لینے لگیں وہاں سے چیزیں لینے کا مقصد کسی لڑکے کو پھنسانا تھا

اسی لیے میں گہری نظروں سے وہاں آتے جاتے لڑکوں کو دیکھنے لگی اور میں نے محسوس کیا کہ ایک خوبصورت لڑکا مجھے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا جبکہ اس کو اپنی طرف متوجہ پایا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں اسے دیکھتے ہی مسکرا دی مجھے مسکراتا ہوا دیکھ کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

وہ اب بار بار مجھے دیکھنے لگا اور میں بھی بار بار اسے دیکھنے لگی اور ہر بار میں دیکھ کر مسکراہٹ سے اس کے دل میں اپنی جگہ بناتی رہی پھر میں نے آنکھ سے اس کو اشارہ کر دیا اور گاڑی کی طرف جانے لگی میں نے دیکھا کہ وہ بھی میرے پیچھے آنے لگا میری گاڑی کے پاس آ کر وہ رک گیا اس کی آنکھوں میں مجھے ٹپکتی ہوئی شیطانیت پوری طرح دے رہی تھی میں نے اس کو اشارہ کر دیا کہ وہ میری گاڑی میں بیٹھ جائے اشارہ کے ساتھ ہی میں نے گاڑی کا فرنٹ دروازہ کھول دیا وہ تیزی سے میرے قریب سیٹ پر بیٹھ گیا میں نے دروازہ کھول دیا اور کہا بتاؤ کہاں چلیں وہ میری بات سن کر ہنس دیا وہ سمجھ گیا کہ میں کوئی غلط لڑکی ہوں جلدی سے بولا میرا ایک جاننے والا ہے اس کے گھر چلتے ہیں میں نے کہا مجھے راستہ بتاتے جانا اتنا کہہ کر میں نے گاڑی چلا دی وہ مجھے راستہ بتاتا چلا گیا اور میں گاڑی ان راستوں پر ڈالتی جانے لگی میرے اندر کا درندہ پوری طرح اپنی وحشت پھیلا چکا تھا یہاں تک میں چاہتی تھی کہ میں گاڑی میں ہی اس کی گردن کاٹ دوں اور میں پھر نے ایسا ہی کیا ایک زیر تعمیر مکان مجھے دکھائی دیا جو کسی سکیم میں بن رہا تھا یہاں ویرانہ تھا کہیں کہیں مکان تھے ورنہ ہر طرف پلاٹ ہی پلاٹ دکھائی دے رہے تھے اس زیر تعمیر مکان کے ارد گرد بھی پلاٹ ہی پلاٹ تھے میں نے گاڑی وہیں روک دی اور اس کو اشارہ کر دیا کہ وہ اتر کر اس مکان کا جائزہ لے کر آئے وہ تیزی سے اس مکان کی طرف گیا اس دوران میں نے پرس سے تیز چھری نکال لی تھی یہ چھری میرے گھر کی سبزی کاٹنے کی تھی جو بہت ہی تیز تھی اتنی تیز کہ اگر جسم کو تھوڑی سی بھی لگ جائے تو خون نکال دیتی تھی میں دیکھ رہی تھی کہ اس پر شیطان پوری طرح حاوی تھا وہ مجھے نوچ کھانا چاہتا تھا جبکہ میرا مقصد اس کو یہاں لا کر اس کا خون پینا تھا وہ تیزی سے آیا اور بولا مکان خالی ہے کوئی بھی یہاں نہیں ہے میں اس کی بات سن کر مسکرا دی اور گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی وہ میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا ہم دونوں اندر مکان میں گھس گئے مکان میں گھستے ہی وہ تیزی سے میرے قریب ہوا تو دوسرے ہی لمحے میرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھری نے اس کی گردن کو کاٹ دیا خون کا ایک فوارہ ابلا وہ تڑپتا ہوا نیچے گر پڑا اس کا گرنا تھا کہ میں اس کی گردن پر جھک گئی اور پھر اس کے خون کے مزے اڑانے لگی آج مجھے شیشی میں خون نہیں ڈالنا تھا یہی وجہ تھی کہ میں نے بہت زیادہ اس کا خون پی لیا مجھ پر مستی سوار ہونے لگی میں نے اس کی لاش کو وہیں چھوڑا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی جو میں نے اپنے گھر میں جا رو کی چپکے سے میں نے گیٹ کھولا گاڑی اندر کی اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی میرے امی ابو جاگ رہے تھے میری وجہ سے وہ سوئے نہ تھے مجھے دیکھتے ہی انہوں نے مجھے آواز دے دی میں نے کہا۔

میں دومنٹ میں آتی ہوں اتنا کہہ کر میں اندر کمرے میں چلی گئی جا کر اچھی طرح اپنا چہرہ دھویا اپنے کپڑوں کی طرف جو خون کی طرح سرخ تھے ان پر لگے ہوئے خون کے چھوٹے چھوٹے دکھائی نہیں دے رہے تھے میں ان کے کمرے میں چلی گئی تو انہوں نے پوچھا۔ بیٹی کہاں گئی تھی میں نے کہا ابو کچھ چٹ پٹی چیزیں کھانے کو جی رہا تھا وہ لینے گئی تھی میری بات سن کر وہ ہنس دیئے اور بولے تو بھی بس۔ جب بھی تیرا کسی چیز کو جی چاہتا تھا لینے چل پڑتی ہو ان کی بات سن کر میں ہنس دی اور کہا اب مجھے نیند آ رہی ہے میں سونا چاہتی ہوں اتنا کہہ کر میں اٹھ گئی اور پھر اپنے کمرے میں جا کر بیڈ پر لیٹ گئی اور کچھ ہی دیر میں گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔ میں بہت حسین تھی کسی بھی لڑکے کو پھنسانا میرے لیے کوئی بھی مشکل کام نہ تھا یہی وجہ تھی کہ میں نے لڑکوں کا شکار کرنا شروع کر دیا ہفتہ میں ایک ہی دن مجھ پر درندگی سوار ہوتی تھی اور وہ رات میں باہر گھوم کر کسی لڑکے کو پھنسا لیتی تھی اور کسی زیر تعمیر مکان میں لے جاتی تھی جہاں اس کا خون پی کر اپنے آپ کو تقویت دیتی تھی اپنی پیاس بجھاتی تھی لیکن میں یہ بات بھول گئی تھی کہ دو آنکھیں ہر وقت مجھ پر نظریں رکھے ہوئے ہیں وہ

آنکھیں رضیہ کے باپ کی تھیں ان کو مجھ پر پورا شک تھا لیکن یقین نہ تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میں ایک معصوم چہرے والی نازک سی لڑکی کسی کا قتل نہ کر سکتی تھی اور پھر میں ایک انسان تھی کوئی ہوائی مخلوق نہ تھی لیکن شک اس کو اس بات پر تھا کہ میری سب سہیلیاں قتل ہو چکی ہیں میں کیوں بچ گئی ہوں اور سب سے بڑی وجہ راسخہ کا خون تھا جو دوسرے شہر ہوا تھا اور اسی طرح ہوا تھا جس طرح باقی خون ہوئے تھے اور وہ جانتے تھے کہ میں نے راسخہ سے اس کے گھر کا پتہ لیا تھا اور پھر دلچسپی لی تھی اس کے ایڈریس کو حاصل کرنے میں اس وقت وہ بھی ہمارے پاس تھے میں سمجھ ہی نہ سکی تھی کہ میرا اس سے اس کے گھر کا پتہ لینے کو وہ بھی غور سے محسوس کر رہے ہیں۔

جوان لڑکیوں کے بعد اب جوان اور حسین لڑکوں کا قتل شہر والوں کے لیے ایک معمہ بن گیا تھا۔ ایک مرتبہ پھر شام کے بعد شہر میں سکوت پھیلنے لگا لوگ جلدی ہی اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے اور مجھے ایک بار پھر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا شکار تو مجھے مل جاتا لیکن بہت مشکل سے ملتا تھا اور میں کسی بھی طرح اپنے لیے مشکل پیدا نہ کرنا چاہتی تھی میں نے ایک اور حل تلاش کر لیا تھا میں دن کو ہی کسی خوبصورت لڑکے کو پھانس لیتی تھی اور اسے رات کو ملنے کا کہہ دیتی تھی اور وہ رات کو مجھے خود ہی ملنے آجاتا تھا۔ اور سر شام سڑکوں کا سنسان ہو جانا اور رات گہری ہونے پر ہر طرف ویرانی کا پھیل جانا میرے لیے بہت بہتر ہو گیا تھا میں اپنے شکار کو با آسانی دبوچ لیتی تھی جسے بھی رات کا ٹائم دیتی وہ میرے پاس چلا آتا وہ کسی اور مقصد کے لیے آتا تھا جبکہ میں اس کی موت بنی اس کی گردن کاٹ کر اپنا مقصد حاصل کر لیتی۔ اور پرسکون ہو جاتی آج جب میں ایک نوجوان لڑکے کو ایک زیر تعمیر مکان میں لے کر گئی وہاں اس کی گردن کاٹ کر اس کا خون پی رہی تھی کہ مجھے اس مکان میں ایک اور سایہ دکھائی دیا اس سایہ کو دیکھ کر میں یکدم کانپ کر رہ گئی وہ کوئی مرد تھا جو اس مکان میں داخل ہو رہا تھا آج اس نے میرا پیچھا کیا تھا مجھے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا لیکن میں نے بھی کچی گولیاں نہ کھائی تھیں کہ اس کے قابو آجاتی اس کے اندر داخل ہوتے ہی میں نے چھری کو ہاتھوں میں پکڑ لیا تھا اور اس قدر تیزی کی ساتھ اس کی طرف بڑھی کہ اس کے تصور میں بھی نہ تھا میں کسی کی بھی گردن کاٹنے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں برتتی تھی بس پکڑا اور چھری چلا دی میں نے اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا اس کی طرف تیزی سے بھاگتے ہوئے اس کی گردن پر چھری چلا دی وہ میرے اس قدر تیزی سے ہونے والے حملے سے تیار نہ تھا وہ نیچے گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ انکل میں دیکھ رہی تھی کہ آپ مجھ کو شک کی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور مجھے رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتے تھے آج آپ نے دیکھ لیا ہے ہاں وہ ہی ہوں جس نے اپنی سب سہیلیوں کا قتل کیا تھا وہ میں ہی ہوں جس نے آپ کی بیٹی کا قتل کیا تھا اور دوسرے شہر جا کر تمہارے بھائی کی بیٹی کا قتل کیا تھا اب تو آپ کا شک یقین میں بدل گیا ہوگا میں نے ان سے ہر وہ بات کہہ دی جو وہ مجھ سے سننا چاہتے تھے لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ میں ان کو یہ الفاظ اس وقت کہوں گی جب وہ میرے ہاتھوں مرنے والے ہوں گے میں وحشی ہو گئی تھی میں نے اس کی پوری گردن کاٹ کر ایک طرف رکھ دی اور گاڑی پر بیٹھ کر واپس گھر آگئی اور حسب عادت اپنے کمرے میں جا کر پرسکون سو گئی۔

دوسرے دن نہ صرف شہر میں دو قتلوں کا شور مچا ہوا تھا بلکہ میں نے اپنے گھر میں رضیہ کی ماں کو دیکھا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں وہ میرے گھر میں موجود تھی اور میرے امی ابو سے میرے بارے میں باتیں کر رہی تھیں امی نے مجھے بھی بلا لیا اور کہا کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں یہ کہہ رہی ہیں کہ شہر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ میں کر رہی ہوں ان کی باتیں سن کر میں نے اس انداز سے ان کی طرف دیکھا جیسے میں ذرا بھی قصوروار نہیں ہوں اور میرے اوپر کوئی الزام لگایا جا رہا ہے میں نے ہر طرح سے ان کو مطمئن کر دیا تھا لیکن وہ جاتے جاتے کہہ گئی تھی کہ رضیہ کے باپ نے مجھے کئی بار کہا تھا کہ شمع پر شک کیا جا سکتا ہے کیونکہ راسخہ کا قتل اس شک کو گہرا کر چکا ہے وہ چلی تو گئی لیکن مطمئن ہو کر نہ گئی تھیں اور میں جان گئی تھی کہ اب مجھے کسی بھی خطرے سے گزرنا پڑے گا۔ مجھے اب محتاط ہو کر اپنا کام کرنا تھا جس دن مجھ پر درندگی نے اترنا تھا اسی دن

ابو نے مجھ پر نظر رکھنی شروع کر دی اور میں ان کو تحن میں گھومتے پھرتے ہوئے دیکھ کر پیاس سے نڈھال بل کھاتی تڑپتی رہتی دو بار میں گھر سے نہ نکل سکی اپنے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر اپنا خون پی کر گزارا کرتی لیکن میرا خون بھی ان کو شک میں نہیں بلکہ یقین میں ڈال گیا امی نے میرا بازو پکڑ کر اس پر لگائی ہوئی میری اپنی پٹی کھول دی اور عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولیں۔

یہ زخم کیسے آیا میں نے بہانہ بنا دیا تو وہ چپ ہو گئیں لیکن اس سے اگلے ہفتے میرا جھوٹ بھی نہ چھپ سکا میں اپنا خون پینے میں اس قدر محو تھی کہ میں یہ بھی بھول گئی تھی کہ مجھے میری ماں دیکھ رہی ہے میں کمرے سے باہر نکلی تھی پانی پیا تھا کہ مجھ پر درندگی ٹوٹ جائے لیکن جب نہ ٹوٹی میں دوبارہ کمرے میں آکر اپنا خون پینے لگی تھی اور دروازہ بند کرنا بھول گئی تھی امی دبے پاؤں میرے کمرے میں آئی اور یکدم دروازہ کھول دیا اور جونہی مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے اپنے بازو سے اپنے دانتوں کو نکال لیا اور عجیب سی نظروں سے ان کو دیکھنے لگی وہ کانپتی ہوئی میری طرف آئیں اور آتے ہی انہوں نے میرے گال پر تھپڑ دے مارا تھپڑ پڑتے ہی میں کانپ سی گئی انہوں نے مجھے میرے بالوں سے پکڑ لیا ہمیں کیا معلوم تھا کہ لوگوں کا قاتل ہمارے ہی گھر میں چھپا ہوا ہے مجھے اس عورت کی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا لیکن جب اس نے کہا تھا کہ اپنی بچی پر نظر رکھو آپ کو یقین آجائے گا میں ہر ہفتہ کی رات کو تمہارے کمرے آتی تھی لیکن تمہارا کمرہ بند ہوتا تھا اور آج آج تو۔۔ بتا تو نے یہ کیا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور کب سے کر رکھا ہے وہ مسلسل چیخ رہی تھیں اس وقت وہ مجھے میری نہیں کوئی اور ہی دکھائی دے رہی تھی میں چپ چاپ ان کی سختی جا رہی تھی لیکن دل ہی دل میں میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے اب یہاں نہیں رہنا ہے میں اب چھپی ہوئی نہیں رہتی ہوں میرے اپنوں نے مجھے پکڑ لیا ہے میری اس حرکت نے ان کے دلوں میں گہرا شک ڈال دیا تھا ان کو یقین ہو گیا تھا کہ مجھ پر کوئی سایہ موجود ہے جو مجھ سے یہ کام کرواتا ہے لہذا ابو ایک دن کسی عامل بابا کو لے آئے جو میرے اندر کسی سایہ کو دیکھنے لگے لیکن میرے اندر کوئی ایسی چیز ہوتی تو وہ کسی کو کچھ بتاتے انہوں نے یہی کہا کہ مجھے تو کچھ بھی دکھائی نہیں دیا ہے آپ لوگوں کو کوئی شک گزرا ہے ان کی اس تسلی سے ابو تو مطمئن ہو گئے تھے لیکن امی کیسے مطمئن ہوتی امی نے تو سب کچھ دیکھ لیا تھا لیکن ابو کو کچھ نہ بتایا تھا لیکن آج انہوں نے ابو کو بھی بتا دیا کہ اس کے اندر کوئی بھی سایہ نہیں ہے لیکن یہ خود ہی سایہ ہے یہ خود ہی درندہ ہے یہ ہماری بیٹی ہو کر بھی ہماری نہیں رہی ہے شہر میں جتنے بھی قتل ہوئے ہیں اس نے کیئے ہیں اپنی سب سہیلیوں کو یہ ایک ایک کر کے نگلتی گئی ہے جب وہ ختم ہو گئیں تو دوسرے شہر جا پہنچی ہم سمجھتے رہے کہ ہماری بیٹی بھی اپنی سہیلیوں کی موت سے خوفزدہ ہے لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ خوفزدہ نہیں ہے یہی ہے جو سب کچھ کرتی پھرتی ہے ابو جان یہ کہانی سن کر ہکا بکا رہ گئے ان کو یقین نہ آ رہا تھا لیکن امی کی باتوں سے ان کو یقین آ گیا اور میں نے بھی بتا دیا کہ ہاں میں نے ہی اپنی سہیلیوں کا مارا ہے میں ہی انکی قاتل ہوں یہ سب میں نے ہی کیا میں جب تک کسی کا خون نہ پی لوں موت میرے سر پر گھومتی پھرتی رہتی ہے میں خود کو بچانا چاہتی ہوں میں مرنا نہیں چاہتی ہوں۔

میری باتیں سن کر وہ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ اور میں محسوس کرنے لگی کہ وہ میرے دشمن ہو گئے تھے میں نے ان کی سرگوشیوں کو سن لیا تھا وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے اگر یہ زندہ رہی تو ہم لوگ بدنام ہو جائیں گے کسی کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے ہمیں خود ہی اپنی بیٹی کو مار دینا چاہیے ان کی یہ باتیں سن کر میں کانپ سی گئی میں تو مرنا نہیں چاہتی تھی اور یہ لوگ مجھے مارنا چاہتے تھے مجھے اب اس گھر میں نہیں رہنا چاہئے کسی ایسی جگہ چلے جانا چاہیے جہاں موت نہ ہو زندگی ہی زندگی ہو بس اسی رات میں نے وہ گھر چھوڑ دیا اور کافی سارا پیسہ گھر کی تجوری سے نکال لیا اور ایک لمبا سفر کر کے کسی دوسرے شہر میں آ گئی جہاں میں نے ایک چھوٹا سا مکان خرید لیا اور وہاں رہنے لگی میں نے یہاں رہنے والوں کو ایک جھوٹی کہانی سنا دی کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا ہے اور میرے ماں باپ بھی

نہیں ہیں سو مجھے اکیلے ہی زندگی گزارنی ہے میری کہانی نے سب ہی گلے محلے والوں کو دکھی کر دیا تھا اور ہر کوئی مجھ سے پیار کرنے لگا ان کے پیار کا میں بہت غلط فائدہ اٹھانے لگی ان کے معصوم بچوں کو جو اکثر میرے گھر میں کھیلنے آجاتے تھے ان کو مارنے لگی میرا ان کو مارنے کا طریقہ کار اور ہوتا تھا میں دن کے وقت انکو مار کر ان کا خون سنبھال لیتی تھی اس کی لاش کو چھپا لیتی تھی اور ان کے ساتھ مل کر ان کے بچے کو ڈھونڈتی رہتی تھی اور جب رات گہری ہوتی تھی تو میں چپکے سے گھر سے باہر نکلتی اور اس بچے کی لاش کو گندے نالے میں بہا دیتی تھی جو بہت تیزی سے بہتا تھا وہ لاش کو لیے بہت آگے چلا جاتا تھا جہاں سے کچھ دنوں بعد لاش مل جاتی تھی لیکن مجھ پر ذرا بھی شک نہ ہوتا تھا لیکن میرا یہ کھیل بھی چھپ نہ سکا تھا کہتے ہیں کوئی غلط کام کرو ایک دن سامنے آجاتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا میں ایک بچے کو اپنے کمرے میں لے کر جانے لگی تو گلی کی ایک عورت نے دیکھ لیا اور جلدی سے اندر آ گئی میں ان کو دیکھ کر کانپ گئی لیکن ان کو محسوس نہ ہونے دیا بلکہ کہانی آؤ آنٹی کیسے آئیں تو وہ کبھی مجھے اور کبھی بچے کو دیکھ رہی تھیں جس کے ہاتھ میں میں نے ٹافیاں پکڑا رکھی تھیں وہ بچے کو اٹھا کر لے گئیں اور اس رات مجھے خون نہ ملا تو میں تڑپ سی گئی میرے اندر کا درندہ مجھے بے بس کرنے لگا میں نے اپنے اوپر چادر اوڑھی اور باہر نکل گئی لیکن کوئی بھی شکار میرے ہاتھ میں نہ آیا میری حالت غیر ہونے لگی تھی میں پاگل سی ہوتی جا رہی تھی مجھے وہاں وہی سفید لہر دکھائی دی اسے دیکھتے ہی میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور کہا تم کہاں چلے گئے تھے تو اس نے بتایا کہ میں پکڑ لیا گیا تھا ایک بوڑھے نے مجھے قید کر لیا تھا آج ہی مجھے اس کے رہائی ملی ہے میں نے کہا میں بہت پیاسی ہوں مجھے خون چاہیے۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولا آؤ میں تمہیں خون پلاتا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چل دیا اور مجھے لیے ہوئے ایک قبرستان میں لے گیا۔ یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو میں نے اس سے پوچھا تو وہ بولا یہاں ایک بوڑھا رہتا ہے جو بہت ہی علم والا ہے جو سب کو دیکھ سکتا ہے جس نے مجھے قید کیا ہوا تھا۔ اس کا خون پی جاؤ۔ مجھے اس وقت خون کی طلب ہو رہی تھی میں نے اس کی بات مان لی وہ مجھے قبرستان تک پہنچا کر غائب ہو گیا اور میں قبرستان میں اس بوڑھے کو تلاش کرنے لگی وہ مجھے ایک جگہ دکھائی دیا میں نے اپنی چھری کو ہاتھ میں پکڑ لیا اور دھیرے دھیرے اس کی طرف بڑھنے لگی لیکن اسے دیکھ کر میں مایوس ہو گئی وہ بہت ہی بوڑھا تھا ہڈیوں کا ڈھانچہ سا تھا رنگت بھی جلی ہوئی تھی وہ میری پسند کا خون نہ تھا میں واپس پلٹنے لگی تو اس نے مجھے آواز دے دی شمع واپس مت مڑو میرے پاس آؤ جو تمہیں چاہیے میں تم کو دیتا ہوں اس کی یہ بات سن کر اور اسکے منہ سے اپنا نام سن کر میں حیران سی رہ گئی اور اس کی طرف بڑھنے لگی اس نے مجھے گہری نظروں سے دیکھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک خون سے بھرا ہوا برتن مجھے دیا جو میں نے ایک ہی سانس میں پی لیا وہ مجھے دیکھتا رہا بولا کیوں اب تسلی ہو گئی۔ ہاں میری تسلی ہو گئی ہے میں نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا تو ہنس دیا اور بولا میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا کہ تم انسانی خون سے رنگی ہوئی ہو بتاؤ کتنے خون کیے ہیں میں نے کہا۔

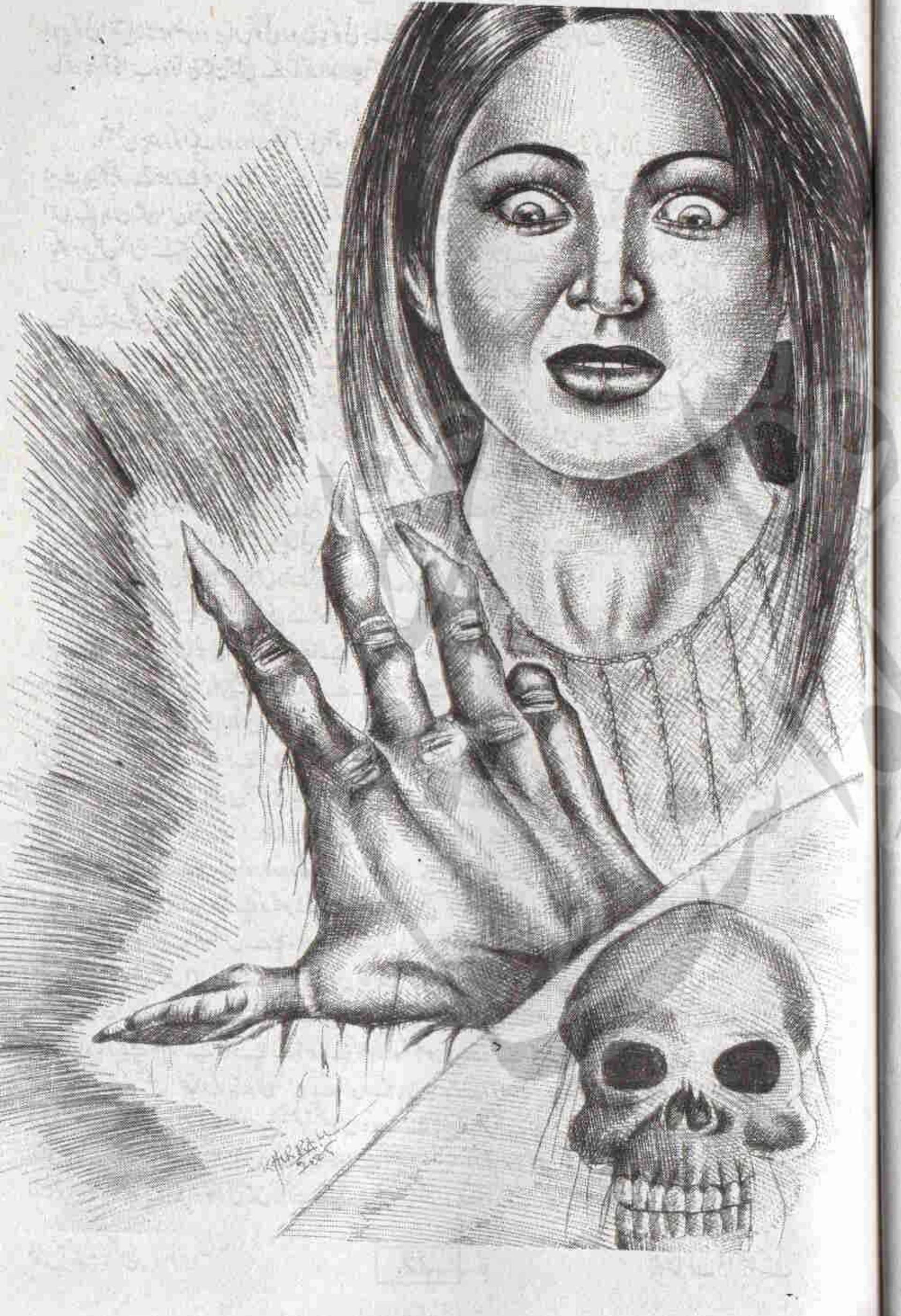
مجھے خود بھی یاد نہیں ہے لیکن اتنا جانتی ہوں کہ کئی انسانوں کی زندگیوں سے کھیل چکی ہوں میری بات سن کر بولے ٹھیک ہے میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اگر تم کر لو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہوگا تم جیسی زندگی چاہتی ہو ویسی ہی زندگی تمہیں مل جائے گی تمہارے اندر ایسی طاقتیں آجائیں گی کہ تم جو چاہو کر سکو گی لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ کسی سے محبت نہ کرنا میں نے کہا مجھے کسی سے نہ تو محبت ہے اور نہ کروں گی مجھے بس ہفتے میں ایک انسان کا خون چاہیے اور جو طاقتیں آپ مجھے دینا چاہتے ہیں وہ دیں میری بات سن کر وہ بولے ہاں میں تم کو طاقتیں دینے کا وعدہ کر چکا ہوں لیکن اس کے لیے تمہیں ایک چھوٹا سا چلہ کرنا ہوگا صرف ایک ہفتہ کا کیونکہ انسانی خون سے تم اس قدر بھیگی ہوئی ہو کہ تمہارے لیے ایک ہفتہ کا چلہ ہی تمہیں کامیاب بنا سکتا ہے میں نے کہا ہاں میں یہ چلہ کرنے کو تیار ہوں اور میں جانتی ہوں کہ میں یہ چلہ کامیابی سے کر سکوں گی کیونکہ مجھے نہ تو راتوں کی تاریکیوں سے خوف آتا ہے اور نہ ہی میں کمزور دل ہوں میری باتیں سن کر وہ بولے ہاں جانتا ہوں کہ تمہارے اندر خوف نہیں ہے لیکن چلہ میں کچھ ڈراؤنے چہرے تم کو دکھائی دیں گے جو صرف ڈرا میں گے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکیں گے ان سے ڈرنا مت میں نے کہا ٹھیک ہے میں ہمیشہ ثابت قدم رہوں گی انہوں نے مجھے کالے علم کا کوئی چلہ سکھا دیا جو میں نے منٹوں میں سیکھ لیا اور پھر کہا کہ مجھے یہ چلہ کرنا کہاں ہے وہ بولے میں تم کو ایک جگہ لے چلوں گا بس تم چلہ سے ذرا بھی دھیان مت ہٹانا چلہ کو کامیاب کرنا ہے۔ پھر وہ مجھے اسی محل میں لے آئے نیچے تہہ خانہ میں پہلے دن مجھے بہت خوف آیا تھا لیکن بعد میں سب کچھ ٹھیک ہو گیا چلہ کے دوران مجھے کئی ڈراؤنے چہرے دکھائی دئے لیکن میں ثابت قدم رہی۔

سات دن کے اس چلے میں بھی مجھے انسانی خون کی ضرورت تھی جو مجھے ملتا جانے لگا وہ بوڑھا جو میرا استاد تھا کسی لڑکی کو اغوا کر کے یہاں لے آتا تھا اور اسے رسیوں سے باندھ دیتا تھا جسے میں رات کو چلہ شروع کرنے سے پہلے قتل کر دیتی تھی اور اس کے خون کا بھرا ہوا برتن سامنے رکھ کر چلہ کرتی اور پھر بعد میں وہ خون پی لیتی یہاں مجھے سکون ہی سکون مل رہا تھا۔ میں نے یہ چلہ مکمل کر لیا اور مجھے ہوا کی طاقت مل گئی اور ساتھ ہی اپنی طرف سے مجھے غائب ہونے کی طاقت بابا جی نے مجھے دے دی اب میرے پاس دو طاقتیں ہو گئی تھیں جو میرے لیے بہت فخر کی بات تھی جس نے مجھے بہت اہم بنا دیا تھا اب کسی کا خون کرنے کے لیے مجھے نہ تو کسی لمبے سفر کی ضرورت پڑتی تھی اور نہ ہی مجھے کوئی ایسا کرتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی تھی اور پھر شاہد ایک دن تم مجھے دکھائی دیئے میری نظریں تم پر ٹھہر گئیں میں سوچنے لگی کہ تمہارا خون مجھے مزید طاقت دے گا جلد ہی میں نے تم کو اپنی طرف مائل کر لیا شاید تم بھی یہی چاہتے تھے کہ میرے ایک اشارے سے تم میرے قریب آگئے اور پھر میں تم کو ایک گھر میں لے گئی اور تمہارا خون پینے لگی لیکن جب تم نے وہی کام کیا تو میرے اندر نشہ طاری ہونے لگا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم بھی میری طرح ہو گے تم نے میرا خون پیتے وقت مجھے اپنے نشہ میں مست کر دیا میں خود کو ہارنے لگی کیونکہ مجھے زندگی میں پہلا کوئی ایسا انسان ملا تھا جو میرے مطلب کا تھا میرا دل تمہاری طرف کھنچا جانے لگا اور پھر تم سب جانتے ہو۔ وہ کہانی سنا کر ایک سرد سی آہ بھر کر چپ ہو گئی اور میں اس کا منہ دیکھتا رہ گیا کہ وہ کوئی عام لڑکی نہ تھی اس نے مجھ سے کئی گنا زیادہ لوگوں کا خون پیا تھا میرے پاس تو کچھ بھی نہ تھا لیکن اس کے پاس طاقتیں تھیں۔ شاہد مجھے کسی سے محبت نہیں کرنی تھی لیکن میں تمہاری محبت میں اس قدر گرفتار ہو گئی کہ مجھے تمہارے علاوہ کچھ بھی اچھا نہ لگتا تھا میری پہلی محبت وہ سفید لہر تھی جو بدروح تھی اس کی محبت میں وہ تڑپ نہ تھی جو تمہاری محبت کی صورت میں مجھے ملی ہے کیونکہ تم بھی میری طرح ایک زندہ انسان ہو۔ میں نے کہا تم نے شاید ٹھیک کہا ہے محبت زندہ انسانوں سے ہی ہونی چاہیے تمہاری طرح میں بھی ماروتی سے پیار کرنے لگا تھا لیکن وہ بھی ایک ہوا تھی سفید لہر کی طرح ایک ہوا کا جھونکا تھا میں بھی اس کے لیے پاگل ہونے لگا تھا لیکن اب جب تم کو دیکھا تھا تو میرے اندر بھی تمہارا پیار ابھرنے لگا تھا اور میں بھی دھیرے دھیرے تمہارے قریب آنے لگا تھا میرے یہ الفاظ سن کر اس نے میرے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور بولی آئی لو یو شاہد اب مجھے کبھی بھی اکیلا مت چھوڑنا تم میری محبت میری طاقت ہو اور میرا سب کچھ ہو اور سب سے بڑھ کر میرے استاد نے بھی مجھے معاف کر دیا ہے اس نے بھی تمہاری محبت کو قبول کر لیا ہے مجھے بس ان سے ڈر تھا اب کسی کا بھی کوئی ڈر نہیں ہے اس کی باتیں سن کر میرا سر فخر سے اٹھنے لگا۔

ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ ہمیں اپنے قریب سے قہقہوں کی آوازیں سنائی دیں وہ ماروتی تھی جو شمع کی قید توڑ کر باہر نکل آئی تھی اس کو سامنے دیکھ کر ہم دونوں خوف سے کانپ اٹھے وہ غصہ سے لال سرخ ہو رہی تھی اس کی آنکھیں آگ کی طرح جل رہی تھیں وہ دھیرے دھیرے ہماری طرف بڑھتی آنے لگی۔

(اس کے بعد کیا ہوا یہ جاننے کے لیے اگلا شمارہ ضرور پڑھئے۔)

❀❀❀



خون آشام ناگن

---تحریر۔عمران رشید۔راولپنڈی۔قسط نمبر۵---

سمیر کا اپنی والدہ نورینہ کی موت کا صدمہ اپنے دل پر گرتے ہوئے پہاڑ کی طرح محسوس ہو رہا تھا وہ اپنی ماں کی پر اسرار موت پر حیران و پریشان ہو رہا تھا عدیل اپنے ساتھی ڈاکٹروں کی مدد سے بھی کسی خاص نتیجہ پر نہ پہنچ سے یاسر کو فلیٹ کا انچارج اس کے ناگ راج کے متعلق یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے کل رات اپنے خاص آدمی کے ذریعہ مار دیا گیا ہے وہ کالے رنگ کا سانپ یاسر کو ہر بار جان سے مارنے کی کوشش کرتا ہے پھر ایک رات عدیل کا بھائی وقاص جو برطانیہ سے انڈیا واپس اا جاتا ہے اس کا سامنا یاسر ہوتا ہے یاسر اسے ایک فائل کو ربطور امانت سونپ دیتا ہے جو کوئی مسافر ٹرین میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔طاہرہ کو اپنے فائل بیگ کے گم ہونے کا بہت افسوس ہوتا ہے۔رامیش چندر کو اپنے کمرے میں کالے رنگ سانپ کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے اسے رونے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں تو باہر نکل کر وہ اس ناگن کو انسانی روپ میں دیکھتا ہے اس کی باتیں اور وہ چہرہ جسے دیکھ کر ہی اس کا ذہن ماضی میں چلا جاتا ہے تب ہی اسے ایک اخبار کو تلاش کرنے کا اور اپنے ناگ دیوتا سے ملنے کا خیال آتا ہے اور دہلی روانہ ہو جاتا ہے عدیل اور باقی ڈاکٹر روز بروز سانپوں سے ہلاکت ہونے والے انسانوں کے ڈھانچوں سے پریشان ہو جاتے ہیں وقاص اپنے دوست نبیل کے ساتھ پاکستان آجاتا ہے اور عدیل اپنے گھر والوں سے مل کر بہت خوش ہوتا ہے اسے نورینہ کی موت کا بہت صدمہ ہوتا ہے یاسر کا سامنا ایک بار پھر کالے سانپ سے ہوتا ہے وہ اب تک جان نہیں پاتا ہے یہ اس کا ماضی کا دشمن ہے جو اس کی جان لینا چاہتا ہے یاسر اپنے ناگ راج اور سانپ کے شکنجے میں پھنس جاتا ہے اور پھر ناگ راج کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیتا ہے وہ سانپ یاسر کو دے دیتا ہے اور بچے اس سانپ سے کھیلتے رہتے ہیں۔رامیش چندر ناگ دیوتا سے مل کر اس ناگن کے بارے میں سب کچھ بتا دیتا ہے اور پھر چاند کی چودھویں رات سر پر آجاتی ہے اس رات وہ جوگی بابا یعنی رامیش چندر اپنے خاص سواری یعنی کالے گھوڑے پر شام نگر روانہ ہوتا ہے وہ ابھی عمل شروع بھی نہیں کرتا کہ ہر طرف سفید روشنی پھیل جاتی ہے وہ ناگوں کے شکنجے مین پھنس جاتا ہے اور وہ اسے کاٹنا شروع کر دیتے ہیں وہ جیسے ہی جنگل سے باہر آتا ہے منہ کے بل آگرتا ہے وہ اپنے گھوڑے کی کھال اترتی دیکھ کر کانپ جاتا ہے لیکن موت سے سامنا کرنے کی ہمت باقی نہیں رہتی اور اس کے حصار سے بچ جاتا ہے قبرستان سے وہ ڈھانچے بھی باہر نکل آتے ہیں ہاسپٹل میں نبیل ان ڈھانچوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتا ہے ڈاکٹروں کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔نبیل اپنے پیچھے ایک لڑکی کا سایہ دیکھتا ہے تو چیخنے لگتا ہے۔اس کے آگے کیا ہوتا ہے یہ جاننے کے لیے اب آگے پڑھیے۔

اس نے اپنی پوری زندگی میں شاید ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا تھا وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے خوف کی حالت میں بھاگتے ہوئے ہاسپٹل کے عملے سے ٹکراتے ہوئے بدحواس ہونے لگا تھا جس جس نے ان دو ڈھانچوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ بری طرح ہانپ رہے تھے کچھ ہی دیر میں ہاسپٹل کی فضا پرسکون ہو گئی نبیل نے باہر آ کر واچ مین کو بھی خوفزدہ ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا تبھی وہ پاس آکر بولا ت۔۔ت۔تم۔تم نے۔۔تم نے ان ڈھانچوں کو کس طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے م۔۔م۔۔ مجھے۔۔۔مجھے خود معلوم نہیں۔۔ میں تو۔۔ میں تو خود ہوش میں نہیں تھا سمجھ نہیں آرہی تھی یہ سب خواب ہے یا حقیقت۔نبیل بولا جو کچھ بھی ہے سب ایک دم بالکل صاف ہے اس ہاسپٹل میں کوئی سایہ ہے میں نے اس لڑکی کو دیکھا تھا جس کی زبان کسی جانور کی طرح تھی اور وہ۔۔ وہ مردہ خانہ کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا جیسے اس کا اپنے

اوپر کوئی اختیار نہ ہو ضرور یہاں کوئی روح یا کوئی جنات وغیرہ ہیں جسے یہاں بھی لوگ نظر انداز کر رہے ہیں تم میرے ساتھ چلو آؤ اب وہ واچ مین نبیل کے ساتھ اندر چلا گیا۔

❁❁❁

رامیش چندر کو ایک زوردار دھماکہ کی آواز کے ساتھ انسانوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دیں وہ خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے کھڑا ہوا تو سر سے نکلتے خون کو دیکھ کر چکرانے لگا اور زمین پر دھپ سے آ گرا اتنی ہمت وطاقت اس کے بدن میں اس وقت بالکل نہ تھی کہ جا کر اپنے گھوڑے کو ایک نظر دیکھ لیتا یا ان لوگوں کی بھیانک آوازیں جو ابھی کچھ دیر قبل اس نے سنی تھیں سفید روشنی اس وقت تک پہاڑوں اور دریا کے ساحل تک چھائی رہی جب تک وہ تمام ڈھانچے جنگل میں چلے نہ گئے آخری ڈھانچے کے جنگل میں جانے کے بعد بھی سفید روشنی اس طرح پھیلی رہی اذانوں سے ایک گھنٹہ قبل یہ روشنی جنگل میں واپس تالاب کے اندر جا کر ختم ہوگئی اب وہاں مکمل طور پر تاریک سناٹا چھا گیا کچھ دیر قبل پھیلنے والی سفید روشنی جو موت کی خوفناک علامت تھی اب سب کچھ تھم سا گیا تھا رامیش کو اپنی کوئی ہوش نہ رہی۔۔ صبح کی پہلی کرن سیدھی اس کے چہرے پر پڑی تو آنکھیں موندتے ہوئے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا رات کو پیش آنے والے واقعات اور اپنے گھوڑے کا خیال بجلی بن کر اس کے دل ودماغ میں اچانک سے پیدا ہوا اپنے بازوؤں ٹانگوں ہاتھوں اور چہرے پر سانپ کے ڈسنے سے نشان بن گئے تھے اور زخم اپنی جگہ جم چکے تھے اسے اپنی رگوں میں سانپوں کے زہر کا اندازہ اپنے جسم میں پیدا ہونے والی کمزوری سے واضح ہوتا چلا گیا لیکن اس وقت اپنے گھوڑے کو دیکھنے کی تمنا اس کے دل ودماغ میں چھائی ہوئی تھی جیسے ہی وہ سڑک پر آیا تو سامنے ایک درخت کے ساتھ کسی گاڑی کو جلتے ہوئے دیکھا جس کا اگلا حصہ اس وقت بھی کالا دھواں پیدا کر رہا تھا۔

رات کو وہ آواز یقیناً اسی گاڑی کے ٹکرانے سے پیدا ہوئی تھی اسی خیال نے اسے گاڑی کی طرف جانے پر مجبور کر دیا وہ گاڑی میں انسانوں کے پانچ ڈھانچے دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا ایک ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک فرنٹ سیٹ پر جبکہ تین ڈھانچوں کو پیچھے ایک دوسرے کے ساتھ لپٹے دیکھ کر افسوس ظاہر کرنے لگا کہ یہ بدنصیب انسان بھی موت کی روشنی سے بےخبر شاید اسی راستے پر آ گئے تھے اور ناگن کے شیطانی حصار کی لپیٹ میں آ کر زندگی سے ہار گئے وہ اس جگہ سے واپس نیچے کچے راستے پر اتر پڑا جہاں ماضی میں کبھی جھونپڑیاں اور کچے مکان ہوا کرتے تھے لیکن اب وہاں زمین پر انسانی کھوپڑیاں ہاتھوں جسم کی ہڈیاں ڈھیڑ اور جسمانی اعضا ماضی کی خوفناک کہانی ظاہر کر رہے تھے اس جگہ کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا آسان تھا کہ یہاں چاروں طرف موت کا راج ہے رامیش اس طرف آہستہ سے چلتے ہوئے پہنچا جہاں پر اس کے گھوڑے کا سفید اور زرد رنگ کا بڑا ڈھانچہ زمین پر پڑا موت کی عکاسی کر رہا تھا وہ آنکھوں میں آنسو لیے اپنے ہاتھوں سے اس کے ڈھانچے کو چھونے لگا جو رات چیخ چیخ کر مدد کی فریاد کر رہا تھا موت کو سامنے دیکھ کر ہنکار رہا تھا لیکن موت کی وہ سفید روشنی جس نے چند ہی لمحوں میں اس کا جسم ہڈیوں کا بنا دیا تھا مکھیاں اڑا اڑ کر اس ڈھانچے کے اوپر بیٹھ کر بھنبھنا رہی تھیں اس سے اپنے گھوڑے کی حالت مزید دیکھی نہ گئی اور وہاں بیٹھ کر اس کی جدائی میں تڑپنے لگا آنکھوں سے آنسو لڑی کی شکل میں بہنے لگے اب وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے وہاں سے واپسی کے قدم اٹھاتے ہوئے بار بار پیچھے مڑ کر اپنے گھوڑے کے ڈھانچے کو نم زدہ آنکھوں سے دیکھنے لگا دل میں اس خونی ناگن سے بدلہ لینے کی آگ لاوے کی شکل اختیار کرنے لگی جس نے اس کے پیارے سے دوست کو جدا کر دیا اب پیدل چلتے ہوئے اسے اپنے گھوڑے کا خیال اس کا خوبصورت جسم آنکھوں کے سامنے بار بار نظر آنے لگا اس کے ساتھ گزرے ہوئے حسین پل ماضی یادیں تر وتازہ ہونے لگیں اس نے ایک نگاہ اپنے جسم پر ڈالی اور زخم ہوتا جسم دیکھ کر اسے خود سے زیادہ ان بے گناہ انسانوں کا دکھ ہونے لگا جو گاڑی میں رات کے اس پہر اس جگہ سے گزر رہے تھے اتنے میں پہلی بس اسے دور سے آتی

ہوئی دکھائی دی اس کی واضح آواز صبح کے وقت اسے بالکل صاف سنائی دے رہی تھی اب وہ بس میں سوار ہو چکا تھا اور بس سیدھی شہر کی طرف روانہ ہوگئی ہر مسافر رامیش چندر کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ہر کوئی مختلف خیالات کا اظہار کرنے لگا مگر رامیش نے کسی سے کوئی بھی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اپنی سیٹ پر خاموشی سے بیٹھا رہا۔

❁❁❁

صبح کے نو بجے ڈاکٹر عدیل جیسے ہی سٹی ہاسپٹل پہنچا تو دروازے پر کئی ڈاکٹرز اور نرسوں کا ہجوم اکٹھا ہوگیا سبھی کے چہروں پر خوف کا عالم تھا رات کے وہ مناظر آنکھوں کے سامنے اس وقت بھی محسوس ہو رہے تھے نبیل اور واچ مین بھی عدیل کے سامنے آ کھڑے ہوئے پھر سبھی نے بلند آواز میں رات والا واقعہ بتانا چاہا تو ڈاکٹر عدیل بولا ایک منٹ۔ ایک منٹ ایک وقت میں صرف آپ میں سے ایک شخص کی بات سن سکتا ہوں پھر نبیل بولا عدیل بھائی ان آنکھوں نے جو منظر رات کا دیکھا اگر آپ دیکھ لیتے تو شاید آپ کو یقین آ جاتا میں آپ کو کس منہ سے بتاؤں کہ اس ہاسپٹل میں روح کا سایہ ہے بلکہ یوں کہوں گا رات کو ڈھانچے مردہ خانے سے نکلتے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے اتنے میں واچ مین بولا سر یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے میں گیٹ پر اپنی ڈیوٹی دے رہا تھا تبھی میں نے دو ڈھانچوں کو چلتے ہوئے دیکھا ان کے چلنے سے کڑک کڑک کی آواز پیدا ہو رہی تھی اور گیٹ کو ایسے کھول دیا جیسے وہ کوئی کھلونا ہے اتنے بھاری گیٹ کو صرف ایک ہی ٹانگ سے کھول دیا کم از کم تین چار آدمیوں کے بس کی بات بھی نہیں اسی لمحے باہر ایک سفید کار آ کر رکی جس کی چھپ پر سائرن لگا ہوا تھا اور وہ آواز بھی اسی طرف سے آ رہی تھی سبھی کا دھیان اس گاڑی کی طرف ہوگیا گاڑی سے ڈاکٹر شبانہ ڈاکٹر سراج اور ڈاکٹر فرحان باہر نکلے۔

ہیلو سر گڈ مارننگ کیسے ہیں آؤ ڈاکٹر شبانہ۔۔ آج اتنی جلدی صبح صبح اور یہاں۔۔ سر مجھے معلوم ہوا میرے لیب میں کل رات چوری ہوئی ہے تو سیدھی اپنی لیباٹری میں چلی گئی۔۔ کیا۔ ڈاکٹر عدیل حیرت سے بولا کیسے ہوئی کیا کیا سامان چوری ہوا ہے عدیل نے پریشان کن لہجے میں کہا تو ڈاکٹر شبانہ بولی سر ہوا تو کچھ نہیں مگر ایک بات جس نے مجھے چونکا دیا وہ ہے ایک ڈیڈ باڈی۔۔ جسے کل رات لیب کے بند دروازے کو توڑ کر نکالا گیا ہے سر جس کسی نے بھی یہ حرکت ہے میں اسے معاف نہیں کروں گی ڈاکٹر شبانہ وہ ڈیڈ بڈی کس کی تھی سر اسے کسی سانپ نے ڈسا تھا اور میں نے اس کا خستہ حال جسم سٹریچر پر رکھ کے چھوڑ دیا تھا اس کی ہڈیاں جسم سے صاف نظر آ رہی تھیں اور گوشت تقریباً ختم ہی ہو چکا تھا سوچا صبح پہلا کام اس ڈیڈ باڈی کو یہاں ہاسپٹل شفٹ کروں گی مگر جا کر لیب میں جو کچھ دیکھا مجھے یقین نہیں آیا سر جس نے بھی یہ حرکت کی ہے اور اس ڈیڈ بڈی کو چرایا ہے اس کا پتہ بہت آسانی سے چل جائے گا۔۔ وہ کیسے۔۔ ڈاکٹر عدیل نے تجسس سے کہا تو شبانہ دھیرے سے مسکرا کر بولی سر آپ ہمیشہ بھول جاتے ہیں کہ لیب کے دروازے پر ایک سرکٹ کیمرہ لگا ہوا ہے جو کوئی بھی دروازہ توڑ کر اندر گیا ہے اس کا چہرہ لازمی سامنے آ جائے گا شبانہ یہ تو بعد میں دیکھیں گے لیکن سب سے پہلے ہمیں اپنے سٹی ہاسپٹل کے بارے میں کچھ سوچنا ہوگا۔ واٹ۔۔ سر میں کچھ سمجھی نہیں دیکھو شبانہ کل رات ہاسپٹل میں ڈیوٹی دینے والے عملوں نے اور مردہ خانے کی نگرانی کرنے والے اس نوجوان نے دو ڈھانچوں کو چلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے نبیل یہ سن کر آگے بڑھا اور بولا جی ہاں ڈاکٹر صاحبہ کا رات میں نے ایک لڑکی کا عکس بھی دیکھا اس کے لمبے لمبے بال زمین کو چھو رہے تھے آنکھیں بالکل لال سرخ جیسے مرچیں ہوتی ہیں اس نے اپنی زبان کھولی تو اف۔۔ اللہ کی پناہ وہ کسی جانور کی طرح تھی بلکہ یوں کہا جائے جیسے ایک سانپ کی ہوتی ہے۔۔ کیا۔۔ سانپ کی ۔۔ شبنہ حیرت سے بولی تو عدیل نے کہا نبیل تم نے اس لڑکی کا پیچھا کیا وہ کون تھی ہاسپٹل کے اندر کیسے آئی واچ مین بولا سر آپ یہ سوال اس سے کیوں پوچھ رہے ہیں یہ آپ کو مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا ہاں چلو تم ہی بتا دو۔ عدیل اس کی طرف متوجہ ہوا تو واچ مین نے کہا رات میں نے کسی بھی لڑکی کو ہاسپٹل میں جاتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی کو باہر آ گے

دیکھا سر مجھے تو لگتا ہے وہ کوئی روح تھی ایسی روح جو ہاسپٹل میں سب کو۔۔بکواس بند کرو اپنی۔۔میں کسی روح یا جنات پر یقین نہیں کرتا جو سچ ہے وہ سامنے آ ہی جائے گا شاید آپ سب لوگ ہاسپٹل میں رات کو بھنگ پی کر ڈیوٹی کر رہے ہوتے ہیں اتنے میں ایک نرس بولی سر پلیز ہم آپ سے مذاق نہیں کر رہے ہیں ایک بار پہلے بھی ایسا ہوا تھا مگر آپ نے نظرانداز کر دیا۔لیکن یہ سچ ہے ڈاکٹر عدیل نے کہا کیا میں مردہ خانے کا جائزہ لے سکتا ہوں۔

جی ہاں۔۔جی ہاں بالکل آیئے۔۔نبیل نے اشارہ کرتے ہوئے کہا اب ہاسپٹل کا سارا عملہ عدیل کے ساتھ اوپر مردہ خانے کی طرف چل دیا دروازہ کھول کر نبیل نے وہ دو بکس باہر نکالے جن سے برف کی ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا اور ناگوار قسم کی بدبو جیسے کسی مردہ جانور کی ہوتی ہے وہ محسوس ہونے لگی پھر نبیل نے باری باری وہ بکس کھول کر دکھائے جن میں ڈیڈ باڈیز پڑی ہوئی تھیں ور مختلف واقعات میں وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے ڈاکٹر عدیل اور شبانہ ایک دوسرے کو حیران کن نظروں سے دیکھنے لگے پھر ڈاکٹر سراج بولا سر آپ نے ایک، چیز نوٹ کی۔۔وہ کیا۔۔عدیل بولا تو سراج نے کہا سر جو دو ڈیڈ باڈیز یہاں کل لائی گئی تھیں جنہیں کسی سانپ نے ڈ سا تھا صرف وہ ہی غائب ہوئی ہیں باقی اور بھی لاشیں یہاں بلا کس میں بند تھیں انہیں کچھ نہیں ہوا نبیل نے کہا سر یہی تو حیرت والی بات ہے وہ بلا کس اپنے آپ کیسے کھل گئے آپ کو نہیں لگتا جیسے کسی روح نے میرا مطلب کوئی جنات وغیرہ ایسا کر سکتے ہیں۔عدیل بولا نبیل تم شاید ابھی نئے نئے آئے ہو اس لیے تمہیں نظروں کا دھوکہ ہو رہا ہے

ڈاکٹر سراج فرحان اور جمیل یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں اس ہاسپٹل میں آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مردے غائب ہوں یا ڈھانچے خود بخود چلنے لگیں ایک نرس آگے بڑھ کر بولی مگر سر ایسا ہوا ہے ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پھر ڈاکٹر شبانہ کو ایک خیال اپنے دل میں ہلچل مچانے لگا پھر بولیا گر یہ سچ ہے تو میرے لیب میں موجود وہ لاش بھی چوری نہیں ہوئی بلکہ وہ خود بخود زندہ ہو کر غائب ہوئی ہے شبانہ یہ کیا بکواس ہے تم بھی بچوں کی طرح جن بھوتوں اور لاشوں کے زندہ ہونے پر یقین کرنے لگی ہو کم از کم میں تم سے ایسی توقع نہیں رکھ سکتا تھا تم نے بات ہی کچھ ایسی کر دی ہے کہ۔۔سر پھر میں کیا سمجھوں میرے لیب میں سوائے اس لاش کے اور کچھ بھی چوری نہیں ہوا اور نہ مجھے کوئی شوق نہیں تھا اپنی نیند خراب کرنے کا اور صبح صبح اپنے لیب میں آنے کا۔ڈاکٹر شبانہ نے اتنا کہتے ہوئے اپنا منہ بنا لیا تو ڈاکٹر عدیل بولا تمہاری یہ عادت مجھے بہت اچھی لگتی ہے شبانہ چلو یقین کر لیتے ہیں سٹی ہاسپٹل میں ڈھانچوں کو چلتے ہوئے ہر کسی نے دیکھا ہے کیا اس سے پہلے بھی کبھی ایسا ہوا ہے یہ سوال میں ان سے پوچھوں گا جو مجھ سے پہلے یہاں ملازمت کرتے آ رہے ہیں ہے جواب کسی کے پاس عدیل نے سبھی کے چہرے پر سرسری نگاہ ڈالی مگر سبھی کے چہرے اترے ہوئے تھے پھر ڈاکٹر فرحان بولا سر کل شام تک کوئی نہ کوئی علم والا ضرور آ جائے گا آپ اطمینان رکھئے سراج آج ڈاکٹر جمیل کہیں نظر نہیں آ رہا ہے یہ سن کر فرحان نے کہا سر وہ اسی سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا ہے آج نہ سہی تو کل تک کسی ایسے آدمی کو تلاش کر کے اپنے ساتھ یہاں لے آئے گا جو ہماری اس مشکل کو حل کر سکے گا بلکہ جو حالات یہاں ہاسپٹل میں پیدا ہوئے ان کی سچائی بھی سامنے لائے گا ویری گڈ۔۔یہ اچھی بات ہے گڈ نیوز نبیل تم بے فکر رہو آج رات میں خود ہاسپٹل میں رہوں گا اور حقیقت کا سامنا کروں گا ڈاکٹر شبانہ کیا تم ابھی اسی وقت مجھے اپنے ساتھ لیب میں لے جا سکتی ہو کیونکہ میں خود اپنی آنکھوں سے وہ دیکھنا چاہتا ہوں جو سرکٹ کیمرے میں ریکارڈ ہوتا ہے کیونکہ ہر آنے جانے والے کی تصویر اس میں ریکارڈ رہتی ہے سر کیوں نہیں بذات خود ابھی تک میں نے وہ فلم نہیں دیکھی صرف لیب میں تمام چیزوں کا چیک اپ کیا ہے ہر چیز اپنی جگہ سلامت ہے اور بالکل محفوظ ہے اب دروازے پر لگے ہوئے سرکٹ کیمرے کی فلم سے ہی یہ بات سامنے آ سکتی ہے کہ وہ لاش لیبارٹری سے کیسے چوری ہوئی کیونکہ آج تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ میرے ہی لیب میں کوئی چوری چھپے گھس کر لاش کو غائب کرنے یا کوئی سامان چرانے کی ہمت کر سکے ٹھیک ہے شبانہ ہم ابھی اسی وقت تمہارے

ساتھ چلیں گے آپ سے اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر مصروف ہو جائیں عدیل نے ہاسپٹل کے باقی ڈاکٹروں اور وہ عملہ جو وہاں کھڑا تھا سبھی کو اپنے اپنے کام میں مگن ہونے کا حکم صادر کر دیا۔

❁❁❁

مہاراج مہاراج۔آپ کی۔۔آپ کی یہ حالت کیسے ہوئی رامیش کے شاگرد نے دروازہ کھلتے ہی اپنے استاد یعنی جوگی بابا کو سہارا دیتے ہوئے بیڈ پر لٹاتے ہوئے کہا پھر وہ مرہم کا سامان ساتھ لے کر کمرے میں آیا یہ سفید رنگ کا چھوٹا سا مستطیلی سٹیل کا بکس تھا اسنے دو انجکشن رامیش کے بازو پر اور ایک ٹانگ پر لگایا پھر روئی سے چہرے ہاتھ پاؤں اور ٹانگوں کے زخم صاف کرنے لگا ساتھ ساتھ پریشانی اور خوف سے اس کی یہ حالت دیکھ کر خود بھی ہانپ رہا تھا مہاراج آپ خاموش کیوں ہیں آپ کل شام کو بالکل ٹھیک ٹھاک اپنے گھوڑے کے ساتھ شام نگر کی پہاڑیوں پر گئے تھے آخر وہاں ایسا کیا حادثہ پیش آیا جس سے آپ کی یہ حالت ہوئی رامیش نے اس کے ہاتھوں کو تھاما اور بولا میری زندگی تو ویسے بھی ایسے ہی خطرات سے گزری ہے زندگی کے ہر موڑ پر ہر لمحے کانٹوں سے گزر کر منزل کو پانے کی کوشش کی ہے مگر جب سے وہ منحوس ناگن میری زندگی میں آئی ہے تب سے ہی سب کچھ بدل گیا یوں سمجھو میں اسی سے مقابلہ کرنے کے لیے موت کے میدان میں اترا تھا اور بدلے میں یہ زخم ملے اور جنگل کی کانٹے دار جھاڑیوں کی بجائے خوفناک اور شیطانی سانپوں کے زہر جسم میں اپنی رگوں میں اترتے محسوس ہوئی میرا یہ چہرہ اس طرح لال سرخ کبھی نہیں تھا مگر اس ناگن کے شیطانی زہر کی وجہ سے آج یہ حالت ہوئی ہے۔۔

مہاراج آپ کو آرام کی سخت ضرورت ہے آپ کے چہرے کی یہ حالت آپ کا زخمی جسم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس کا شیطانی مقصد کامیاب رہا ہے۔۔ہاں پرکاش صحیح کہا تم نے رامیش نے ٹھنڈے پانی کے گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے کہا پھر وہ بولا ایک بات تو سمجھ میں آ چکی ہے اس ناگن کو ختم کرنے کے لیے جس انسان کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ زندہ ہے ناگ دیوتا ہے بالکل ٹھیک کہا تھا راکیش کی شکل کا ہمشکل انسان۔مجھے تلاش کرنا ہوگا کیونکہ صرف وہی اس ناگن کے مجسمے تک پہنچ سکتا ہے اور اس کا خاتمہ کر سکتا ہے اب تو میرے بس میں بھی کچھ نہیں رہا نہ چلنے کی ہمت و طاقت ہے اور نہ ہی اس خون آشام ناگن سے مقابلہ کرنے کی شکتی۔۔اتنا کہتے ہوئے رامیش بے سدھ ہو کر تکیئے سے ٹیک لگا کر لیٹ گیا تو اس کے شاگرد نے کہا مہاراج ہمت نہ ہاریں کامیابی آپ کا مقدر ہوگی میں آپ کے لیے کچھ کھانے پینے کا انتظام کرتا ہوں اتنا کہتے ہی پرکاش باہر چلا گیا جبکہ رامیش اپنے جسم پر مرہم کو دیکھتے ہوئے خود کو کمزور محسوس کرنے لگا اسے ابھی تک جلن اور تکلیف کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔

❁❁❁

ڈاکٹر عدیل ڈاکٹر شبانہ اور باقی ساتھی لیبارٹری کے ٹوٹے ہوئے دروازے کو دیکھ کر بڑی حیرت کا اظہار کرنے لگے لیب کے اندر موجود ہر سامان کو غور سے دیکھنے لگے شبانہ۔۔وہ جو کوئی بھی تھا بڑا ہوشیار تھا اس نے صرف لاش چوری کی ہے کسی بھی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا ڈاکٹر شبانہ نے سرکٹ کیمرے کا کنکشن کمپیوٹر سے جوڑتے ہوئے کہا سر لیجئے۔یہ رہا وہ دروازہ کل پورے دن سے لے کر رات تک جو کوئی بھی آ رہا ہے اس کی تصویر آپ بخوبی واضح طور پر آسانی سے دیکھ سکتے ہیں پھر سبھی کمپیوٹر پر آنے والے ہر شخص کو تصویر دیکھنے لگے ڈاکٹر شبانہ نے فارورڈ کرتے ہوئے اوپر ٹائم دیکھا اور بولی سر یہ رات ساڑھے بارہ بجے کی فلم ہے یہ دیکھیں میں نے خود تالا لگا کر دروازہ لاک کیا تھا ڈاکٹر عدیل فرحان اور سراج کمپیوٹر سکرین سے یہ سب دیکھ رہے تھے پھر ڈاکٹر شبانہ نے فارورڈ کرتے ہوئے اچانک دروازے کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا تو بٹن پریس کرتے ہوئے بولی سر۔۔سر یہ دیکھیں وہ منظر دروازہ باہر سے نہیں بلکہ اندر سے توڑا گیا ہے۔۔واٹ۔۔ڈاکٹر عدیل نے کمپیوٹر کی سکرین کو خوف سے دیکھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر شبانہ نے ریورس کرتے ہوئے کہا یہ

دیکھیں سر آگے دیکھیں یہ دروازہ کس نے توڑا اب کمپیوٹر کی سکرین پر دروازہ ٹوٹتا ہوا صاف دکھائی دیا پھر لیب کے اندر سے جب ایک گلی سڑی ہڈیوں کے ڈھانچے والی صحیح سالم لاش باہر آئی اس کا جسم اب مکمل ڈھانچے میں دکھائی دینے لگا وہ راہداری کی دوسری طرف چلا گیا اس کے بعد کوئی بھی انسان کیمرے کے سامنے دکھائی نہ دیا۔ ڈاکٹر عدیل نے جب یہ سب خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ماتھے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے بولا شبانہ۔۔شبانہ۔۔ت۔تم سچ کہہ رہی تھی خوف کا یہ عالم سراج فرحان کا بھی تھا پھر عدیل بولا سراج تم نے جمیل سے رابطہ کیا ہے سر اس کا فون نہیں آیا جب بھی آئے گا آپ کو سب سے پہلے بتاؤں گا شبانہ۔۔ بڑی حیرت کی بات ہے ایک لاش خود بخود زندہ ہوتی ہے اور دروازہ توڑ کر باہر چلی جاتی ہے ادھر ٹی ہاسپٹل میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا جن دو ڈیڈ باڈیز کو مردہ خانے میں شفٹ کیا گیا تھا وہ رات کو خود زندہ ہو کر چل پڑیں اور پھر کہیں غائب ہو گئیں یہ سب۔ کچھ گڑ بڑ سی لگتی ہے سراج بولا سر شبانہ ٹھیک ہی کہتی ہے یہ جن بھوت یا کسی روح کا چکر ہے جمیل کو آپ نے کل ہی روانہ کر دیا تھا یہ بہت اچھا کیا اچانک لیب میں ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شبانہ بولی ایکسکیوزمی سر وہ ٹیلی فون کی جانب بڑھی اور ریسور اٹھا کر کانوں سے لگایا ہیلو شبانہ اسپیکنگ۔۔جی۔۔کس سے ملنا ہے ڈاکٹر عدیل سے۔۔جی۔۔جی ہاں وہ لیب میں ہیں کوئی خاص بات کون صاحب ہیں۔۔ کیا گورکن۔۔اسے کیا ضرورت پڑی۔۔جی۔۔جی بہت بہتر میں ابھی انہیں میسج پہنچا دیتی ہوں ڈاکٹر عدیل تجسس بھری نظروں سے شبانہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہاں شبانہ بولو۔ کون تھا۔۔

سر ٹی ہاسپٹل سے فون تھا قبرستان کو گورکن آپ سے ملنا چاہتا ہے شاید اسے صرف آپ سے بات کرنی ہے کیا۔۔ مجھ سے مگر کیوں۔۔ سر یہ میں نہیں بتا سکتی میرے خیال میں آپ چکر لگا آئیں ٹھیک ہے سراج فرحان تم یہاں ہی رکو میں آتا ہوں اب ڈاکٹر عدیل وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے ہاسپٹل میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک شلوار قمیض پہنے ہوئے ایک آدمی اس کا بڑی شدت سے انتظار کر رہا تھا ڈاکٹر صاحب۔ شکر ہے آپ آ گئے میں نے سنا تھا سٹی ہاسپٹل میں کل رات دو ڈھانچوں کو زندہ حالت میں دیکھا گیا ہے ہاں یہ میں بھی جانتا ہوں لیکن تم مجھ سے ملنے کے لیے یہاں کس لیے آئے ہو ڈاکٹر صاحب شاید آپ نہیں جانتے جو کچھ یہاں ہاسپٹل میں ہوا ہے وہی کچھ کل رات قبرستان میں بھی ہوا ہے کیا۔۔ ڈاکٹر عدیل نے جب یہ سنا تو اس کے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے زمین و آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے یہ۔ یہ۔۔ تم کیا کہہ رہے ہو ایسا نہیں ہو سکتا ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں کیسے یقین کر لوں ڈاکٹر صاحب آیئے میرے ساتھ میں آپ کو دکھاتا ہوں وہ قبریں۔ جو کل رات خود اپنی آنکھوں سے پھٹتی ہوئے دیکھی تھیں ہاں ہاں چلو میں ابھی چلنے کو تیار ہوں کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر عدیل ان قبروں کو دیکھنے لگا اور حیرت سے بولا یہ تو ان قبروں کی نشاندہی کر رہے ہو جنہیں سانپ نے ڈسا تھا جی ہاں ڈاکٹر صاحب بالکل صحیح کہا رات میں نے خود اپنی گناہگار آنکھوں سے قبروں کو پھٹتے ہوئے دیکھا اور ان میں سے سفید رنگ کے ڈھانچے باہر نکلتے ہوئے دیکھے حالانکہ اتنی روشنی تو نہ تھی مگر چاند کی مدہم روشنی میں جو کچھ میں نے دیکھا وہ آپ سے کہہ دیا ہے ڈاکٹر عدیل کو اچانک اپنے گارڈ کی قبر کا خیال آیا اور وہاں دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا کہ وہ قبر بھی کھلی ہوئی ہے اسے اپنے دوست سمیر کی ماں کا خیال آیا تو اس طرف بڑھ گیا۔ مگر وہ قبر بالکل صحیح سلامت تھی اس نے کچھ سکون کا سانس لیا اور بولا سب کچھ گڑ بڑ چل رہا ہے یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور خوفناک ہے مجھے ہی اس کا حل نکالنا ہو گا تم مجھے قبروں کی گنتی کر کے بتاؤ رات کتنی قبریں خود بخود پھٹی ہیں اب گورکن قبرستان میں ہر قبر کا جائزہ لینے لگا اور پھر بولا ڈاکٹر صاحب پوری چوبیس قبریں ہیں جو بالکل پھٹی ہوئی ہیں یہ سن کر ڈاکٹر عدیل کو خوف سے اپنا دماغ پھٹتا ہوا محسوس ہوا پھر وہ گورکن بولا ڈاکٹر صاحب زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ ایک قبر سے زندہ سلامت ڈھانچے کو نکلتا ہوا دیکھا ہے میری جگہ شاید آپ ہوتے تو یہ سب دیکھ نہ پاتے ٹھیک ہے اب میری بات غور سے سنو اگر آج رات کوئی ایسا واقعہ ہوا تو مجھے لازمی بتانا اور اس قبر کی نشاندہی کر کے رکھنا جی بہتر ہے ڈاکٹر صاحب

اب عدیل وہاں سے واپس آ گیا جبکہ قبرستان کا گورکن اپنے گھر آ گیا جو قبرستان کے ساتھ ہی منسلک تھا۔

❀❀❀

سر آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں کل تک تو آپ ان باتوں پر یقین نہیں کرتے تھے اور مذاق میں ٹال دیتے تھے اور آج یہ کہہ رہے ہیں ضرور کچھ ہونے والا ہے کیا میں جان سکتی ہوں ایسا کیا ہونے والا ہے شبانہ میں نہیں جانتا مگر اس گورکن نے مجھے جو قبریں دکھائیں مجھے یقین ہو چلا ہے یہ سب کچھ کوئی عام طاقت نہیں کر رہی ضرور کوئی روح یا ہوائی چکر ہے ایسا ہوائی چکر جو ہمیں سمجھ نہیں آ رہا یا ایسی روح جو ہمیں دکھائی نہیں دے رہی مگر جان کی دشمن بنی ہوئی ہے مردہ خانوں سے ڈھانچوں کا خود بخود نکل کر باہر آنا قبرستان کی قبروں سے ڈھانچوں کا نکلنا اور تمہارے لیب سے اس لاش کا زندہ ہو کر دروازے کو توڑ کر غائب ہو جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کوئی ہوائی طاقت یہ سب کچھ کر رہی ہے۔ سر میرے خیال میں آج کی رات ہمیں انتظار کر لینا چاہیے شاید کچھ معلوم ہو سکے نبیل نے ندر کمرے میں آتے ہوئے عدیل بھائی اگر میں کہوں میں نے اس روح کو دیکھا ہے تو کیا آپ میری بات پر یقین کریں گے عدیل بولا نبیل تم اس لڑکی کی بات تو نہیں کر رہے جو۔۔ جی ہاں۔۔ جی ہاں بالکل وہی لڑکی جو مجھے کل رات کو ہاسپٹل کی راہداری میں دکائی دی مجھے وہ انسان کم اور حیوان زیادہ دکھائی دے رہی تھی اس کی لال سرخ آنکھوں کو دیکھ کر ہی دہشت محسوس ہو رہی تھی اور اس کی زبان۔۔ میں آپ کو بتا نہیں سکتا بالکل سانپ جیسی تھی عدیل نے کہا اگر وہ کسی لڑکی کی روح ہے تو وہ ہمارے سامنے ضرور آئے گی ایک بار ڈاکٹر جمیل اس علم والے کو یہاں لے آئے تو بات بن سکتی ہے وہی ہمیں اس ہوائی مخلوق کا راز بتا سکتا ہے ہمارے پاس سوائے انتظار کے ابھی کوئی بھی چارہ نہیں لہذا ڈاکٹر جمیل کے آنے کا انتظار کرو پھر دیکھتے ہیں ان سب واقعات کی حقیقت کیا ہے اس کے بعد سبھی کے لبوں پر تالے لگ گئے اور خاموشی چھا گئی۔

❀❀❀

صبا اور طاہرہ بریک ٹائم اسٹاف روم میں بیٹھی ہوئی باتوں میں مصروف تھیں کہ چپڑاسی نے اندر آ کر آواز دی مس طاہرہ۔۔ مس طاہرہ یہ آپ کا لیٹر آیا ہے طاہرہ حیرت و تجسس سے اس لیٹر کو دیکھنے لگی ٹھیک ہے تم جاؤ اب طاہرہ صبا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی صبا یہ لیٹر نجانے کہاں سے آیا ہے پھر دوسری طرف انڈیا کا ایڈریس دیکھ کر تعجب میں پڑ گئی انڈیا سے کسی نے بھیجا ہو گا اب وہ خط کا اوپری حصہ پھاڑتے ہوئے سفید رنگ کے فولڈ شدہ کاغذ کو جسے تہہ لگی ہوئی تھی اسے آہستہ آہستہ کھولنے لگی سب سے اوپر آداب عرض لکھا ہوا تھا پھر نیچے تحریر لکھی ہوئی تھی سب سے پہلے آپ کو دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتا ہوں زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ میں کسی لڑکی کو کچھ لکھ رہا ہوں مس طاہرہ میں آپ کو تو نہیں جانتا مگر آپ کا یہ فائل بیگ والا شاپر مجھے ٹرین کے ڈبے کی سیٹ سے ملا تھا شاید آپ چھوڑ کر چلی گئی تھیں ایک انجان لڑکی جسے میں نے دیکھا تک نہیں ہے آج اسے خط لکھنے کی یہ پہلی کوشش ہے پلیز اگر میں نے کچھ غلط کہہ دیا ہو تو ایک دوست سمجھ کر معاف کر دیجئے گا میرے پاس آپ کی امانت موجود ہے میں چاہتا ہوں آ مجھے میرے اس خط کا جواب دیں تو میں بذریعہ ڈاک آپ کی امانت آپ کو لوٹا دوں میں انڈیا کے شہر بنگلور میں ہوتا ہوں اور ہمدرد بینک میں جاب کرتا ہوں میں اپنے فلیٹ کا ایڈریس آپ کو ارسال کر رہا ہوں پلیز مجھے اس ایڈریس پر خط لکھ کر جواب دیجئے گا ویسے یہ جان کو مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ ہائی سکول میں بچوں کو پڑھاتی ہیں اچھی بات ہے بہر حال مجھے جواب کا انتظار رہے گا آپ کا خاص اور عزیز دوست محسن۔ اس کے بعد کچھ بھی لکھا ہوا نہیں تھا طاہرہ یہ پڑھ کر خوشی سے اچھل پڑی واہ۔۔ صبا میری فائل مجھے مل گئے وؤ آج میں بہت خوش ہوں لیکن طاہرہ اس نے اپنا نام کیوں نہیں لکھا صبا تجسس سے بولی تو طاہرہ نے کہا جو بھی ہو اس نے اپنے فلیٹ کا ایڈریس لکھ دیا ہے میرا جواب مل ہی جائے گا سچ میں وہ لیے کسی فرشتے سے کم نہیں ہے صبا۔۔ صبا میرا جی چاہتا ہے ابھی اسی وقت انڈیا چلی جاؤں اور اس مہربان عزیز دوست کا شکریہ ادا کر سکوں اچھا اچھا اب

جا کے کلاس اٹینڈ کروں بریک ختم ہو چکی ہے طاہر خوشی خوشی اسٹاف روم سے باہر نکل کر چلی گئی جبکہ صبا کا یہ پیریڈ خالی تھا اور وہ بچوں کے ٹسیٹ پر ریمارکس دینے میں مصروف ہو گئی اسے اپنے ارد گرد کا کوئی ہوش نہیں تھا۔

❁❁❁

یار عدیل مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی جو واقعات کل پیش آئے میں کیسے یقین کر لوں سچ میں تو مجھے خود اپنے آپ سے خوف محسوس ہونے لگا ہے سمیر نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا تو صبا بولی یقین تو مجھے بھی نہیں آتا عدیل نے مجھے آ کر خود یہ سب بتایا تھا عدیل تو نے کسی علم والے سے کوئی رابطہ کیا ہے ہاں سمیر میرا ایک ساتھی ڈاکٹر ہے وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے کل تک ضرور وہ کسی عامل کو لے آئے گا جو علم جانتا ہو دھوکہ باز اور فریبی نہ ہو کیونکہ آج کل جعلی پیروں فقیروں کا دھندہ بھی عروج پر چل رہا ہے اتنے میں عدیل کے بچے بھی چھت سے نیچے آ گئے ان کے ہاتھ میں وہ ناگ راج موجود تھا جو اپنی دو شاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے سمیر کی طرف دیکھ رہا تھا عدیل میں سوچتا ہوں بچے اس سانپ کے ساتھ کھیلنے میں اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ اب انہوں نے فٹ بال کرکٹ کھیلنا بھی ختم کر دیا ہے صبا بولی جی ہاں سمیر بھائی یاد ہے آپ ہی اس ناگ راج کو گھر لائے تھے مجھے تو ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہیں یہ بچوں کو ڈل نہ لے او ہو۔۔صبا پھر وہی ڈر خوف والی باتیں۔۔یہ پالتو سانپ ہے تھوڑا ہی کاٹے گا۔

پاپا۔۔پاپا۔۔ایک بات کی سمجھ نہیں آتی ناگ راج رات کو چھت پر جا کے کیوں بیٹھ جاتا ہے وہ کل رات کو بھی آسمان کی طرف مسلسل دیکھے جا رہا تھا ہم نے بہت آوازیں دیں مگر یہ جناب آسمانوں میں کھوئے ہوئے تھے سمیر اس ناگ راج کو پیار کرتے ہوئے بولا ویسے یہ سانپ جس نے بھی پالا تھا اسے بہت کچھ سکھایا ہے اعلیٰ تربیت دی گئی ہے اسے یہ سمجھایا گیا ہے کہ اسے اچھے وقت میں کسی کا ساتھ دینا۔ہے اور برے وقت میں کس کی مدد کرنی ہے مجھے اس محسن کا خیال آتا ہے کون سا محسن۔صبا نے حیرت سے کہا تو سمیر بولا بھابھی اس کا نام محسن تھا کچھ ایسا ہی اپنا نام بتایا تھا کہ مجھے اپنا محسن سمجھیں محسن سے مراد مدد کرنے والا بھی ہوتا ہے اور شاید تبھی اس نے اس ناگ راج کو آپ کی مدد کے لیے بھیجا ہے سمیر انکل ہم ناگ راج کے ساتھ کھیلنے کئے جا رہے ہیں آپ بھی چلیں ناں۔۔نہیں بیٹے تم جاؤ۔۔اب عدیل کے تینوں بچے ناگ راج کو لے کر باہر چلے گئے اتنے میں وکی بھی چھٹی کر کے گھر آ چکا تھا سلام امی جان۔۔ارے آؤ وکی بیٹا۔۔ہاں بھئی شہزادے سناؤ کیسا دن رہا عدیل بھیا۔۔بہت اچھا کمپنی کے سبھی ورکرز ساتھی بہت مخلصانہ اور بااخلاق صلاحیت رکھتے ہیں سچ میں جس طرح کا ماحول سوچ رکھا تھا ویسا ہی پایا۔یہ لیجئے گرما گرم چنے صبا نے چائے کا کپ وکی کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کہا اب وکی چائے کے گھونٹ آہستہ آہستہ حلق میں اتارنے لگا ساتھ ساتھ باتوں کا سلسلہ بھی جاری رکھتے ہوئے بولا عدیل بھیا۔۔یہ ڈھانچوں والی کہانی کچھ سمجھ نہیں آئی نبیل مجھے بتا رہا تھا کل رات کو۔۔جو کچھ ہوا وہ سچ ہی ہے وکی۔۔تم پریشان مت ہو اس کا حل بھی ہم تجویز کر لیں گے عدیل نے اپنے بھائی وکی کی بات کاٹتے ہوئے کہا پھر وہ دوسرے موضوعات پر گفتگو میں مصروف ہو چکے تھے۔

❁❁❁

رات ایک بار پھر عروج پر آ گئی جس کا اس ناگن کو بڑی بے تابی سے انتظار تھا وہ یاسر پر حملہ کرنے کے لیے پھر سے تیار ہو چکی تھی یاسر اس کالے سانپ سے بے خبر گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا نیم تاریک روشنی میں وہ ناگن اب دروازے کے خلاء سے اندر داخل ہو کر انسانی روپ میں آ چکی تھی اب انجانی طاقت نے یاسر کے اوپر سے کمبل اتار پھینکا اور زور دار تھپڑ اس کے گالوں پر جڑ دیا تڑاخ۔۔اس آواز کے ساتھ ہی یاسر خوف سے ہڑبڑاتے ہوئے اٹھ بیٹھا ک۔۔ک۔۔کون ہے۔۔کون ہے۔۔یہاں پر۔۔وہ چاروں طرف خوف سے نظریں گھماتے ہوئے بولا اور بستر سے اٹھ کر بیٹھ گیا اگلے ہی لمحے اس کے گالوں پر ایک زور دار تھپڑ پھر سے لگا تو وہ نیچے زمین پر آ گرا۔ک۔۔کون ہے

۔۔کون ہے سامنے آؤ میرے سامنے آؤ۔م لون ہو۔۔م۔۔م۔میں۔میں ڈرنے والا نہیں ہوں میں کہتا ہوں میرے سامنے آؤ اتنا کہہ کر یاسر خاموش ہو گیا پھر اسے سرسراہٹ کی آواز اپنے بالکل قریب سے واضح طور پر سنائی دینے لگی اور زمین پر پھٹی پھٹی نظروں سے تکنے لگا یاسر۔۔تم یقیناً مجھے دیکھنا چاہتے ہو لیکن میں ہر لمحہ ہر پل تجھے اسی طرح اذیت دیتی رہوں گی ت۔۔ت۔۔تم۔۔تم ہو کون۔اور سامنے کیوں نہیں آتی میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے یاسر تیرا اور میرا واسطہ بہت پرانا ہے لیکن تو ماضی میں اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ کو شاید بھول چکا ہے تبھی میری آواز کو پہنچان نہیں پایا جب بھی میں نے تیری جان لینے کی کوشش کی تیرو وہ ناگ راج میری رکاوٹ بن گیا لیکن آج تو زندہ نہیں بچے گا اس سے پہلے تو اپنی موت خود اپنی آنکھوں سے دیکھے میں تجھے اپنا دیدار ضرور کراؤں گی اتنا کہتے ہی ایک سایہ انسانی وجود اس کے سامنے تخلیق ہونے لگا جس نے ایک لڑکی کا روپ دھار لیا یاسر اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا ت۔۔ت۔تم تم زندہ ہو ۔۔تمہیں تو جوگی بابا نے۔۔کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا صرف وہ ناگ راج ہی تھا جو میری رکاوٹ بنا ہوا تھا اچھا کیا جو خود ہی سے چھوڑ کر یہاں چلا آیا اب تیری موت کے بعد آنے والی چودھویں رات کو وہ حصار ٹوٹ جائے گا جو تیری وجہ سے قائم ہے پھر ہر طرف انسان نہیں بلکہ ہڈیوں کے چلتے پھرتے ڈھانچے ہوں گے جنہیں تو آسمان سے صرف دیکھ سکے گا مگر کر کچھ بھی نہیں سکے گا یاسر اس کے ماتھے پر لگے سندور کو دیکھ کر بولا مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تم رادھا ہو۔

ہاں میں وہی رادھا ہوں تیرے باپ اور تیرے چھوٹے بھائی کی قاتل۔اب صرف میرے راستے کا ایک کانٹا ہے جو میرے سامنے موجود ہے یاسر نے اپنی شرٹ اتارتے ہوئے کہا اگر اللہ کو منظور ہوا تو میری موت یہاں یقینی ہو گی لیکن اگر اس نے چاہا تو تیرا ہر شیطانی وار ہر وہ قدم جو میری طرف اٹھے گا وہ ۔تجھے کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گا کیونکہ یہ بات میں اچھی طرح سے جانتا تھا تیرا زہر میرے جسم پر ذرا برابر اثر نہیں کر سکتا۔ہاں میں جانتی ہوں لیکن تیرا یہ وجود ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی طاقت ضرور رکھتی ہوں اتنا کہتے ہی وہ انسانی روپ سے ناگن بن گئی اب یاسر اس خون آشام ناگن کو غصے سے دیکھ رہا تھا جو صرف چند قدم کے فاصلے پر کنڈلی مار کے اپنا پھن چوڑا کرتے ہوئے حملے کے لیے بالکل تیار تھی اگلے ہی لمحے اس نے یاسر پر حملہ کر دیا اب وہ ناگن یاسر کی گردن کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی یاسر اپنی گردن کو پکڑے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا وہ ناگن اس کی گردن کو توڑ دینا چاہتی تھی مگر یاسر نے ہمت نہ ہاری اور اس کے مضبوط بل اپنی گردن سے چھڑانے لگا اس نے ناگن کو اپنی گردن سے چھڑا کر زمین پر پیروں تلے روندنے لگا اور نسوانی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اس نے ناگن کی گردن کو مروڑ کر رکھ دیا اس سے پہلے وہ اسے اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیتا وہ اس کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔

اسی کے ساتھ ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھ گیا وہ اپنے گرد و اطراف کا خوف سے جائزہ لینے لگا کیا یہ سب ایک خواب تھا۔یہ سوچتے ہی اس کے دل و دماغ میں گھنٹیاں سی بجنے لگی وہ ایک لمحے کے لیے سوچنے لگا کہ اگر یہ سب حقیقت ہوتا اور ناگ راج کی موجودگی میں وہ ناگن اسے نقصان پہنچاتی تو کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا اور شیشے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنی گردن کا جائزہ لینے لگا جس جگہ سانپ کی طرح بل کھاتے لال نشان نظر آ رہے تھے وہ جگہ گردن سے پیچھے تک سرخ ہو چکی تھی ایک لمحے کے لیے اسے یہ سب حقیقت محسوس ہونے لگا تھا کہ شاید وہ ناگن اس کی جان لینے کی کوشش کرتی رہی مگر ناکام ہو کے واپس چلی گئی اب وہ بستر پر لیٹ کر اس کے خواب کے متعلق غور کرنے لگا پھر سوچتے سوچتے اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اب اسے اپنی کوئی ہوش نہ رہی کیونکہ وہ گہری نیند سو چکا تھا۔

❁❁❁

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عدیل نے ریسور اپنے کانوں سے لگایا ہیلو ڈاکٹر عدیل اسپیکنگ۔۔سر میں فرحان بول رہا ہوں سٹی ہاسپٹل سے۔ہاں بولو فرحان اتنی صبح مجھے فون کیا خیریت تھی۔سر ابھی ابھی ایک ڈیڈ باڈی آئی ہے معلوم

ہوا ہے اسے کل رات ایک سانپ نے ڈس لیا ہے اس کی حالت بہت خراب ہے جسم سے سارا گوشت گل سڑ چکا ہے مرنے سے قبل اس نے کسی کالے رنگ کے سانپ کو دیکھا تھا اس کے بعد اسے کوئی ہوش نہ رہی عدیل یہ سن کر ایک لمحے کے لیے خوفزدہ ہو گیا پھر بولا ٹھیک ہے تم اسے لیب میں لے جاؤ میں وہاں خود آ کر معائنہ کروں گا اب عدیل نے ریسور کریڈل پر رکھ دیا تو صبا کی آنکھ بھی اسی دوران کھل گئی تھی بولی کیا ہوا۔۔عدیل ڈاکٹر فرحان کیا کہہ رہے تھے صبا کل رات پھر ایک ڈیڈ باڈی آئی ہے اسے بھی کسی سانپ نے کاٹ لیا ہے مجھے جا کر اسے دیکھنا ہو گا تم جلدی سے ناشتہ بناؤ میں واش روم میں سے ہو کر آتا ہوں تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر عدیل اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھر سے سیدھا لیبارٹری روانہ ہو گیا۔ جہاں فرحان اور سراج پہلے سے لیب میں مصروف دکھائی دے رہے تھے سر گڈ مارننگ ۔ہاں سراج کیسے ہو۔ سر آئی ایم فائن۔ یہ دیکھئے۔ سراج نے سفید چادر سے ہٹا کر وہ لاش عدیل کو دکھائی تو وہ سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا کیونکہ مردہ جسم سے کہیں کہیں ہڈیاں صاف نظر آ رہی تھیں سراج بولا سر اس بدنصیب انسان کی موت ایسی جگہ واقع ہوئی ہے جہاں کسی بھی سانپ کے داخل ہونے کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر حیرانگی والی بات بند کمرے سے کوئی ایسا نشان کوئی ایسا سراغ نہیں مل سکا جس سے کچھ ظاہر ہو سکے سر مجھے تو یہ معاملہ بہت پراسرار لگتا ہے جیسے وہ سانپ کوئی معمولی طاقت والا نہ ہو بلکہ کوئی جادوائی طاقت سے بھرپور اپنے اندر بے پناہ خطرناک زہر کا مالک ہو سراج نے بالکل ٹھیک کہا ہے سر ورنکہ اس طرح کے سانپ تو ہر جگہ پائے جاتے ہیں یہ کوئی خاص طاقتور ہے عدیل بولا مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے میرے خیال سے وہ ناگن ہی یہ سب کچھ کر رہی ہے۔

یاد ہے ایک بار جوگی بابا کی لاش یہاں لائی گئی تھی جس نے اس ناگن کو ڈستے وقت دیکھ لیا تھا اسے ناگ اور ناگن کی پہنچان بہت اچھی طرح سے تھی تبھی اس نے مرنے سے قبل اس ناگن کی نشاندہی کی تھی تم نے جمیل سے ٹیلی فون پر بات کی پچھا تا پتہ معلوم ہوا جی سر کل رات اس کا فون آیا تھا ایک بہت بڑے جوگی سے اس کا رابطہ ہوا ہے اصل میں وہ انڈیا رہتا ہے لیکن آج کل وہ یہاں پاکستان آیا ہوا ہے اور ہو سکتا ہے آج شام تک وہ اسے لے کر یہاں آ جائے ٹھیک ہے سراج مجھے فون ضرور کر دینا تا کہ میں اس سپیرے سے مل سکوں تا کہ وہ اس ناگن کو قید کر کے پٹاری میں بند کر کے اپنے ساتھ لے جائے ڈاکٹر فرحان بولا سر اب اس ڈیڈ باڈی کا کیا کرنا ہے اس کے کفن دفن کا انتظام کر دو اور ہاں شبانہ آئے تو اسے میرے پاس بھیجنا ٹھیک ہے سر اتنا کہہ کر عدیل وہاں سے چلا گیا جبکہ سراج اور فرحان اس ڈیڈ باڈی کو چادر سے ڈھانپنے کے بعد اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

❁❁❁

اس وقت عدیل سٹی ہاسپٹل اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک مریض کو دیکھ رہا تھا جب ڈاکٹر جمیل نے دروازہ پر دستک دی یس کم آن۔ اندر آ جاؤ۔ اب جمیل کو سامنے دیکھ کر عدیل کچھ مطمئن ہوا اور بولا شکر ہے جمیل تم آ گئے تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا سر میں ایک بہت بڑے سپیرے کو ساتھ لے کر آیا ہوں وہ بہت بڑا جوگی اور عامل بھی ہے اپنی بند آنکھوں سے سانپ کو کوسوں میل دور سے بھی کھینچ لانے کی صلاحیت رکھتا ہے سن کر اچھا لگا جمیل۔ تم کچھ دیر باہر رکو میں دو چار مریضوں کو دیکھ کر انہیں فارغ کرنے کے بعد تمہیں بلاتا ہوں اب عدیل باقی مریضوں کو دیکھنے لگا تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب ایک ایک کر کے سارے مریض چلے گئے تو عدیل بولا جمیل اندر آ جاؤ اب ڈاکٹر جمیل پچاس سال کی عمر کے نیلی آنکھوں والے ایک سپیرے کو ساتھ لے کر اندر آ گیا اس نے عدیل سے مصافحہ کیا اور بولا تمہاری آنکھوں میں مجھے ایک ناگن کا عکس دکھائی دے رہا ہے کیا۔۔عدیل نے اس کے منہ سے ناگن کا لفظ سنا تو حیران رہ گیا۔ پھر وہ بولا میں جانتا ہوں تم یہ سوچ رہے ہو گے مجھے کیسے معلوم ہوا میری آنکھوں میں غور سے دیکھو میری یہ آنکھیں نیلی کیوں ہیں تم یہ سوال ضرور سوچ رہے ہو گے تو سنو۔۔ میں کسی بھی زہریلے اور خطرناک سانپ کو زندہ نگل لینے کی صلاحیت

رکھتا ہوں لیکن جس ناگن کا عکس ابھی ابھی تمہاری آنکھوں میں مجھے محسوس ہوا ہے اس ناگن کو اگر میں نے تمہارے سامنے کچا چبا کر کھا نہ لیا تو میرا نام بھی آنند کمار نہیں عدیل بولا اچھا تو آپ کا نام آنند کمار ہے وہ بولا ہاں صحیح کہا تم نے آج کی رات تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو تا کہ اس ناگن کا قصہ تمام ہو سکے تم رہتے کس جگہ ہو میں اسی شہر میں رہتا ہوں ہمارے اس ہاسپٹل میں پرسوں رات دو ڈھانچوں کو اندہ صحیح سلامت چلتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور ایک سایہ بھی دیکھا ہے جو انسان کم اور جانور زیادہ دکھائی دیتی ہے آنند کمار بولا۔

میں جان گیا ہوں یہ اسی ناگن کی شیطانی چال ہے جو لڑکی ہے روپ میں کسی کو بھی اپنے جال سے آسانی سے پھنسا کر اپنے شیطانی زہر سے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے عدیل بولا جوگی بابا ایسا پہلی بار آج آپ سے سن رہا ہوں کوئی ناگن لڑکی کے روپ میں بھی آ سکتی ہے آنند کمار نے کہا ہاں ایک ناگن جب اپنی سو سال کی عمر گزار لیتی ہے تو وہ ناگن سے انسانی شکل میں آ جاتی ہے جمیل بولا جوگی بابا اس کا مطلب یہ ہے یہ ناگن ایک روح کی شکل میں بھی بے گناہ انسانوں کا خون کر رہی ہے ہاں بالکل صحیح کہا تم نے۔ ماضی میں ضرور کچھ تو ایسا ہوا ہے جس کی لپیٹ میں تم پوری طرح آ چکے ہو کیا۔۔م۔۔میں۔۔میں عدیل اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے خوف سے بولا تو سپیرے نے کہا ہاں تم۔۔کیا میں تمہارے گھر جا سکتا ہوں۔ ہاں۔۔ہاں۔۔کیوں نہیں۔۔لیکن اس ناگن ک میرے ستھ کیا تعلق واسطہ ہے وہ تو تمہارے گھر جا کر ہی پتہ چلے گا یہاں ہاسپٹل میں اس وقت مجھے کوئی ایسا سایہ دکھائی نہیں دے رہا تو میں اسے ضرور بھسم کر دیتا وہ لڑکی جو کوئی بھی ہے اپنی خاص طاقتوں کے ساتھ یہاں آتی ہے نہیں جوگی بابا پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا لیکن اب۔۔اب وہ کچھ ہو رہا ہے جو تم سمجھ نہیں پا رہے لیکن میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں آنند کمار نے عدیل کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو جمیل اور عدیل ایک دوسرے کو خوف سے دیکھنے لگے پھر آنند کمار نے کہا جلدی کرو میں تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں کل رات کو میں نے انڈیا واپس جانا ہے یہ تم اپنی خوش قسمتی سمجھو جو یہاں آ گیا یا پھر اپنے اس ساتھی کی جو مجھے بالکل ٹھیک وقت پر اپنے ساتھ لے آیا۔

آیئے جوگی بابا۔۔اب عدیل نے اپنی گاڑی میں بٹھایا اور جمیل کو کہا تم لیب میں جا کر ڈاکٹر شبانہ سے رپورٹ وصول کر لو صبح آ کر خود سائن کروں گا ٹھیک ہے سر۔۔اب عدیل نے کار اسٹارٹ کی اور گھر کی طرف ہو گیا وہ ناگن کب سے تمہیں تنگ کر رہی ہے یہی کوئی تقریباً مہینے سے زیادہ ہو گیا ہے اس کا مطلب۔ ضرور تمہارے جرم کی پاداش میں وہ ناگن بے گناہوں کو اپنے زہر کا نشانہ بنا رہی ہے کون سا جرم۔ کیسی سزا مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی آنند کمار نے کہا ہو سکتا ہے ماضی میں کبھی تمہاری یا تمہارے خاندان سے اس ناگن کی کوئی دشمنی ہو معاف، چاہتا ہوں جوگی بابا میں اپنے ماضی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا سچ تو یہ ہے میرے گھر والے بھی اس کالے سانپ سے تنگ آ چکے ہیں میری بیوی نے ایک دوبار کسی لڑکی کا سایہ دیکھا تھا لیکن میں نے نظر انداز کر دیا اب مجھے آپ کی باتیں سن کر تو پکا یقین ہو چلا ہے کہ وہ ناگن انسانی شکل بھی اختیار کر چکی ہے تبھی ایک رات کسی لڑکی کے چیخنے کی آواز ہم سب گھر والوں نے واضح سنی تھی اتنے میں عدیل کا گھر بھی آ گیا اندر صحن میں بچوں کے شور کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں عدیل نے گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر گھنٹی بجائی تو صبا نے دروازہ کھولا عدیل گاڑی گیٹ کے اندر کھڑی کی اور اس جوگی بابا کو اندر آنے کا کہا۔ ارے صبا بیٹی۔۔یہ آدمی کون ہے شکیلہ نے دروازے سے باہر آ کر صحن میں جھانکتے ہوئے بچوں کی طرف دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا عدیل کے تینوں بچے انگ راج سے کھیلنے میں مصروف تھے عدیل بولا جوگی بابا یہی میرا مختصر سا خاندان ہے عدیل بھیاء۔۔اوپر آئیں ہمارے ساتھ کھیلیں وکی اوپر تمہارے پاس کون کون ہے نبیل اور میں۔ اس کے علاوہ کون ہو گا اچھا ٹھیک ہے میں فارغ ہو کر آتا ہوں جوگی بابا ان سب کو دیکھنے لگا اور بولا سمجھ نہیں آتی وہ ناگن تم سب کی جان کیوں لینا چاہتی ہے اور یہ سانپ بچوں کے پاس کہاں سے آیا عکاشہ نوید۔ حماد اندر آؤ تینوں جوگی بابا کے پاس آئے اور باری باری اس

سے ہاتھ ملایا ناگ راج بار بار اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے جوگی بابا کو چمکتی آنکھوں سے دیکھنے لگا پھر آنند کمار بولا یہ سانپ جہاں کہیں سے بھی لائے ہو مجھے اس کی آنکھوں میں بھی اسی ناگن کا عکس دکھائی دے رہا ہے ایسے لگتا ہے جیسے وہ سب کی دشمن ہے پاپا۔ پاپا یہ انکل کون ہیں اور یہاں کس لیے ائے ہیں جوگی بابا نے زمین پر دوزانوں بیٹھتے ہوئے شہ ... ں پر چٹکی دی اور بولا میں یہاں اس ناگن کو ختم کرنے آیا ہوں جو تم سب کی جان لینا چاہتی ہے انکل ۔۔انکل اس سانپ کو مارنے کے لیے سمیرا انکل یہ ناگ راج اپنے ساتھ لائے تھے۔کیا۔۔یہ ناگ راج ہے جوگی بابا حیرت سے بولا تو عدیل نے کہاہاں جوگی بابا جس انسان نے یہ سانپ ہمیں دیا ہے اس کا نام ناگ راج بتایا تھا ہے ہمیں اس سے پیار ہوگیا ہے لیکن آپ اسے لے کر نہیں جائیں گے۔

ہاں انکل ہم اپنے ناگ راج کو جدا نہیں کر سکتے جوگی بابا کھڑا ہو کر بولا مجھے اس سانپ کے اندر کچھ خاص قسم کی شکتیاں دکھائی دیتی ہیں یوں لگتا ہے جیسے ماضی میں کبھی اس کا ناگن سے سامنا ہوا ہے آپ میں سے کسی کو ماضی کے بارے میں کچھ معلوم ہے تو مجھے بتایئے شاید میں کسی نتیجے پر پہنچ سکوں صبا بولی جوگی بابا ماضی میں کیا کچھ ہوا یہ تو مجھے ٹھیک طرح سے یاد نہیں مگر میرا ایک بھائی تھا وہ ایک جوگی بابا کے ساتھ کسی ناگ کی تلاش میں نکلا تھا مگر پھر صبح کے وقت اپنے بھائی کی موت کا سن کر میں ٹوٹ سی گئی مجھے اپنے بھائی کی وہ کٹی ہوئی گردن آج بھی آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتی ہے اس وقت شاید کچھ اس طرح سے واقعات ہو رہے تھے جسے جاننے کے لیے جوگی بابا کو ساتھ لے کر وہ شام نگر کی پہاڑیوں تک گیا جہاں اس کی موت ہوگئی میں تو اپنے بھائی سے بہت پہلے ہی جدا ہوگئی تھی جوگی بابا ایک گہری سوچ میں پڑ گیا اور بولا کیا تمہیں کچھ یاد ہے وہاں ماضی میں کیا کچھ ہوا تھا کیونکہ تمہاری یہ بات سن کر مجھے کچھ ایسے لگتا ہے جیسے اس ناگن کا اور تمہاری زندگی کا شام نگر کے پہاڑوں سے بہت گہرا تعلق ہے لیکن فکر نہ کرو آج کی رات میں یہاں رک کر ایسا عمل کروں گا وہ ناگن بھی میرے سامنے آجائے گی اور اس کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی وہ تم سب کی جان کیوں لینا چاہتی ہے عدیل بولا جوگی بابا ایسا پہلے بھی ایک بار ہوا تھا میں نے ایک سپیرے کو یہاں اپنے گھر بلایا تھا مگر اگلے دن ہی سے ناگن نے اپنے زہر کا نشانہ بنا ڈالا اس کی رگوں میں بھی ایسا زہر دوڑنے لگا جس نے اس کے جسم سے گوشت اور کھال تک اتار دی اور ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیا۔

آنند کمار بولا لیکن وہ ناگن میری طاقت کا سامنا نہیں کر پائے گی میرے ہاتھوں یہ انگوٹھیاں دیکھ رہے ہو یہ دیکھنے میں عام سی انگوٹھی جیسی ہیں مگر اپنے شکتیاں رکھتی ہیں صرف رات کا انتظار کر، میں اسے سیرلی آواز میں اپنی طاقت کے زور پر کھینچ کر یہاں بلواؤں گا اور تم سب کے سامنے اس ناگن کو زندہ ہی کھا جاؤں گا حماد بولا انکل انکل ہمارے ناگ راج کو تو کچھ نہیں ہوگا نہیں بیٹے تم اس کا خیال رکھنا اگر وہ ناگن سانپ کے روپ میں میرے سامنے آئی تو تمہارا یہ ناگ راج ضرور اس پر حملہ کرنے کے لیے آئے گا لیکن تم اسے مجھ تک پہنچنے مت دینا اب تینوں بچوں نے ہاں میں سر ہلا کر جواب دیا ٹھیک ہے انکل آپ جیسا کہیں گے ہم ویسا ہی کریں گے پھر عدیل بولا جوگی بابا کی باتوں پر سختی سے عمل کرنا ہے یہ نہ ہو ناگ راج اس ناگن پر حملہ کرنے کے لیے آئے اور پھر سے زخمی ہو جائے جوگی بابا ناگ راج پہلے بھی دو تین بار اس ناگن سے لڑتے ہوئے بہت زخمی ہوا ہے آنند کمار بولا شاید اسی وجہ سے وہ ناگن تم سب کی جان نہیں لے پا رہی ہے ہر بار ناگ راج اس کے سامنے آجاتا ہے اب دیکھنا اس ناگن کی آج آخری رات ہوگی پھر تمہیں کبھی اس ناگن کا سایہ اور وہ انسانی وجود جو اس لڑکی کا نظر آتا تھا کبھی دکھائی نہیں دے گا اب سبھی رات ہونے کا انتظار کرنے لگے جوگی بابا اپنے عمل کے لیے بالکل تیار تھا اس نے بانسری نکال کر سریلی لے میں بجانا شروع کر دیا تو ناگ راج جھومنے لگا تینوں بچے اس کا چوڑا ہوتا ہوا پھن دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے بہادر جان کچن کی صفائی کر کے اندر کمرے میں آکر یہ منظر پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگا دوسری طرف وہ جوگی بابا آنند کمار بانسری کی سریلی دھن بجاتے ہوئے ناگن کا انتظار کرنے لگا

تبھی اسے اپنے سامنے کچھ فاصلے پر انسانی سایہ ابھرتا ہوا نظر آنے لگا جس نے ایک لڑکی کا روپ دھار لیا جوگی بابا نے اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی کو بند کرتے ہوئے اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کھول دیا تو انگوٹھی سے مختلف رنگ کی روشنیاں باہر نکلنے لگیں جس نے اسے ناگن بنا دیا۔

اب وہ ناگن جوگی بابا کے بچھائے ہوئے حصار میں آکر کنڈلی مار کے بیٹھ گئی سفید رنگ کے گول دائرے والے حصار میں اس ناگن کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں جبکہ دوسری طرف ناگ راج خود میں بے چینی اور بے سکونی کی کیفیت محسوس کرنے لگا عدیل نے جیسے ہی ناگ راج کو دروازے کے نیچے خلا سے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو وہ دم سے کھینچ کر اندر لے آیا تبا ناگ راج اپنا پھن چوڑا کرتے ہوئے دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے سرسراہٹ کی آواز نکالنے لگا لیکن عدیل نے اس کی طرف سے اپنی توجہ بالکل نہ ہٹائی کیونکہ وہ جانتا تھا نیچے بابا کی سریلی آواز اور ناگن کی موجودگی اسے بے تاب کر رہی ہے اس نے دوبارہ پھر باہر جانا چاہا تو اس بار حماد نے اسے پکڑ لیا ناگ راج نے اس کے بازو کو اپنے جسم سے لپیٹ دیا تو حماد چیخنے لگا۔

ناگ راج۔۔ناگ راج تم کیوں جانا چاہ رہے ہو باہر تمہاری جان کو خطرہ ہے میرا بازو چھوڑ دو مجھے سخت درد ہو رہا ہے پھر ناگ راج نے اس کا بازو چھوڑ دیا اور کھڑکی کے بند سوراخ سے کپڑا نکالنے کی کوشش کرنے لگا لیکن بچوں نے اسے پھر جانے سے روک دیا ناگ راج عکاشہ اور نوید کی ٹانگیں اپنے مضبوط شکنجے میں لیتے ہوئے سرسراہٹ کی آواز نکالتے وقت یہ ظاہر کر دیا جیسے وہ باہر جانے کا کہہ رہا ہو کہ آخر مجھے کیوں روکا جا رہا ہے اس بار عدیل نے اس کو گردن سے پکڑ لیا تو ناگ راج نے اس کی گردن کو اپنے مضبوط بلوں میں جکڑتی چلی گئی مجبوراً اس نے اس کی گردن چھوڑ دی وکی اور نبیل اس کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو اس نے ڈسنے والے انداز میں بار بار انہیں راستہ چھوڑنے کا کہا اور ساتھ ساتھ منہ سے سرسراہٹ کی آوازیں بھی پیدا کرنے لگا وہ چاہتا تو انہیں کاٹ بھی سکتا تھا مگر وہ جانتا تھا یہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اس کا خیال رکھتے ہیں وہ انکی رگوں میں زہر نہیں انڈیلنا چاہتا تھا تبھی وہ ایسا کر رہا تھا پھر اسی جدوجہد میں وہ رینگتے ہوئے کسی طرح دروازے سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگیا وہ ناگ راج کو ہر ممکن روکنے کی کوشش میں بھی ناکام ہوگئے جس وجہ سے وہ اب باہر تک پہنچ گیا سبھی دروازے سے باہر آکر سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے صحن میں آگئے اور سامنے ہی جوگی بابا کو آنکھیں بند کئے فرش پر بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گئے اب ناگ راج اور وہ ناگن آمنے سامنے موجود تھے جیسے ہی جوگی بابا نے آنکھیں کھولیں تو خوف سے بولا اسے یہاں سے لے جاؤ لیکن اگلے ہی لمحے ناگ راج کو اٹھا کر دور گھاس میں پھینک دیا اور اس ناگن کو گردن سے پکڑ لیا وہ کچھ ہی دیر تک تڑپتی رہی اس جوگی بابا کے ہاتھوں کو بل دینے لگی مگر اس کی یہ کوشش بھی ناکام ہوگئی اب وہ ناگن کی کھال اتارنے میں مصروف ہوگیا عدیل اور صبا نے یہ منظر دیکھ کر منہ دوسری طرف کر لیا جبکہ وکی اس کا دوست نبیل قریب آکر اس جوگی بابا کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگے جو اپنے دانتوں سے اس ناگن کی کھال اتار کر اس کا گوشت کھانے لگا تینوں بچے بھی حیرت زدہ ہوگئے ناگ راج قریب آکر بچوں کے پاس چیخنے کے بعد ان کی ٹانگوں سے لپٹ گیا شاید وہ بھی یہ دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا تھا عدیل نے ناگ راج کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا وہ مسلسل خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا پھر وکی بولا بھیاء اسے اندر جانے دو یہ سب کچھ دیکھ کر ناگ راض گھبرا رہا ہے عدیل نے اسے زمین پر اتارا تو وہ تیزی سے رینگتے ہوئے گھر کے اندر چلا گیا اب جوگی بابا ناگن کا آدھے سے زیادہ گوشت چبا کر کھا چکا تھا زمین پر کالے رنگ کی کھال جس کے ٹکڑے صاف نظر آرہے تھے کچھ ہی دیر میں وہ اس ناگن کو ہضم کر چکا تھا مجھے ٹھنڈے پانی کی بوتل لا کر دو جوگی بابا نے پانی کی طلب محسوس کی تبھی ایک بوتل اس کے ہاتھوں میں تھما دی گئی عدیل بولا مجھے یقین نہیں آرہا ہے تم نے ایک سانپ کو زندہ ہی کھا لیا ہے جوگی بابا پرعزم ہو کر بولا اب وہ ناگن تمہیں کبھی دکھائی نہیں دے گی میں اس کے زہر کا اندازہ لگانا چاہتا تھا اس کا زہر میرے شریر پر ذرا برابر

اثر نہیں کر سکتا تھا دیکھو زندہ سلامت تمہارے سامنے کھڑا ہوں وکی بولا جوگی بابا ہم آپ کا شکریہ کیسے ادا کریں عدیل نے کہا آپ کی فیس کتنی ہوئی ہم سے خود معاوضہ وصول کرنے آؤں گا ٹھیک ہے تم اپنا ایڈریس مجھے دو وہ بولا میں یہاں شہر میں کسی بھی ہوٹل میں آج رات قیام کروں گا کل صبح آپ سے مل کر ہی واپس جاؤں گا اب جوگی بابا واپس چلا گیا جبکہ عدیل صبا اور گھر کے سبھی فرد ایک ایک کر کے اندر چلے گئے

❁❁❁

اگلے دن صبح عدیل کی آنکھ دی سے کھلی وہ لیٹ آفس جانا چاہتا تھا کیونکہ ڈاکٹر شبانہ ایک فائل پر اس کے دستخط لینے تھے نبیل اور وکی بھی ناشتہ سے فارغ ہو چکے تھے اتنے میں باہر گیٹ پر بیل بجی تو صبا نے دروازہ خود جا کے کھولا ہیلو شبانہ ۔۔صبا کیسی ہو۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں آج تم سکول نہیں گئی ۔میری طبیعت کچھ بھاری بھاری سی لگ رہی تھی بہادر جان آج خود بچوں کو سکول چھوڑ کر آیا ہے تم یہاں کیوں کھڑی ہو اندر آ جاؤ اب شبانہ اندر کمرے میں آ گئی تو سامنے وکی کو دیکھ کر جیسے وہ گم سم ہو گئی وکی بھی اسے ایک نظر دیکھ کر دوسری طرف ہو گیا تبھی عدیل نے پاس آ کر کہا جی ہاں میرے خیال سے آپ خوابوں کی دنیا سے باہر آ چکی ہیں۔۔ہاں ۔ہاں وہ ۔۔وہ سر دراصل میری نیند ٹھیک طرح سے پوری نہیں ہو سکی ۔۔کیوں ۔رات بھر جاگتی رہی ہو۔۔

نہیں سر ایسی بات نہیں ۔اچھا لاؤ وہ فائل کہاں ہے سر وہ تو گاڑی میں ہے گاڑی میں کیا کر رہی ہے۔۔شاید کسی کا انتظار ۔۔اس نے دائیں طرف سر اٹھا کر دیکھنے والے انداز میں کہا کیونکہ وکی نبیل کے ساتھ باہر چلا گیا تھا پھر عدیل بولا میں سمجھ گیا آپ کی نیند کیوں نہیں ہو رہی ضرور راتوں کو جگانے والا کوئی شہزادہ مل گیا ہو گا عدیل نے طنزیہ انداز میں کہا تو وہ بولی نہیں ایسا نہیں ہے۔۔اچھا تم گاڑی میں جا کر بیٹھو ناشتہ کرنا ہے بتاؤ بیٹی صبا کو۔۔نہیں شکریہ بس مجھے ایک گلاس پانی کا دے دیجئے پھر صبا نے اسے ایک گلاس پانی کا دیا اب وہ گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی تھوڑی ہی دیر میں عدیل بھی تیار ہو کر باہر آ گیا صبا گیٹ بند کر دو اب عدیل گاڑی میں بیٹھ گیا ڈاکٹر شبانہ جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی اس کی منتظر تھی پھر وہ عدیل کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے دیکھ کر بولی سر ایک بات پوچھنی تھی ۔ہاں پوچھو ۔عدیل نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا تو شبانہ بولی سر یہ لڑکا کون تھا ۔۔کون سا لڑکا کس کی بات کر رہی ہو عدیل تجسس سے بولا تو وہ بولی جو ابھی ابھی یہاں سے گیا تھا وہ۔۔وہ ہاں وہ وکی کا دوست کا نبیل تھا تمہیں معلوم ہے وہ دو دن سے ہاسپٹل میں ڈیوٹی دے رہا ہے مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو سر میں نام ۔ سر تو اتنا نہیں جانتی مگر نجانے کیوں مجھے اس کی آنکھوں میں انجانی سی کشش معلوم ہوتی ہے تم گاڑی چلاؤ ۔لیب جانا ہے دیر ہو رہی ہے پیار و محبت کا بھوت اپنے دل و دماغ سے اتارو ۔شبانہ نے گاڑی اسٹارٹ کی اور مین روڈ پر ڈال دی سر آپ شاید حالات کو سمجھ بھی چکے ہیں لیکن پھر بھی نظر انداز کر رہے ہیں تم نے اپنے دل میں کسی کے پیار کے لیے اتنی جگہ آسانی سے کیسے بنائی میں وجہ جان سکتا ہوں سر آپ بالکل ٹھیک کہا کرتے تھے انسان کے دل میں کہیں نہ کہیں کبھی تو پیار کا عنصر ضرور ابھرتا ہے اور سامنے آتا ہے مجھے وہ پہلی نظر میں پسند آ گیا ہے ۔۔کون ۔کس کی بات کر رہی ہو ۔سر وہ ابھی ابھی باہر نکلا تھا عدیل نے کہا چلو تمہاری ملاقات کروا دیں گے ویسے تم وکی کی بات کر رہی ہو یا نبیل کی ۔۔عدیل نے شبانہ کے چہرے کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ بولی سر نام سے تو نہیں جانتی حالانکہ اس نے اپنا نام بھی بتایا ہو گا لیکن میں نے شاید نظر انداز کر دیا ہو شبانہ تم آج کا ڈنر ہمارے ساتھ کرو میں بھی تمہاری پسند دیکھنا چاہتا ہوں شبانہ خوشی سے بولی ٹھیک ہے سر لیکن ابھی میرا شادی کا کوئی موڈ نہیں سیدھی سی بات ہے تو میں کون سا رشتے کی بات کرنے کے موڈ میں ہوں عدیل نے بھی طنز کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر شبانہ مسکرا کر خاموش ہو گئی اب ان کی گاڑی ہسپتال روڈ کی طرف رواں دواں تھی۔

❁❁❁

شام کو صبا بچوں کے ساتھ صحن میں بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ناگ راج دودھ کا پیالہ پینے میں مصروف تھا کہ اچانک دروازے کی طرف دیکھ کر کہا تو عکاشہ بولی ماما میں دیکھتی ہوں ناگ راج دودھ کا پیالہ چھوڑ کر عکاشہ کے قدموں میں آ کر کنڈلی مارے کے بیٹھ گیا صبا میں طاہرہ ہوں دروازہ کھولو ماما مس طاہرہ آئی ہیں عکاشہ نے اتنا کہتے ہی دروازہ کھولا تو عکاشہ کے قدموں میں سبز رنگ کے سانپ کو دیکھ کر طاہرہ کے حلق سے چیخ نکل گئی آ۔۔آ۔۔وہ فوراً دروازے سے پیچھے ہٹ گئی تو صبا باہر آ کر بولی طاہرہ۔۔طاہرہ۔۔کیا ہوا۔۔صبا ۔صبا وہ۔۔وہ عکاشہ کے پاؤں میں وہ۔۔وہ ۔سانپ ارے وہ کچھ نہیں کہتا ۔نہیں صبا تمہیں معلوم ہے مجھے سانپ سے بہت ڈر لگتا ہے اوہو طاہرہ وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا کم آن گھر میں چلو ۔اب طاہرہ گیٹ کے اندر ڈرے ڈرے قدموں سے داخل ہوئی اور اپنی آنکھوں سے اس سانپ کو دروازے سے اندر جاتے ہوئے دیکھا تو صبا بولی ارے تم باہر کیوں بیٹھ گئی چلو اندر چلتے ہیں نہیں صبا نہیں وہ سانپ اندر ہی گیا ہے اسے باہر نکالو پلیز ۔اوہو طاہر کمال کرتی ہو اچھا میں جا رہی ہوں ارے سنو سنو ۔رکو تو سہی مس آپ کو وہ سانپ کچھ نہیں کہے گا میں ابھی اسے باہر بلاتا ہوں پھر وہ آپ کو کچھ نہیں کہے گا ناگ راج ۔ناگ راج باہر آؤ حماد نے بلند آواز میں کہا تو پانی کے پائپ سے ناگ راج کو نیچے آتے دیکھ کر طاہرہ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا مس آپ اس سے ایسے ہی ڈر گئی ہیں یہ کچھ نہیں کہتا اب دیکھیں یہ میرے ہاتھ میں خود چل کر آئے گا۔

حماد نے اپنا سیدھا ہاتھ سامنے کی طرف کیا تو ناگ راج نے اس کے ہاتھ میں بل دینا شروع کر دیا طاہرہ حیران کن نظروں سے یہ سب دیکھ رہی تھی پھر صبا بولی چلو اندر جا کر بیٹھتے ہیں اب طاہر صبا کے ساتھ ہی اندر کمرے میں چلی گئی جی ہاں ۔تو ہماری یاد آپ کو کیسے آ گئی صبا ابھی ابھی میں لیٹر پوسٹ کر کے آ رہی ہوں کیا۔۔سچ ہاں اب تمہیں وہ فائل دستاویزات ضرور ملیں گے اچھا صبا یہ بتاؤ اس اتوار کو تم فارغ ہو نہیں تو مگر کوئی خاص پروگرام ہے صبا اس اتوار کو بچوں کا کلاس کے ساتھ ایڈن پارک جانے کا سوچا ہے میں چاہتی ہوں تم بھی ساتھ چلو لیکن طاہر بچے تو سمیر کے گھر جائیں گے کیونکہ ہر اتوار کو یا تو سائرہ کے یہاں آتے ہیں یا پھر میں بچوں کے ساتھ سائرہ کے گھر اقبال ٹاؤن چلی جاتی ہوں صبا تم بچوں کو میرے ساتھ چلنے کے لیے آمادہ کر دو ویسے تو وہ راضی ہو ہی جائیں گے ٹھیک ہے طاہرہ لیکن ان کا خیال رکھنا صبا یہ تو رہا اس اتوار کا پروگرام اب انڈیا جانے کے بارے میں کیا سوچا ہے ۔واٹ ۔۔انڈیا مگر کیوں ۔۔ارے بچوں کی چھٹیاں ہونے والی ہیں میں نے تو پورا پروگرام سوچ رکھا ہے عکاشہ حماد اور نوید کو بھی انڈیا ساتھ لے کر جاؤں گی میں کل میڈم صاحبہ سے بات کی تھی انہیں تو کوئی اعتراض نہیں مگر تم ساتھ جاؤ گی تو دل خوش ہو جائے گا طاہر تم جانتی ہو گھر پر شکیلہ آنٹی اکیلی ہوتی ہے ان کی دیکھ بھال اور عدیل کے لیے کھانا وغیرہ تیار کرنا ہوتا ہے میری مصروفیت تم جانتی ہو اچھا بھئی جیسے تمہاری مرضی بچے اگر تمہارے بغیر میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے میں مجبور کسی کو نہیں کروں گی اب صبا چائے بنانے کے لیے کچن میں چلی گئی جبکہ طاہر خیالوں کی دنیا میں گم ہو چکی تھی۔

❁❁❁

رات کو کھانے کی میز پر عدیل صبا نبیل اور وکی بچوں کے ساتھ بیٹھے کسی کا انتظار کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے شکیلہ بولی عدیل بیٹا اب انتظار کس کا ہو رہا ہے امی جان میرے لیب کی انچارج ڈاکٹر شبانہ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے اس ے آج ڈنر پر بلایا ہے کچھ ہی پل میں باہر گھنٹی بجی تو بہادر جان بولا صاحب جی لگتا ہے مہمان آ گئے ہیں اتنا کہہ کر وہ باہر چلا گیا اب ڈاکٹر شبانہ ایک فائل میز پر رکھتے ہوئے سب کو سلام کرنے کے بعد کر دی کھینچ کر بیٹھ گئی تو شکیلہ نے کہا شبانہ بیٹی عدیل کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا شکیلہ آنٹی وہ راستے میں رش بہت تھا اس لیے دیر ہو گئی اب عدیل نے کانچ کی پلیٹ شبانہ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اب میرے خیال سے کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے شروع کرو اب سبھی کھانے میں مصروف نظر آنے لگے عدیل بار بار شبانہ کو کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا جبکہ شبانہ کی نظریں مسلسل وکی پر جمی ہوئی تھیں کھانے کے

بعد سویٹ ڈش کا دور چلا اب وہ سب ہنسی مذاق میں باتیں کرنا شروع ہو گئے شبانہ تمہارا لیب کیسا چل رہا ہے۔ بہت اچھا آنٹی۔۔ جب تک عدیل صاحب ہمارے ساتھ ہیں ہمارے ساتھیوں کا دل بھی لگا ہوا ہے ہاسپٹل میں انہی کے دم سے رونق ہے عدیل نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو شبانہ کھڑی ہو کر اجازت طلب کرنے لگی اچھا سر میں چلتی ہوں شبانہ میں تمہیں باہر تک چھوڑ آتا ہوں اب شبانہ کو گیٹ تک چھوڑنے کے بعد عدیل نے پہلا سوال یہی کیا تمہیں کون پسند ہے اس نے کچھ سوچ کر کہا مجھے تمہارا دوست وکی بہت پسند آیا ہے اچھا۔ وہ تم اس کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔۔ کیوں سر۔ کیا اس کی شادی ہو چکی ہے۔ نہیں مگر۔۔ میں فی الحال ابھی اس کے بارے میں تم سے کوئی بات نہیں کر سکتا اگر نبیل کو پسند کرتی ہو تو میں تم دونوں کو قریب لانے کی کوشش ضرور کر سکتا ہوں نہیں سر میری آنکھوں میں صرف وکی کا چہرہ ہی رہتا ہے میرے خیال میں وقت کافی ہو گیا ہے مجھے اجازت دیں۔

شبانہ تم جو بھی فیصلہ کرو گی سوچ سمجھ کر کرنا ویسے تمہاری پسند پر غور ضرور کرونگا سر آپ کا دوست وکی الیکٹرک کمپنی میں ہوتا ہے اچھا بھلا ٹھیک ٹھاک ہے تو پھر کیا پرابلم ہے شبانہ تم جاؤ کل تم سے بات ہو گی گڈ نائٹ۔ اتنا کہتے ہی عدیل نے گیٹ بند کر دیا اور گھر کے اندر چلا گیا عدیل کو بڑے کمرے میں آتا دیکھ کر شکیلہ کے دل و دماغ میں کئی سوالات کئی خیالات جنم لینے لگے عدیل بیٹا۔

جی امی جان ذرا بات سنو۔۔ عدیل اپنی ماں کے پاس آ کر بولا تو وہ بولی تم سے ایک بات پوچھنا تھی کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ عدیل کے ذہن میں تجسس پیدا ہوا آخر ایسی کون سی بات ہے دیکھو عدیل بیٹا مجھے ڈاکٹر شبانہ کے یہاں آنے نہ آنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن جاننا چاہتی ہوں تم نے اسے ڈنر پر کیوں بلایا عدیل تحمل سے بولا امی جان بات بالکل صاف ہے اور سیدھی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ٹال مٹول سے کام لینے کا مطلب وقت ضائع کرنے والی ہے امی جان شبانہ ایک اچھی ٹیلنٹ اور خوش اخلاق لڑکی ہے سب سے بڑی بات لیب کی انچارج بھی ہے اور قابل اعتماد ڈاکٹر بھی ہے شبانہ کو ڈنر پر دعوت دینے کا مقصد شاید میں آپ کو بتانا نہیں چاہتا تھا مگر اب دل کے ہاتھوں مجبور ہو ہی چکا ہوں تو یہ جان لیں شبانہ نبیل اور وکی میں سے کسی ایک کو چاہنے لگی ہے عدیل کی ماں دھیرے سے مسکراتے ہوئے بولی بولی بیٹا میں تیری ماں ہوں ایک ماں ہی اپنے بیٹے کے جذبات اور احساسات کو سمجھ سکتی ہے تم جب اسے یہاں لائے تبھی میرے ذہن میں وکی کا خیال آیا لیکن پھر میں نے اپنے ذہن سے یہ خیال جھٹک دیا کہ شاید وہ اپنے آفس کے کام سے آئی ہے اب مجھے یہ بتاؤ تمہیں شبانہ کا کردار کس طرح دکھائی دیتا ہے ویسے تو وہ لڑکی میری امید کے مطابق نظر آتی ہے عدیل کچھ سوچ کر بولا سچ کہا ہے امی جان آپ نے آگر میں کہوں شبانہ وکی کو پسند کرتی ہے تو آپ کا خیال کیا کہتا ہے شکیلہ بولی یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ وکی کے لیے لڑکی پسند کرنے کی تلاش تو ختم ہوئی لیکن یہ بتاؤ یہ سلسلہ کب سے شروع ہوا ہے میں نے خود بھی وکی میں ایسی کسی بات کو نوٹ نہیں کیا عدیل بولا امی جان فی الحال تو اس معاملے پر صبح بات ہو گی میں سونے جا رہا ہوں شکیلہ نے عدیل کو اوپر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دیکھا تو مسکرا کر خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی تینوں بچے ناگ راج کو لے کر اوپر اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

❁❁❁

آنند کمار ایک ہوٹل کے کمرے میں رہائش پذیر تھا وہ ابھی کچی نیند میں تھا کہ اچانک اسے اپنی طبیعت خراب ہوتی ہوئی محسوس ہوئی وہ زور زور سے کھانستے ہوئے اپنے اوپر لی ہوئی چادر اتار کر واش روم میں بھاگا اس نے شیشے میں اپنا زرد ہوتا ہوا چہرہ دیکھا تو خوفزدہ ہو گیا اس کی آنکھوں میں سفیدی نظر آنے لگی وہ زور زور سے کھانسنے لگا تو اس کے منہ سے خون کی الٹی آنا شروع ہو گئی وہ الٹیاں کرتے ہوئے لمبے سانس لے رہا تھا ابھی اسے شیشے میں کسی لڑکی کا عکس دکھائی دیا اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو خوف سے اس کا دل اچھل کر جیسے حلق میں آ گیا ایک لڑکی کا کٹا ہوا سر فضا میں معلق

تھا اس کے لمبے لمبے بال نیچے لہرا رہے تھے اس کی لال سرخ آنکھوں میں اسے اپنی موت کی جھلک صاف دکھائی دینے لگی وہ واش روم سے نکل کر کمرے میں کھانستے ہوئے آیا تو وہ زور زور سے ہنسنے لگی۔ت۔۔ت۔تم۔۔تم کون ہو۔۔ یہاں۔۔ یہاں کیسے آئی۔تم۔۔تم مجھے انسان نہیں لگتی۔ وہ ہنستے ہوئے خاموش ہو گئی اور غصے بھرے لہجے میں بولی صحیح کہا تو نے میں انسان نہیں ہوں میرے ساتھ تو نے جو کیا ہے اب تجھے اس کی ایسی دردناک اور بھیانک سزا دوں گی کہ تیری آتما جسم سے نکلتے ہوئے بھی ہزار بار تڑپے گی۔

م۔۔م میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے تم جیسی آتماؤں سے میں نے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزار لیا ہے جوگی بابا نے کانپتے لبوں سے خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے کہا تو وہ بولی جس طرح تو نے میرا جسم کچا چبا کر کھایا ہے اگر تجھے معلوم ہو جائے اب تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے تو موت آنے سے قبل خود کو پھانسی کے پھندے سے لٹک جانا ہی بہتر سمجھے گا وہ خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے بولا میں تیری کسی بھی طاقت کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں مجھے یہ بتا کہ تیری مجھ سے کیا دشمنی ہے بول جلدی بتا۔۔ جوگی بابا نے سخت لہجے میں کہا ساتھ ہی کھانستے ہوئے لڑکھڑانے لگا تو وہ بولی اس سے پہلے کہ موت تجھے اپنی لپیٹ میں اپنی آغوش میں لے جائے مرنے سے پہلے اتنا جان لے جس ناگن کو تو نے کچا چبا کر کھایا تھا اس کی آتما تیرے سامنے کھڑی ہے آنند کمار ایک لمحے کے لیے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجانے لگا پھر بولا میں نے ایسے کئی سانپ زندہ نگل لیے ہیں۔

آج تک کبھی ایسا سانپ نہیں دیکھا جس کا دوسرا وجود بھی ہے تیرا یہ انسانی وجود دیکھ کر میں ہمت ہارنے والا نہیں ہوں کر سکتی ہو مجھ سے مقابلہ تو میدان میں اتر۔۔ وہ ایک بار پھر ہنسنے لگی اور بولی ابھی تیری طاقت کا میرے ناخنوں کے برابر بھی نہیں ہے اب بہت جلد ایک دردناک عذاب جھیلنے کے لیے پوری طرح تیار ہو جا کیونکہ میں تیرے ہی جسم سے باہر آؤں گی میرا اصلی روپ پھر سے ناگن کے روپ میں تو پھر سے اپنی زندہ آنکھوں سے دیکھے گا مگر افسوس اس سے اگلا سانس تیرا آخری سانس ہو گا تو کیا سمجھتا ہے مجھے اتنی آسانی سے کچا چبا جائے گا تو کیا میری یہ شیطانی طاقت بے اثر ہو جائے گی یہ تیری بھول ہے میرا نام بھی رادھا ہے تجھے جینے کی مہلت دیتی ہوں اگر میری شیطانی طاقت کا سامنا کر سکتا ہے تو آزما لے۔ اتنا کہتے ہی اس نے اپنی آنکھوں سے رنگین روشنی خارج کی جو سیدھی جوگی بابا کے شریر میں جا کر منعکس ہو گئی اور وہ اپنا سر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گیا اس ناگن کا سر کٹا وجود جو انسانی شکل میں کچھ دیر پہلے ہوا میں معلق تھا اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے غائب ہو گیا اور آنند کمار کے حلق سے چیخوں کا نہ رکنے والا سلسلہ جیسے شروع ہو گیا وہ خون کی الٹیاں کرتے ہوئے دروازے سے باہر آ گرا ہوٹل کے ایک ملازم نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو فوراً اپنے ساتھیوں کو آواز دینے لگا جو اسے اٹھا کر سٹی ہاسپٹل لے گئے اس وقت نبیل اپنی ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دے رہا تھا جب راہداری میں ایک سٹریچر کو تیزی سے وارڈ میں شفٹ کیا جا رہا تھا نبیل نے ایک ساتھ چار لیڈی نرسوں کو ساتھ جاتے ہوئے دیکھا اور اس شخص کا چہرہ جو اس نے واضح دیکھ لیا تھا اب تجسس سے اس وارڈ کی طرف چل دیا جوگی بابا بار بار پانی کی طلب محسوس کر رہا تھا اس کے لباس پر خون کی چھینٹیں دیکھ کر بھی خوفزدہ ہو گئے پھر ایک نرس نے کہا اس کے ساتھ کون سا حادثہ پیش آیا ہے ہوٹل کا ملازم بولا میں تو خود نہیں جانتا یہ انڈیا سے کچھ دن پہلے یہاں آئے تھے شاید طبیعت بہت زیادہ خراب تھی کمرے سے باہر نکل کر زمین پر آ گرے تبھی ہم اسے اٹھا کر یہاں لے آئے نبیل بولا نرس۔۔ یہ جوگی بابا ہیں میں نے اس کو پہنچان لیا ہے یہ پرسوں شام کو ہمارے گھر آئے تھے اور ایک سانپ کو زندہ کھا لیا تھا یہ سن کر وہ نرس خوف سے پیچھے ہٹ گئی تو نبیل بولا پلیز کچھ کیجئے ان کی جان کو خطرہ ہے اب نبیل وہاں سے سیدھا کاؤنٹر پر پہنچا اور عدیل کے گھر ٹیلی فون کرنے لگا تو عدیل فوراً ہاسپٹل پہنچ گیا یہ خبر چند ہی لمحے میں ڈاکٹر شبانہ کو پہنچ گئی جو گھنٹہ پہلے اپنا لیب کلوز کرنے کے بعد واپس گھر جا رہی تھی اب ڈاکٹر شبانہ سراج فرحان اور جیل بھی ایمر جنسی وارڈ

میں پہنچ گئے عدیل اس جوگی بابا کو دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا کیونکہ اس کی آنکھیں سفید ہوتی جارہی تھیں پورا جسم آگ کی مانند ایسے تپ رہا تھا جیسے اس کے جسم مین شعلے بھڑک رہے ہوں سر ان کی حالت بہت خراب ہوتی جارہی ہے شبانہ ۔۔اسے کہیں سانپ نے تو نہیں کاٹا وہ اس کا جسم ہر جگہ سے دیکھنے لگی اور بولی سر مجھے کوئی ایسا نشان دکھائی نہیں دے رہا جس سے یہ پتہ چل سکے کے اسے کسی سانپ نے ڈسا ہے اب وہ دوبارہ کھانستے ہوئے لمبے لمبے سانس لے کر تڑپتے ہوئے دکھائی دینے لگا اس کے کھانسنے سے خون باہر آنے لگا تو عدیل شبانہ اور باقی ڈاکٹرز خوفزدہ ہو گئے۔

جوگی بابا۔۔جوگی بابا یہ سب کیسے ہوا کچھ بولیں۔۔کچھ تو جواب دیں مگر وہ کچھ بھی نہیں کہنے کی ہمت نہ رکھ سکا اور اب اس کے جسم میں خوفناک تبدیلی آنا شروع ہوگئی اس کے جسم پر ننھے ننھے سرخ رنگ کے نشان ظاہر ہونے لگے او مائی گاڈ۔۔ڈاکٹر شبانہ خوف سے پیچھے ہٹنے لگی آنند کمار کے منہ سے کیڑے مکوڑے باہر نکلنا شروع ہو گئے ڈاکٹر سراج فرحان اور جمیل ایک دوسرے کو خوف سے دیکھنے لگے تو عدیل بولا اسے انجکشن لگاؤ جلدی کرو۔۔جلدی فاسٹ ڈاکٹر شبانہ ایک انجکشن تیار کرنے لگی مگر اسی اثنا میں اس کے جسم سے بے انتہا گند نکلنے لگا شبانہ نے رومال سے اپنا منہ ڈھانپ لیا جوگی بابا کے جسم پر لال سرخ باریک نشان بڑے ہوتے چلے گئے پھر اس کے منہ سے چھوٹے چھوٹے سانپ باہر نکلے تو عدیل یہ دیکھ کر کانپ اٹھا۔

جوگی بابا خود بھی زور زور سے چیخ رہا تھا اس کے جسم سے گوشت آہستہ آہستہ اترنے لگا کچھ لیڈی نرس اور ڈاکٹر شبانہ یہ دیکھ کر دروازے کے قریب پہنچ گئے کیونکہ اس کا گوشت پوست جسم اب ہڈیوں میں تبدیل ہونے لگا تھا اس کا چہرہ اب گلنے سڑنے لگا تھا پھر ایک کالے رنگ کا موٹا تازہ سانپ اس کے منہ سے باہر نکلا تو عدیل سمیت سبھی ساتھی خوف سے چیخ اٹھے وہ سانپ چھ فٹ لمبا تھا جو باہر نکل کر کھڑکی کے راستے غائب ہو گیا عدیل دروازے کو آدھے سے زیادہ بند کر چکا تھا پھر کمرے مین خاموشی کا عالم طاری ہوتے ہی سبھی اندر داخل ہوئے تو سٹریچر پر جوگی بابا کی بجائے اس کا سفید ہڈیوں بھرا ڈھانچہ سامنے دکھائی دے رہا تھا۔سبھی ڈاکٹرز خوف سے اس ڈھانچے کو دیکھ رہے تھے کیونکہ یہ ڈر ان کے دل ودماغ میں جنم لے چکا تھا کہیں وہ زندہ ہو کر ہاسپٹل سے غائب نہ ہو جائے عدیل اپنے چہرے پر سے پسینہ صاف کرنے لگا اور بولا خدا کی پناہ کتنی دردناک موت سے دوچار ہوا ہے سر مجھے یقین نہیں آتا۔اس کے جسم میں اتنا بڑا سانپ کیسے زندہ سلامت پہنچ گیا شبانہ اسی بات کی تو مجھے حیرت ہو رہی ہے ابھی پرسوں ہی یہ ہمارے گھر آیا تھا اور اس ناگن کو ہماری آنکھوں کے سامنے کچا ہی چبا چبا کر کھانے لگا تھا بالکل ایسے جیسے وہ برسوں سے عادی ہو اور شوق رکھتا ہو سراج بولا اب دیکھ لیجئے سر۔۔سارا شوق باہر نکل گیا اب سوچنے والی بات تو یہ ہے وہ کالا سانپ کہاں گیا فرحان اور جمیل پورے کمرے کا اچھی طرح جائزہ لینے لگے مگر وہ کہیں دکھائی نہ دیا ڈاکٹر عدیل بولا اس کے جاننے والے عزیز رشتہ داروں کو اطلاع کر دو ہمیں آنند کمار کی موت کے بے حد دکھ ہے شبانہ معلوم کرو انڈیا میں اس کا کوئی جان پہنچان والا ہے تو مجھے رپورٹ دو ٹھیک ہے سر صبح تک پتہ چل جائے گا اگر مناسب ہوا تو اس کی ڈیڈ باڈی کو انڈیا روانہ کر دیں گے اب اس کے ڈھانچے کو سفید چادر سے ڈھانپ دیا گیا اور کمرہ لاک کرنے کے بعد سبھی باہر آگئے سر بڑی حیران کن بات ہے ایک زندہ انسان کھا جانے کے بعد ایک انسان بھلا پورے اڑتالیس گھنٹے تک کیسے جیتا رہا فرحان مجھے حیرت اس بات کی ہے ایک زندہ سانپ اس کے جسم میں کیسے پرورش پاتا رہا جمیل نے کہا سر بڑی عجیب بات ہے اس جوگی بابا کا حال بھی بالکل ویسے ہی ہوا جیسے پہلے ان لاشوں کا ہوا جنہیں اس ناگن نے ڈسا تھا ڈاکٹر شبانہ بولی سر کہیں ایسا نہ ہو صبح تک وہ ڈھانچہ زندہ ہو کر غائب ہو جائے عدیل نے یہ سنا تو وہ بولا نہیں شبانہ ایسا نہیں ہو گا نبیل تم اس وارڈ میں صبح تک ڈھانچے کا خیال رکھو گے۔م۔م۔میں۔میں ل۔ل۔لیکن۔۔لیکن اگر اگر مگر کچھ نہیں ہوتا یار۔شبانہ تم یہاں ہاسپٹل میں صبح تک ڈیوٹی دو میں خود آ کر باقی کاروائی کروں گا نبیل۔حوصلہ رکھو ایسا واقعہ پھر کبھی نہیں ہو گا عدیل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

اور باہر چلا گیا جبکہ ڈاکٹر فرحان سراج اور جمیل بھی اس کے پیچھے چل دیے۔

❀❀❀

صبا کو جوگی بابا کی موت کا سن کر نہ صرف دکھ ہوا بلکہ حیرت بھی ہوئی تبھی وہ عدیل سے الجھی ہوئی تھی سمجھ نہیں آتی تھی کہ ایک انسان کے پیٹ سے زندہ سانپ کیسے باہر آسکتا ہے۔یہی تو سوال ہم سب کے دل ودماغ میں گردش کر رہا ہے صبا مجھے نہیں لگتا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔کیا۔۔صبا خوف سے بولی تو عدیل نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا ہاں صبا مجھے یہ معاملہ بہت پراسرار لگتا ہے ان آنکھوں نے جس طرح اس آنند کمار کی موت کا بھیانک منظر دل رات کو دیکھا تو مت پوچھو میرا کیا حال ہوا اگر تم وہ منظر دیکھ لیتی تو شاید خوف سے بے ہوش ہو جاتی صبا یہ سن کر بہت سے خیالات اپنے دل میں جگانے لگی لیکن اسی لمحے تینوں بچے سیڑھیاں اتر کر نیچے آگئے اور وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آگئی ماما ہم تیار ہو گئے ہیں چلیں۔۔عدیل میں سکول جارہی ہوں ہاں ٹھیک ہے تم جاؤ میں دوسری گاڑی میں چلا جاؤں گا وکی کو ویگن اسٹینڈ تک چھوڑ کر ہاسپٹل چلا جاؤں گا کچھ ہی دیر میں صبا بچوں کو لے کر سکول چلی گئی جبکہ ناگ راج کی حفاظت کے لیے گھر پر شکیلہ اور ملازم بہادر جان موجود تھے ناگ راج چھت پر کنڈلی مار کے بیٹھا ہوا تھا اور وہ بہادر جان کو صفائی کرتے ہوئے دیکھنے میں مصروف تھا۔

❀❀❀

عدیل وکی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر جارہا تھا کہ راستے میں عدیل نے وکی کا موڈ فریش دیکھا تو موقع دیکھ کر بات شروع کی وکی تم کمپنی میں سیٹ اپ تو ہو چکے ہو ٹھیک ٹھاک تنخواہ اور معاوضہ ہے تم نے اپنی لائف کا کچھ سوچا ہے وکی نے عدیل کی طرف دیکھا تو بولا فی الحال تو کچھ نہیں سوچا عدیل نے گیئر بدلتے ہوئے کہا اچھا یہ بتاؤ ڈاکٹر شبانہ دیکھنے میں کیسی لگتی ہے۔ک۔۔ک۔کیا۔۔بھیا۔یہ۔۔یہ آپ۔۔آپ نے کیسی بات کر دی وکی تمہارے لہجے سے صاف ظاہر ہے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو چاہتے ہو اس دن صبح پہلی بار شبانہ نے تمہیں دیکھا تھا اور تم نے بھی اس کو گہری نظروں سے دیکھا تھا کل رات کو ڈنر پر بھی تم دونوں پر میری نظر تھی تم امی جان سے صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے بھیائی آپ بھی ناں۔آپ اس معاملے میں میرا ساتھ دے سکتے ہیں ویسے تو شبانہ اچھی لڑکی ہے سمجھدار ہے اور بہترین تجربہ کار ڈاکٹر بھی ہے لیکن بھیا اسے کبھی دوسری نگاہ سے نہیں دیکھا اچھا۔۔عدیل نے اچھا کا لفظ لمبا کھینچتے ہوئے کہا اور بریک لگا دی میں تمہارا بڑا بھائی ہوں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں بہرحال تم نے اپنی زندگی خود گزارنی ہے میری نظر میں شبانہ کے علاوہ ایک لڑکی اور بھی ہے جس کا نام طاہرہ ہے وہ صبا کی فرینڈ ہے مگر تمہاری ہم عمر ہے اگر کہتے ہو تو میں صبا سے۔۔نہیں بھیا بھابھی جان سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے کچھ سوچنے کا موقع دیں عدیل نے مسکراتے ہوئے کہا اس میں سوچنے والی کون سی بات ہے تم ایک دوسرے کو چاہتے ہو محبت کرنے لگے ہو شبانہ نے مجھے کل رات کو بتایا تھا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا ویسے ابھی وقت ہے سوچ لو میں شبانہ کو اچھی طرح جانتا ہوں وہ دل کی بہت اچھی ہے تم دونوں ایک ہونا چاہو تو اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔۔بھیا۔۔میں دل کی بات زبان پر نہیں لا سکتا شاید ہمت نہیں ہو پا رہی عدیل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا ابھی تمہارا بڑا بھائی زندہ ہے امی جان کی بھی یہی خواہش ہے کہ تمہاری جلد از جلد شادی کر دی جائے ویسے تو سمیر سے بھی میں نے کہا تھا چار پانچ دن ہو گئے اس سے ملاقات نہیں ہوئی میں آج کوشش کرونگا چھٹی ٹائم سمیر کے گھر کا چکر لگا آؤں۔بھیا دیکھیں گے فی الحال دیر ہو رہی ہے چلیں۔اب عدیل نے گاڑی کو پہلے گیئر میں ڈال دیا۔اور کار کو آگے بڑھا دیا وکی کو اس کے آفس چھوڑ کر خود ہاسپٹل پہنچ گیا جہاں ڈاکٹر شبانہ پہلے سے اس کی منتظر تھی سر گڈ مارننگ۔گڈ مارننگ سر سبھی ڈاکٹرز اور نرسیں عدیل کو ویلکم کرنے لگیں اب عدیل ایمرجنسی وارڈ میں آگیا جہاں نبیل پہلے سے اس کا انتظار

کررہا تھا سر میں نے اس کے بارے میں ہوٹل سے معلومات اکھٹی کی ہیں معلوم ہوا ہے یہ انڈیا کے شہر ممبئی میں رہتا تھا اور یہ دہلی کے سب سے مشہور ناگ دیوتا دھرم ناتھ کا شاگرد ہے۔

کیا۔ یہ ناگ دیوتا کون ہے عدیل نے شبانہ کی طرف دیکھتے ہوئے تجسس سے کہا تو وہ بولی سر میں نہیں جانتی مگر آنند کمار اس کا شاگرد ہے اس نے ہوٹل میں اپنا ایڈریس پہلے دن نوٹ کروایا تھا اچھا شبانہ ایسا کرو تم اس کی ڈیڈی باڈی کو مردہ خانے میں شفٹ کروادو اور ایک لیٹر اس ایڈریس پر بھیج دو تا کہ جو کوئی بھی اس کا جان پہنچان والا ناگ دیوتا یا جو کوئی بھی ہے وہ اسے لے جائے ٹھیک ہے سر یہ کام آج شام کو ہو جائے گا اب ڈاکٹر شبانہ دروازے کی طرف بڑھی تو عدیل نے کہا شبانہ۔۔ جی سر۔۔ وہ مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھ کر بولی تو عدیل بولا میرے خیال میں وکی سے اچھا لڑکا تمہیں اور کوئی نہیں ملے گا۔ سر میں اسے خواب کہوں یا پھر کوئی مذاق ۔۔ عدیل نے مسکراتے ہوئے کہا ابھی فی الحال جو کام کیا ہے وہ کرو۔ شبانہ بھی مسکراتے ہوئے باہر چلی گئی تو نبیل نے کہا عدیل بھائی کون سا چکر چل رہا ہے عدیل بولا کی اتمہیں ابھی بھی معاملے کی نزاکت سمجھ نہیں آئی۔ او۔ ہاں اچھا اچھا سمجھ گیا نبیل مسکرا کر بولا تو عدیل نے کہا وکی اور شبانہ دونوں ایک دوسرے آنکھوں ہی آنکھوں میں چاہنے لگے ہیں لیکن ایک دوسرے سے اظہار محبت نہیں کر سکے عدیل بھائی پھر دیر کس بات کی ہے نبیل حوصلہ رکھو پہلے مجھے سمیر سے بات کرنی ہے اور اپنی بہن سائرہ سے بھی مشورہ کرنا ہے سوچ رہا ہوں شام کو چھٹی کے بعد سمیر سے ملوں اچھا عدیل بھائی اب اس ڈھانچے کا کیا کرنا ہے میں نے شبانہ سے کہہ دیا ہے وہ لیٹر لکھ کرا نڈیا روانہ کردے دو دن میں کوئی نہ کوئی تو یہ ڈیڈ باڈی لے ہی جائے گا۔

❁❁❁

شام کو چھوٹی کے وقت عدیل اپنی گاڑی میں بیٹھ کر سمیر کے گھر اقبال ٹاؤن روانہ ہو گیا گیٹ پر ہارن بجایا تو سمیر کے بچے باہر آگئے عدیل انکل۔ عدیل انکل۔۔ کیسے ہیں۔ عدیل دونوں بچوں کو گالوں پر بوسہ دیا اسی لمحے سمیر گیٹ سے باہر آیا اور دونوں پٹ کھول دیئے اب گاڑی اندر صحن میں کھڑی تھی اتنی دیر میں سائرہ بھی باہر آگئی عدیل بھیا۔ آپ اتنے دنون بعد آئے ہیں سائرہ تمہیں تو معلوم ہے آج کل حالات کیسے جارہے ہیں ہر رات کسی نہ کسی انسان کا مرڈر ہوتا ہے اور صبح اس کی لاش ہاسپٹل آجاتی ہے میں خود انچارج ہوں ساری ذمہ داری میرے اوپر ہوتی ہے بھیاء۔ آپ باہر کیوں کھڑے ہیں اندر آئیں ناں صبا بھابھی کو ساتھ کیوں نہیں لائے۔ سائرہ نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا سائرہ کمال کرتی ہو میرے لباس کو دیکھ کر تمہیں خود اندازہ ہو جانا چاہئے کہ ہاسپٹل سے سیدھا یہاں آرہا ہوں اچھا بھیا یہ بتاؤ چائے بناؤں یا ڈرنک سائرہ جی الحال ٹھنڈا پانی پلاؤ تمسے ایک ضروری بات کرنی ہے اس لیے زیادہ ٹائم نہیں ہوگا اب سائرہ فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل اور کانچ کا گلاس ہاتھ میں لے کر عدیل کے پاس آئی عدیل نے ٹھنڈے پانی کے گھونٹ حلق سے نیچے اتارے اور لمبا سانس لیتے ہوئے بولا سائرہ تم ڈاکٹر شبانہ سے تو ملی ہوگی وہ کچھ سوچ کر ہاں میں سر ہلاتے ہوئے بولی ہاں اس دن اس دن جب صبح آپ آئے تھے تو وہ۔ ہاں ہاں۔ وہی ڈاکٹر شبانہ مجھے تو وہ لڑکی پسند ہے تم سمجھ رہی ہو میں کس کی بات کررہا ہوں سائرہ اپنے چہرے پر خوشی اور حیرت کے تاثرات پیدا کرتے ہوئے بولی بھیاء آپ وکی کی بات کررہے ہو ہاں تو اور کیا محلے والوں کی ۔۔ سمیر ہنستے ہوئے کمرے میں آیا تو بولا عدیل کیا مذاق کرتا ہے یار میں مذاق کررہا ہوں آئی ایم سیریس۔ عدیل سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا تو سمیر نے کہا تو نے وکی سے بات کی عدیل بولا ہاں میں نے اس سے بات کی تھی اب سب کچھ سامنے اور واضح ہے دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں سائرہ بولی ویسے ڈاکٹر شبانہ از ویری انٹیلی جنٹ گرل بھیاء آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔

ارے شکر کرو سب س پہلے تمہیں ہی بتا رہا ہوں ابھی تو صبا سے اس بات کا ذکر نہیں کیا خیر ابھی کسی اور سے نہ کرنا ٹھیک ہے بھیا۔ اتنے میں سائرہ کے بچے جواد اور کبیر کھیلتے ہوئے اوپر آگئے ماموں جان ماموں جان ہم آپ کے ساتھ

گھر جائیں گے ہم نے ناگ راج سے ملنا ہے۔ سائرہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئی دیکھ لیا بھیاء۔ یہ سب سمیر کے کارنامہ ہیں نہ وہ ان سے یہ سانپ لے کر آتا نہ میرے بچے اتنے ضدی ہوتے عدیل بولا دیکھو بیٹا چھٹی والے دن ہم آپ کو خود لینے آئیں گے پھر آپ عکاشہ حماد اور نوید کے ساتھ مل کر ناگ راج سے کھیلنا اب خوش دونوں خوشی خوشی باہر چلے گئے تو عدیل کی نظر ڈریسنگ ٹیبل پر نورینہ کی تصویر پر پڑی تو اسے اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا تو سمیر بولا عدیل ماں کی یاد بہت آتی ہے جب سے میری ماں مجھ سے جدا ہوئی ہے میری زندگی میں جیسے اندھیرا چھا گیا ہے سمیر حوصلہ رکھ میرے دوست اللہ سب بہتر کرے گا مغفرت کی دعا کرتا رہا کر اب عدیل نے اجازت طلب کی اور باہر آ گیا اچھا بھیا ہم آپ کی طرف چکر لگائیں عدیل نے گاڑی میں بیٹھ کر کہا تو سمیر نے گیٹ کھول دیا اب گیٹ سے گاڑی ریورس ہوئی تو عدیل نے اسے مین روڈ پر ڈال دیا اب اس کی کار فل سپیڈ میں جارہی تھی جبکہ گھر پس صبا اس کا کب سے انتظار کررہی تھی۔

❁❁❁

ناگ دیوتا۔۔ آپ سے چھوٹے مہاراج ملنے آئے ہیں دھرم ناتھ مسری سے اٹھ کر بیٹھ گیا تو بولا رامیش چندر آج دہلی اچانک کیسے پہنچ گیا اسے بلاؤ اب رامیش جیسے ہی اندر پہنچا تو دھرم ناتھ اس کی حالت دیکھ کر چونک اٹھا وہ دھرمناتھ کے قدموں میں آگرا تو اس نے اسے کھڑا ہونے کو کہا رامیش ۔۔ رامیش یہ تم نے اپنے جسم کی کیا حالت بنالی مجھے تمہارے چہرے پر یہ زخم ہاتھوں پر یہ مرہم اور ٹانگوں پر یہ پٹیاں یہ کیا ماجرا ہے رامیش بولا ناگ دیوتا غضب ہو گیا سب کچھ ختم ہو گیا ارے ہوا کیا تم ٹھیک ٹھاک یہاں سے گئے تھے پھر یہ تمہارا حال کس نے کیا رامیش بولا اس سے بڑی قسمتی اور کیا ہوگی ناگ دیوتا میں اپنے محسن کو اپنے گھوڑے کو موت کے منہ سے بچا نہیں سکا یہ سن کر دھرم ناتھ بولا رامیش ضرور تمہارے ساتھ کچھ برا ہوا ہے بولو کیا ہوا تمہارے گھوڑے کو۔ تمہاری یہ حالت کس نے کی اور تم اس حالت میں چل کر یہاں کیس آئے مجھے یقین نہیں آرہا تمہیں تو آرام کی ضرورت ہے رامیش بولا اب تو اس خونی ناگن کو ختم کر کے ہی آرام ملے گا ناگ دیوتا۔ میرے پاس تو اب کچھ نہیں رہا میرا کالا گھوڑا اس شیطانی طاقت کی نذر ہو گیا اس سفید روشنی نے میرے گھوڑے کی زندگی چھین لی ان آنکھوں۔ میری ان آنکھوں نے اس کے جسم سے جس طرح کھال اترتے ہوئی دیکھی ہڈیوں کا پنجرہ بنتے ہوئے دیکھا وہ صرف میں ہی جانتا ہوں اتنا بدقسمت کہ گھوڑے کو بچا نہ سکا جس نے ۔۔ جس نے میری ہر طرح سے وفاداری نبھائی۔ آ۔۔ آہ۔ اتنا کہتے ہی وہ نم زدہ ہو گیا تو دھرم ناتھ نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا رامیش صبر سے کام لو جس شیطانی طاقت نے تمہارے گھوڑی کی جان لی اس کے جسم سے گوشت تک اتار دیا اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیا اس ناگن کا حال اس سے بھی برا کرو گے ہاں رامیش جتنا خود کو اندر سے ٹوٹتا ہوا محسوس کرو گے اتنا ہی کمزور ہوتے چلے جاؤ گے تمہیں کسی ایسے انسان کی مدد چاہیے جو اس ناگن کو کچا چبا جائے رامیش بولا نہیں ناگ دیوتا۔ آج تک ایسا کوئی انسان میری نظر میں نہیں ہے جو اس خون آشام ناگن اور اس کی طاقتوں کو سلب کر سکے دھرم ناتھ بولا ہے ایک انسان۔ رامیش چندر ایک انسان ایسا ہے جو سانپوں کو کھا جانے کی طاقت رکھتا ہے تم شاید بھول رہے ہو تمہارے ساتھ ایک آدمی میری شاگردی میں رہتا تھا۔

آپ آنند کمار کی بات تو نہیں کررہے ہاں ہاں ۔۔ ہاں بالکل وہی تم اسے نہیں بھولے مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی تمہیں اس کا پورا نام یاد ہے۔ رامیش تم واقعی بہت ذہانت رکھتے ہو پھر اپنے آپ کو کیوں اتنا کمزور تصور کررہے ہو تم ابھی جا کر فوراً آنند کمار سے ملو اگر اسوقت کوئی انسان ہے تو وہ آنند کمار ہے میرا بہت اچھا شاگرد تھا ویسے تو کافی ٹائم ہو گیا ہے اس سے ملاقات نہیں ہوئی تم ابھی اسی وقت اس سے ملو اور ہاں جب تک میں نہ کہوں تم دہلی سے کہیں نہیں جاؤ گے جو آپ کا حکم ناگ دیوتا۔۔ اتنا کہتے ہی رامیش یعنی جوگی بابا جھک گیا اور باہر چلا گیا۔

❁❁❁

اس وقت بھی ڈاکٹر زمنہ لٹکائے پریشانی سے ایک ڈھانچے کو دیکھ رہے تھے جسے صبح ہی ہاسپٹل میں لایا گیا تھا شبانہ تم نے غور کیا جی ہاں سر یہ اس عورت کا ڈھانچہ ہے جسے کل رات کسی سانپ نے ڈسا تھا اور اس کا پورا گوشت ہی گل سڑ کر اپنا وجود کھو بیٹھا تھا بالکل ایسے جیسے پہلے ہوتا آ رہا ہے شبانہ وہ ڈیڈ باڈی کہاں ہے جو مردہ خانہ میں تھی سر وہ ابھی تک وہی ہے عدیل کچھ سوچ کر بولا اس کا مطلب ہے ابھی ان مین سے کوئی ڈھانچہ بھی زندہ نہیں ہوا ہے یعنی کہ معاملہ اھی تک ہمیں سمجھ نہیں آ رہا اصل چکر کیا ہے میں بتاتا ہوں عدیل بھائی نبیل نے اندر کمرے میں آتے ہوئے کہا نبیل تمہاری ڈیوٹی آف ہو چکی ہے تم گھر جا سکتے ہو یہاں تمہارا کوئی کام نہیں ہے سر آپ کو لگتا ہے یہ کام کسی ناگن کا نہیں بلکہ بھوت پریت کا ہے ان ڈھانچوں کا زندہ ہو کر چلنا اور اس زہر کا جسم میں اتنا تیزی سے اثر ظاہر کرنا جو کسی بھی ڈاکٹر کے بس کی بات نہیں مسٹر نبیل ہم روز ہزاروں روپے کے قیمتی انجکشن انسانی جان بچانے کے لیے تیار کرتے ہیں اس لیے نہیں کہ مریض کو مر جانے دیا جائے ہماری کوشش یہی ہوتی ہے مریض کی جان بچائی جائے ڈاکٹر شبانہ میرا آپ سے سوال ہے کیا آپ نے۔۔ کیا آپ نے ابھی تک کوئی ایسا انجکشن تیار کیا ہے جو اس سانپ کے زہر کا اثر کم کر سکے اور انسانی جان کو بچایا جا سکے آپ کو تنخواہ کس بات کی دی جاتی ہے یہاں پر ہر روز کوئی نہ کوئی لاش آ رہی ہے اور آپ نے کوئی ایسا قدم ذمہ داری سے نہیں اٹھایا میں اسے آپ کی غفلت کہوں گا۔

نبیل تم جانتے ہو کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم ایک سنئیر ڈاکٹر سے مخاطب ہو عدیل بھائی جو کچھ بھی ہے لیکن جو میں نے کہا ہے آپ کو کڑوا ضرور لگے گا مگر بات بڑی ٹھوس ہے بہت جلد اگر اس سانپ کے زہر کا توڑ نکالا نہ گیا تو میں سمجھتا ہوں ایک ایک کر کے سبھی بے گناہ انسان اس ناگن کے ڈسنے سے موت کے منہ میں چلے جائیں گے جس طرح یہ بے گناہ عورت مری ہے بالکل ویسے ہی ہمارا حال ہوگا ذرا سوچیے اس لاش سے کچھ حاصل کیجئے اتنا کہتے ہی نبیل دروازہ پٹخ کر چلا گیا جبکہ ڈاکٹر شبانہ کو نبیل کے اس رویے پر بہت افسوس ہوا اب بھی کے چہرے لٹکے ہوئے تھے عدیل نے اس کی ڈیڈ باڈی کو جانے کی اجازت دے دی اور خود ڈاکٹر شبانہ کے ساتھ اس کے لیب میں چلا گیا جبکہ ڈاکٹر فرحان جمیل اور سراج بھی ان کے ہمراہ چل دیئے ڈاکٹر شبانہ اپنے لیب پر پہنچی تو تالا کھولتے ہی دروازہ کو دھکیل دیا اب بھی لیبارٹری کے اندر موجود تھے سر میں چاہتی تو نبیل کا منہ توڑ دیتی آپ نے دیکھا کس طرح بدتمیزی سے اس نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے اس نے سرعام آپ کے اور میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے سر آپ ہی بتائیں کیا ایسی باتیں اسے زیب دیتی ہیں۔ اوہو شبانہ۔ اب بس بھی کرو غصہ پر کنٹرول کرو ویسے تم غصے میں بہت بھلی لگتی ہو سر پلیز۔۔ میں مذاق کے موڈ میں بالکل بھی نہیں ہوں اچھا شبانہ جو تمہارا دل کرتا ہے وہ کرو عدیل نے اپنا منہ بناتے ہوئے کہا اور دیوار کی جانب دیکھتے ہوئے اپنا رخ بدل لیا پھر ڈاکٹر سراج بولا شبانہ تحمل سے کام لو نبیل نے جذبات میں آ کر اتنا کچھ کہا ہے سر اسے سمجھا دیں گے فرحان نے کہا ہاں شبانہ شاید وہ ہر روز اس ناگن کے ہاتھوں مرنے والے انسانوں سے دلبرداشتہ ہو چکا ہے تبھی اس نے یہ سب غصے میں کہا ہے۔

شبانہ بولی سر آپ بتائیں اب ہم کیا کریں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر تو نہیں بیٹھے رہیں گے ناں۔ ہمیں جلد از جلد کوئی ایسا حل تجویز کرنا ہوگا ایسا توڑ نکالنا ہو گیا جو اس ناگن کے زہر کو زائل کر سکے اور ہم مریض کی جان بچا سکیں عدیل بولا یہ ہوئی ناں بات۔۔ پہلے ہی یہ بات تم تحمل مزاجی سے بھی کر سکتی تھی شبانہ آج سے تم اپنی زندگی کا مقصد یہ بنا لو کہ اس زہر کا توڑ نکالنا ہے کسی بھی طرح کوئی بھی فارمولا تیار کرو تا کہ ہم اس ناگن کے زہر کی روک تھام کے لیے کوئی مناسب قدم اٹھا سکیں سر میں رات ایک کر کے کمپیوٹر پر اس ناگن کے زہر پر مزید تشخیص کروں گی مجھے تھوڑا سا وقت بھی لگ سکا ہے ٹھیک ہے شبانہ مجھے اور کام بھی ہیں تم اپنے کام میں لگ جاؤ سراج تم میرے ساتھ آؤ ٹھیک ہے سر چلئے۔ اب عدیل اور ڈاکٹر سراج لیب سے باہر چلے گئے جبکہ ڈاکٹر جمیل اور فرحان لیب میں دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

❁❁❁

شام کا ڈوبتا ہوا سورج دن بھر کی مسافت کے بعد مغرب کی جانب لال سرخ ٹکیا کی مانند رخت سفر باندھ چکا تھا یاسر بانسری بجاتے ہوئے جیسے ہی فلیٹ کے گھر پہنچا تو گیٹ پر کھڑے ایک محافظ نے اسے بلایا۔ مسٹر یاسر۔۔ جی بولیے یاسر نے بانسری لبوں سے ہٹاتے ہوئے کہا تو وہ بولا آپ بہت اچھی آواز نکال لیتے ہیں آپ کی آواز بے حد سریلی ہے یاسر نے ہنس کر کہا ارے بھائی مجھے تو اس کا شوق نہیں تھا بس یوں سمجھو کہ آج یہ کسی کی یاد میں بجا رہا ہوں اس محافظ نے کہا کیا تم کوئی جوگی ہو یا پھر۔۔ نہیں نہیں یہ آپ نے کیسے سوچ لیا میں جوگی ہوں یاسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بولا اس بانسری کو میں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ بنا لیا ہے کہتے ہیں جب ایک شوق انسان کے دل میں پیدا ہو تو وہ اس فن میں اتنی مہارت حاصل کر لیتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے بے حد متاثر ہونے لگتا ہے جس طرح آج میری سریلی آواز سن کر آپ کے دل میں ساز بجنے لگے اس نے یاسر کی حوصلہ افزائی کی اور کہا مجھے اکثر تمہارے کمرے سے بانسری کی آواز سنائی دیتی ہے اس لیے آج سوچا تم سے اس کا راز جان لیں اچھا بھائی میں چلتا ہوں صبح کا تھکا ہوا ہوں یاسر نے اس سے اجازت طلب کی اور اپنے قدم فلیٹ کی طرف بڑھا دیئے جیسے ہی وہ اپنے کمرے کا لاک کھول کر اندر داخل ہوا تو اسے باہر دروازے پر قدموں کی چاپ قریب آتی ہوئی محسوس ہوئی یاسر نے دروازے کی جانب دیکھا تو سفید لباس میں فلیٹ کا ملازم ہاتھ میں گولڈن کلر کا ایک لفافہ لے کر کھڑا تھا۔ اس نے وہ لفافہ یاسر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو یاسر نے شکریہ کہتے ہوئے وہ لفافہ وصول کیا اور بولا یہ لیٹر کون دے کر گیا ہے صاحب جی آج دوپہر کو ایک ڈاکیہ آیا تھا آپ کو پوچھ رہا تھا لیکن آپ نے تو آنا ہی شام کو تھا اس لیے یہ میں نے ڈاکیہ سے وصول کر لیا یاسر نے کہا ٹھیک ہے بھائی تمہارا بہت بہت شکریہ تم جا سکتے ہو اب یاسر نے دروازہ بند کرتے ہوئے اپنا وہ بینک کے کاغذات سے بھرا بیگ میز پر رکھا اور لفافے کو کھولتے ہوئے پیچھے احمد آباد ہائی سکول کا ایڈریس دیکھا تو بے اختیار چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی اور دعائیہ لہجے میں اپنے آپ سے بولا شکر ہے اس لڑکی کا جوابی خط تو آیا اب وہ اس فولڈ شدہ کاغذ کو کھولنے کے بعد تحریر پڑھنے لگا۔

میرے پیارے محسن دوست سب سے پہلے تمہیں دل کی گہرائیوں سے سلام کہتی ہوں مجھے بہت زیادہ خوشی محسوس ہوئی کہ آپ نے میری ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا مجھے سمجھ نہیں آ رہی آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں اگر میری فائل مجھے نہ ملتی تو شاید اپنی زندگی کو کبھی بھی سنوار نہ پاتی وہ فائل ہی میرا سب کچھ ہے وہ میری زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے پلیز مجھے وہ فائل جلد از جلد رجسٹری کر دیں جتنا خرچہ ہوگا میں دینے کا تیار ہوں میں نے اپنا ٹیلی فون نمبر اس خط کے آخر میں لکھا ہے آپ کو جیسے ہی میرا یہ خط ملے مجھے فوری رابطہ کر کے بتایئے اگر ہو سکے تو میری دوستی کو قبول کر لیجئے گا میں بہت جلد انڈیا آ رہی ہوں آپ سے ملاقات بھی ضرور ہوگی کیونکہ سکول کے بچوں کو ساتھ لے کر آنے میرا پورا پروگرام ہے میں اپنی فرینڈ کو بھی کہوں گی وہ بھی میرے ساتھ چلے گی اس کے ساتھ مجھے اجازت دیں ایک اچھی فرینڈ اور دوست تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولے گی پھر آخر میں طاہرہ کا نام اور ٹیلی فون نمبر دیکھ کر یاسر خیالوں کی میں کھو گیا یہی سوچتے سوچتے وہ کرسی سے ٹیک لگا کر ابیٹھ گیا کہ اسے کال کرے یا نہ کرے شاید کسی انجان لڑکی سے بات کرنے میں وہ ہچکچانے لگا تبھی اس نے لیٹر پیڈ سے ایک کاغذ پھاڑ کر اس پر خط لکھنے کا سوچنے لگا تقریباً پندرہ منٹ کے وہ بار بار تحریر پڑھتے ہوئے یہی سوچ رہا تھا کہیں اسے اس کی بات بری نہ لگے مگر یہ سوچ کر اس نے خود ہی دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے اور انکار کر دینا مناسب نہیں لہذا وہ فائل اپنی الماری سے نکال کر میز پر رکھ دی اور لیٹر اس کے اوپر رکھ کر خود سے بولا کل اس کی یہ امانت مجھے سونپ دینی چاہیے آخر یہ لڑکی طاہرہ دیکھنے میں کیسی ہوگی اس سوچ میں اس کے دل میں ہلچل سی مچا دی اب وہ بیرے کو کھانے کا آرڈر دینے کے بعد اپنے کپڑے بدل کر لیٹ گیا اور اس لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا۔ اگلے دن ہی یاسر بینک جانے سے قبل سیدھا پوسٹ آفس گیا جہاں اس نے وہ لیٹر اور فائل کے دستاویزات کو بڑے لفافے میں رجسٹری

کروانے کے بعد کمپیوٹر رسید وصول کی اور بینک چلا گیا۔

❁❁❁

ایک شخص کی ڈیڈ باڈی کو سٹی ہاسپٹل لایا گیا جس کی ایک ٹانگ ٹوٹ چکی تھی اس کی کھوپڑی پر بہت بڑا سوراخ نظر آ رہا تھا ڈاکٹر عدیل شبانہ اور باقی ساتھی اس لاش کا معائنہ کر رہے تھے پھر ایک آدمی بولا ڈاکٹر صاحب اسے بھی رات کسی سانپ نے کاٹا ہے مگر یہ حد اور تکلیف کی وجہ سے اپنے ہوش کھو بیٹھا اور دوسری طرف منزل سے نیچے سر کے بل آ گرا جب ہم نے اسے دیکھا تو اٹھا کر پہلے ڈاکٹر کے پاس لے گئے مگر وہاں جانے سے پہلے ہی اس کی موت ہو چکی تھی اور اب اس کا یہ ڈھانچہ آپ کے سامنے موجود ہے معلوم نہیں اس کے جسم سے سارا گوشت کیسے گل سڑ کر ختم ہو گیا عدیل نے کہا اس کے ساتھ بھی وہی حال ہوا ہے جو پہلے والی لاشوں کے ساتھ ہوا شبانہ تم نے اس جوگی بابا آنند کمار کی ڈیڈ باڈی کے بارے میں کچھ پتہ چلایا جی ہاں سر اب تک تو شاید لیٹر ان تک پہنچ چکا ہو گا اگر فون نمبر ہوتا تو شاید رابطہ کرنے میں ہمیں آسانی ہو جاتی ٹھیک ہے شبانہ اس ڈیڈ باڈی کو لے جانے کا انتظام کرو اب ڈاکٹر عدیل فرحان اور سراج آفس میں جا کر بیٹھ گئے سر یہ تو ہمارے لیے بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ہم کسی بھی ایسے شخص کو نہیں بچا سکے جو اس ناگن کے زہر کا شکار ہوا ہو سراج میں خود بھی حد سے زیادہ پریشان ہوں کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا آخر یہ سلسلہ کیسے روکا جائے پتہ نہیں یہ ناگن اپنے زہر میں کیسا جادو رکھتی ہے کہ انسان کی شناخت ہی ختم ہو جاتی ہے پہنچانا بھی مشکل ہو جاتا ہے یہ ایک زندہ سلامت گوشت پوست انسان تھا اب تو ان ڈھانچوں سے بھی خوف آنے لگا ہے جو ہر روز میرے سامنے آتے ہیں سر آخری کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں شاید کسی علم والے کی تلاش ہو سکے جو ہمیں اس ناگن کا توڑ بتا سکے آخر اس کے زہر کا مقابلہ ہم کیسے کر سکتے ہیں عدیل بولا۔

جمیل مجھے تو اس جوگی بابا سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں دیکھا کتنی اذیت ناک موت سے دوچار ہوا زندگی میں اتنا خوفناک منظر آج تک کبھی نہیں دیکھا کہ زندہ انسان کے جسم سے ایک صحیح سلامت موٹا تازہ سات فٹ لمبا کالا سانپ منہ کے راستے باہر نکل آئے میں تو بے ہوش ہوتے ہوتے بچا تھا سر میں انڈیا جا کر کسی سپیرے کا پتہ معلوم کرتا ہوں عدیل بولا جمیل اگر اس ڈیڈ باڈی کو لینے کے لیے کوئی بھی انڈیا سے نہ آیا تو میں چاہتا ہوں تم خود اس ڈیڈ باڈی کو لے کر انڈیا جاؤ اور معلوم کروایسا کوئی انسان ہے جو ناگن کا خاتمہ کر سکے کیونکہ وہ بے گناہ انسانوں کی زندگیاں چھین رہی ہے انہیں ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا رہی ہے جو ہم سب نہیں چاہتے ہم تو صرف حالات کی بہتری چاہتے ہیں کسی بھی ایسے سانپ کو پکڑنا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں کوئی تو ایسا علم والا جوگی یا سپیرا ہو گا جو اس ناگن کو اپنی طاقتور صلاحیتوں سے یا تو قید کر کے ساتھ لے جائے یا پھر ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دے ڈاکٹر جمیل نے کھڑے ہو کر کہا سر آپ بالکل بے فکر ہو جایئے جیسے ہی وہاں سے کوئی لیٹر آیا یا کسی کا فون آیا تو مجھے ضرور اطلاع کر دیجئے گا ٹھیک ہے جمیل تم جا سکتے ہو ویسے ڈاکٹر شبانہ خود بھی اسی کوششوں میں مصروف ہے اس ناگن کے زہر کا توڑ نکالا جا سکے اب جمیل اجازت لے کر چلا گیا تو عدیل نے کہا فرحان ابھی ابھی جو ڈیڈ باڈی آئی ہے تم اسے روانہ کرنے کا بندوبست کرو اور مجھے شام تک رپورٹ دو فرحان حکم کی تعمیل کرتے ہوئے باہر چلا گیا اب صرف ڈاکٹر سراج اور عدیل کمرے میں موجود تھے سراج تم آج قبرستان جا کر یہ پتہ کرو کوئی لاش تو غائب نہیں ہوئی کیونکہ اتنے دنوں سے لوگ مر رہے ہیں ایک بار قبرستان سے ڈھانچے نکلتے ہوئے اس گورکن نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے تمہیں یاد ہو گا جی ہاں جی ہاں بالکل سر میں آپ کو گھنٹے تک فون کر کے بتاتا ہوں اب ڈاکٹر سراج بھی چلا گیا کمرے میں صرف ڈاکٹر عدیل اپنی چیئر پر ٹیک لگا کر گہری سوچ میں گم تھا۔

❁❁❁

شام کو عدیل جیسے ہی اپنے گھر پہنچا تو اس کے تینوں بچے ناگ راج کے ساتھ کھیلنے میں مصروف نظر آ رہے تھے صبا

بھی بچوں کے ساتھ کھیل میں مگن تھی پاپا۔۔ پاپا۔۔ پاپا آ گئے صبا نے بچوں کو گیٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو بولی آپ آج بہت جلدی آ گئے عدیل نے کہا میں آج کچھ تھکا ہوا تھا اس لیے سوچا گھر پر آرام کر لوں اچھا سنو میں اوپر جا کر تھوڑا سا فریش ہوتا ہوں تم چار کپ چائے کے بنا کر رکھو کیا چار کپ صبا حیرت سے بولی عدیل نے کہا ہاں صبا ڈاکٹر سراج فرحان اور جمیل ابھی تھوڑی دیر تک گھر پر آ رہے ہیں ٹھیک ہے عدیل آپ فریش ہو جائیں میں آپ کے لیے کپڑے نکال دیتی ہوں اب عدیل اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا ارے عدیل بیٹا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نان ہاں امی جان میں ٹھیک ہوں لیکن بیٹا میں کئی روز سے دیکھ رہی ہوں تم کچھ پریشان سے لگ رہے ہو۔ امی جان کیا کروں ہر روز ہاسپٹل میں کوئی نہ کوئی لاش آ جاتی ہے وہ بھی اس انسان کی جو سانپ کے ڈسنے سے مرتا ہے سمجھ میں نہیں آتی یہ ناگن کہاں سے آ گئی بیٹا تو جا کر آرام کر لے طبیعت ٹھیک نہیں لگتی تیری مجھے صاف ظاہر ہو رہی ہے ارے امی جان کوئی ایسی بات نہیں لگتی مجھے صاف ظاہر ہو رہی ہے ارے امی جان ایسی بات نہیں ہے آپ اپنے کمرے میں آرام کریں میں ابھی کچھ دیر آرام کر لوں گا طبیعت کچھ بہتر ہو جائے گی اتنا کہتے ہی عدیل اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے اوپر کمرے میں چلا گیا تھوڑی دیر میں فریش ہو کر کپڑے بدل کر بستر پر دراز ہو گیا ابھی وہ آدھا گھنٹہ ہی لیٹا تھا کہ اسے دروازے پر صبا کی آمد کا احساس ہوا عدیل آپ کے ساتھی ڈاکٹرز نیچے آپ کا انتظار کر رہے ہیں صبا انہیں اوپر کمرے میں بلا لاؤ اب ڈاکٹر سراج فرحان اور جمیل صوفے پر بیٹھ گئے عدیل بھی بید سے اٹھ کر بیٹھ چکا تھا صبا چائے تیار ہو تو بھیج دینا ٹھیک ہے میں لاتی ہوں نیچے سے صبا نے بلند آواز میں کہا اب عدیل اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا سراج سب سے پہلے تم یہ بتاؤ قبرستان کے گورکن سے ملے۔

جی ہاں سر گورکن نے کہا ہے پچھلے کئی دنوں سے فی الحال بالکل امن ہے کوئی لاش بھی غائب نہیں ہوئی کسی بھی قبر کے پھٹنے کی نشاندہی نہ ہوئی اور نہ ہی رات کے وقت کسی ڈھانچے کو چلتے پھرتے دیکھا گیا فرحان تم نے اس ڈیڈ باڈی کا کیا کیا سر اس کی ڈیڈ باڈی روانہ کر دی ہے اب صرف اس جوگی بابا کی ڈیڈ باڈی یعنی وہ ڈھانچہ مردہ خانہ میں موجود ہے اس کے کسی بھی دوست احباب کا پتہ نہیں چل سکا لیکن فرحان شبانہ کسی ناگ دیوتا دھرم ناتھ کا نام لے رہی تھی۔ جی ہاں سر وہ ڈیڈ باڈی ضرور ان کے کسی دوست کی ہے کیونکہ جو ایڈریس ہوٹل سے معلوم ہوا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے انڈیا میں کوئی ناگ دیوتا نام کا ایسا شخص موجود ہے جس کا تعلق آنند کمار سے تھا عدیل سر ہلا کر بولا چلو دیکھتے ہیں جمیل تم ڈاکٹر شبانہ سے مسلسل رابطہ رکھو اور ہاسپٹل میں یہ ایک دو دن ڈیوٹی کرو تا کہ آنند کمار کا ڈھانچہ روانہ کیا جا سکے سر میں دیکھ لوں گا آپ اطمینان رکھئے کچھ ہی دیر میں چائے آ گئی تو عدیل باری باری ہر کپ میں شوگر پاٹ سے چینی ڈالنے لگا اس دوران کوئی بھی بات چیت نہ ہوئی۔ اگلے دن صبح اتوار کا دن تھا طاہر سات بجے ہی صبا کے گھر پہنچ گئی اور بچوں کو تیار رکھنا مس ہم تیار ہیں صبا نے تمام کھانے پینے کا سامان ٹوکری میں رکھا اور بولی چلو بچو مس کو تنگ نہیں کرنا عکاشہ بولی ماما ہم ناگ راج کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں طاہرن پہلے تو انکار کر دیا مگر تینوں بچوں نے ضد شروع کر دی اب ناگ راج کو ہاتھ میں لے کر وہ باہر آ گئے طاہرہ نے گاڑی میں سامان رکھا اور تینوں بچوں کا بیٹھنے کا کہا اور خود بھی بیٹھ گئی سمیر کے دونوں بچے اور صبا کے بچوں کے علاوہ سکول کے تقریباً پندرہ بچے بڑی ویگن میں سوار تھے ویگن اب ایڈن پارک کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔

❁❁❁

ناگ دیوتا شمع چاہتا ہوں آپ کو اتنی صبح بے آرام کیا مگر کیا کرتا مجبور تھا کوئی بات نہیں یہ بتاؤ کیسے آنا ہوا ناگ دیوتا باہر ڈاکیہ آیا ہے کیا۔۔ ڈاکیہ اور میرے شاہی محل میں کوئی خاص بات ہو گی میں تو سمجھا تھا رامیش ہو گا تم چلو میں آتا ہوں اب دھرم ناتھ باہر آ کر ڈاکیہ سے ملا جی تو دھرم ناتھ آپ ہیں جی ہاں میں ہوں۔ یہ آپ کا لیٹر پاکستان سے آیا ہے دھرم

ناتھ نے سائن کرتے ہوئے لیٹر وصول کیا اور اندر چلا گیا تم جا سکتے ہو ناگ دیویا نے اپنے ملازم سے کہا اور خود لفافہ کھول کا وہ لیٹر پڑھنے لگا دھرم ناتھ صاحب ہمیں بہت ہی افسوس سے یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آپ کے ساتھی دوست آنند کمار اب اس دینا میں نہیں رہے ان کی ڈیڈ باڈی احمد آباد سٹی ہاسپٹل کے مردہ خانے میں موجود ہے اگر آپ لے جا سکتے ہیں تو ٹھیک ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے ہاسپٹل کے اس نمبر پر کال کر سکتے ہیں یا خود تشریف لے آیئے اگر نہیں آ سکتے تو کوئی بات نہیں ہمارا آدمی ڈیڈ باڈی کے ہمراہ انڈیا آجائے گا آنند کمار کی موت بڑی بھیانک انداز میں ہوئی ہے جو بیان کرنے کی ہمت نہیں رکھ سکتے آپ کال کیجئے اور ہم سے رابطہ کریں ہو سکتا ہے آپ ہماری کچھ مدد بھی کر سکیں کیونکہ آپ ناگ دیوتا ہیں کسی بھی سانپ کو پکڑنے یا ختم کرنے کی طاقت رکھتے ہوں گے۔۔۔آپ کے منتظر ہوں ڈاکٹر شبانہ احمد آباد۔

اس کے بعد دھرم ناتھ نے پچھلا صفحہ خالی دیکھا تو خوف سے زمین و آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے آخر کون سا ایسا دشمن آگیا ہے جس نے میرے شاگرد اور پیارے ساتھی آنند کمار کو دردناک موت سے دوچار کیا ہے مجھے ابھی اسی وقت اس نمبر پر رابطہ کرنا ہے وہ تیز قدموں سے باہر چلا گیا۔

❁❁❁

ایکسکیوزمی سر۔۔یس کم آن اندر آجاؤ عدیل نے ایک میڈیکل رپورٹ کے صفحوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر شبانہ بولی سر آنند کمار کے دوست سے رابطہ ہو گیا ہے ویری گڈ۔۔کیا جواب ملا۔سر دھرم ناتھ واقعی ایک بہت بڑ جوگی اور سادھو ہیں چھ شاگردوں کے استاد ہی جن میں ایک نام رامیش چندر کا بھی ہے میری ان سے تفصیل سے فون پر بات ہوئی ہے سر انہوں نے وقت کی کمی کا احساس دلایا ہے اور کہا ہے آنند کمار کی لاش کو فوری طور پر انڈیا بھیجا جائے عدیل نے کہا یہ تو اور اچھی بات ہے شبانہ اس دھرم ناتھ سے رابطہ رکھو مجھے لگتا ہے یہ آدمی ہمارے کام کا ہو سکتا ہے ابھی اسی وقت ڈاکٹر جمیل کو لیب میں میں فون کر کے بلاؤ اور ڈیڈ باڈی کے ساتھ لے جانے کا بندوبست کرو وہاں جتنے دن لگیں اسے چھٹی کی درخواست پر میرے حکم سے روانہ کردو یس سر۔۔شبانہ اتنا کہہ کر واپس چلی گئی تھوڑی دیر میں ڈاکٹر جمیل اور شبانہ اندر کمرے میں آگئے جی سر۔۔آپ کا میسج مجھے ملا تھا ہاں جمیل آنند کمار کی ڈیڈ باڈی کو لے کر آج شام کی ٹرین سے انڈیا روانہ ہو جاؤ میں سمجھ سکتا ہوں تم تنہا یہ کام کر سکتے ہو۔سر آپ بے فکر رہیے میں انڈیا سے خالی ہاتھ واپس نہیں آؤں گا بلکہ ناگ دیوتا کو یا ان کے کسی شاگرد کو ساتھ لاؤں گا ویری گڈ۔۔جمیل۔مجھے تم سے ایسی ہی توقعات ہیں اور ہاں سنو وہ بہت عظیم انسان لگتے ہیں تم انہیں یہاں کے حالات واقعات سے آگاہ کرو اور کوشش کرو اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو سکے سر میں اس بار آپ کی امیدوں پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا ٹھیک ہے اب تم انڈیا جانے کی تیاری کرو۔۔یس سر جمیل اتنا کہہ کر باہر چلا گیا شبانہ جمیل کے دس دن چھٹی کی ایک درخواست لکھ کر روزنامچے میں ڈال دو ٹھیک ہے سر مجھے ڈاکٹر جمیل سے اس بار بہت سی توقعات ہیں شاید ہو ناگ دیوتا ہماری مدد کر سکے شبانہ تم اب جا سکتی ہو سر کیا آج رات کا ڈنر میں آپ کے ساتھ کر سکتی ہوں عدیل کرسی سے کھڑا ہو کر بولا ابھی ضروری نہیں سمجھتا وکی صرف تمہارا ہے مجھے پورا بھروسہ ہے ابھی بہت کام ہیں پہلے وہ مکمل ہو جائیں تو پھر بات ہو سکتی ہے عدیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو شبانہ بھی چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ سجا کر باہر چلی گئی اب جمیل آنند کمار کی ڈیڈ باڈی والا سفید ڈھانچہ لے کر روانہ ہونے کی تیاری میں مصروف تھا۔۔

طاہرہ بچوں کے ساتھ ایڈن پارک میں تفریح سے لطف اندوز ہو رہی تھی عکاشہ حماد اور نوید باقی دوستوں کیساتھ پارک کے پیچھے ایک پرانے باغ میں چلے گئے جہاں لمبی لمبی جھاڑیاں سوکھی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں بچے فٹ بال سے کھیلتے ہوئے اس طرف رخ کر چکے تھے ناگ راج بھی ان بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا بچے کھیلتے ہوئے ایک

کنویں کے پاس پہنچے جو ڈھلوان سطح پر موجود تھا فٹ بال سے کھیلتے ہوئے اچانک جواد کی ایک کک سے فٹ بال کنویں میں چلا گیا وہ بولا حماد جا کر فٹ بال لے کر آؤ نہیں جواد کک تو نے لگائی ہے پھر کچھ بچے چپس کھاتے ہوئے اس جگہ پر آئے تو جواد بولا اچھا اچھا یار میں لے آتا ہوں لڑتا کیوں ہے اب جواد خود ہی کنویں میں جھانکنے کے لیے بڑھا مگر ڈھلوان سطح پر پہنچ کر وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور کنویں میں جا گرا بچاؤ۔۔بچاؤ۔جو دزور زور سے چیخنے لگا تو حماد نوید عکاشہ کبیر اور دوسرے بچے جو وہاں موجود تھے چیخوں کی آواز سن کر کنویں کے پاس آئے انہیں نیچے دیکھنے کے لیے جھکنا پڑ رہا تھا۔ناگ راج اپنا پھن چوڑا کرتے ہوئے اس طرف دیکھ رہا تھا عکاشہ بولی جواد۔۔جواد تم کہاں ہو بچاؤ۔بچاؤ ڈوب رہا ہوں کبیر نے کہا عکاشہ میرا بھائی لگتا ہے کنویں میں جا گرا ہے آواز نیچے سے آرہی ہے او مائے گاڈ کوئی ہے مدد کرو ہماری۔۔

کبیر زور زور سے مدد کے لیے چیخنے لگا تو عکاشہ نے ناگ راج کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بولی ناگ راج ۔۔ناگ راج ہمارے دوست کو بچا لو وہ کنویں کے پانی میں جا گرا ہے اسے بچا لو ناگ راج رینگتے ہوئے کنویں کے پاس پہنچ کر اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے کبیر کے بھائی جواد کو ڈبکیاں مارتے ہوئے دیکھ کر فوراً واپس پلٹا اور دیوار پھلانگ کر دوسرے طرف آیا جہاں ایک ریڑھی بان سبزی اور پھل فروخت کر رہا تھا جیسے ہی ایک موٹے تازے سانپ کو دیوار سے نیچے آتے ہوئے دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے وہ سانپ اس کی ریڑھی پر چڑھ کر شاپر اور دوسری چیزیں دیکھنے لگا تبھی نچلے حصے سے ایک سفید رنگ کی رسی نظر آئی وہ اسے اپنے منہ میں دبا کر تیزی سے واپس دیوار پر چڑھ گیا۔کچھ لوگوں نے اس سانپ کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے اور حیرت سے اس کو جاتے ہوئے دیکھنے لگے اس نے رسی کو درخت کے ساتھ بل دے کر خود اگلا سرا منہ میں دبائے کنویں کی طرف بڑھا سبھی بچے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے ناگ راج کنویں میں چھلانگ لگا کر جواد کے اس دائیں ہاتھ کو بل دے کر اوپر کھینچنے لگا رسی کے تناؤ کو اس نے مضبوطی سے بل دیئے رکھا تھا اب جواد کو اوپر کھینچنے کے بعد ناگ راج نے بچوں کی طرف دیکھا تو عکاشہ حماد اور کبیر نے جواد کا ہاتھ پکڑا اور کھینچ کر باہر لے آئے تبھی ناگ راج کو ہاتھوں سے پیار کرنے لگے اب ناگ راج اس رسی کو کھینچنے لگا تو عکاشہ نے وہ رسی کنویں سے نکالی۔

اتنی دیر میں ریڑھی والا بھی باغ میں پہنچ کر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک سانپ بھی اسطرح انسان کی مدد کر سکتا ہے ناگ راج نے اس شخص کو دیکھا تو رسی کا سرا اپنے منہ میں لے کر اس کے سامنے پھن چوڑا کرتے ہوئے بیٹھ گیا اور رسی کو زمین پر پھینک دیا انکل انکل ۔۔یہ آپ کو کچھ نہیں کہے گا اس نے رسی کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اٹھایا اور تیزی سے بھاگتے ہوئے سا سانپ کی پہنچ سے دور نکل گیا طاہرہ نے بچوں کا ہجوم دیکھا تو بولی کیا ہو رہا ہے یہاں تم اس باغ میں کیا کر رہے ہو مس ہم فٹ بال کھیلتے ہوئے یہاں آئے تو جواد نے فٹ بال کنویں میں پھینک دیا عکاشہ بولی جی ہاں مس اگر ہم ناگ راج کو ساتھ نہ لاتے تو آج جواد کنویں میں ڈوب جاتا اور ہم اسے کبھی بچا نہ پاتے طاہرہ نے جب یہ سنا تو بے اختیار ناگ راج کی طرف بڑھی اور ڈرتے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس سبز رنگ کے سانپ کو پہلی بار چھوا اور اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔مس آپ اس سے اتنا ڈرتی کیوں ہیں ناگ راج کسی کو کچھ نہیں کہتا طاہرہ نے ہمت کرتے ہوئے اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تو وہ اپنی دوشاخہ زبان نکال کر طاہرہ کے ہاتھوں کو چھوتے ہوئے یہ احساس دلانے لگا کہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا بلکہ ہر لمحہ ہر پل اس کا ساتھ دے گا اب اس نے ناگ راج کو نیچے زمین پر اتارا اور بولی چلو بچو اب آئس کریم کھانے کے لئے چلتے ہیں مس ہمارا فٹ بال کنویں میں رہ گیا ہے چلو کوئی بات نہیں ہے نیا خرید لینا ابھی چلو اب سبھی بچے ویگن میں جا کر بیٹھ گئے تو ویگن آئس کریم شاپ کی طرف بڑھی تمام بچے ویگن میں شور مچاتے ہوئے خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

❀❀❀

دھرم ناتھ اس وقت سول ہاسپٹل کے کمرہ نمبر چھ میں موجود تھا جہاں رامیش چندر کو ایک ڈرپ لگی ہوئی تھی رامیش نے ناگ دیوتا کو دیکھا تو اٹھنے کی کوشش کرنے لگا رامیش ۔۔ رامیش لیٹے رہو تمہیں آرام کرنے ضرورت ہے پہلے بھی کہا تھا تمہاری حالت ابھی ٹھیک نہیں ہے اور تم شام نگر سے اتنا لمبا سفر طے کر کے دہلی آ گئے ناگ دیوتا۔ مین آخر صبح ہی آپ کے پاس آ جاتا مگر چکرا کے زمین پر آ گرا اور بے ہوش ہو چکا ہوں اب بڑی مشکل سے ہوش میں آیا ہے رامیش تمہارا ایک ساتھی آنند کمار ہوتا تھا یاد آیا میں نے اس دن تمہیں بتایا تھا کیا ہوا آنند کمار کو۔ رامیش نے پریشانی سے کہا تو دھرم ناتھ بولا وہ اب اس دینا میں نہیں رہا۔ کیا۔۔ رامیش اپنے آپ کو سنبھالو ڈاکٹر نے تمہیں ہفتہ دس دن کا مکمل ریسٹ دیا ہے ابھی تمہاری ٹانگون کے زخم مندمل نہیں ہوئے تمہارے جسم میں بہت زیادہ کمزوری ہے پہلے جیسی طاقت نہیں رہی تمہیں ہمت اور صبر سے کام لینا ہوگا تمہاری پہلے والی طاقت ضرور بحال ہو جائے گی لیکن ابھی تمہیں مکمل آرام کرنے ضرورت ہے میں صرف تمہیں یہی بتایا آیا تھا میری اس ڈاکٹر سے ٹیلی فون پر بات ہوئی ہے اس کا نام شبانہ ہے سٹی ہاسپٹل احمد آباد سے بول رہی تھی میری زیادہ دیر تک تفصیل سے بات تو نہیں ہوئی مگر اتنا ضرور معلوم ہوا ہے آنند کمار کی موت بڑے ہی بھیانک انداز میں ہوئی ہے اس کی ڈیڈ باڈی کل صبح تک میرے شاہی محل میں پہنچ جائے گی ہاسپٹل کا ایک ڈاکٹر ساتھ آ رہا ہے وہ لوگ شاید میری مدد چاہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ایک ناگن بے گناہ انسانوں کی موت بن کر اپنے زہر سے نشانہ بنا رہی ہے رامیش بولا ناگ دیوتا میں اب سمجھ گیا وہ ناگن اپنا شیطانی کھیل بڑے ہی جارحانہ انداز میں کھیل رہی ہے مجھے ان لوگوں کو اس ناگن کی حقیقت ظاہر کرنی ہے رامیش فی الحال وقت آنے پر تمہاری ضرورت لازمی پڑے گی ابھی تم آرام کرو میں چلتا ہوں اتنا کہتے ہی دھرم ناتھ وارڈ سے باہر آ گیا اور اپنے ملازم کے ساتھ شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

❀❀❀

اگلے دن جیسے ہی طاہرہ سکول پہنچی تو چپڑاسی نے اسے وہ رجسٹری دی میڈم انڈیا سے یہ رجسٹری آپ کے نام کی ہے ابھی کچھ دیر پہلے ڈاکیہ دے کر گیا ہے طاہرہ وہ رجسٹری والا بڑا لفافہ جو پیک شدہ تھا اب اسے لے کر اسٹاف روم میں آ گئی جلدی جلدی سے اسے کھول کر اپنے دستاویزات ڈاکومنٹس مجھے مل گئے کیا۔ سچ صبا بھی خوشی بھی سے بولی تو طاہرہ نے کہا ہاں صبا اب میں ہفتے یا دس دن بعد انڈیا جاؤں گی تو اپنے محسن کا شکریہ ادا کروں گی میں نے اس سے دوستی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تم کیا کہتی ہو یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے ہم سے کب ملوا رہی ہو پہلے میں تو مل لوں طاہرہ نے الٹا جواب صبا کو دیا تو صبا مسکرا کر خاموش ہو گئی پھر وہ بولی طاہرہ فرض کرو اگر وہ تمہارے دل مین اتر گیا تو پھر تمہارا ارادہ کیا ہے طاہرہ کندھے اچکا کر بولی پھر وہی کروں گی جو میرا دل کہے گا اب صبا نے کچھ کتابیں اٹھائیں جو تیسری کلاس کی تھیں اور ساتھ ہی کھڑی ہو کر بولی میرا تو پیریڈ شروع ہو چکا ہے میں کلاس میں جا رہی ہوں ٹھیک ہے صبا بریک ٹام مجھے ملنا بچوں کے ٹیسٹ تیار کرنے ہیں دو دن بعد ہونے والے ہیں طاہرہ اچھا کیا مجھے یاد کروا دیا میں بریک ہوتے ہی بڑی میڈم سے اجازت لے کے پیپرز کی فوٹو کاپیاں کروانے کے لیے تمہارے ساتھ چلوں گی او کے بائے۔ صبا نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا تو طاہر سر ہلا کر بولی ٹھیک ہے پھر ملتے ہیں اب طاہرہ آج کے تازہ اخبار کو میز سے اٹھا کر پڑھنے لگی جس میں اس ناگن کی خبر بڑی سرخی پر لگی ہوئی تھی جبکہ دائیں طرف بلیک اینڈ وائٹ ڈھانچے کی چھوٹی سی تصویر اسے خوفزدہ کرنے لگی اب وہ اخبار کو میز پر رکھنے کے بعد دوسری خبروں کا مطالعہ کرنے لگی۔ جبکہ دوسری طرف کئی ٹیچرز اسٹاف روم میں بیٹھ کر باتوں میں مصروف تھیں۔

❀❀❀

ڈاکٹر جمیل آنند کمار کی ڈیڈ باڈی لکڑی کے تابوت میں بند کر کے ایک سفید ایمبولینس میں شفٹ کر رہا تھا اس کے پاس شاہی محل کا ایڈریس موجود تھا انڈیا کی آب و ہوا اسے خاصی خوشگوار محسوس ہونے لگی وہ دہلی کے ریلوے اسٹیشن سے اب روانہ ہو چکا تھا ناگ دیوتا دھرم ناتھ اس وقت ناشتہ سے فارغ ہو کر پوجا کے لیے ناگ پنچھی کے مندر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ وہ اپنے شاہی محل سے باہر آیا تو اپنے ملازم کو حکم دیا میں مندر تک جا رہا ہون اگر آنند کمار کی ڈیڈ باڈی آ جائے تو مجھے اطلاع کر دینا میں چلتا ہوں اب دھرم ناتھ پیدل ہی مندر کی طرف روانہ ہو گیا ڈاکٹر جمیل ایمبولنس کے ڈرائیور سے باتوں میں مصروف تھا تم دھرم ناتھ کو کب سے جانتے ہو ارے صاحب جی کیسی بات کرتے ہو اتنے بڑے مہان پتا ہیں اور سب سے بڑی بات دہلی شہر کا ہر فرد ان سے اچھی طرح واقف ہے آنند کمار کی موت کا سن کر مجھے بہت دکھ ہوا ہے وہ تو دھرم ناتھ کے خاص شاگردوں میں سے ایک تھا جبکہ ان کا ایک خاص شاگرد بنگلور میں رہتا ہے لیکن آج کل دہلی آئے ہوئے ہیں ان کا نام رامیش چندر ہے کبھی آپ ان سے ملو تو آپ کو یقین نہیں آئیگا کیوں۔۔ وہ کوئی خاص طاقت والے ہیں۔

جمیل نے تجسس سے کہا تو وہ بولا نہیں صاحب وہ تو دھرم ناتھ کے شاگرد ہیں مگر طاقت اور علم میں ان کے برابر نہیں ہیں رامیش چندر کہاں رہتا ہے ڈاکٹر جمیل نے اگلا سوال کر ڈالا تو ڈرائیور نے موڑ کاٹتے ہوئے کہا وہ بنگلور میں رہتے ہیں لیکن پچھلے دنوں وہ کسی خاص عمل کے لیے شام نگر گئے تھے وہاں انہیں سانپوں نے ڈس لیا تھا۔ کیا۔۔ شام نگر یہ کون سی جگہ ہے اور وہاں کون سے سانپ تھے جمیل نے یکے بعد دیگرے تین سول کر ڈالے تو وہ بولا یہ تو میں خود بھی نہیں جانتا مگر اتنا ضرور جانتا ہوں شام نگر کی پہاڑیوں میں وہ کوئی خاص عمل کرنا چاہتے تھے آج کل رامیش چندر سول ہسپتال میں ہیں جہاں انہیں ٹریٹ منٹ دی جا رہی ہے جمیل بولا اس کا مطلب رامیش چندر بڑا خاص آدمی ہے میں یہاں ویسے بھی ایسے ہی جوگی بابا کی تلاش میں آیا ہوں جو سانپوں کو قید کرنے کا فن جانتا ہو لیجئے صاحب شاہی محل آ گیا ڈاکٹر جمیل نے ایک عالی شان عمارت دیکھی تو دروزاہ کھول کر باہر نکل آیا ملازم یہ دیکھ کر بجھ گیا اور بولا بھائی صاحب میں ابھی ناگ دیوتا کو بلا کر لاتا ہوں آپ اندر جا کر بیٹھئے۔

ٹھیک ہے کیا ہم تابوت کو اندر لے جا سکتے ہیں جی ہان صاحب لے جائیے ملازم نے افسردہ لہجے میں کہا اب ڈاکٹر جمیل ڈرائیور کے ساتھ محل کے اندر ایک کمرے میں وہ لکڑی کا تابوت لے آیا وہ دھرم ناتھ کا انتظار کرنے لگے جو کچھ ہی دیر میں ان کے پاس پہنچ گیا نمستے صاحب۔ ڈرائیور نے جھکتے ہوئے کہا تو جمیل نے اس سے ہاتھ ملایا میرا نام ڈاکٹر جمیل ہے احمد آباد سٹی ہاسپٹل سے آیا ہوں دھرم ناتھ نے کہا ڈاکٹر صاحب مجھے آپ سے مل کر خوشی بھی ہوئی اور اپنے شاگرد آنند کمار کی موت کا افسوس بھی ہوا اس تابوت کو کھولیے مین اس کی لاش دیکھنا چاہتا ہوں ڈاکٹر جمیل یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور پیچ کس کے ذریعہ تابوت کھول کر بڑے اور مضبوط شاپر کو اتار کر سفید رنگ کا ڈھانچہ زمین پر رکھ دیا اور بولا یہ آنند کمار کا وہ ڈھانچہ ہے جس کی بھیانک اور دردناک موت میں نے اپنی آنکھوں سے سٹی ہاسپٹل کیا اندر براہ راست دیکھی میرے ساتھی بھی چشم دید گواہ ہیں دھرم ناتھ اس ڈھانچے کو دیکھ کر جیسے سکتے میں آ گیا اس کے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے وہ زمین پر دوزانو بیٹھ کے اس ڈھانچے کو دیکھ کر جیسے خوف سے کانپ اٹھا تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ آنند کمار کا ہڈیوں بھرا ڈھانچہ ہے وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کبھی ڈاکٹر جمیل اور کبھی اس ڈھانچے کو دیکھ کر شدید خوف محسوس کرنے لگا۔ ۔۔

(جاری ہے باقی آئندہ شمارے میں پڑھیے۔)

❀❀❀



تارِ عنکبوت

تحریر۔خالد شاہاں لوہار۔صادق آباد۔قسط نمبر ۵۔

چندو بہت سخت دل انسان تھا اور ابھی تک اس پر اس خوفناک حادثے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا مکیش کو بھی انہوں نے اس طرح لکڑیوں کے درمیان زنجیروں سے کسا ہوا تھا۔ چندو نے آگے بڑھ کر ان لکڑیوں کو بھی آگ لگا دی مکیش تو بالکل ہی خاموش ہو گیا تھا اپنے خاندان کی اس طرح موت پر اس پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا لکڑیوں نے شعلے پکڑے اور آگ اس کے پیروں کو چاٹنے لگی پھر شعلے آہستہ آہستہ بلند ہوئے اور آگ اوپر ہوتی چلی گئی لیکن مکیش کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا تھا وہ اس طرح ساکت وجامد آنکھیں پھاڑے بنسی راکو گھورتا رہا تھا چندو اور وہاں موجود دوسرے لوگوں کے چہرے کس قدر حیران رہ گئی کیونکہ اس کے خیال میں ایک جلتے ہوئے آدمی کو رونا چاہیے تھا چیخنا چاہیے تھا کرب واذیت سے کراہنا چاہیے تھا لیکن نہ جانے یہ کیسا آدمی تھا کہ بالکل ہی خاموش کھڑا ہوا تھا۔ آگ نے مکیش کے شانوں کو اور پھر پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ اب جلتی ہوئی آگ کا ایک مجسمہ معلوم ہونے لگا لیکن اب بھی اس کے منہ سے آواز نہیں نکلی تھی بنسی راج کے ہونٹوں پر ایک مکروہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ زندہ ہو گیا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

سنو وہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے ہیں تم کہیں چھپ جاؤ۔ کیوں ۔۔بس ہم کہہ رہے ہیں اس لیے چھپ جاؤ پھر ملیں گے تم سے اور وہ چھپ گیا نندنی اس طرح زمین پر لیٹ گئی جیسے بے ہوش ہو گئی آنے والا کالو تھا بنی راج کا خاص آدمی اس نے نندنی کو اٹھاتے ہوئے کہا شکر ہے نندنی جی تم مل گئی اور پھر وہ اسے لے جانے کی کوشش کرنے لگا قصور کسی کا بھی نہیں تھا آتش بازی سے ہاتھ جل کر بڑک گیا تھا اور بھاگ کھڑا ہوا تھا مگر کالو نے کمال ہی کر دیا تھا بپھرے ہوئے ہاتھی سے نندنی کو نقصان پہنچائے بغیر چھیڑانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی نندنی کا جیون بچا کر تم نے ہمارے دل میں جو جگہ بنائی ہے کالو اسے ہم کبھی بھی نہیں بھولیں گے تمہیں اس کا بھرپور صلہ دیا جائے گا غلام کا کام ہی ٹھاکر خاندان کی سیوا کرنا ہے تم جیسے لوگوں کے دم سے ہی نمک ہلالی کا بھرم قائم ہے۔ بہرحال ہماری بہن زندہ بچ گئی ہمیں بہت خوشی ہے راجہ کا دل جل کر کباب ہو گیا تھا وہ کالو سے بہت جلتا تھا اس وقت کالو کی جو عزت افزائی ہوئی تھی وہ اسے ایک آنکھ نہ بھائی تھی مگر کیا کرتا کالو کی تقدیر جیت گئی تھی راجہ کی دھرم پتنی نے پوچھا کہ کیا بات ہے کچھ اداس لگ رہے ہو کوئی بات نہیں ہے مجھے نہ بتاؤ گے ارے کوئی بات بتانے والی ہو تو بتاؤں کل کا قصہ نہیں سنا کیا راجہ نے کہا۔ کونسا قصہ وہ ہی ہاتھی کے بگڑنے کا ہاں سنا تو ہے سسرے کالو کی تو تقدیر جیت گئی اب اسے نجانے کیا کیا انعام لے گے اس نے کام ہی ایسا کیا ہے۔ بھیا راجہ کی بہن پوجا بولی۔

پوجا بھی نندنی کی سہیلی تھی اور نندنی سے بہت پیار کرتی تھی ۔۔ہونہہ۔۔ کوئی بھی ہوتا وہی کارنامہ سرانجام دے سکتا تھا اس نے کون سا تیر مار لیا ہے راجہ نے جلے بھنے لہجے میں کہا اپنی بہن کی اسے بات پسند نہیں آئی تھی پوجا خود بھی نندنی کے پاس جانا چاہتی تھی تا کہ اسے نئی زندگی کی مبارک باد دے سکے لیکن اسوقت نندنی سے ملنا ممکن نہیں تھا بنس راج نے اس لیے کسی کو اس سے ملنے نہ دیا تھا کہ اس پر ابھی خوف طاری تھا اسے ہاتھی پر ہونے والا حادثہ یاد نہ دلایا جائے لیکن دوسرے دن پوجا باز نہ رہ سکی اور معمول کے مطابق نندنی کے پاس پہنچ گئی نندنی نہا کر نکلی تھی اور بڑی نکھری نکھری نظر آ رہی

تھی اس کی آنکھوں میں جو عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی تھی وہ برقرار تھی پوجا نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا مجھے تو ڈرا دیا تھا لوگ تو کہہ رہے تھے کہ تمہاری بہت بری حالت ہے بنسی راج جس نے کسی کو بھی تم سے ملنے سے منع کر دیا ہے تم تو مجھے بھلی چنگی نظر آ رہی ہو۔ بھیا جی کی باتیں جبھی تو میں کہوں کہ یہ سارے کے سارے کہاں غائب ہو گئے ہیں میں تو بالکل نہیں ڈری پوجا۔ ایک لمحے کو نہیں ڈری میں بس اس وقت ذرا ڈر لگا جب ہاتھی مجھے لئے جا رہا تھا بے چارا مہارت سنا رہے بہت زخمی ہو گیا ہے اور میری دو سہیلیاں وہ دونوں ٹھیک ہیں گرنے سے بہت ہلکی سی چوٹ آئی ہے بال بال بچ گئیں مگر کالو جی نے تو بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اگر وہ تمہارا جیون نہ بچاتے تو نجانے کیا ہوتا۔ کالو جی۔۔ ہاں ہاں تمہارے چاچا کالو جی۔

ہونہہ۔ وہ مجھے کیا بچائے گا ٹہلتے ہوئے پہنچ گئے تھے گھوڑے پر۔ اس وقت ہاتھی وہاں کتنا کوس نکل چکا تھا سچ کہہ رہی ہو تم نندنی جی ہاں تو کیا کالو جی نے یہ سہرہ اپنے سر پر پہن لیا ہے ایسا ویسا پہن لیا سارے شہر میں اکڑے اکڑے پھر رہے ہین کہ اگر وہ نندنی کی جان نہ بچاتے تو اس کا بچنا محال تھا یہ بڑے میاں بہت بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے لگے ہیں لو ٹھیک تو ہے انہوں نے سوچا میں بے ہوش ہوں چلو میرے بے ہوشی سے فائدہ اٹھا کر کچھ ڈینگیں مار لی جائیں تمہیں میری سوگند ہے نندنی پھر تمہیں کس نے بچایا ہے نندنی نے ادھر ادھر دیکھا اور آہستہ سے بولی ایکا یسے انسان نے پوجا جسے تو نہ کبھی دیکھا نہ ہو گا وہ جو کوئی بھی تھا ابھی تک میرے من میری اور شاید جیون بھر میرے من سے نہ نکل سکے ارے باپ رے باپ یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی ہم تمہارے ملن میں کیسے جھانک کر دیکھیں میری آنکھوں میں دیکھ لو پوجا۔۔ نندنی نے کہا نندنی نندنی کیا ہو گیا ہے کیسی باتیں کر رہی ہو کوئی سنے گا تو کیا کہے گا۔ اور تیرے سوا کون سن سکتا ہے سچ من کی بات کر رہی ہوں تجھ سے میں ایسا انسان اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا لمبا چوڑا دیو کا دو اور اس کی آنکھیں اس کی مسکان میرا من نجانے کیا ہو رہا تھا پوجا۔ پوجا میں اسے دوبارہ دیکھنا چاہتی ہوں ارے بابا تھا کون یہ ہاتھی نے تو اچھا چکر چلا دیا ہے پتہ نہیں کہاں لے گیا تجھے اور کس سے دے مارا درخت کی بلندی سے اس نے مجھے ایسے اٹھا لیا جیسے مانو میرے بدن میں وزن ہی نہ ہو اور پھر ایک درخت سے لٹک گیا ہاتھی آگے بڑھ گیا تھا ایسے چڑھا ایا تھا ہاتھی پر جیسے چھلاوہ ہو اور چھلاوے ہی طرح مجھے درخت سے لے کر نیچے کود گیا تھا اتنی سی چوٹ جو لگی دی ہو مجھے تو۔ تو مجھے بھی پاگل کئے دے رہی ہے۔ نندنی کہاں تھا کون تھا کیا نام تھا اس کا ملکیش۔ بڑا سندر نام ہے تو یقین کر پوجا وہ اپنے نام سے کہیں زیادہ سندر ہے کیا تمہیں اس سے پریم ہو گیا ہے نندنی۔۔ کیا پتہ میں نہیں جانتی پر ساری رات اسے ہی یاد کرتی رہی ہوں سونے کی کوشش کی تو وہ سپنے میں آ گیا۔ ایسا بے باک ایسا جیالا ایسا پگلا کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں پوجا اسے دیکھ کر مسکرائی پھر چونک کر بولی ملا کہاں تھا کیسے ملا تھا یہ تو بتا دراصل پوجا کو اپنے بھیا کی سب بات یاد آ گئی تھی کہ اگر کالو نے بلاوجہ ہی ڈینگیں ماری ہین تو پھر بری بات ہے ہاں اگر اس کی سہیلی کی جان بچانے کے لیے کسی نے کچھ کیا تو وہ قابل تحسین ہے مگر جھوٹ تو کسی طور مناسب نہیں تھا۔ اسی لیے اسے ایک دم خیال آ گیا اور اس نے پوچھ ڈالا اچھوتوں کی آبادیوں میں ملا تھا اچھوت تھا وہ ۔۔ ہیں ۔۔ پوجا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ہاں وہ اچھوت تھا اور تو اس کی اتنی تعریفیں کر رہی ہے۔ کیوں۔ اری اچھوت تو بڑے گندے اور بڑے گھناؤنے ہوتے ہیں۔ کون اس کے بارے میں ایسی باتیں کرتا ہے۔ باؤلی ہے تو انسان ہوتے ہیں وہ ہم جیسے بالکل ہم جیسے کوئی فرق بھی نہیں ہوتا اور پھر ایک انسان جس نے میری جان بچائی کوئی بھی ہو میرے من کا میت بن سکتا ہے یہ تو بڑی گڑبڑ ہو جائے گی نندنی بنسی راج جی اچھوتوں سے کتنی نفرت کرے ہین تجھے معلوم ہے۔ کرتے ہونگے میں ایسی باتوں کو نہیں مانتی نندنی نے سرکشی سے کہا اور پوجا کچھ سوچنے لگی پھر اس نے کہا۔ تب تو اتنا کر کہ بنسی راج جی کو اتنا بتا دے کہ تیری جان بچانے والا اصل میں کون ہے اس طرح اسے کچھ انعام کرام تو دیا جائے گا بنسی راج تم سے بہت پریم کرتے ہیں تیرا جیون بچانے والے کو وہ ضرور انعام دینے وہ خود جائیں گے نندنی کی

۔ کیا مطلب۔
نندنی کی آنکھوں میں سوچ کے آثار نظر آئے پھر وہ مسکرا کر بولی ٹھیک ہے اسے انعام دینے ہم خود جائیں گے۔ کیا مطلب۔ اچھوتوں کو ہماری آبادی میں آنے نہیں دیا جاتا۔۔ ناں۔۔ مگر ہم تو وہاں جا سکتے ہیں اسے انعام دینے کے لیے میں ضرور بھیا سے کہونگی کہ اسے انعام دیا جائے مگر وہ انعام ہو گا کیا۔ پوجا نے معنی خیز مسکراہٹ سے کہا من تو یہ چاہتا ہے کہ بھیا جی انعام میں مجھے اسے دے دیں پر۔۔ نندنی خاموش ہو گئی اور پوجا کھلکھلا کر ہنس پڑی تو بڑی بڑی باتیں کرنی لگی ہے ری۔ پہلے تو ایسی باتیں کبھی نہ کرتی تھی۔

ہاں پہلے مانو یوں لگتا تھا جیسے میں پہلے انسان ہی نہ تھی تو اس نے تجھے انسان بنا ہی دیا پوجا نے ہنستے ہوئے کہا اور نندنی اس کی بے باک آنکھوں اور بے باک مسکراہٹ کا تصور کرنے لگی پوجا کا مشورہ کارگر ہی رہا بنسی راج جی واقعی اپنی بہن سے بہت محبت کرے تھے حالانکہ خود بھی بے اولاد تھے نندنی بہر حال نندنی کا مسئلہ اور تھا اسے انہوں نے اپنی اولاد سے پہلے پرورش کیا تھا اور ان کے دل کے کسی گوشے میں یہ خیال ہی نہ تھا کہ وہ صرف ان کی بہن ہے ماتا پتا کی طرح ہی چاہتے تھے وہ اسے دوسرے دن وہ اپنے کمرے میں خاص میں انہوں نے نندنی کو بلایا یہاں وہ بیٹھے مشورے کر رہے تھے راجہ کالو کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ وہاں موجود تھے نندنی جب وہاں پہنچی تو بنسی راج نے کہا آؤ نندنی کیسی طبیعت ہے اب تمہاری میری طبیعت تو اب بالکل ٹھیک ہے بھیا تم مجھ۔ سے ملنے ہی نہیں آئے بس میں چاہتا تھا کہ تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ تب تم سے بات چیت کروں ہوا کیا تھا۔ ہوتا کیا بھیا ہاتھی پر بیٹھی دیوالی دیکھ رہی تھی کہ آتش بازی ہاتھی پر آ پڑی اور وہ بگڑ گیا میری دونوں سہیلیاں زخمی ہو گئیں اور مہارت بے چارہ اسے ہم نے شہر کے ہسپتال بھجوا دیا ہے ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے ہیں چنتا مت کرو اور تمہاری سہیلیاں بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ دونوں بس تم ٹھیک ہو یہ بڑی خوشی کی بات ہے میں ایک بار پھر کالو جی کا شکر گزار ہون کہ انہوں نے میری بہن کی مدد کر کے اس کی زندگی بچائی۔ کالو جی نے۔ نندنی نے کالو جی کو دیکھا اور کالو جی کا چہرہ اتر گیا۔ ہاں بیٹی جب تم بے ہوش پڑی ہوئی تھی تو یہ کالو جی تمہیں اٹھا کر لائے تھے بے ہوش پڑی ہوئی تھی نندنی نے کالو جی کو دیکھتے ہوئے کہا اور کالو جی کی پیشانی پسینے سے تر ہو گئی تو پھر بنسی راج نے حیرت سے نندنی کو دیکھتے ہوئے کہا کولو جی جب میرے پاس پہنچتے تھے تو ہاتھی کتنی دور نکل چکا تھا بھیا جی کالو جی نے تو اس کی جھلک بھی نہ دیکھی تھی۔ مطلب۔ میرا جیون ایک اور آدمی نے بچایا تھا اچھوتوں کی بستی کا ایک آدمی تھی وہ نام تھا اس کا ملکیش اس نے میری ہاتھی سے جان بچائی تھی اور اس کی طرح بچائی بھیا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ کیا مطلب۔ جی وہ ایک درخت پر چڑھا ہاتھی کی پیٹھ پر کودا وہاں سے مجھے اٹھا کر پھر ایک درخت پر چڑھ گیا اور ہاتھی جب آگے نکل گیا تب وہ نیچے اترا پھر اس نے مجھے آرام سے زمین پر لٹا دیا اور خود میرے لیے پانی وغیرہ لینے چلا گیا اسی وقت کالو جی وہاں پہنچے تھے میری حالت خراب تھی اس لیے میں بے سدھ پڑی ہوئی تھی۔ ہوں۔ کالو جی کیا کہہ رہی ہے نندنی۔۔ جی۔ جی۔۔ جی ہاں مہاراج ہاہا۔ ہاتھی تو دور نکل گیا تھا مگر اس وقت تو آپ کہہ رہے تھے کہ آپ نے ہاتھی کا راستہ روکا تھا بنسی راج نے کہا اور راجہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ آپ کالو جی کی باتوں میں آ جاتے ہیں بنسی راج کالو جی ذرا آگے کی باتیں کرنے کے عادی ہیں مگر میں جھوٹ بالکل پسند نہیں کرتا یہ بات آپ جانتے ہیں کولو جی۔ جج جی ہاں۔ تو پھر آپ نے یہ بے کار باتیں مجھ سے کیوں کیں مہاراج کا انعام حاصل کرنے کے لیے کالو جی ایسے کسی موقعے سے بھلا کہاں چوکتے ہیں راجہ کو جیسے موقع مل گیا تھا کالو جی بری طرح شرمندہ ہو رہے تھے بنسی راج نے کہا۔ بہر طور کالو جی فرض آپ ہی کا تھا اگر آپ پورا کر لیتے تو بجائے آپ اپنا کام کرتے آپ نے ڈینگیں مارنا شروع کر دیں جس سے بھی میری بہن کی جان بچائی ہے وہ انعام کا حق دار ہے اور آپ نے مجھے غلط راستے پر ڈال کر اس کام سے روکنا چاہا تھا مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی آئندہ میرے سامنے خیال کیا کریں کہ میں بالکل بھی جھوٹ پسند نہیں کرتا۔ کالو جی پر گھڑوں پانی پڑھ گیا تھا شرمندگی سے زمین پر اپنی نظریں

گاڑے کھڑے ہوئے تھے اور راجہ کی بن آئی تھی پھر بنسی راج نے نندنی کی طرف دیکھ کر کہا نندنی کون تھا وہ جس نے تمہاری جان بچائی۔۔

کہاں اں بھیا اچھوتوں کی بستی کا ایک آدمی تھا میں نے اس سے اس کا نام پوچھا تھا تو اس نے مجھے اپنا نام مکیش بتایا جان کی بازی لگا دی تھی اس نے میرے لیے بھیا۔ بڑا ہی جیالا آدمی تھا خیر وہ جو کوئی بھی ہے اس نے میری بہن کا جیون بچایا ہے انعام ضرور دیا جائے گا اسے کالو جی آپ چلے جایئے مجھے غصہ آرہا ہے آپ پر کالو جی وہاں سے اٹھ کر چلے گئے راجہ کی باچھیں خوشی سے کھلی ہوئی تھیں دیوالی گئے ہوئے ساتواں دن تھا اور تہوار کی خوشیاں ختم ہوگئی تھیں سب اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے تھے۔

ایک شام سورج ڈھلنے سے پہلے بنسی راج جی اپنے ہاتھی پر بیٹھ کر بہت سے گھوڑوں سواروں کا ساتھ اچھوتوں کی بستی کی طرف چل پڑے نندنی کو انہوں نے اپنے ساتھ لے لیا تھا کیونکہ یہ نندنی کی فرمائش تھی اس فرمائش کے پس پشت ہوسکتا ہے مکیش کو ایک نظر دیکھنے کا جذبہ بھی پوشیدہ ہو بہر حال بنسی راج کو اس سلسلے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا ادھر جب اچھوتوں کی بستی میں ادھر سے یہ لاؤ لشکر اس طرف آتے ہوئے دیکھا تو اچھوتوں کی بستی میں سنسنی پھیل گئی عورتیں بچوں کو سینے سے لگائے ہوئے گھروں میں جا چھپیں اور مرد اپنے اپنے کام چھوڑ کر بستی کے آخری سرے پر جمع ہوگئے سب کے چہرے دہشت سے پھٹے ہوئے تھے ضرور کوئی غلطی ہوگئی ہے اچھوتوں سے اب ان پر کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہے سب ایک دوسرے کو پوچھ رہے تھے کہ کیا ہوا کیا ہوا۔ لیکن کوئی بھی کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ کسی کو معلوم نہیں نہ تھا بہر طور وہ سب سہمے ہوئے تھے بنسی راج کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگے موت سب کی آنکھوں میں ناچ رہی تھی اور وہ بری طرح دہشت زدہ نظر آرہے تھے بس وہ لوگ اس پریشانی کا شکار تو نہیں ہوئے تھے جو کھیتوں کھلیانوں اور کارخانوں میں کام کر رہے تھے لیکن بستی میں جتنے لوگ موجود تھے ان کی ان کی جان پر بن آئی تھی بنسی راج اپنے ہاتھی پر سوار بالآخران سب کے سامنے پہنچ گئے اچھوتوں کی زمین تھی بھلا اس زمین پر کیسے پاؤں رکھا جاسکتا تھا ہاتھی ایک جگہ کھڑا ہوگیا بنسی راج نے اچھوتوں کو دیکھ کر کہا سنو تم لوگوں کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آج میں تمہیں کوئی سزا دینے نہیں آیا بلکہ تمہاری بستی میں ایک ایسا کام کیا گیا ہے جس سے میں بہت خوش ہوں اور میں اس شخص کو انعام دینے آیا ہوں جس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے بنسی راج کے الفاظ نے گویا اچھوتوں کے ہم مردہ جسموں میں زندگی کی لہر دوڑا دی تھی خوف و دہشت سے رکے ہوئے سانس سینوں سے باہر نکلے اور ہلکی ہلکی آوازیں ابھرنے لگیں ایک بوڑھے اچھوت نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اگر اچھوتوں کی بستی میں ایسا کام کیا گیا ہے مہاراج جس سے آپ کو خوشی ہوئی ہے تو ہم سمجھتے ہیں یہ ہماری تقدیر ہے اور مالکوں کے لیے تو اپنی جانیں قربان کی جاتی ہیں بھلا انعام کا ہے کا۔ آپ خوش ہوئے ہم سب بھی بہت خوش ہیں تم لوگوں میں مکیش کون ہے بنسی راج نے پوچھا اور سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ وہ سب کانا پوسی کر رہے تھے پھر اسی بوڑھے نے کہا مکیش تو ہمارے ہاں ایک ہی ہے مہاراج رام چند کا بیٹا ارے رام چند پیچھے کیوں کھڑا ہے آگے آ میرا خیال ہے کہ مالک تیرے ہی بیٹے کو پوچھ رہے ہیں رام چند چونکہ یہ بات سن چکا تھا کہ بنسی راج جی کسی بات سے خوش ہوئے ہیں اس لیے کس قدر اطمینان سے آگے بڑھا اور اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سر نیچے جھکا لیا مکیش میرا بیٹا ہے مہاراج اس نے کہا کہاں ہے وہ یہیں کہیں ہوگا اگر آپ حکم دیں تو تلاش کرواؤں اسے ہاں اسے بلاؤ بنسی راج نے کہا مالک کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ مکیش نے ایسا کون سا کام کیا ہے جس سے مالک کو خوشی ہوئی ہے مہاراج بوڑھے نے کہا دیوالی کی رات یہ بگڑے ہوئے ہاتھی پر سوار ہوکر یہاں تک آگئی تھی اور مکیش نے اسکی جان بچائی تھی بعد میں ہمارے آدمی اسے اٹھا کر لے گئے ہمیں دیر میں پتہ چلا کہ اس کی جان بچانے والا مکیش ہے یہ کون سا بڑا کام کیا ہے مالک غلام تو اسی لیے ہوتے ہیں کہ مالکوں کے کام آئیں اس بت میں مکیش نے کون سا بڑا کام کیا ہے ٹھیک ہے مگر ہم خوش ہوکر

اسے انعام دینا چاہتے ہیں آپ کی مرضی ہے مالک بوڑھے نے کہا پھر بولا لیجئے وہ آگیا مکیش۔ بوڑھے نے ایک سمت دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آرہا تھا جس پر بوسیدہ لباس لیکن بدن کی شان ہی کچھ اور تھی دیو قامت دن کی روشنی میں رات کی تاریکی سے زیادہ خوبصورت نظر آرہا تھا بلاشبہ اچھوتوں کی بستی میں اس سے زیادہ بانکا اس سے زیادہ چھبیلا اور اس سے زیادہ حسین نوجوان اور کوئی نہ تھا بستی کی لڑکیوں کی آنکھوں کا تارا تھا وہ اور بہت سی تو ایسی تھیں جو اسے دیکھے بغیر صبح کو صبح نہیں سمجھتی تھیں کسی نے مکیش کو بتایا تھا کہ بنسی راج جی اس سے ملنے آئے ہیں اور مکیش سیدھا آگے بڑھ آیا تھا ہاتھی کی عین سامنے برگد کے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوکر اس نے دونوں ہاتھ جوڑے اور بنسی راج کو پرنام کیا تم ہو مکیش۔

بنسی راج نے پوچھا۔ اور مکیش نے پھر گردن جھکائی اور پھر اس نے جب دوبارہ گردن سیدھی کی تو ہو وج پر اس نندنی نظر آئی اور اس کی آنکھیں نندنی پر جم گئیں مکیش دیوالی کی رات کو تم نے ہماری بہن نندنی کی جان بچائی تھی اس بات پر خوش ہو کر ہم انعام دینا چاہتے ہیں کیا کرتے ہو تم ہمارے کھیتوں میں کام کرتے ہو یا کارخانے میں میں آزاد پنچھی ہوں مہاراج کارخانہ کی مشینوں پر کام کرنا میرے لیے بس کی بات نہیں مہاراج بس کھیتوں کا سینہ چیرتا ہوں میں اس میں اناج اگاتا ہوں خوب خوب بنسی راج نے اس نوجوان کی سرکش اور بے باک لہجے کو خاص طور پر محسوس کیا تھا پھر اس نے کہا مکیش مانگوں کیا مانگتے ہو تمہیں انعام تمہاری مرضی سے دیا جائے گا تم نے جو کام سرانجام دیا ہے ہم اس سے بہت خوش ہوئے ہیں مکیش بنسی راج کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس کی نگاہ نندنی کے ہاتھ میں دبے ہوئے گلاب کے خوبصورت پھول پر پڑی اور اس کے ہونٹوں میں مسکراہٹ پھیل گئی مہاراج میرے پسند کا انعام مجھے دے دیں گے ہاں تمہارا کیا خیال ہے پریم نگر کا بنسی راج اپنے قول سے پھر سکتا ہے یا اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے جو تمہیں نہ دی جائے نہیں مہاراج بات پسند کی انعام کی ہے ویسے مہاراج کا من چاہتا تو جو مجھے انعام دیتے میں لے لیتا لیکن چونکہ آپ نے میری پسند مجھ سے پوچھی ہے تو میں اپنا آپ سے مانگتا ہوں مانگوں تو کیا مانگنا چاہتے ہوں بنسی راج نے اس کے لہجے سے نہ خوش ہوتے ہوئے کہا نندنی جی کے ہاتھ میں گلاب کا جو پھول ہے مجھے وہ انعام میں چاہیے۔ مہاراج۔ مکیش نے کہا اور اچھوتوں کے چہرے خوف سے آئینہ بن گئے مکیش جیسے سرکش نوجوان سے کسی فضول بات کی امید کی جاسکتی تھی خود مکیش کا والد بھی دہشت سے سکڑ گیا بنسی راج نے متعجبانہ انداز میں مکیش کو دیکھا اور بولا کیا مانگنا چاہتے ہو تم مانگنا چاہتا نہیں ہوں مہاراج مانگ چکا ہوں وہ گلاب کا پھول جو نندنی کے ہاتھ میں ہے پاگل ہوگئے ہو تم کہیں پھول بھی انعام میں لئے جاتے ہیں اگر من کی پسند کی بت کرتے ہیں آپ بنسی راج جی تو پھر مجھے یہ پھول دے دیجئے ورنہ نہ دیجئے آپ سے چھیننے والا کون ہے نندنی کا چہرہ گلنار ہوگیا تھا مکیش کی بے باکی اور سرکشی تو اسے پہلے ہی پسند آگئی تھی لیکن اس وقت س نے سب کے سامنے جس بے باکی سے نندنی کا ہاتھ میں دبا ہوا پھول مانگا تھا اس نے نندنی کے دل کو پھول ہی کی طرح کھلا دیا تھا لیکن بنسی راج کے چہرے پر عجیب وغریب سے تاثرات نظر آئے تھے اس نے مکیش کے والدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیا تیرا بیٹا پاگل ہے بالکل پاگل ہے مہاراج نرا پاگل ہے بالکل ہی باؤلا ہے سرکار ایسی ہی الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے دہشت زدہ مکیش کے ولد نے اپنے بیٹے کے دفاع کی کوشش کی لیکن مکیش نے والد کے اس گڑگڑانے کا مکیش پر کوئی اثر نہ ہوا تھا وہ اسی طرح تنا ہوا تھا اپ اس جنگلی سانڈ کو سنبھال کے رکھ اسے تمیز سکھا اسے بتا کہ ٹھاکروں کے ساتھ کیسے بات کی جاتی ہے بنسی راج نے غصیلے لہجے میں کہا میں تو اس کی کھال اتار کر رکھ دونگا مہاراج۔ آپ حکم تو دیں ارے کیا کہہ رہا ہے تو کی بک بک کر رہا ہے دیکھتا نہیں ہے بنسی راج ہاتھی پر بیٹھے ہوئے ہیں جو من چاہے مانگ لے ان سے یہ پھول کری جی کا ہے بھلا تجھ جیسے اچھوت کو کیسے مل سکتا ہے تو پھر بنسی راج جی سے کہو کہ اس ہاتھی پر بیٹھ کر واپس چلے جائے ایسا کون کہہ رہے ہیں وہ کہ ہم اپنی پسند کا انعام دے

دینگے۔اور کچھ نہیں چاہیے ہمیں بنسی راج سے جائیے اگر آپ کو یہ پھول بہت زیادہ قیمتی محسوس ہوتا ہے۔تو ہم اپنے الفاظ واپس لے لیتے ہیں۔

بنسی راج نے مکیش کی طرف دیکھا مگر اسی وقت نندنی نے گلاب کا پھول مکیش کی طرف اچھال دیا اور مکیش نے اسے ہاتھوں میں سنبھال کر چوم لیا بس مہاراج دیا ہے آپ کی ہم نے جو کہا تھا اس کا صلہ مل گیا ہے مکیش واپسی کے لیے مڑا اور مجمع میں غائب ہو گیا بنسی راج غضیلی نگاہوں سے مکیش کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا جب بھی ہم تم لوگوں کے درمیان اچھے جذبات لے کر آتے ہیں ہمیں علم ہو جاتا ہے کہ تمہارے ذہنوں میں ہمارے لیے نفرت و بغاوت ہے یہ لڑکا جس بدتمیزی سے ہم سے پیش آیا ہے ہم اسے کبھی نہ بھولتے ہیں اگر اس نے ہمارے اوپر احسان نہ کیا ہوتا مگر اسے اچھی طرح سمجھا لینا اس کی یہ بے باکی اس کی موت بھی بن سکتی ہے اسے سمجھا دینا کہ وہ ہوش میں رہے ورنہ ہم اس کے سارے کس بل نکال دیں گے۔

بنسی راج نے خونخوار لہجے میں کہا پھر مہاوت کو حکم دیا کہ وہ ہاتھی واپس موڑ لے ہاتھی بان نے جلدی سے حکم کی تعمیل کی اور بنسی راج کے ساتھی اس کے حکم کی تعمیل کرنے کے لیے واپس چل پڑے اچھوتوں کو سانپ سونگ گیا تھا مکیش ویسے بھی ان سے بیچ میں ایک سرکش اور دیوانہ آدمی مشہور تھا لیکن وہ ٹھاکر بنسی راج کے ساتھ بھی ایسے ہی بدتمیزی کرے گا یہ کسی کے گمان میں نہیں تھا کسی نے مکیش کے والد سے کہا تیری کالی تقدیر مکیش کی شکل میں اس سنسار میں آ گئی ہے رام چند اپنے بیٹے کی لگا میں تھام ورنہ وہ تجھے تو مصیبت میں ڈالے گا ہی ہم سب بھی اس مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں کیا کروں اس پاپی کا اس نے تو میرا جینا حرام کر رکھا ہے ابھی دیکھتا ہوں اس سسرے کو مار مار کر ہڈیوں کا گودا نہ نکال دوں تو میرا نام بھی رام چند نہیں ہے رام چند غصے میں ڈوبا ہوا گھر پہنچا تھا مگر گھر پہنچ کر اس نے ایک آفت مچا رکھی تھی بہت بڑے خاندان والا تھا وہ اس کے کئی بھائی تھے کئی بہنیں تھیں ہمیشہ ہمیشہ سے بنسی راج کے ٹکڑوں پر پلتا رہا تھا اور کبھی اس نے سرکشی نہیں کی تھی لیکن مکیش نجانے کیسے اس کے گھر میں پیدا ہو گیا تھا رام چند کی یہ کیفیت تھی کہ وہ بنسی راج کے سامنے کوئی باغیانہ بات کہہ نہیں سکتا تھا اور نہ ہی کبھی اس کے اندر سرکشی کا طوفان ابھرا تھا لیکن مکیش وہ نجانے کیوں اتنا باغی تھا ڈھنگ کی کبھی بات نہیں کرتا تھا ویسے بڑا محنتی اور طاقتور تھا جو کام بھی کرتا تھا اس میں کمال کر دکھاتا تھا۔ہتھوڑا یا کلہاڑا ہاتھ میں لیتا تو بڑے بڑے تناور درخت زمیں بوس کر دیتا تھا زمیں کا سینہ دھنک کر رکھ دیتا تھا وہ۔جس کام میں جت جاتا رام چند بھی اس کی شکل حیرانی سے دیکھتا رہ جاتا لیکن یہ سرکش یہ بے باکی اسے نجانے کس موڑ پر لے جا رہی تھی اور رام چند کو ہمیشہ ہی اس سے خطرہ ہی لاحق رہتا تھا جانتا تھا کہ بنسی راج اچھوتوں سے نفرت کرتے ہین کہیں مکیش کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کر بیٹھے بہر طور اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا لیکن آج وہ ہو ہی گیا تھا جس کا خطرہ تھا گھر پہنچا تو مکیش نہیں تھا بہر طور بیوی اور بچوں کو بھلا برا کہتا رہا اور مکیش کا انتظار کرتا رہا رات گئے مکیش اندر داخل ہوا اور رام چند غصے سے اٹھ کھڑا ہوا ادھر آ او مستانے سانڈ ادھر آ آج میں تجھ سے بات کرنا چاہتا ہوں تم تو روز ہی مجھ سے بات کرتے ہو پتا جی۔آج کون سی بات کرنی ہے آج تو نے او پاپی۔سوچا ہے آج تو نے اپنے من میں کیا کر ڈالا ہے کیا کر دیا ہے میں نے ماتا جی کیا کہہ رہے ہین پتا جی کیا کی اہے میں نے تو نے تو نے نندنی کے ہاتھ سے پھول مانگا تھا بنسی راج جی سے بدتمیزی کی ہے ارے کمال کی بات ہے میں نے اس دن نندنی کی جان بچائی تھی ماں دیوالی کی رات کی بات ہے ہاتھی اسے لیے ڈور رہا تھا کہیں بھی وہ گرتی اور کچل کر ہلاک ہو جاتی ایک تو میں نے اس کا جیون بچایا اوپر سے یہ باتیں سننے کو مل رہی ہیں مجھے انعام دینے آئے تھے بنسی راج مجھے کیا انعام دے سکتے ہین وہ ماتا جی میرے پاس سب کچھ ہے بکواس کئے جا رہا ہے بے غیرت ذلیل کم بخت اگر کوئی ڈھنگ کی چیز مانگ لیتا تو ہمارا کام نہ بن جاتا ارے پاپی بیلوں کی ایک جوڑی مانگ لیتا مریل بیل ہے مر مر کر چلتے ہیں گائے مانگ لیتا کم از کم دودھ کا تو انتظام ہو جاتا وہ دینے آئے تھے اور تم نے مانگ لیا ایک پھول تیرا ستیاناس رام چند نے کہا اور جواب

میں مکیش ہنس پڑا۔

واہ پتا جی وہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ بیلوں کی جوڑی مانگ لیتا آخر ان مریل بیلوں کو کیا کام کرنا پڑ رہا ہے سارا ہل تو میں چلاتا ہون آپ مجھے بتایئے کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔آپ مجھے ہل میں جوت دیتے ہیں تو کیا آپ کی زمیں خراب رہ جاتی ہے دیوانے میں تو تیری بچت کے لیے کہہ رہا تھا اچھے بیل مانگ لیتا تو ہمارے ساتے دلدادور ہو جاتے کوئی پریشانی نہ رہتی ہمارے دلدر تو اب بھی دور ہو سکتے ہیں پتا جی میں اور بھی محنت سے ہل چلاؤں گا۔۔تو گائے مانگ لیتا اور دیوانے کم از کم گھر میں دودھ کی کمی نہ رہتی ہاں یہ کام میں نہیں کر سکتا بیلوں کا کام تو میں کر لیتا ہوں مگر ماں ذرا دودھ دینے والی بات ٹیڑھی ہے مذاق کر رہا ہے ہر وقت مذاق تو نہیں جانتا نندنی کے ہاتھوں سے پھول مانگ کر تو نے کتنا بڑا پاپ کیا ہے۔

چھوڑیں پتا جی چھوڑیں کیسی باتیں کر رہے ہیں ان ٹھاکروں نے نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہوا ہے اور پھر میں نے نندنی سے پھول چھینا تو نہیں تھا اس نے خود ہی مجھے دیا تھا ٹھاکر منع کر دیتے تو کیا میں پھول چھین لیتا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا بھاگوان اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا ارے روئے گا اس کے لیے کسی دن رونا بھی پڑے گا تجھے یہ کہہ دیتا ہوں میں رام چند بکتا جھکتا ہی رہا لیکن مکیش نے کوئی توجہ نہ دی تھی وہ اپنی ماں سے کھانا مانگنے لگا تھا ادھر تو یہ سب کچھ ہوا تھا ادھر نندنی اپنے گھر پہنچ گئی تھی اس کا دل خوشی سے ناچ رہا تھا بنسی راج مکیش کو نجانے کیا کیا دینے گیا تھا اگر وہ کھیت یا باغ بھی مانگ لیتا تو بنسی راج دے دیتا مگر اس نے مانگا بھی تو نندنی کے ہاتھوں کا پھول کتنا عجیب ہے وہ بھلا وہ اس پھول کا کیا کرے گا مگر نندنی کے من میں اور زیادہ محبت ہو گئی تھی۔اس کی جب پوج اس سے ملی تا اس نے ساری کہاں ی اسے مزے لے لے کر سنائی جانتی ہو اس نے ہمارے بھیا جی سے کیا مانگا وہ پھول جو ہمارے ہاتھ میں دبا ہوا تھا غریب آدمی کا بیٹا تھا جو من چاہتا مانگ لیتا۔مگر اس نے کتنا مان دیا ہے مجھے پوجا اس نے کتنا مان دیا کیا کروں میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اسے انعام میں کیا دوں موت نہ دینا باقی جو چاہے دے دینا پوجا نے کہا کیسی باتیں کرتی ہو پاگل ہو گئی ہو کیا نندنی برا مان کر کہا۔سمجھ نہیں رہی غور نہیں کر رہی نندنی یہ پریم اس کی جان لے سکتا ہے جان دے نہیں سکتا کیا ٹھاکر بنسی راج یہ بات پسند کرے گا کہ کوئی اچھوت ان کی عزت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے ارے واہ ٹھاکروں کو کیا مصیبت پڑی ہے جو میرا راستہ روکے اور پھر پریم تو ایک ایسا جذبہ ہے جو کسی کے دل میں بھی پیدا ہو سکتا ہے آخر وہ انسان ہی ہے کوئی جانور نہیں ہے تو نہیں پر تو اسے جانور بنا کر ہی دم لے گی اب بکواس کئے جا رہی ہے تجھے راز دار بنایا ہے اپنا بتا تو سہی کہ کیا کروں۔ہائے کچھ کرنا بھی چاہتی ہو۔۔پاگل ہو گئی ہو۔۔ہاں ملوں گی اس سے۔دماغ خراب ہو گیا ہے تیرا پوجا بولیں تو ڈر پوک ہے تیرا ساتھ خطرناک ہو سکتا ہے میں خود بھی کچھ کروں گی نندنی نے کہا اور پوجا پریشان نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی ادھر بنسی راج مکیش کی بے باکی پر تشویش نگاہوں سے محسوس کر رہا تھا سنے اپنے مشیروں سے کہا اچھوتوں کی بستی میں ایک ایسے نوجوان کی موجودگی جو ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے جو بے باکی سے ایسی چیز مانگے جو اسے نہیں مانگنی چاہیے تھی ذرا تشویشناک ہے اچھوتوں میں نگاہ رکھنا ضروری ہے ان کے درمیان ایسی سرکشی پروان نہیں چڑھنی چاہیے کیا سمجھے بنسی بولا سمجھ رہے ہیں مہاراج اس نوجوان کو خاص طور سے نگاہوں میں رکھوں میں اس کے بارے میں سب کچھ جاننا چاہتا ہوں کیا کرتا ہے کیسے کرتا ہے یہ سب باتیں معلوم کرنا جروری ہین مہاراج جو حکم دیں اس کے پتا کو بلوا لیا جائے بے وقوفوں بولو کر کیا کر سکتے ہو تم خفیہ طور پر اس پر نگاہ رکھو سمجھے ہوشیار رہنا جی مہاراج جی مشیروں نے جواب دیا اور بنسی راج پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا بنسی راج کے مشیروں نے مکیش پر نظر رکھتے ہوئے کیا کیا کیا نہ کیا اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔

بارہ تیرہ دن دن گزر چکے تھے نندنی کے من کی بے کلی بڑھتی جا رہی تھی پوجا سے وہ بار ہا کہہ چکی تھی کہ کسی طرح مکیش

سے ملاقات کا کوئی ذریعہ نکالا جائے لیکن یوجا بے بسی سے کہتی کہ وہ کیا کرے فاصلہ اتنا زیادہ کہ آنا جانا کسی طور ممکن نہیں نندنی بری طرح پریشان ہوگئی تھی اس کے من میں اداسایاں تیرتی رہتی تھیں مکیش اسے یاد آتا تو اس کے دل میں ایک ہوک سی اٹھنے لگتی اس رات آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے بجلی کڑک رہی تھی گو ابھی بارش شروع نہیں ہوئی تھی لیکن بادلوں کی گڑگڑاہٹ اور بجلی کی چمک یہ بتاتی تھی کہ زوردار طوفان آئے گا۔ اور بارش شروع ہوگئی بوندیں تڑاتڑ برسنے لگیں اور تھوڑی دیر بعد موسلا دار بارش کا آغاز ہوگیا نندنی جھروکے میں کھڑی یہ بارش کا منظر دیکھ رہی تھی وہ تنہا تھی اور حویلی کے باقی لوگ آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے تھے۔

دفعتاً ہی ایک سایہ اسے اس جانب بڑھتا ہوا نظر آیا اور نندنی چونک پڑی وہ اس سائے کو غور سے دیکھ رہی تھی سایہ حویلی کی بڑی دیوار پھاند کر اندر آیا تھا پھر لوہے کا ایک آنکڑا جھروکے کی دیوار میں آپھنسا اور نندنی بری طرح دہشت زدہ ہوگئی وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس سائے کو دیکھ رہی تھی جو ایک رسی کے ذریعے اوپر چڑھ رہا تھا ذرا سی دیر گزری تھی کہ وہ جھروکے میں آگیا تب نندنی نے اسے پہچانا وہ مکیش تھا نندنی کا دل لرز کر رہ گیا کہ وہ اس طوفانی رات میں کڑکتی بجلیوں اور گرجتے ہوئے بادلوں کے بیچ وہ اتنا فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچ گیا ہے یقیناً وہ اسی سے ملنے آیا تھا نندنی اس وقت جاگ رہی تھی اور یہ بھی خوش قسمتی کی بات تھی کہ وہ جھروکے میں ہی کھڑی تھی مکیش کے پورے جسم سے پانی بہہ رہا تھا اور وہ اپنے جسم کو آہستہ آہستہ نچوڑ رہا تھا تب نندی آگے بڑھی اور مکیش نے جیسے ہی اس کی آہٹ محسوس کی وہ ایک ستون کی آڑ میں ہوگیا لیکن نندنی آگے بڑھتی ہوئی ستون کے پاس پہنچ گئی یہ میں ہوں مکیش۔ یہ میں ہوں نندنی۔ نندنی نے آہستہ سے کہا اور مکیش ستون کی آڑ سے نکل کر نندنی کے سامنے آگیا اس کا چوڑا سینہ کھلا ہوا تھا اور کھلے ہوئے گریبان سے اس کے کالے سیاہ بال جھانک رہے تھے نندی کچھ ایسی بے اختیار ہوگئی تھی کہ سب کچھ بھول گئی وہ آہستہ آہستہ مکیش کے بالکل قریب پہنچ گئی اور مکیش نے اپنا بھیگا ہوا بازو اس کی جانب بڑھا دیا تھا نندنی نے اس کے بازو کا سہارا لیا نندنی کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے من کی ساری آگ بجھ گئی ہو تمہارے سارے کپڑے بھیگ گئے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے مکیش نے اپنی اسی گونجدار آواز میں کہا بیمار ہو جاؤ گے۔ ہونہہ یہ پانی مجھے بیمار نہیں کرسکتا ہے تم نے تم نے اتنا لمبا راستہ طے کر کے یہاں تک آنے کی ہمت کیسے کی تو کیا کرتا تم تو بھول ہی گئی تھی پاپی ہو وہ جو ایک لمحے کے لیے بھی تمہاری یاد کو من سے نکال سکا ہو نندنی نے کہا اور مکیش مسکراتی ہوئی نگاہوں سے نندنی کو دیکھنے لگا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا مجھے یقین تھا کیا یقین تھا نندنی نے پوچھا۔ یہی کہ تم مجھے یاد کرتی ہوگی اب نندنی کو احساس ہوا کہ وہ ایک اجنبی کے سامنے ہے بھلا ملاقات ہی کتنی ہوئی تھی ایک سرسری سی ملاقات اور اس کے بعد آج وہ لجا سی گئی مکیش نے کہا میں بھی دن رات تمہیں ہی یاد کرتا ہوں ہمارے اور تمہارے درمیان اتنا فاصلہ کیوں ہے نندنی۔ میں کیا جانوں۔ نندنی اداسی سے بولی آؤ کسی اچھی سی جگہ پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں مکیش بولا آؤ نندنی نے کہا اور بے تکلفی سے اسے اپنے کمرہ خاص میں لے گئی مکیش کو اس کی ذرا برابر پروا نہیں تھی کہ یہاں موجود قیمتی قلین خراب ہو جائے گا وہ ایسا ہی بے باک اور سرکش تھا کسی چیز میں سنجیدگی سے غور کرنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا وہ اطمینان سے ایک جگہ ہو کر بیٹھ گیا اور نندنی کچھ سوچنے لگی کہ اس کے لیے کیا کرے پھر اس نے اس کے لیے کچھ پھل لا کر رکھ دیئے خاطر کر رہی ہو میری ہاں تم۔۔ تم اتنا فاصلہ کر کے آئے ہو کیا تمہیں یہاں آتے ہوئے ڈر نہیں لگا میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ اس دن تم نے بھیا کے سامنے مجھ سے پھول مانگ لیا تھا۔ تم نے میرا مان رکھ لیا تھا ورنہ مجھے بہت دکھ ہوتا یہ بنسی رج جی کیسے ہیں وعدہ کر کے مکر جاتے ہیں تم کسی چیز کی چنتا نہ کرمیں جو ہو تمہارے ساتھ اگر تم میرے ساتھ ہو نندنی تو یوں سمجھ لو ہمارا کوئی راستہ نہیں روک سکتا مگر ہمارے درمیان فاصلہ اتنے ہیں یہ بتاؤں کہ فاصلے کیسے کم کیے جائیں میں اس کی ترکیب سوچ چکا ہوں مکیش نے کہا کیا نندنی نے پوچھا تمہاری اس نگری میں دیواسری کا مندر ہے جس کے پیچھے کھنڈرات ہیں۔

ہاں میں اس مندر میں جاتی ہوں۔ ان کھنڈرات میں بھی گئی ہو نہیں بھی نہیں تو پھر ٹھیک ہے ہم یوں کریں گے ہر دوسرے دن بیچ ان کھنڈرات میں مل لیا کریں گے تمہیں ہمت کر کے ان کھنڈرات تک آنا ہوگا یہاں سے زیادہ دور نہیں ہیں بالکل دور نہیں ہیں میں آسانی سے رات کو وہاں پہنچ سکتی ہوں تمہیں جو اتنا فاصلہ طے کر کے آنا پڑے گا۔ میری چنتا مت کرو مجھے لمبے راستے طے کرنے کا شوق ہے مکیش نے کہا باہر بادل گرجتے رہے تھے بجلیاں چمکتی رہیں لیکن محبت کے دو متوالے ایک دوسرے میں کھوئے رہے وہ ایک دوسرے کو اپنی محبت کا یقین دلاتے رہے وہ اس وقت تک باتیں کرتے رہے جب تک آسمانی بجلیاں تھک ہار کر خاموش نہ ہوگئیں۔ شید تھوڑی دیر کے بعد صبح کی روشنی ہونے والی تھی تب ہی نندنی نے وحشت زدہ لہجے میں کہا۔

ارے رات بیت گئی تمہیں واپس بھی تو جانا ہوگا ہاں میں اب جاتا ہوں لیکن پرسوں رات تم مجھے ان کھنڈرارت میں ضرور ملنا میں تمہارا انتظار کروں گا مکیش نے کہا اور نندنی نے اس سے وعدہ کر لیا تھوڑی دیر بعد مکیش اس راستے سے نیچے اتر گیا اور پرے نندنی نے لوہے کا وہ آنکڑہ نکال دیا تھا جیسے نیچے پہنچ کر مکیش نے لپٹا اور پھر وہ رات کی تاریکیوں میں گم ہو گیا وہ مندر اس آبادی سے تو زیادہ دور نہیں تھا لیکن اچھوتوں کی بستی سے وہاں تک پہنچنا آسان کام نہیں تھا تاہم جونہی چاند نکلا مکیش مندر کے عقبی حصے میں بنے ہوئے کھنڈرات میں پہنچ گیا اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں جانتا تھا کہ نندنی کو اپنی حویلی سے نکل کر وہاں تک پہنچنا بہت مشکل کام ہوگا لیکن یہیں پر تو نندنی کی آزمائش تھی وہ اتنا فاصلہ طے کر کے یہاں تک آیا تھا تو پھر نندنی کو بھی یہاں پہنچنا چاہیے تھا اور پھر نندنی نے اسے مایوس نہیں کیا سفید رنگ کی ایک میلی کچیلی چادر میں لپٹی ہوئی معمولی سا لباس پہنے ہوئے وہ کھنڈرات میں پہنچ گئی اور مکیش کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ نندنی نے کہا تم کب آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تمہیں یہاں تک آنے میں بڑی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا مجھے بس ایک ہی تکلیف تھی نندنی نے کہا وہ کیا کہ تم میرا انتظار کر رہے ہو گے نندنی بولی اور مکیش کے ہونٹ مسکرا اٹھے جیون میں یہ کھیل کیسا لگا نندنی اب یہ کھیل کھیل نہیں مکیش زندگی اور موت کا، معاملہ ہے ہاں اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہمیں زندگی ہی ملے گی ہمیں موت دینے والے مر چکے ہیں نندنی سحر زدہ سی نگاہوں سے مکیش کو دیکھنے لگی اور مکیش اسے اپنی آنکھوں میں چھپانے کی کوشش کرنے لگ ہیبت ناک کھنڈرات میں دو محبت کرنے والوں کی پاکیزگی سے روشنی پھیلی ہوئی تھی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں اور چاروں طرف مکمل خاموشی اور سکوت میں بھی ہزاروں داستانیں چھپی ہوئی تھیں اور ان داستانوں کے بیچ رات ایسے گزر گئی جیسے بس پلک جھپکی تھی اور صبح ہوگئی مسکراہٹ بھی پھیلی پڑھ گئی اس نے مکیش سے کہا اب کیا ہوگا تم جاؤ نندنی میں بھی تمہارے جانے کے بعد چلا جاؤں گا دن کیسے گزرے گا ایک دوسرے کو یاد کرتے ہوئے رات آؤ گے ناں ہاں کیوں نہیں مکیش نے کہا اور نندنی نے اپنی چادر اوڑھ لی دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے رات تو ایسے گزری تھی جیسے آنے اور جانے کا پتہ ہی نہ چلا ہو لیکن دن پہاڑ جیسا تھا ادھر نندی مکیش کے پیار میں تڑپ رہی تھی تو ادھر مکیش کے انداز میں شوخی نہ رہی تھی جو کہ بہت سو کر آنکھوں میں کھٹک گئی تھی بہر حال کسی نہ کسی طرح دن بیت جاتا رات ہوئی پھول کھلے چاند نکلا اور دو پریمی ملے مگر صبح کی روشنی ان دونوں کے لیے موت کی طرح ہوتی تھی رفتہ رفتہ وہ دن گزارنے کے عادی ہوتے چلے گئے تقدیر ساتھ دے رہی تھی ابھی تک کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی تھی نندنی کی سہیلیاں البتہ یہ بات ضرور جانتی تھی کہ نندنی کسی کے پریم میں گرفتار ہوگئی ہے صرف پوجا ایسی تھی جسے صحیح صورت حال کا پتہ تھا لیکن اس سے زیادہ وہ نندنی کی کوئی مدد نہیں کر سکتی تھی کہ اسے حویلی سے باہر نکال دے اور اس کا انتظار کرے تا کہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔

یوں یہ دن اور رات جاری رہے مہینہ بیت گیا نندنی راتوں کے جگاؤ سے کچھ مرجھا سی گئی تھی بنسی راج نے ایک آدھ بار اس سے اس کی صحت کے بارے میں پوچھا تو وہ ہنس کر ٹال گئی پھر ایک دن مکیش نے کہا نندنی ہر دن اس احساس

کے ساتھ گزرتا ہے وہ تمہیں اتنے فاصلے تک آنا اور جانا ہوتا ہے یہ فاصلہ کیسے ختم ہو سکے میری خود سمجھ میں نہیں آتا ملیش ۔ایک لمحہ تم سے الگ نہیں رہنا چاہتی تھی مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کس طرح مل سکتے ہیں پھیرے ۔کر کے مکیش نے جواب دیا میں سمجھی نہیں مجھ سے شادی کرلو وہ اپنی فطری بے باکی سے بولا مگر کیسے کیوں کیا اس مندر میں پجاری نہیں ہوتا مکیش نے کہا اور نندنی لرز گئی پجاری تو ہوتا ہے مگر محبت میں اگر مگر کی گنجائش نہیں ہوتی ہم یوں کرتے ہیں کہ کل اسی مندر میں چلیں گے پجاری کو جگائیں گے اور اگنی کے سامنے پھیرے کر کے ایک دوسرے کے جیون ساتھی بن جائیں گے اس کے بعد میں اپنے پتا سے کہہ دوں گا کہ نندنی میری پتنی ہے اور ہم تمہیں لینے آئیں گے میں یہ کبھی نہیں کروں گا نندنی تمہیں لے کر بھاگ جاؤں میں اپنے پتا اور اپنے پریوار کے ساتھ تمہارے پاس پہنچوں گا اور تمہیں اپنے گھر لے آؤں گا ہائے کیا بنسی بھیا ہمیں معاف کر دیں گے۔

نہ کریں اس سے کیا فرق پڑتا ہے پجاری گواہی دے گا کہ تم میری دھرم پتنی ہو اور کوئی کسی کی دھرم پتنی کو زبردستی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تم سب کچھ چھوڑ کر میری کٹیا میں آجان تمہیں اتنا دوں کہ کسی چیز کی کوئی کمی نہیں رہے گی تمہارے پاس وہ ٹھاکر ہے دولت مند ہے ہمارے دل بھی محبت کی دولت سے مالا مال ہیں مجھے تو ڈر لگتا ہے نندنی نے کہا نہیں نندنی ڈرنے سے سنسار کا کبھی کوئی بھی کام نہیں ہوتا ہے ہمت کرنا پڑے گی تم مجھے دیکھو ہم روا چھوت ہیں ٹھاکر تمہاری خطا تو معاف کر دے گا لیکن ہم اچھوتوں کو معاف کرنا اس کے بس میں نہ ہوگا لیکن میں اس سے کہہ دوں گا کہ میں نے محبت کی ہے اور نندنی کو دھرم کی روشنی میں اپنا جیون ساتھی بنایا ہے اس پر انہیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے مر پھر بھیا مجھ سے ملیں گے نہیں یہ تمہیں سوچنا ہے نندنی کہ اس کے بعد کون کسے ملے گا اور کون کسی سے نہیں ملے گا نہیں نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے میں تیار ہوں تم بس بعد کے معاملات سنبھال لینا چنتا مت کرو اگر بنسی راج ایسے نہیں مانے گا تو پھر میں ان بازوؤں سے ہر بات منوانا جانتا ہوں۔مکیش اگر نندنی کے پیار میں پاگل ہو گیا تھا تو نندنی بھی اس کے لیے دیوانی ہو گئی تھی ہر چند کہ بنسی راج کا خوف اس کے دل میں جاگزین تھا لیکن مکیش کو چھوڑنا بھی اس کے لیے مشکل تھا وہ شدید کشمکش کا شکار تھی محبت کا عذاب دونوں پر نازل ہو گیا تھا دونوں ہی اپنے بس میں نہ رہے تھے چنانچہ دوسری رات اس وقت جب رات کی تاریکیاں فضاؤں پر مسلط ہو گئی اور چاند ان تاریکیوں کو فنا کرنے کے لیے آہستہ آہستہ ابھر رہا تھا نندی کھنڈرات میں پہنچ گئی مکیش پہلے سے وہاں موجود تھا اس کے پاس کس ساز و سامان تھا اس نے ایک لال جوڑا نندنی کو دیا اور کہا وہ اسے پہن لے نندنی نے خاموشی سے اس کے ہاتھ سے جوڑا لیا اور تھوڑے فاصلے پر جا کر اسے پہن لیا اس کے بعد مکیش نے اس کے ماتھے پر چندن لگایا وہ خود بھی نئے کپڑے پہن کر آیا تھا اور جب ساری تیاری مکمل ہو گئی تو دونوں کھنڈرات سے نکل آئے اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مندر میں داخل ہو گئے پنڈت پجاری گہری نیند سو رہا تھا۔بڑے پجاری اپنی رہائش گاہ میں موجود تھے اور وہ بھی پاجاپاٹ سے فارغ ہونے کے بعد گہری نیند سو چکے تھے کہ نندنی اور مکیش ان کے پاس پہنچ گئے مکیش نے بڑے پجاری کو جگایا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اپنے سامنے ایک غریب جوڑے کو دیکھ کر ان کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں تھیں انہوں نے کہا کک کون ہو تم بھائی چاہتے ہو معاف کیجیے گا پنڈت جی ہم نے آپ کو رات کے اس وقت تکلیف دی ہمارے پھیرے کرا دیں ارے دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا سوتے سے جگایا ہے اور کہتے ہو کہ پھیرے کرا دو بھاگ جاؤ یہاں سے کوئی پھیرے ویرے نہیں ہوتے پنڈت نے کہا تو وہ بولا پنڈت جی آپ کا فرض بنتا ہے آپ اپنا فرض پورا کریں ارے بھائی مگر تم ہو کون اگر فرض ہی پورا کرنا ہے تو دن میں آنا پہلے سے تو کوئی خبر نہیں دی تم نے پنڈت نے کہا پنڈت ہم کسی کو خبر کر کے شادی نہیں کر رہے ہیں آپ کو یہ کام اسی وقت کرنا ہے گھر سے بھاگے ہوئے ہو تم لوگ ہو کون ۔میں پوچھتا ہوں کہ ہو کون تم تم نے دیکھا نہیں انسا نہیں آپ اپنا فرض پورا کرنے میں کوتاہی کیوں جیسے میں تیرے باوا کا نوکر ہوں پنڈت جی اچھلا اب نہیں ہو رہا۔

اٹھ جایئے ملیش نے پنڈت کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور ایک لمحے میں انہیں کھڑا دیا تب پنڈت کو صورت حال کا اندازہ ہوا اور وہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئے ،ہم ۔۔مگر مگر نہیں ۔پنڈت جی آپ کا جو احترام تھا میرے دل میں وہ آپ نے خود نکال دیا مجبور لوگ ہی ایسے راستے پر چلتے ہیں اور آپ اس کی مدد نہیں کر رہے ہیں اور پھیرے ابھی کرنے ہیں پنڈت بھی خاموش سے اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر نکل آیا ہون کنڈ روش کی گیا اور اس کے بعد پنڈت نے اشلوک پڑھنے لگے ناریل وغیرہ خود مکیش اپنے ساتھ لایا تھا غرض کے پھیرے شروع ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ مکمل بھی ہو گئے پنڈت نے اشلوک پڑھ کر انہیں ایکدوسرے سے ازدواجی رشتے میں باندھ دیا تھا اور پھر انہوں نے انہیں پرشاد دی اور اس کے ساتھ ساتھ آشیرواد بھی لیکن نندنی کو آشیرواد دیتے ہوئے اچانک پجاری کی نظر نندنی کے چہرے پر پڑی تھی اور ان کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھیل گئیں۔

پنڈت جی نندی کو تو اچھی طرح پہنچانتے تھے ٹھاکر بنسی راج کی بہن تھی لیکن مکیش اس کے لیے اجنبی تھا ٹھاکر بنسی راج کی بہت اور ایک اجنبی کے ساتھ اس نے رات کی تاریکی میں مندر میں پھیرے کرائے یہ بات پنڈت جی کی موت کا سبب بھی بن سکتی تھی ان کا دماغ ہوا میں اڑا جا رہا تھا لیکن نندنی کے ساتھی ۔۔نے جس طرح اس کا گلا پکڑ کر انہیں کھڑا کیا تھا اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ان کے منہ سے ایک بھی بات غلط نکلی تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی تھی بہر طور ان کا آشیرواد لینے کے بعد وہ دونوں کھنڈرات سے باہر کی جانب واپس چلے گئے انہی کھنڈرات میں مکیش نے اس سے ہزاروں باتیں کیں ۔پنڈت کو یہ اندازہ نہ ہو سکا تھا کہ وہ دونوں کھنڈر میں کہیں موجود ہیں اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا وہ صبح ہوتے ہی مندر سے باہر نکلے اور بنسی راج کی حویلی کی طرف چل دیئے مندر کے پجاری کو بنسی راج بھی جانتا تھا اور جب بنسی راج نے پجاری کو اپنے سامنے دیکھا تو بولے آؤ پنڈت جی کیسے آنا ہوا۔پنڈت ہاں پتے کانپتے ہوئے بولا مہاراج غضب ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے مہاراج جو یقیناً آپ کے علم میں بھی نہ ہوگا وہ ہو گیا ہے ۔مہاراج ۔جیسے کر کے ہم اپنے جیون کا گناہ کبھی نہیں دھو سکے گیں معاف کر دیں ہمیں ہمیں شما کر دیں مہاراج اس نے ہماری گردن پر چھرا رکھ دیا تھا ورنہ ہم ایسا نہ کرتے اور اس سمے تک جب تک ہم نے پھیرے کرائے تھے ہم نے یہ دیکھا بھی نہیں تھا کہ لڑکی کون ہے بنسی راج سرد نگاہوں سے پنڈت کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے نرم انداز میں کہا آپ کے حواس درست نہیں معلوم ہوتے ہیں پنڈت جی آرام سے بیٹھیے اپنے اوپر قابو پایئے اور پھر ہمیں بتایئے کہ کیا پریشانی ہے آپ کو آپ نے جو کچھ کہا ہے اس کا ایک لفظ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آسکا ہے مہاراج زندگی کا خوف لہرائے دے رہا ہے ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اگر آپ نے اپنے حواس نہ سنبھالے پنڈت جی تو مجھے واقعی آپ کے بارے میں کچھ کرنا پڑے گا میں کہتا ہوں بات کیا ہے جو بات ہے وہ مجھے صحیح طور پر بتایئے نندنی ۔۔نندنی جی آپ کی بہن ۔۔آپ کی بہن ۔۔کیا ہوا میری بہن کو پھیرے پھیرے ہوں اس کا مقصد ہے کہ آپ کا دماغ ابھی قابو میں نہیں آیا مہاراج مہاراج رات کو نندنی جی آپ کی بہن ایک لمبے چوڑے آدمی کے ساتھ جس کا نام مکیش تھا میرے پاس آئے اور مکیش نے مجھ سے کہا کہ اسے سمے پھیرے میرے ساتھ کرا دے میں نے منع کیا تو اس نے میری گردن پر چھرا رکھ دیا اور مجبوراً مجھے اگنی کنڈ کے سامنے ان کے پھیرے کرنے پڑے مہاراج رات میں نے جس طرح گزاری ہے میرا من جانتا ہے صبح ہوتے ہی آپ کے پاس دوڑا چلا آیا ہوں بنسی راج عجی سے نظروں سے پنڈت کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہاں ام کیا تھا اس کا۔مکیش مہاراج مکیش کیا وہ یہ سب کچھ نندی کی مرضی کے خلاف کر رہا تھا جی نہیں مہاراج نندنی جی بھی اس کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی ہوں جینا چاہتے ہو یا مرنے کی خواہش ہے بنسی راج نے اس سے پوچھا اور پجاری کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں مہاراج کے ہاتھ کی بات ہے زندگی دے یا موت مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ اگر بتا دیا آپ سے صرف مجھے سے جب تک میں نہ چاہوں تم یہ بات اپنے سائے سے بھی نہیں کہو گے سمجھے بنسی راج نے کہا مہاراج کا اتنا کہہ دینا بھی کافی ہے میں تو آپ کا نمک

خوار ہوں مجال تھی جو کسی کے سامنے زبان بھی کھلتا پجاری نے کہا اور سنو تمہیں کوئی شک تو نہیں ہے اس بات پر کس بات پر کہ کیا وہ ہماری بہن نندنی ہی تھی۔

جی مہاراج اگر وہ نہ ہوتی تو مجھے کیا غرض پڑی تھی کہ میں ڈورا ہوا آپ کے پاس آتا اب دوڑتے ہوئے سیدھے مندر چلے جاؤ اور وہاں جا کر اپنی زبان بند کرلو ایک لفظ کسی کے سامنے منہ سے نکلا تو دوسرا لفظ نکالنے کے قابل نہ رہو گے جو حکم مہاراج آپ جو کہیں گے اس سے بالکل مختلف نہ ہوگا پجاری نے کہا اس کے بعد وہ بنسی راج سے اجازت لے کر چلا گیا۔

بنسی راج کا چہرہ سرخ انگارے کی طرح سرخ ہو گیا تھا وہ اس سرخ چہرے کو لیے ہوئے بہت دیر تھی بیٹھا کسی سوچ میں ڈوبا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کا چہرہ معتدل ہوتا چلا گیا اس کی آنکھوں میں البتہ خون کی سرخی لہرا رہی تھی بہت دیر تک وہ بیٹھا سوچوں میں گرا رہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل آیا باہر موجود ایک چوب دار سے اس نے کہ اچندو کو میرے پاس بھیج دو کہنا بارہ دری میں میں اس انتظار کر رہا ہوں چوبدار گردن جھکا کر واپس چلا گیا اور بنسی راج بارہ دری میں جا کر بیٹھ گیا جو حویلی کے ایک دور دراز گوشے میں واقع تھی چندو نے آنے میں ذرا بھی دیر نہ لگائی یہ ایک کریہہ صورت خونخوار آدمی تھی بنسی راج کے پاس پہنچ کر وہ دونوں ہاتھ جوڑے جھک گیا بیٹھ جاؤ چندوا ن نے کہا اور چندو زمیں پر بیٹھ گیا تم کہتے تھے نہ کہ میں تر م سے کوئی کام نہیں لیتا تم کو کوئی کام بتاؤں آج تمہیں ایک کام کرنا ہے چندو جے مہاراج کی چندوا سے اپنی خوش قسمتی سمجھے گا یہ نہی پوچھا تم نے کام کیا کرنا ہے مہاراج بتائیں گے نہ مجھے چندو نے کہا تو پھر سنو بنسی راج نے آہستہ آہستہ سرگوشی کے انداز میں کہنا شروع کر دیا اور پھر کہا سارے کے سارے بھروسے کے آدمی ہونے چاہیے کوئی بھی غلط آدمی نہ ہو مہاراج یہ کم کرنے کے بعد آپ ان کی زبانیں کاٹ دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا نہیں اس کی ضرورت پیش نہیں آنی چاہے تو پھر اظمیں ان رکھیں وہ پتھر ہی ثابت ہوں گے نہ وہ سوچیں گے نہ کچھ کہیں گے نہ دیکھیں گے بس وہ صرف وہ کریں گے جو آپ چاہتے ہیں ٹھیک ہے باقی ذمہ داری تمہاری ہے خبردار کسی کو کچھ بھی کانو کان پتہ بھی نہیں چلنا چاہیے آپ چنتا نہ کریں مہاراج جو ذمہ داری آپ نے مجھے میرے سپرد کی ہے وہ میری ذمہ داری ہے آپ کی نہیں چندو نے کہا۔ اور بنسی راج ن گردن ہلا دی میں جا سکتا ہوں مہاراج اس نے اجازت مانگی اور اجازت ملنے پر وہاں سے چلا گیا نندی نے سر شام ہی ساری تیاریاں کر لیں تھیں ملن کا تصور اس کی آنکھوں میں نشہ آلود کیفیت پیدا کر رہا تھا لیکن سارا دن ہی سوچوں میں گزرا تھا مکیش اب اس کا پتی تو بن گیا تھا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا ہوگا کہ کس طرح یہ بات بنسی راج کو بتائی جائے گی کہ اچھوتوں میں ایسا اچھوت بھی ہے جو ٹھاکروں کی عزت بن چکا ہے اور اب ٹھاکروں کی عزت اس کی اپنی عزت ہوگئی ہے کیا بنسی راج یہ بات مان جائے گا نتیجہ کیا ہوگا اس کا ویسے بھی مکیش کبھی سخت گیر آدمی ہے وہ کبھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ نندنی کو لے کر یہاں سے نکل جائے آخر اسکا ہوگا کیا وہ خوف زدہ بھی ہوتی جارہی تھی اور مکیش کے تصور سے اس کے دل میں عجیب عجیب سی کیفیت بھی پیدا ہوتی رہی تھی بہر طور جوں جوں ملاقات کا وقت آرہا تھا وہ ہر خوف کو بھولتی جارہی تھی اور پھر رات کو جب حویلی میں سناٹا چھا گیا اور وقت آگیا جب اسے تھوڑا سا سفر طے کر کے مندر کے پیچھے کھنڈرات میں جانا تھا تو وہ خاموشی سے حویلی سے باہر نکل گئی اس کے قدم برق رفتاری سے اٹھ رہے تھے اب اس کے دل سے ہر وسوسہ نکل چکا تھا۔ جانتی تھی کہ مکیش اس کا انتظار کر رہا ہوگا اور اس کی یہ سوچ غلط بھی نہ تھی بڑے سے پتھر کی سل کے پاس مکیش کا دیو ہیکل مجسمہ نصب نظر آرہا تھا وہ اس چوڑے چکلے انسان کو دیکھتی ہوئی پاس پہنچ گئی اور مکیش مسکرا کر اس کی جانب بڑھا آگئیں۔

ہاں آگئی دیر نہیں ہوگئی تھیں نہیں تو مجھے تو لگ رہا ہے لگ رہا ہوگا پر دیر ہو نہیں ہے آؤ بیٹھو مکیش نے کہا اور وہ پتھر کی سل پر اس کے نزدیک ہی بیٹھ گئی کہو دن کیسا گزرا بہت پریشانی میں اس نے جواب دیا کیوں تمہارا دن پریشانی میں نہیں

گزرا۔ نہیں تم تو نٹ کھٹ ہو اب یہ بتاؤ کہ ایسے کیسے گاڑی چلے گی کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا ہمیں ہم پتی پتنی ہیں لیکن چوروں کی طرح ایک دوسرے سے کب تک ملتے رہیں گے سوچ رہا ہوں فیصلے کر رہا ہوں بہت جلد کوئی فیصلہ کرلوں گا فیصلہ کرلو گے یہی کہ پتنی کو پتی کے پاس کیسے رہنا چاہیے کرگے کیا آخر۔ یہی تو سوچ رہا ہوں میں نے سوچ لیا ہے۔ کیا یہ کہ میں صاف صاف بھیا جی سے کہہ دوں گی کہ مکیش اچھوت میرا میرا پتی بن چکا ہے وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے اور اچھوتوں کی بستی میں جا کر رہنے دیں مکیش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے محبت بھری نگاہوں سے نندنی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ کہہ سکو گی تم۔

کہنا ہی پڑے گا ورنہ تم خود سوچو کہ کیا ایسے جیون گزر سکتا ہے ہم نے شادی کرلی ہے زیادہ سے سے یہی کریں گے کہ مجھے ہمیشہ کے لیے اپنے خاندان سے الگ کر دیں گے۔ یہ مشکل ہے نندنی۔ کیا۔ کہ بنسی راج اتنی آسانی سے تمہیں چھوڑ دیں تو پھر وہ تم کیوں نہیں کرتے ہو جو میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ مجھے لے کر یہاں سے نکل جاؤ لوگ مکیش کو بزدل سمجھیں گے تمہیں بزدلی اور بہادری کی پڑی ہوئی ہے یہاں میری جان پر بنی ہوئی ہے کوئی نہ کوئی فیصلہ کرلیں گے میں نہیں چاہتا ہوں کہ بنسی راج یہ کہیں کہ اچھوتوں میں ایک گندا خون پیدا ہوگیا ہے نندنی میں سینہ تان کر تمہیں اس سے مانگنا چاہتا ہوں اور یہی سوچا ہے میں نے کہ میں کس وقت بھرے دربار میں بنسی راج کے سامنے پہنچوں گا لوگوں کے سامنے یہ بات کہوں گا کہ میں اور نندنی ایک دوسرے کو پیار کرتے ہیں اور ہم نے شادی کرلی ہے اب نندنی کو ہمارے حوالے کر دیا جائے بھرے دربار میں یہ بات کہو گے۔ ہاں۔ اور بنسی بھیا تمہیں چھوڑ دیں گے تو نہیں لیکن کم از کم دنیا کے علم میں یہ بات آجائے گی اور اس کے بعد ہم لوگوں کو اپنا ساتھی بنالیں گے اس کا مقصد ہے کہ تم اتنے چالاک نہیں ہو جتنی چالاکی کی باتیں کرتے ہو نندنی نے کہا کیا مطلب۔ اس سے جو خطرہ پیدا ہوجائے گا وہ تم نہیں جانتے ہو تو پھر اور کیا کیا جائے مجھے لے کر یہاں سے نکل چلو جی نہیں چاہتا نندنی میں یہ بات جانتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو اچھوتوں کو بزدل سمجھا جائے گا اور بنسی راج ان سب کے خلاف کوئی کارروائی کر ڈالیں گے میں تمہیں بھری محفل میں لے جاؤں گا اور اطمیں ان رکھو میں ایک بار پھر پرتھوی راج کا دور دہراؤں گا اور اگر تمہیں لے کر جاؤں گا۔ تو کھلم کھلا لے جاؤں گا سینہ تان کر ورنہ ایسے نہیں ہوگیا میری نندنی کچھ بھی نہیں ہوگا مکیش نے کہا اور اسی وقت اچانک نندنی کی سہمی ہوئی نگاہیں ایکجانب اٹھ گئیں ایک مشعل روشن ہوئی تھی اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے مشعل روشن ہونے لگی مکیش بھی اچانک اس ہونے والی روشنی کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا مشعلوں نے ان کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔ اور یقینی طور پر یہ مشعلیں انسانوں کے ہی ہاتھوں میں تھی پھر چاند پورے کا پورا آسمان پر آگیا اور اندھیرے چھٹتے چلے گئے شعلوں کی روشنی مدھم پڑھ گئی تھی مکیش سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اور چند ہی لمحات کے بعد انہوں نے بنسی راج کو دیکھ لیا جو آہستہ آہستہ ایک شکستہ ستون کے عقب سے نکل کر اس کے سامنے آگیا تھا نندنی کے حلق سے ایک دہشت ناک چیخ نکل گئی اور مکیش نے اپنا مضبوط بازو پھیلا کر اس کے شانوں کے گرد کس لیا۔ نہ نندنی نہ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے چیخنا بند کرو یہ تو بنسی راج ہے ٹھاکر بنسی راج ڈر کیوں رہی ہو میں جو ہوں تمہارے ساتھ مکیش نے ایسے تسلی دیتے ہوئے کہا لیکن نندنی ہذیانی آوازیں نکال رہی تھی بھاگ جاؤ تم مکیش تم بھاگ جاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ جلدی کرو ورنہ نہیں نندنی نہیں کیسی باتیں کر رہی ہو پتی ہو تمہارا اپنی پتنیوں کو چھوڑ کر نہیں بھاگتے خاموش ہو جاؤ یہ تو اچھا ہوا بنسی راج کو ہمارے بارے میں معلوم ہوگیا اسے چھوڑ دو بنسی راج نے غرائی ہوئی آواز میں کہا اور مکیش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا نہیں بنسی راج نہیں میں نے اسے چھوڑنے کے لیے اس کے ساتھ پھیرے نہیں لیے اسے چھوڑ دو مکیش اسے اپنے آپ سے علیحدہ کرو اگر آپ شرم اور حیا کے معنوں میں یہ بات کہہ رہے ہیں تو بنسی راج تو میں اس کے گرد سے اپنا بازو ہٹا لیتا ہوں کیونکہ آپ اس کے ہی بڑے بھیا نہیں میرے بھی بڑے بھیا ہو۔ ہوں۔

نندنی تم یہاں سے آگے بڑھو کر چندر کے ساتھ حویلی چلی جاؤ۔ نہیں جاؤں گی بھیا نہیں جاؤں گی میں بھی حویلی نہیں جاؤں گی شما کردو بھیا نندنی پر ہذیان سا طاری تھا اس کا چہرہ خوف و دہشت سے پیلا پڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں چڑھتی چلی جا رہی تھیں تب بنسی راج نے چندو سے کہا چندو اسے لے کر یہاں سے چلے جاؤ اور حویلی پہنچا دو چندو آگے بڑھا تو نندنی خوف سے ایکجانب دوڑنے لگی پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور نیچے گر گئی اس کے سر میں پتھر کا ایک ٹکڑا لگا تھا اس کے دونوں ہاتھ فضا میں پھیلے اور اس کے بعد اس کی آنکھوں میں تاریکی چھا گئی چندو نے جلدی سے اسے سہارا دے کر اٹھایا تھا مکیش آگے بڑھا تو مشعلوں والے بندوقیں سیدھے کیے اس کے چاروں طرف پھیل گئے اور بنسی راج نے کہا مکیش تمہارے جسم میں اتنے سوراخ کر دیئے جائیں گے کہ دنیا کا کوئی آدمی انہیں گن نہیں سکے گا اس لیے خاموشی سے اپنی جگہ کھڑے رہو میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں مکیش خاموش ہو گیا اس نے تشویش کی سی نگاہوں سے نندنی کی طرف دیکھتے ہوئے کہ اسے چوٹ لگ گئی ہے۔

بنسی راج اسے سنبھالو اگر اسے کچھ ہو گیا تو اچھا نہیں ہوگا بنسی راج نے سلگتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا اتنی دیر میں چندو نندنی کو اٹھا کر دور لے جا چکا تھا تب ٹھاکر بنسی راج نے مکیش سے کہا تم نے یہ حرکت کیوں کی مکیش تم جانتے ہو کہ تم اچھوت ہو اور ہم ٹھاکر ہیں جانتے ہو ناں تم۔ پیاران ساری باتوں میرے سے کچھ نہیں جانتا ٹھاکر میں نندنی کو چاہتا ہوں اور میں نے اس سے شادی کر لی ہے شادی کو نبھانا میرا فرض ہے اور آپ کو بھی یہی چاہیے اب ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو ہوں یقیناً چھوڑ دوں گا چلو اس کے ہاتھ میں رسیاں باندھ دو پورے بدن سے رسیاں باندھ دو اور اسے لے چلو یہاں سے ہمارے ساتھ کچھ بھی سلوک کر لے ٹھاکر مگر نندنی کو کچھ ہو گیا تو ایک بات آپ جان لیں گے کہ اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہیں عقب سے کسی نے مکیش کے سر میں ڈنڈا دے مارا اور اس کا سر پھٹ گیا مکیش نے گھوم کر اس کی طرف دیکھا اور پھر عقب میں کھڑے ہوئے شخص کو اٹھا کر زمین پر دے پٹخا لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سے لوگ بیک وقت اس پر ٹوٹ پڑے تھے اور انہوں نے اسے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا مکیش نے ان میں سے دو تین کی ہڈیاں توڑ دیں تھیں اور اس کے بعد اس کے حواس جواب دے گئے اور ان لوگوں نے اسے رسیوں میں جکڑ لیا بنسی راج نے سرد لہجے میں کہا سے احتیاط سے لے چلو اور لے جا کر قید خانے میں بند کر دو خبردار کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے پائے اس بات کا وہ خاص خیال رکھ رہا تھا اور اس کے لیے اس نے چند مخصوص لوگوں کا ہی انتخاب کیا تھا چاہتا تھا کہ یہ بات سامنے نہ آئے بہر طور مکیش کو خاموشی سے قید خانے میں منتقل کر دیا گیا تھا کہ بنسی راج نے اس سلسلے میں جن لوگوں کو اپنا راز دار بنایا ہوا تھا وہ ایسے تھے کہ جان دے دیتے مگر زبان نہ کھولتے چندو خاص طور پر اس کام کے لیے منتخب کیا گیا تھا چند اس کے بچپن کا غلام تھا اور چندو پر اسے مکمل اعتماد تھا چندو کے ساتھ جو لوگ موجود تھے اس کے بارے میں بھی بنسی راج جانتا تھا کہ وہ کبھی زبان کھولنے والے ہیں بس ایک نندنی تھی جس کی زبان بند رکھنا خاص طور پر ضروری تھا چنانچہ اس نے نندی کو جا کر حویلی میں دیکھا وہ بدستور گہری گہری سانسیں لے رہی تھی بہن کی محبت ایک لمحے کے لیے دل میں ابھری لیکن دوسرے ہی لمحے اس میں سیاہی پھر گئی۔

نندنی نے جو کچھ کیا تھا وہ ناقابل معافی تھا بنسی راج نے دوسرا حکم دیا نندنی کو نیچے تہہ خانہ میں پہنچا دو اور اس کے بارے میں کسی کو بھی کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے وہی پر اس کی مرہم پٹی وغیرہ کرانے میں اس نے دوسروں کی مدد کی تھی پھر چندو ہی کو کچھ ہدایات کرنے کے بعد وہ تہہ خانہ سے باہر نکل آیا اس کی آنکھوں میں خون اب بھی موجزن تھا لیکن اپنی عزت بچانے کے لیے وہ یہ ساری کارروائیاں خفیہ طور پر ہی کر رہا تھا اور اس کی دلی خواہش تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے چندو نے کچھ دیر کے بعد آ کر اسے اطلاع دی سب ٹھیک ہے مہاراج سارا کام ہو گیا ہے سارا کام بنسی راج کی غراہٹ ابھری ابھی سارا کام کہاں ہوا چندوا ابھی تو بہت کچھ باقی ہے اور پجاری کو مار کر تم نے کہاں پھینکا ہے کالی ندی

میں مہاراج چندو نے جواب دیا۔ وہ اس گندلی کا راز دار تھا پھیرے کرائے تھے اس نے اس کے باوجود زندہ تھا اب کیا حکم ہے مہاراج چندو نے پوچھا بہت کام باقی ہے ابھی چندو بہت کام باقی ہے بنسی راج کی آواز میں شیطان بول رہا تھا رام چند پریشان ہو گیا تھا تین بیٹے اور تھے اس کے سارے کے سارے ٹھیک تھے بس ایک مکیش غلط نکل گیا تھا بھپرے ہوئے سانڈ کی طرح ڈنڈناتا پھرتا تھا اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا اس کی سرکشی سے رام چند نالاں تھا تجھ سے بھی کچھ کہہ کر نہیں گیا اس نے جھلائے ہوئے انداز میں بیوی سے کہا۔ نہیں تو پھر آخر کس سے کہہ کر گیا ہے تو بھی کچھ جانتی ہے رام چند بگڑ کر بولا مجھ پر کیوں بگڑ رہے ہو مجھ سے کبھی کچھ کہہ کر جاتا ہے کیا جان عذاب میں کر دی اس نے جا کر کلمو اور دیدو سے پوچھ ہو سکتا ہے انہیں کچھ معلوم ہو سب سے پوچھ لیا ہے کوئی پتہ نہیں چلا نہیں۔ اس سے پہلے تو ایسے کبھی نہیں گیا تھا دونوں خاموش ہو گئے۔

مکیش تین دن سے غائب تھا اور رام چند اسے ہر جگہ تلاش کر چکا تھا دونوں میاں بیوی پریشان تھے رات ہو چکی تھی کھانے پینے کا کسی کو ہوش نہ تھا دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی اور رام چند چونک پڑا کون ہے بھائی دروازہ کھولو رام چند باہر سے آواز آئی اور رام چند نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا سامنے ایک اجنبی شکل کھڑی نظر آ رہی تھی تم رام چند ہو ناں ہاں بھائی مکیش کے پتا ہاں بابا کیا مکیش کی کوئی خبر ہے رام چند کا سانس پھولنے لگا مکیش خیریت سے ہے کہاں ہے وہ مہاراج بنسی راج کے پاس ہے۔ ہیں۔۔ رام چند کا منہ حیرت سے کھل گیا ہاں تمہیں معلوم نہیں اس نے نندنی کی جان بچائی تھی ہاں معلوم ہے اور مہاراج اسے انعام دینے آئے تھے معلوم ہے بھائی نندی نے مہاراج سے کہا کہ اس کے پورے پریوار کو انعام دیا جائے اور مہاراج نے مکیش کو بلا بھیجا وہ تو ٹھیک ہے کیا ٹھاکر کے مہمان ٹھیک سے نہیں رہتے نہیں بھیا میرا مطلب یہ نہیں تھا ہم تو اچھوت ہیں مہاراج ہم سے نفرت کرتے ہیں تم جانتے ہو بنسی راج نندنی سے کتنا پریم کرتے ہیں ہاں کیوں نہیں بس ان کی وہ بات نہ ٹال نہ سکے وہ۔۔ اور اب تمہاری تقدیر جیت رہی ہے مہاراج نے تمہارے پورے پریوار کو بلایا ہے کون کون ہے تمہارے پریوار میں آنے والے نے پوچھا تین بیٹے اور ایک بیٹیے میرے پتنی ہے دو پوتی پوتے ہیں اور میں ہوں بھیا سب یہاں رہتے ہیں ہاں سب موجود ہیں ہاں کیوں ہیں تو پھر سب میرے ساتھ چلو مہاراج تم سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں وہ مکیش کو گھوسی برابر والی زمین دینا چاہتے ہیں مگر وہ مان ہی نہیں رہا اور کہتا گڑھی والی زمین لینا چاہتا ہے محبت کر رہا ہے وہ ٹھاکر مہاراج سے باؤلا ہے بھیا پکا باؤلا ہے ارے کسی اچھوت کو زمین کا ٹکڑا ہی مل جائے تو تاریخ ہی بدل جائے ساری خرابیاں دور ہو جائیں گی بھیا۔ نندنی کی بدھائی ہو بنسی راج مہاراج کو اب ہم کیا کریں بھائی اپنے پریوار کو میرے ساتھ چلو بچو کو بھی کیسی باتیں کرتے ہو رام چند ایسے نہ لے جاؤ گے وہ انعام سے محروم رہ جائے گا مگر خاموشی سے تم شور بہت کرتے ہو بس ابھی آئے بھیا ایک منٹ میں آئے رام چند نے کہا اور پھر وہاں پتا کانپتا ہوا اندر پہنچا اری تیار ہو جا بھاگوان سب کو اٹھا لے بہو کو جگا لے۔ کہاں جا رہے ہو سن لی ہے ہماری بھی کھوٹہ سکا چل گیا ہے اس سسرے نے ایک کام کر ہی ڈالا کس نے مکیش نے ری اپنے مکیش نے کہاں ہے مکیش مزے کر رہا ہے سسرا دشمنوں کے سینے پر بیٹھا مزے کر رہا ہے مہمان بنا بیٹھا ہے ٹھاکر جی کا اور کہاں ہے ٹھاکر جی کا ارے بکے جا رہی ہے جلدی کر باہر ٹھاکر کا آدمی کھڑا ہے تو کروں کیا سب کو جگا لے بچوں کو بھی ساتھ لینا ہے سب کو انعام ملے گا ٹھاکر سب کو انعام دیں گے انکی بہن کی جان بچائی تھی ناں مکیش نے رات میں انعام دینگے رام چند کی پتنی نے کہا حویلیوں میں رات کہاں ہوتی ہے پگلی کالی راتیں تو اچھوتوں کی بستی میں اترتی ہیں بس اب جلدی کر تھوڑی دیر کے بعد یہ قافلہ اچھوتوں او نٹھا کرون کے درمیانی فاصلے کو طے کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا سوئے ہوئے بچے کندھوں سے لگے ہوئے تھے رام چند اس شخص کے قدموں سے قدم ملا کر چل رہا تھا نام کیا ہے بھیا تمہارا۔ اپنے ساتھ چلنے والے سے پوچھا چندو۔ اس نے جواب دیا۔

ادھر کہاں چل رہے ہو حویلی تو یہاں ہے مندر میں ہے مہاراج اوہ اچھا رام چند خاموش ہو گیا رات کی تاریکی میں مندر لپٹا ہوا نظر آ رہا تھا ادھر آ جاؤ مندر کے پاس پہنچ کر چندو نے کہا کہاں اس طرف کھنڈروں میں ہاں مگر وہاں کیوں رام چند کو پہلی بار اچانک خطرے کا احساس ہوا اور وہ رک گیا مگر اس وقت بہت سے دھندلے سائے ان کے گرد پھیل گئے تھے ان کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں اور چہرے بھیانک نظر آ رہے تھے رام چند کی سانس بند ہو گئی عورتوں کی چیخیں ابھریں تو انہیں بندوقوں کے بٹ مار مار کر خاموش کر دیا گیا سب دم بخود ہو گئے اس کے بعد گرتے پڑتے کھنڈرات میں داخل ہوئے ٹوٹے پتھروں کے بیچ میں اہتمام کیا گیا تھا۔

ایک صاف ستھری جگہ موٹی موٹی لکڑیوں کا انبار لگایا گیا تھا اس کے چاروں طرف اونچی بے حد بھیانک لگ رہا تھا رام چند کا دل ابل کر حلق میں آ گیا اس نے سامنے ہی مکیش کو دیکھا تھا جو زنجیروں میں جکڑا کھڑا تھا اس کے جسم پر چیتھڑے جھول رہے تھے اور پورے جسم پر زخم نظر آ رہے تھے مکیش مکیش۔ رام چند اس کی طرف لپکا لیکن اسی وقت بندوق کا کندا اتنی زور سے اس کی پنڈلی میں پڑا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا لکڑی کے انبار کے بیچ ان لوگوں کو موٹی لکڑیوں سے باندھ کر کھڑا کر دیا گیا ٹھاکر کتے ذلیل قصوروار میں ہوں ان لوگوں کو تو نے یہاں کیوں بلایا ہے مکیش حلق پھاڑ کر دھاڑا اور ایک پتھریلے ستون کے عقب سے ٹھاکر بنسی راج باہر نکل آیا انہیں چھوڑ دے ٹھاکر انہیں چھوڑ دے پتا جی بھابھی جی ماں اور تم سب یہاں کیوں آ گئے تو نے یہیں سہاگ رات منائی تھی نہ مکیش یہی ہے ناں وہ جگہ جہاں تو نے ٹھاکروں کی عزت سے کھیلا تھا بنسی راج پھنکارا پھیرے لیے تھے میں نے نندنی سے پتنی تھی وہ میری اچھوت کتوں سے بھی برے ٹھاکروں کی بیٹی سے پھیرے کریں گے ٹھاکروں کی برابری کریں گے اب ایسا کبھی نہ ہو گا مکیش تو نے جتنا بڑا قدم اٹھایا ہے اس کی سزا بھی اتنی بڑی ہی ملے گی میں تیرے اس خاندان کو زندہ جلاؤں گا تیری آنکھوں کے سامنے تو دیکھے گا کہ ٹھاکروں اور اچھوتوں میں کیا فرق ہے نہیں ٹھاکر نہیں تو مجھے مار دے مجھے جلا دے زندہ انہوں نے تیرا کیا بگاڑا ہے یہ نردوش ہیں ٹھاکر یہ بے قصور ہیں ان کا یہ قصور ہے کہ یہ تیرے ماتا پتا ہیں تیری بہن بھائی ہیں مکیش یہ تیرا خاندان ہے چندو کام شروع کرو نہیں ٹھاکر بچے بھی ہیں چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ٹھاکر رحم کر رحم کر دو ٹھاکر مکیش گڑگڑایا چندو ٹھاکر دھاڑا اور چندو نے لکڑیوں کو آگ لگا دی چاروں طرف سے شعلے بھڑک اٹھے عورتیں حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہی تھیں مرد آہ و بکار کر رہے تھے مکیش زنجیریں ہلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا نہیں ٹھاکر نہیں انہیں چھوڑ دے چھوڑ دے انہیں اس کی آواز آنسوؤں میں رندھ گئی چیختی ہوئی آوازیں مدہم پڑتی جا رہی تھیں بچوں کا بلک بلک کر رونا بند ہو گیا تھا آگ کے شعلے جسموں کو چاٹ رہے تھے اور پھر شعلے نیچے ہوتے گئے لکڑیاں دھواں دے رہی تھیں اور فضا میں انسانی گوشت کی بو پھیلی ہوئی تھی مکیش خاموش ہو گیا تھا اور ٹھاکر بنسی راج کو دیکھ رہا تھا سپاٹ اور سرد آنکھوں سے بنسی راج کے ساتھ آنے والے دم بخود تھے یہ ہولناک منظر رگوں میں لہو جمانے کے لیے کافی تھا بہر حال وہ بھی انسان تھے جو کچھ انہوں نے کیا تھا ٹھاکر کے حکم سے کیا تھا نہ کرتے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے اب ان کے سامنے جلی ہوئی لاشیں تھیں اور اس سے اٹھنے والی چراند تھی ٹھاکر بنسی راج کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک تھی اس نے اپنی دانست میں مکیش کو اس کے کیئے کی بھرپور سزا دی تھی لیکن بات یہی تک محدود نہیں تھی وہ مکیش کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے چند قدم آگے بڑھ کر کہا نیچ ذات کے گندے انسان تو نے یہ نہیں سوچا تھا کہ نندنی میری بہن ہے تیری پہنچ سے کہیں دور تیری ہوس سے کہیں دور تو نے اپنی اوقات پر غور نہیں کیا اور ٹھاکر بنسی راج کی عزت پر ہاتھ ڈالا نتیجہ دیکھ لیا تو نے آج تیرے پریوار کا ایک بھی فرد زندہ نہیں ہے تو وہ نیچ بیٹا تھا جس نے اپنے ماتا پتا بہن بھائی بھاوج اور بچوں تک کو زندہ جلا دیا یہ سب تیری وجہ سے ہوا ہے مکیش تیری وجہ سے اور اب اپنی تمام آرزوؤں کو لے کر تو بھی اس چتا میں بھسم ہو جا چندو جلا دو اس کتے کو بھی زندہ جلا دو اسے تا کہ یہ اپنی حرکت کا مزہ چکھ سکے چندو بہت سخت دل انسان تھا اور ابھی تک اس پر اس خوفناک حادثے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا مکیش کو بھی انہوں نے اس طرح لکڑیوں کے درمیان زنجیروں سے کسا ہوا تھا۔

چندو نے آگے بڑھ کر ان لکڑیوں کو بھی آگ لگا دی مکیش تو بالکل ہی خاموش ہو گیا تھا اپنے خاندان کی اس طرح موت پر اس پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا لکڑیوں نے شعلے پکڑے اور آگ اس کے پیروں کو چاٹنے لگی پھر شعلے آہستہ آہستہ بلند ہوئے اور آگ اوپر ہوتی چلی گئی لیکن مکیش کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا تھا وہ اس طرح ساکت و جامد آنکھیں پھاڑے بنسی را کو گھورتا رہا تھا جندو اور وہاں موجود دوسرے لوگوں کے چہرے کس قدر حیران رہ گ ء کیونکہ اس کے خیال میں ایک جلتے ہوئے آدمی کو رونا چاہیے تھا چیخنا چاہیے تھا کرب و اذیت سے کراہنا چاہیے تھا لیکن نہ جانے یہ کیسا آدمی تھا کہ بالکل ہی خاموش کھڑا ہوا تھا۔

آگ نے مکیش کے شانوں کو اور پھر پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ اب جلتی ہوئی آگ کا ایک مجسمہ معلوم ہونے لگا لیکن اب بھی اس کے منہ سے آواز نہیں نکلی تھی بنسی راج کے ہونٹوں پر ایک مکروہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اس نے جندو سے کہا بڑا اجی دار ہے یہ بڑا اجی والا ہے آگ کے شعلوں کو بھی کھا گیا کمین وہ پاپی کہیں کا یہ نہیں سوچا تھا اس نے یہ جو کچھ کر رہا ہے اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے میں نے دل کھول کر بدلہ لیا ہے جندو اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ٹھاکروں میں اور اچھوتوں میں کیا فرق ہوتا ہے سچ کہا آپ نے مہاراج جندو نے گردن خم کر کے کہا سنو جندا اب یہ کہانی انہی کھنڈرات میں ختم ہو جائے گی کسی کو نہیں معلوم ہو گا کہ کون یہاں آیا تھا اور اس کے ساتھ کیا ہوا تھا سمجھے کسی کو نہیں معلوم ہو گا میں تم سب لوگوں سے یہ بات کہہ رہا ہوں جو اس وقت یہاں موجود ہیں اس کے بجائے کہ میں تمہاری زبان کاٹ کر پھنکوا دوں تمہیں خود ہی اس بارے میں سوچنا ہو گا بڑوں کی کہانی سینے میں رہتی ہے جب تک وہ خود اسے سینے سے باہر نکالنا نہ چاہیے سمجھ رہے ہو ناں تم لوگ اس سب نے دہشت سے بھرے ہوئے انداز میں گردنیں ہلا دیں بچاری بیچارہ اس واقعے کا راز دار ہونے کی وجہ سے پہلے ہی موت کی آغوش میں پہنچ چکا تھا اور اب واقعی مکیش کی کہانی ہمیشہ کے لیے دفن ہو گئی تھی بس ایک نندنی تھی جو قید خانے میں موجود تھی اور اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ ٹھاکر بنسی راج کو اس کے پیار کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا تھا اور یقینی طور پر اب وہ مکیش کے خلاف کوئی کاروائی کرے گا مکیش کا جیتا جاگتا بند آگ کے شعلوں میں بھسم ہو گیا تھا اور جگہ جگہ پانی کی چرچراہٹ سنائی دے رہی تھی واقعی وہ انوکھا جیالا تھا جس نے اپنی زبان تک نہیں ہلائی تھی اور اس تکلیف کو خاموشی سے برداشت کر گیا تھا بہر طور آگ نے اپنا کام پورا کر دیا تھا اور رفتہ رفتہ اس کے جسم میں سے بجھ گئی تھی مکیش کا مجسمہ اب کوئلے کی شکل کا معلوم ہو رہا تھا وہ اسی طرح زنجیروں میں بندھا کھڑا تھا اس کے بدن میں کوئی جھکاؤ تک نہیں تھا وہ مر چکا تھا کالا پڑ چکا تھا مگر کسی کسی جگہ سے اب بھی وہ خون اور گوشت جل رہا تھا اور بنسی راج اس وقت تک وہاں موجود تھا جب تک اس کے بدن سے ہلکا پھلکا دھواں سا اٹھتا رہا پھر اس نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور نفرت بھرے لہجے میں بولا اچھوتوں کی آگ ٹھنڈی ہو گئی لیکن جندو کے انداز میں ایک دم کچھ تبدیلی سی پیدا ہو گئی تھی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس جلے ہوئے مجسمے کو دیکھنے لگا تھا اس نے آہستہ سے خوفزدہ لہجے میں کہا م مہاراج۔۔ کیا بات ہے ٹھاکر بنسی راج نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ وہ مہاراج وہ جندو نے انگلی سے مکیش کی طرف اشارہ کیا اور بنسی راج اسے دیکھنے لگا تبھی اسے ایک عجیب سا احساس ہوا کہ مجسمے کے وجود میں کچھ جنبش سی نظر آ رہی تھی کوئلے جیسا یہ مجسمہ شاید ہوا سے ہل رہا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ چند ہی لمحات کے بعد مجسمے کی آنکھیں کھلنے لگی تھیں ہاں مکیش کے جلے ہوئے کالے چہرے پر دو سرخ آنکھیں پلکیں جھپک رہی تھیں اور پھر رفتہ رفتہ وہ پوری طرح کھل گئیں ان آنکھوں سے تیز روشنی سرخ جھلکنے لگی تھیں اور وہاں موجود لوگ دہشت زدہ ہو گئے تھے ان کے بدن تھر تھر کانپنے لگے تھے یہ ایک ناقابل یقین منظر تھا جس پر کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا خود بنسی راج کو بھی نہیں جندو کے تو حواس ہی گم ہوتے جا رہے تھے اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے پیروں کی جان نکل گئی ہو سرخ آنکھیں

بنسی راج کو گھورتی جا رہی تھیں اور پھر جلے ہوئے ہونٹ ہلے اور اس سے ایک بھری ہوئی آواز نکلی ٹھاکر بنسی راج تو نے اپنا بدلہ لے لیا ہے میرے پریوار کو آگ کے شعلوں میں جیتا جاگتا جلا دیا ہے لیکن دلہن بھگوان کی سوگند بدلہ لوں گا تجھ سے بدلہ لوں گا بنسی راج اس کے بعد تیرے پریوار کو کوئی خوشی راس نہیں آئے گی اس کے بعد بنسی راج تیرے پریوار میں کبھی زندگی کی لہریں نہیں دوڑیں گی تو جیتا رہے گا مگر جیتا رہ کر بھی تو موت کی دعائیں کرے گا یہ میرا قول ہے تجھے وچن دیتا ہوں بنسی راج کہ میں تیرے پریوار کو اس سے بھی زیادہ اذیت ناک موت دوں گا جینے نہیں دوں گا بنسی راج سمجھ رہا ہے نہ تو خوشی سے جینے نہ دوں گا تجھے۔

ایک کوئلے کے منہ سے یہ الفاظ بہت عجیب لگ رہے تھے ان میں سے کوئی تو چیخنے لگے اور وہاں سے بھاگ گئے اور بری طرح دہشت زدہ ہو کر کھنڈرات سے باہر نکل گئے جندو زمین پر بیٹھ گیا تھا اور بنسی راج پاگلوں کی طرح مکیش کے اس کوئلے کے مجسمے کو دیکھ رہا تھا کوئلے کے مجسمے نے اپنے ہاتھ ہلائے اور یوں وہ زنجیریں تڑ تڑ کر کے ٹوٹ گئیں جو اس کے ہاتھوں اور پیروں سے بندھی ہوئی تھیں اسنے اپنی سرخ آنکھوں سے بنسی راج جندو اور پھر اس کے اطراف کے ماحول کو دیکھا اور پھر گردن ہلاتا ہوا وہاں سے واپس پلٹ گیا وہ انسانوں کی ہی مانند چل رہا تھا اس کے پیروں میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی کبھی کبھی ان میں پٹاخیں بھی چھوٹ جاتے تھے لیکن ٹھاکر بنسی راج دیوانوں کی طرح کھڑا خلا میں گھور رہا تھا مجسمے کا اب کوئی وجود نہیں تھا اور وہ نگاہوں سے بالکل غائب ہو گیا تھا جندو نے اس کے پیروں کو پکڑتے ہوئے کہا۔ نکل چلئے مہاراج یہاں سے نکل چلیے اب یہ جگہ بھوتوں کا گھر بن گئی ہے نکل چلیے بنسی راج چونک پڑا اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جندو کو گریبان سے پکڑ کر سیدھا کھڑا کرتے ہوئے کہا یہ سارے کے سارے کہاں بھاگ گئے ہیں سب بھاگ گئے ہیں مہاراج آپ بھی بھاگ گئے یہاں سے ہوش میں آؤ جندو ہوش میں آؤ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے مم۔ مہاراج وہ بھوت بن گیا ہے وہ مم مہاراج بھوت بن گیا ہے سیدھے کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں بھی اس آگ میں پھینک دوں گا بنسی راج نے غراتے ہوئے کہا وہ سنگدل آدمی اب بھی اپنے حواس پر قابو پائے ہوئے تھا جندو اٹھ کھڑا ہوا مم مہاراج نکل جائیے یہاں سے اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا لیکن بنسی راج نے اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑا تم شاید زندگی سے اکتا گئے ہو جندو ابھی تو تمہیں بہت کچھ کرنا ہے ان سب کتوں کو یہاں بلاؤ جو بھاگ گئے ہیں اگر ان میں سے ایک بھی غائب ہوا تو میں اس کے خاندان کو جیتا نہیں چھوڑوں گا مم۔ مہاراج سمجھ میں نہیں آئی تیری بات جو میں کہہ رہا ہوں وہ کر جاتا ہوں مہاراج جاتا ہوں جندو نے کہا اور اس کے بعد وہ لرزتی ہوئی آواز میں بھاگ جانے والوں کو آوازیں دیتا رہا چند لوگ اب بھی یہاں موجود تھے جو بھاگ گئے تھے وہ رکے نہیں تھے اور اب ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا لیکن جو موجود تھے انہیں اندر بلا لیا گیا بنسی راج نے دوسرا حکم دیا اب تم چاروں طرف سے یہ اینٹیں اور پتھر اٹھا اٹھا کر ان چتاؤں پر ڈال دو ان سب کو ڈھک دو پتھروں سے رات پھر تمہیں یہ کام کرنا ہے خبردار کھنڈرات میں ان کا نام و نشان نہ رہے اگر تم میں سے کسی نے بھی کوئی کوتاہی کی تو اس کے خاندان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہو گیا جو بھاگ گئے ہیں جندو ان میں سے ایک ایک کے گھر جاؤ اور انہیں حکم دو کہ فوراً میرے پاس پہنچ جائیں آخر وہ یہاں سے بھاگے کیوں جی مہاراج میں یہی کروں گا یہی کروں گا آپ یہاں سے چلیے یہ لوگ آپ کے حکم کے مطابق سب کچھ کر لیں گے نہیں یہ سب کچھ میرے سامنے ہی ہو گا بنسی راج نے کہا۔

بری طرح دہشت سے کانپتے ہوئے لوگ بنسی راج کی ہدایت پر عمل کرنے لگے اور پتھروں مٹی اور اینٹوں سے ان مظلوموں کے جلے ہوئے جسم کو چھپا دیا گیا جو نجانے کس لالچ میں آئے تھے اور زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے بنسی راج نے اپنی دانست میں ان کا نشان تک مٹا دیا ویسے بھی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی تھی کہ مکیش کا خاندان راتوں رات کہاں چلا گیا ہے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا یہ حیرت کی بات تھی کہ مکیش مجسمے میں بدلنے کے باوجود کوئلہ ہونے کے باوجود اسے

دھمکیاں دیتا ہوا چلا گیا۔ ابھی اسنے غصے کی آگ میں جلتے ہوئے ان دھمکیوں پر پوری طرح غور نہیں کیا تھا لیکن وہ دوسروں کو اس بات کی اطلاع نہیں ہونے دینا چاہتا تھا اور اس کے لیے تمام انتظامات کرنے ضروری تھے بہر طور جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تو وہاں سے واپس پلٹ پڑا جندو اس کے ساتھ ہی تھا باقی لوگ بھی اس کے ساتھ موجود تھے بنسی راج ان سب کو لیے ہوئے اپنی حویلی میں آ گیا اور پھر اس نے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا تم لوگوں نے میری بات پلے بھی باندھ لی ہو گی اور اب بھی خاص طور پر سن لو ایک بھی آدمی کسی کے سامنے زبان نہ کھولے میں نے تمہیں صرف اس لیے جیتا چھوڑ دیا ہے کہ تم سب میرے پرانے ساتھی ہو اور تم سے مجھے ابھی تک کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن یہ بات کان کھول کر سن لینا کہ اگر کہیں سے بھی مجھے یہ بات سنائی دے گئی کہ میں نے ایسا کیا ہے تو ذمہ دار تم لوگ ہی قرار دیئے جاؤ گے اور جو بھاگ گئے ہیں ان کا حشر تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھو گے جندو تجھے سونا نہیں۔ ہے رات کو جتنے بھی لوگ بھاگے ہیں یہاں سے ان میں سے ایک ایک کے گھر جا کر ان سب کو بلا کر میرے پاس لے آ۔ ادو دو باتیں ہو جائیں ان سے۔ جی مہاراج میں جاتا ہوں جندو نے کہا۔

پھر وہاں سے چلا گیا بنسی راج پر جنون طاری تھا بھلا وہ یہ بات کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ جن اچھوتوں کو ٹھاکروں نے کتوں کی حیثیت دی تھی ان میں سے کوئی اچھوت اس کی عزت تک پہنچنے کی کوشش کرے اور پھر مکیش نے تو ان ذلیل کوششوں کی انتہا کر دی تھی سب کچھ تو ہی کر ڈالا تھا اس نے نندنی کو پیار کے جال میں پھانس کر اس نے س سے پھیرے بھی کر لیے تھے۔ ان ہی کھنڈرات میں بنسی راج کی عزت کو خاک میں ملایا تھا اور ب۔۔ اب تو نندنی کے لیے بھی اس کے دل میں نفرت کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا اور ویسے ہی وہ تو اسے بہن سے زیادہ بیٹی سمجھتا تھا کیونکہ اس کی خاص وجہ یہی تھی کہ نندنی اس کی سب سے بڑی بیٹی سے ایک دو سال ہی بڑی تھی پھولوں کی طرح پرورش کی تھی اس نے اسے وہ اسے کبھی اپنی بیٹی سے الگ نہ لگی ماتا پتا کے مر جانے کے بعد تو اس نے اپنی بہن کی پوری ذمہ داریاں سنبھال لی تھیں یوں بھی ماتا پتا کے چھوڑے ہوئے پریوار میں صرف یہ ایک بہن ہی تھی جو بنسی رنج کے لیے ماتا پتا کی واحد نشنی تھی بچوں میں اس کی سب سے بڑی بیٹی ایشو تھی اور اس کے بعد بیٹوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا پانچویں نمبر پر ایک بیٹی تھی اور باقی بیٹے چھوٹے تھے ویسے بھی سب میں سال سال یا سوا سال کا فرق تھا اور اب نندنی نے جو گناہ کیا تھا اس کا کوئی اپائے نہیں تھا اور بنسی راج اس کے لیے اپنے دل میں سخت نفرت پا رہا تھا نندنی نے اس کے اعتماد کو دھوکہ دیا تھا اور ایک اچھوت کو ٹھاکروں کے برابر لا کھڑا کیا تھا وہ معصوم تھی اور بنسی راج نے یہ بھی سوچا تھا کہ ہو سکتا ہے مکیش نے اس کے سلسلے میں بہت سی چالیں چلیں ہوں بہر طور اس کا جنون آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا ان لوگوں کو سزائیں مل گئیں تھیں جو کھنڈرات سے بھاگ پڑے تھے لیکن یہ سزائیں بس اسی حد تک تھیں کہ آئندہ انہیں بنسی راج کا ساتھ چھوڑنے کی جرات نہ ہو جہاں تک زبانیں بند ہونے کا تعلق تھا تو وہ لوگ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کی زندگی کا دارومدار اب صرف اس بات پر ہے کہ آئندہ انکی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلے اچھوتوں کی بستی میں کچھ ہوا نہیں تھا یقینی طور پر مکیش کے خاندان کو اچانک اپنے درمیان میں نہ دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی ہو گی اور انہوں نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کی ہوں گی کہ آخر مکیش اور اس کے خاندان کا ایک ایک فرد اچانک ہی کہاں چلا گیا لیکن ٹھاکروں کے درمیان کوئی بات نہیں پہنچی تھی ان لوگوں نے اپنے ہی طور پر مکیش کے بارے میں سوچ وچار کر لیا تھا بنسی راج انتظار کرتا رہا کہ ہو سکتا ہے کہ اچھوتوں کو یہ بات معلوم ہو جائے اور کسی طرح وہ ادھر کا رخ کر لیں لیکن اس کے تمام ہرکارے جوان لوگوں پر مشتمل تھے جنہیں یہ راز معلوم تھا اچھوتوں کی بستی کے باتے میں پوری پوری خبر لا رہے تھے اور ابھی تک کسی ہرکارے نے یہ بات نہیں بتائی تھی کہ اچھوتوں کا شبہ کسی ٹھاکر کی طرف گیا تھا۔

بات یہاں ہی ختم ہو گئی تھی مکیش کے کچھ چاچا وغیرہ بھی تھے جنہوں نے اس کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا تھا اور اس

کے بارے میں جگہ جگہ معلومات حاصل کرتے پھر رہے تھے بنسی راج کو صرف اپنی فکر تھی کہ کہیں اس کی طرف رخ نہ ہو جائے اور اس کے لیے اس نے تیاریاں بھی کر لیں تھیں وہ اس سلسلے میں کسی جانکاری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے اس نے مندر کے پجاری تک کو مروا دیا تھا گزرنے والے وقت کے ساتھ ساتھ بنسی راج کا غصہ بھی کم ہو گیا تھا لیکن اب اس کی جگہ غور و فکر نے لے لی تھی جو کچھ ہوا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا مکیش کے الفاظ آج بھی اس کے کانوں سے ٹکراتے تھے۔

غصے کے عالم میں تو اس نے ان الفاظ پر غور نہیں کیا تھا لیکن جب غصے کی شدت کم ہونے لگی تو اس نے مکیش کے الفاظ پر غور کیا اور اس کے دل میں تشویش کی ایک لہر بیدار ہو گئی کسی جیتے جاگتے انسان کی بات ہوتی تو وہ اسے کسی خاطر میں نہ لاتا اور ہر طرح سے اس سے نمٹنے کے لیے تیار ہو جاتا لیکن جو کچھ ہوا تھا وہ اس کی سمجھ سے باہر تھا ادھر نندنی کی تہہ خانے میں موجودگی بہت سوں کے لیے باعث تشویش تھی لیکن حویلی میں کسی کی مجال نہیں تھی کہ جب تک بنسی راج اپنے منہ سے کسی کو کچھ نہ بتائے کوئی اس سے معلوم کرنے کی کوشش کرے نندنی کی سہیلیاں سکھیاں خاص طور پر پوجا جو اس واقعے سے واقف تھی بڑی ڈری ڈری اور سہمی سہمی تھی وہ جانتی تھی کہ نندنی کو مکیش سے پیار کی سزا ملی ہے لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس کی خاموشی ہی اسکی زندگی کی ضمانت ہے اور انہیں اس سلسلے میں بالکل خاموش رہنا ہے البتہ لکشمی نے جو بنسی راج کی بیوی تھی اور اس کے بچوں کی ماں تھی ایک دن بنسی راج سے پوچھ ہی لیا سنتے ہو ایک بات بتاؤ گے مجھے۔ ہوں۔ کیا۔ بنسی راج نے سوال کیا نندنی کو یہ سزا کیوں دی گئی لکشمی نے کہا اور بنسی راج چونک کر اسے دیکھنے لگا پھر بولا کیوں تمہیں کیوں تشویش ہوئی۔ کیسی باتیں کرتے ہو مجھے تشویش نہ ہوگی وہ میری نند ہے ماں کی طرح پالا ہے میں نے اسے کم از کم یہ تو بتا دو کہ آخر اس سزا کی وجہ کیا ہے بنسی راج کسی خیال میں ڈوب، گیا غالباً اس کے ذہن میں کچھ اور خیالات ٹکرائے تھے اور ان خیالات نے اس کے چہرے پر کرب کے ساتھ ساتھ غصے کے آثار بھی نمودار کر دیئے تھے چند لمحات تک وہ لکشمی دیوی کو دیکھتا رہا پھر بولا سنو میں تمہیں اپنے راز میں شریک کر رہا ہوں لیکن ایک بات کان کھول کر سن لینا یہ راز میرا ہے اور اسے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور میرا وشواش اور یقین ہے کہ تم قائم رکھو گی کیونکہ تم میری پتنی ہو بنسی راج نے اس سے کہا اور لکشمی مسکرانے لگی اوش مہاراج پرنتو ایک بات بتائیں مجھے کیا آپ کا کوئی راز آپ کا اپنا ہے لکشمی نے سوال کیا۔ مطلب۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی بات آپ سے تعلق رکھتی ہے تو کیا آپ ایسا سوچ بھی سکتے ہیں ایسا تصور بھی کر سکتے ہیں کہ میں اسے کہیں زبان سے باہر نکال دوں گی۔ نہیں۔ لکشمی ایسی بات نہیں ہے میں جانتا ہوں کہ تم ایک وفادار پتنی ہو پرنتو جب وشواس گھات ہوتا ہے تو بعض اوقات اپنے آپ پر اعتماد نہیں رہتا ہے ویسے بھی یہ معاملہ میری عزت کا ہے ٹھاکروں کی عزت کا ہے جسے میں سر عام لانا نہیں چاہتا۔ ہوا کیا ہے کچھ مجھے بھی تو بتایئے لکشمی نے کہا۔ بنسی راج کچھ دیر تک سوچتا رہا اس کے چہرے پر شدید کرب کے آثار تھے پھر اس نے کرب زیادہ لہجے میں کہا ہونا کیا تھا لکشمی جیتے جی گاڑ دیا اس نے ہمیں زمیں میں ساری عزت خاک میں ملا دی مٹی کر دیا اس نے ہمیں کالک مل دی اس نے ہمارے چہروں پر کالک مل دی ہے نندنی ہمارے منہ پر ہائے۔۔ میں پوچھتی ہوں کہ آخر آپ پوری بات بتاتے کیوں نہیں لکشمی بنسی راج اس انداز سے خوفزدہ ہو گئی تھی بنسی راج کافی دیر تک خاموشی سے خلا میں دیکھتا رہا پھر اس نے کہا پیار کا ناٹک رچایا تھا اس نے اس اور پیار بھی کسی سے ایک اچھوت سے مکیش نامی ایک اچھوت سے لکشمی وہ ان اچھوتوں میں سے ایک ہے جنہیں ہم کتوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور جنہیں ہماری ڈیوڑھی میں دہلیز پار کرنے کی اجازت نہیں ہے لکشمی کا چہرہ حیرت کی تصویر بن گیا تھا اس نے آہستہ سے کہا پھر پھر کیا ہوا ہونا کیا تھا لکشمی مجھے پتہ چل گیا مجھے یہ بھی پتا چل گیا کہ اس نے اس اچھوت سے مندر میں پھیرے بھی کر لیے تھے بنسی راج نے کرب میں کہا ہائے یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ لکشمی حیرت سے بولی۔

سچ کہہ رہا ہوں بالکل سچ کہہ رہا ہوں اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے نہ ہی کوئی سنی سنائی بات ہے تمام باتوں کی تصدیق کر چکا ہوں میں اس نے پھیرے بھی کر لیے اس اچھوت سے لکشمی ابھی تک حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی معصوم سی نند یہ کام کر سکتی ہے اس نے بنسی راج کی طرف دیکھا جو غم و اندوہ کی تصویر بنا بیٹھا تھا لکشمی کو اپنی جانب دیکھتے پا کر تم ت پھیروں کی بات کر رہی ہو۔ وہ بہت کچھ کر چکے تھے پھر کیا ہوا اس نے آہستگی سے کہا۔ آپ نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا۔

میں نے جو کچھ کیا وہ کرنا بے حد ضروری تھا اور اسے آپ نے قید خانے میں ڈال دیا تو اور کیا کرتا کیا مہارانی کو بنا کر رکھتا اسے من مانی کرنے دیتا اسے اس کی بولو کیا کرنا چاہیے تھا مجھے وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کا باقی جیون اسی قید خانے میں گزرے گا میں تو اس کی موت چاہتا ہوں لکشمی میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی موت آپ مر جائے بہت کچھ سوچا ہے میں نے ان دنوں اس سلسلے میں ماتا پتا کا خیال نہ ہوتا تا اپنے ہاتھوں سے گردن اتار دیتا اپنے ہاتھوں سے اسے زہر دے کر موت کی نیند سلا دیتا دل تو یہی چاہتا ہے لیکن بس ایک وچن یاد آ جاتا ہے وہ وچن جو میں نے اپنی ماتا کو دیا تھا لیکن اب سوچتا ہوں کہ کاش میں نے وہ وچن نہ دیا ہوتا کہ نندنی اس طرح میرے ہی سینے میں خنجر کھونپے گی اگر یہ معلوم ہوتا تو میں ماں کو کبھی یہ وچن نہ دیتا بہر حال اب تو جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے تم نے آج مجھ سے یہ سوال کر لیا تو میں تمہیں کچھ ہدایات بھی دیتا ہوں غور سے سنو اور خبر دار یہ بات ہمیشہ اپنے سینے میں رکھنا کہو کیا کہنا چاہتے ہو لکشمی بہت سے خیالات آتے ہیں میرے دل میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ کہیں یہ بات آگے چل کر میری موت کا سامان نہ بن جائے کیا سوچ ہے تمہارے من میں مجھے بھی بتا دو تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس نے اس اچھوت کے ساتھ اس نیچ کے ساتھ کھنڈرات میں سہاگ رات منائی ہے ہاں تم نے مجھے یہ بات بتائی ہے میں سوچتا ہوں لکشمی کہ کہیں اس کے کچھ اور نتائج نہ نکل آئیں کہیں وہ ہمارے لیے شمشان نہ تیار کر دے کہیں وہ ہمیں موت کے گھاٹ نہ اتار دے لکشمی شوہر کی بات سمجھ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر بھی خوف کے آثار نظر آ رہے تھے پھر اس نے کہا ہاں سوچا تو جا سکتا ہے تمہیں اس سلسلے میں معلومات کرنی ہیں اس سے لکشمی اپنے تجربے کو سامنے رکھنا اگر ایسا ہوا تو لکشمی پھر میں مجبور ہوں میں اپنے ماں کے دیئے ہوئے وچن کو بھول جاؤں گا اور راور بنسی راج کے چہرے پر کافی سختی ابھر آئی تھی اس کی دونوں مٹھیاں غیظ و غضب سے بھینچی ہوئی تھیں لکشمی نے کہا نہیں نہیں آپ اس انداز میں نہ سوچیں ہر بات کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا ہے ایسی ویسی کوئی بات نہ ہو بھگوان آپ کی عزت قائم رکھے لکشمی بولی اب عزت کیا قائم رہے گی لکشمی دینا اگر کچھ کہے تو اپنے دل میں تو ہے اپنا دل تو بہت، کچھ کہتا ہے کیسی عزت کیسی پرم پرا اب تو ہم ان اچھوتوں سے بھی گئے گزرے ہو گئے ہیں جنہیں ٹھاکروں کی دہلیز پھلانگنے کی اجازت نہیں ہے بنسی راج بے چارگی سے بولا نہیں نہیں مہاراج ایسا کیوں سوچتے ہیں دنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے ان باتوں سے بہت کچھ ہو جاتا ہے لیکن وقت آنے پر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے اب سو ہو گیا سو ہو گیا آپ اپنے دل کو ناراض مت کریں کچھ نہ کچھ ہو جائے گا کیا ہو گا کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہو گا دنیا کی نگاہ کے سامنے پردہ ڈال بھی دو پرنتو اپنے دل پر اپنے ذہن پر پردہ تو ڈالا نہیں جا سکتا ہے ناں میں اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں گا آپ اپنے اوپر جبر کرتے رہے ہیں اور آپ نے مجھے اپنے راز میں شریک نہ کیا اگر آپ نے مجھے اپنے مسئلے میں شریک کیا ہوتا تو میں کم از کم کچھ نہ کرتی لیکن آپ کو تسلی تو دیتی ناں مہاراج مجھے پتا ہے لکشمی لیکن تم ہی بتاؤ کہ آپ نے اس اچھوت کو کوئی سزا دی لکشمی نے پوچھا اور بنسی راج اسے دیکھنے لگا دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا ہاں میں نے اسے سزا دے دی ہے جیتا گاڑ دیتے آپ اس پاپی کو اس نے یہ جرات کیسے کی لکشمی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

خیر چھوڑو ان باتوں کو اب تم یوں کرو کسی بھی وقت موقع نکال کر تہہ خانہ میں نندنی سے ملو اور اس سے اس کے بارے میں معلومات کرو ایک بات بتایئے لکشمی نے کہا کیا۔ اگر وہ اس اچھوت کے بارے میں پوچھے تو کیا نام ہے اس کا۔ مکیش

۔ہاں میرا مطلب وہی ہے اگر وہ ملیش کے بارے میں پوچھے تو کیا کہوا سے کہہ دینا کہ وہ چالاک تھا مجھدار تھا اپنے پریوار سمیت بستی چھوڑ کر بھاگ گیا ہے کیا اس نے ایسا ہی کیا ہے لکشمی نے پوچھا لکشمی جو بات میں نے تمہیں کہہ دی ہے اس پر بھروسہ کرو ہو پچھ میں کہہ رہا ہوں بس وہ ہی کرو ٹھیک ہے ٹھیک ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے میں اس سے جا کر ملوں گی اور اسے یہی بتا دو ناں اسے کہ مکیش اپنے پریوار سمیت بستی چھوڑ کر بھاگ گیا ہے وہاں اس کے علاوہ اور پچھ نہیں بتاؤ گی تم اسے اس کے بارے میں جائزہ لیتی رہو اسے سمجھاؤ کہ جو پچھ اس نے کیا ہے وہ نادانی تھی اور اس کے بعد وہ یہ نادانی کرتی رہی تو وہ اپنے بھیا سے ہاتھ دھو بیٹھے گی اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی بچی ہے ابھی دھوکے میں آ گئی لیکن ہمیں اس کے ساتھ بہت زیادہ سختی نہیں کرنی چاہیے۔

اولاد کی طرح پالا ہے میں نے اسے میں خود بھی اس پر پڑنے والی یہ پت برداشت نہیں کر سکتی۔ ہمیں اس نے اولاد بن کر نہ دیکھایا لکشمی بتاؤ ہمارے پیار میں کون سا کھوٹ تھا کس دن میں نے ا۔ سے اپنے سے الگ سمجھا وہ تو میرے دل میں اتری ہوئی معصوم صورت تھی پر اس نے اپنے بھائی کیے ساتھ کیا کیا ایک لمحے کو بھی اس کے دل میں یہ خیال نہ جاگا کہ اس کی اس حرکت سے اس کے بھائی کا کیا حال ہوگا اس کا بھائی کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہ جائے گا کیسی بہن ہے وہ جیسے بھائی کی عزت کا خیال نہ آیا اس نے تو ہمیں جیتا جی گارڈ دیا تم ہی بتاؤ کہ پورے جیون میں اب کوئی ایسا لمحہ آئے گا جو ہمیں خوشی دے سکے گا اس نے تو ہمارے دل کا خون ہی خون کر دیا ہے لکشمی کس سے کہیے کس کو بتائیں کیسی آگ ہے من میں لکشمی اور اس کا کارن اس کا کارن وہی ہے نفرت ہوگئی ہے مجھے اس سے شدید نفرت آپ آپ حوصلہ رکھیں اب جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا ہے اپنے آپ کو سنبھالے رکھیں اتنا زیادہ دل پر نہ لگائیں آپ نے اچھا کیا اس اچھوت کو سزا دے دی بس اس کے بعد آپ اپنے دل سے سارے دکھ دھو دیں میں بھی کوشش کروں گی کہ نندنی کو راہ راست پر لا سکوں لکشمی نے اپنے پتی کو تسلی دیتے ہوئے کہا اور بنسی راج خاموش ہو گیا۔ لکشمی اس کا خوف اچھی طرح جانتی تھی نادانی میں کہیں نندنی کسی مصیبت کا شکار نہ ہو جائے اس طرح لکشمی اس کی زندگی کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی عورت کی عزت اور آبرو ایک موتی کی مانند ہوتی ہے اتر گئی تو اتر گئی اس کے بعد بھی وہ اسے واپس نہیں ملتی بہر طور پتی کی اجازت مل چکی تھی چنانچہ وہ تہہ خانے میں نندنی سے جا کر ملی نندنی ایک گوشے میں خاموش بیٹھی ہوئی خلا میں گھور رہی تھی لکشمی اس کے پاس پہنچی اسنے نندنی کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا نندنی کیسی ہے تو نندنی نے نگاہیں اٹھا کر بھابھی کو دیکھا دیکھتی رہی اور پھر ایک ٹھنڈی سانس اس کے ہونٹوں سے خارج ہوگئی وہ کچھ نہیں تھی اس کے چہرے کے نقوش پتھرائے ہوئے سے تھے اور آنکھیں سپاٹ تھیں یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کچھ سمجھ نہ پا رہی ہو لکشمی کا دل اسے دیکھ کر دکھنے لگا اس نے آہستہ سے کہا تو نے جو کچھ کیا نندنی اس کے بارے میں کیا سوچا نہیں تھا تو نے تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ یہ اچھوت کیا چیز ہوتے ہیں کبھی نہیں معلوم تجھے۔ تو نے اپنی جان نچھاور کرنے والے بھیا کے منہ پر کالک لگا دی کچھ بھی نہ سوچا تو نے ان کے بارے میں نندنی نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا بہر طور لکشمی اس سے دیر تک باتیں کرتی رہی لیکن نندنی ایک لفظ بھی نہ بولی تھی اس کے چہرے پر زندگی کے آثار ہی نہیں ملتے تھے بس وہ ہل رہی تھی چل رہی تھی سانس لے رہی تھی کافی کمزور نظر آ رہی تھی وہ لکشمی اس کے لیے دل میں دکھ لیے باہر آ گئی باہر آ کر اس نے بنسی راج جی سے ملاقات کی اور کہنے لگی کوئی ایسے ویسے آثار نہیں ہیں آپ بالکل فکر نہ کریں لیکن بتائیے میں اس کا کیا کروں آپ اسے کب تک تہہ خانہ میں رکھیں گے مجھے بتاؤ کہ میں اس کا کیا کروں بسنی راج نے پوچھا۔

مطلب کہ آپ اس کی خطا معاف کر دیں جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا ہے آپ نے جو کچھ اس شخص کے ساتھ کیا جس نے ہماری نندنی کو بہکایا تھا اچھا کیا لیکن ہم نندنی کو کب تک سزا دیں گے سنو میں ایک بات تمہیں بتائے دیتا ہوں لکشمی کہ میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا کسی قیمت پر اسے نہیں دیکھنا چاہتا تم اگر اسے زندہ رکھنے کی خواہشمند ہو تو تم اسے حویلی سے ہٹا

کر رکھو کسی دوسری جگہ رکھو وہ جب بھی میرے سامنے آئے گی مجھے سب کچھ یاد آ جائے گا اور اگر مجھے سب کچھ یاد آ گیا تو میں نہیں جانتا کہ میں کیا کر بیٹھوں گا مجھے اس سے نفرت ہے شدید نفرت لکشمی بنسی راج کا چہرہ دیکھتی رہ گئی شوہر کے بارے میں اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ کیا چیز ہے چنانچہ اس نے ایک فیصلہ کر لیا اور کہنے لگی اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے حویلی کے پچھلے حصے میں جو جگہ ہے وہاں منتقل کر دوں وہ وہاں رہے گی اور ہم اس کی دیکھ بھال کریں گے تمہارا جو جی چاہے دل کرو بس ایک بات کا خیال رکھنا اسے کسی قیمت پر میرے سامنے نہیں آنا چاہیے اور لکشمی نے گردن ہلا دی تھی اور پھر اس نے بنسی راج کی اجازت سے نندی کو حویلی کے ایک دور دراز حصے میں جو عام عمارت سے کافی فاصلے پر بنا ہوا تھا منتقل کر دیا اور اسے وہاں تمام ضروریات زندگی فراہم کر دی گئی۔

پوجا کو اس کی خدمت پر مامور کر دیا گیا اور خود لکشمی بھی اس کی دیکھ بھال کرتی تھی حویلی کا یہ عقبی حصہ باہری دنیا سے بالکل محفوظ تھا اور باہر کی دنیا کا کوئی بھی انسان اس طرف نہیں جا سکتا تھا بنسی راج کا بھی ادھر جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا چنانچہ اس طرح وہاں نندنی مقیم ہوگئی اور خاموشی سے زندگی گزارنے لگی پوجا اب بھی اس کے ساتھ ہتی تھی لیکن نندنی نے بولنا ہی چھوڑ دیا تھا وہ پتھرا سی گئی تھی نجانے اس کے دل میں کیا کیا خیالات تھے نجانے وہ کیا کچھ سوچتی تھی اسے اب کسی بھی شے سے کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی پوجا اس کی خدمت گزاری کرتی تھی اور بڑی محبت سے کرتی تھی لیکن اپنی سہیلی میں زندگی نہ پا کر پوجا بھی مایوس ہوگئی اس نے کیا کیا جتن نہ کیے تھے کہ نندنی اس سے اپنے دل کی باتیں کرے کئی بار اس نے مکیش کا نام بھی لیا تھا نندنی کے سامنے نندنی کی آنکھیں اس نام پر زندگی سے معمور ہو جاتی تھیں لیکن اس کے ہونٹ اب بھی خاموش تھے بولنا اس نے چھوڑ دیا تھا اس کی قوت گویائی سلب ہو کر رہ گئی تھی یا پھر اس کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات موجود تھی کہ اب مکیش اس دنیا میں نہیں ہے ادھر تو یہ کیفیت تھی ادھر بنسی راج کو آہستہ آہستہ سکون ہوتا جا رہا تھا لکشمی نے اسے بتایا تھا کہ اب وہ ہر طرح کا خوف دل سے نکال دے سب کچھ ٹھیک ہے اور یہ سب کچھ ٹھیک ہونے کے ساتھ ساتھ ہی بنسی راج کو اپنے دل کے اندر بھی سکون ہوا تھا حالانکہ جب بھی اسے یہ خیال آتا بہن یاد آتی تو وہ دل مسوس کر کے رہ جاتا اس کا دل چاہتا تھا کہ ایک جھلک بہن کو دیکھ لے لیکن پھر اس کی آنکھوں میں خون اتر آتا نندنی نے بھی اس کا کون سا مان رکھا تھا جو وہ نندنی سے پریم کرتا کافی دن اسی طرح گزر گئے بنسی راج کو اب ماضی کے واقعات یاد بھی نہیں رہے تھے یا یاد بھی تھے تو اس نے کم از کم انہیں اپنے ذہن تک پہنچنے سے روک دیا تھا اور اپنی اسی کوشش میں کامیاب ہو گیا تھا جند دیا کوئی دوسرا آدمی بھلا یہ مجال کہاں رہتا تھا کہ اس سلسلے کو دوبارہ یاد کرتے جو یہ بات کہیں باہر جاتی تمام ہی لوگوں نے اس کا خیال رکھا تھا لیکن ایک رات بنسی راج نے خواب دیکھا ایک بھیانک سپنا اور اس سپنے کو دیکھ کر اس کا دل خوف سے لرز اٹھا اس نے دیکھا کہ اس مندر کے عقبی حصے میں پھیلے ہوئے کھنڈرات میں دیوالی ہو رہی ہے چاروں طرف دیئے جل رہے ہیں اور دیئوں کی اس روشنی میں مکیش نندنی کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھومتا پھر رہا تھا وہ بہت خوش تھا اور نندنی بھی خوش نظر آ رہی تھی پھر اس کی نگاہیں بنسی راج کی طرف اٹھی اور اس کے چہرے پر غصے کا آثار نظر آنے لگے اس نے سرد لہجے میں کہا بنسی راج کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تجھے بھول گیا ہوں تو کیا سمجھتا ہے کہ میں تجھے چھوڑ دوں گا اگر یہ تیرا خیال ہے کہ میں تجھے بھول گیا ہوں تو یہ تیری بھول ہے میری اور تیری دشمنی تو اس وقت تک کے لیے ہوگئی ہے بسنی راج جب تک تیرے پریوار کا ایک بھی انسان زندہ ہے وقت کا انتظار کر میں بھی وقت کا انتظار کر رہا ہوں مکیش نے کہا اور اس کے بعد اچانک ہی سارے دیئے بجھ گئے اور بنسی راج اس تاریک ویرانے میں کھڑا رہ گیا اس کو اب نے بنسی راج کا وجود درہم برہم کر دیا تھا۔

اس کا دل خوف سے لرزنے لگا تھا وہ غصہ تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا جو نندلی اور مکیش کے سلسلے میں تھا مکیش کو وہ اتنی بڑی سزا دے چکا تھا کہ اس سے بڑی کسی بھی سزا کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن ا ت.. وہ مکیش یاد تھا جو اس نے ہوش و حواس کے

عالم میں دیکھا تھا کوئلے کو وہ جو مجسمہ بول رہا تھا اور جس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں وہ ساری رات نہ سو سکا اور اس سلسلے میں سوچتا رہا کہ کیا اس سپنے کا کوئی مطلب ہے بات ہی ایسی تھی کہ کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن دن کو اتفاق سے جندو نظر آ گیا اور اس نے جندو کو اپنے پاس طلب کر لیا جندو دست بدست اسکے پاس پہنچ گیا تھا جندو کچھ کام کرنے ہیں تمہیں جی مہاراج حکم دیجئے اس سے پہلے کچھ سوالات بھی کرنا ہے تم سے۔ جی مہاراج اس واقعہ کو کافی دن ہو گئے ہیں جندو اچھوتوں کی بستی کے بارے میں تمہیں کوئی خبر ملی جندو۔ جی مہاراج کوئی خاص بات نہیں ہے وہاں میں نے خاص طور پر اچھوتوں کی بستی میں معلومات کی تھیں وہاں یہی پتہ چلتا ہے کہ اچانک ہی رام چندا اپنے خاندان کو لے کر غائب ہو گیا ہے اس کے غائب ہونے کی وجہ ان لوگوں کے سمجھ میں بھی نہیں آئی تھی طرح طرح کی باتیں کرتے رہے ہیں وہ اس بارے میں اور اس کے بعد خاموش ہو گئے ہیں کسی کو یہ شبہ نہیں ہے کہ رام چند کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے اچھا یہ بتاؤ وہ لوگ جو اس دن میرا مطلب ہے اس رات کھنڈرات میں موجود تھے اور ہمارے ساتھ تھے کوئی خاص بات تو نہیں بتاتے۔

نہیں مہاراج کسی بھی زبان پر دوبارہ وہ واقعہ کبھی نہیں آیا وہ سب آپ کے وفادار ہیں مہاراج اور نہ ہی ان کی مجال ہے کہ وہ اپنی زبان پر ذکر بھی لا سکیں۔ ہوں جندو ایک کام کرنا ہے تمہیں۔۔۔ جی مہاراج۔ مندر ویران پڑا ہے ناں۔ ہاں مہاراج پجاری جی کی موت کے بعد وہاں کوئی نہیں جاتا اور کھنڈرات وہ بھی ویسے ہی ہین میں ان کھنڈرات کو آباد کرنا چاہتا ہوں جندو۔ جی مہاراج۔ ہاں یہ کام اعلیٰ پیمانے پر شروع کر دو مندر بھی گرا دو اور اس کی جگہ ایک نیا مندر بناؤ جو جدید مندروں میں سے ہو وہ کھنڈرات جو اس طرح بکھرے ہوئے ہیں اور جس پر ہم نے ابھی تک توجہ نہیں دی اور وہاں کوئی ایسی جگہ بنواؤ کہ ہر وقت وہاں رونق رہے اور لوگ آتے جاتے رہیں سمجھے میں کھنڈرات کی اس زمین کو آباد کرنا چاہتا ہوں کھنڈر کی ایک ایک اینٹ اٹھا دو اور سنو یہ کام تمہیں جس انداز میں کرنا ہے تم خود بہتر طور پر جانتے ہو دولت کی بالکل پرواہ نہ کرو جو بھی خرچ ہوگا خرچ کر ڈالو اس پر اور اس جگہ کو آباد کر دو ٹھیک ہے مہاراج آپ جو حکم دے رہے ہیں بالکل اسی طرح ہوگا تم نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ خیال میرے دل میں آیا کیسے۔ مہاراج میری یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ میں آپ سے سوال کر سکوں جندو نے کہا دیکھو جندو اس سلسلے میں مشورہ کرنے کے لیے میرے پاس بہت سے لوگ ہیں چونکہ تم اس معاملے میں میرے راز دار ہو اس لیے تمہیں بتا رہا ہوں تمہارا کیا خیال ہے اس رات جو واقعہ پیش آیا تھا کیا تم نے اسے ذہن سے نکال دیا۔ نہیں مہاراج میں تو راتوں کو اٹھ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں بعض اوقات سوتے میں چیخنے لگتا ہوں میری گھر والی پوچھتی ہے کہ آخر مجھے ہو کیا گیا ہے تو میں کہہ دیتا ہوں اس سے کہ بس ایسے ہی کوئی خرابی ہو گئی ہے میرے دماغ میں جو رات کو مجھے الٹے سیدھے سپنے دکھایا کرتی ہیں ہوں بہر حال ہمیں یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ جو کچھ ہوا ہے ہماری نظروں کے سامنے ہوا ہے یہ اچھوت پاپی ویسے ہی گندے ہوتے ہیں ان کی گندی آتما کہیں ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔

بنسی راج نے محسوس کیا کہ جندو کا بدن کانپ کر رہ گیا ہے بہر طور جندو نے کہا مہاراج میں سمجھ رہا ہوں آپ کی بات آپ بالکل یہی چاہتے ہیں کہ کھنڈرات میں آبادی ہو جائے اور کسی گندی آتما کے رہنے کا امکان نہ رہے۔ ہاں میں یہی چاہتا ہوں مندر کو بھی نئے سرے سے بنوانا چاہتا ہوں اور کچھ ایسی کاروائی کرو کہ سب کچھ بدل جائے اور جب ہم ایسے دیکھیں میرا مطلب ہے کہ جب ہم اس جگہ کو دیکھیں تو وہ رات ہمیں یاد نہ آئے بہت بہتر ہے جناب آپ کا حکم ہے سو جندو یہی کرے گا جو آپ حکم دیں گے چنانچہ جندو نے کاروائی شروع کر دی ان ہڈیوں کو نکالنے کے لیے انہی لوگوں کا ساتھ پکڑا گیا تھا جو اس رات کے اس ہولناک حادثے میں شریک تھے بنسی راج اگر ایک خطرناک آدمی نہ ہوتا اور انہیں اپنی زندگی کا خطرہ نہ ہوتا تو کوئی بھی اس سلسلے میں جندو سے تعاون کرنے پر آمادہ نہ ہوتا اور دوبارہ اس کھنڈر کا رخ نہ

کرتا لیکن وہ جلسی ہوئی راکھ جلی ہوئی ہڈیاں وہاں سے صاف کرنا ضروری تھی تا کہ اس کے بعد مزدور وہاں جا سکیں اور کھنڈرات پر عمارت تعمیر کرنے کا کام کر سکیں چنانچہ اس سلسلے میں تمام ہی لوگوں ن کام کیا اور پہلے کی صفائی کر دی گئی تمام جگہ صاف کرنے کے بعد بے شمار مزدور کو وہاں منتقل کر دیا گیا اس منصوبے کی منظوری بنسی راج نے دے دی تھی جو جندو نے تیار کر رکھی تھی چنانچہ بنسی راج یہ کاروائی کرنے کے بعد مطمئن ہو گیا۔ کہ اس نے مکیش کو شکست دے دی ہے غرض یہ کہ اس طرح کافی وقت نکل گیا ان دن کے بعد سے اب تک بنسی راج نے نندنی کی صورت تک نہیں دیکھی تھی اب تو خود لکشمی بھی نندنی سے لاتعلق ہوتی جا رہی تھی کوئی بھی نندنی کے پاس جاتا وہ اس سے بات ہی نہیں کرتی حالانکہ زندگی کے معمولات میں مصروف رہتی تھی وہ کھانا کھاتی لباس پہنتی تھی لیکن سادہ اور سفید ساڑھی، ماتھے پر بندی بھی لگاتی تھی وہ اور کئی بار اسے اس سلسلے میں منع کیا جا چکا تھ لیکن وہ نہیں مانتی تھی بس خاموش خاموش اور مکمل، خاموش یہاں تک کہ پوجا بھی اس سے اکتا گئی اور اس نے لکشمی سے ایک دن درخواست۔

میری جگہ کسی اور کو بھیج دیں۔ لکشمی نے کہا پوجا اس کی راز دار سہیلی ہے لہذا تم کو ہی اس کے ساتھ رہنا چاہیے۔ بہر طور پوجا بھی اس ماحول سے اکتا گئی تھی اگر کوئی بات کرنے والا ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی لیکن وہاں ایک انسان نما بت اور پوجا یوں زندگی گزر رہی تھی رفتہ رفتہ بنسی راج بھی گزرے ہوئے واقعات کو بھول گیا تھا زندگی کی تمام تر دلچسپیاں اب اس کے سامنے تھیں لے دے کر ایک نندنی کا خیال تھا لیکن اس کا خیال زیادہ اس لیے نہیں آتا تھا کہ وہ کبھی نگاہوں کے سامنے ہی نہیں آتی تھی لکشمی نے شوہر کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ نندنی کبھی اس کے سامنے نہ آئے ایک آدھ بار ایسا ہوا بھی تھا تو بنسی راج کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی چنانچہ اس کے بعد لکشمی نے ایسا انتظام کیا تھا کہ بنسی راج کا نندی سے سامنا ہی نہ ہو پائے یوں اس نے بنسی راج کے دل سے یہ تمام احساس نکال دیا تھا بچے جوان ہوتے جا رہے تھے ویسے بھی سب سے بڑی بیٹی ایشو کی عمر اب اتنی ہو چکی تھی کہ اس کی شادی کر دی جائے اور بنسی راج اس کے لیے کسی اچھے رشتے کا منتظر تھا اس سلسلے میں جن لوگوں کو کام کرنا چاہیے تھا وہ کام کر رہے تھے جانتے تھے کہ ٹھاکر کبھی اپنے منہ سے یہ بات کہے گا کہ بیٹی کے لیے کوئی رشتہ چاہیے لیکن جن لوگوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے وہ ٹھاکر کی خوشنودی کے لیے اپنی یہ ذمہ داریاں پوری کر رہے تھے پھر ایک دن بنسی راج کے خاص آدمی دینو بنسی راج کے پاس پہنچ گئے کچھ کہنا چاہتا ہوں مہاراج انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

ہاں کہو۔۔ ایشو بیٹا کے لیے ایک رشتہ تلاش کیا ہے ہم نے آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں مہاراج۔ اوہ کیوں نہیں دینو جی آپ تاؤ ہیں اس کے اس لیے اچھا ہی سوچیں گے ویسے کہاں رشتہ تلاش کیا ہے آپ نے ہماری بیٹی کا۔ ٹھاکر دلیپ چند کے بارے میں تو آپ جانتے ہوں گے مہاراج۔ ٹھاکر دلیپ چند کون وہ رام گڑھی والے۔ جی مہاراج انہی کی بات کر رہا ہون۔ ہاں ہاں انہیں کون نہیں جانے گا بہت بڑے زمیں دار ہیں وہ زمیں داروں کو زمیں دار ہی جانتے ہیں اور کون جان سکتا ہے لیکن ٹھاکر دلیپ چند کا نام کیوں لیا تم نے ہمارے سامنے ان کا بیٹا ہے مہاراج ٹھاکر رام چندر دیکھنے دکھانے والی صورت رکھتا ہے یہ لمبا چوڑا چھ فٹ کا نوجوان اور بہت سندر ہے۔ بہت ہی خوبصورت اور پھر ٹھاکر دلیپ چند جیسے آدمی کا بیٹا جیسا بھی ہو سکتا ہے مہاراج آپ خود بھی اس کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ ہاں ہاں کیوں مگر آگے بولو آگے بولو دینو جی۔ مہاراج میری پہنچ ہے ان تک بات ہو رہی تھی بچوں کی شادیوں کی تو میں نے ایشو بیٹا کے بارے میں انہیں بتایا ایسی ایسی داستانیں سنائی میں نے انہیں کہ دلیپ چند جی تو بس ریجھ کر رہ گئے کہنے لگے یار دینو جی ٹھاکر بنسی راج جیسے آدمی کے خاندان میں شامل ہونا تو بڑی خوش بختی ہے کوئی ایسا چکر چلاؤ کہ ہمارے بیٹے کی شادی وہاں کرا دو ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے میں نے اس سے کہا تھا کہ ٹھاکر صاحب کہاں کی بات کر رہے ہیں آپ ہم اور منہ مانگا انعام بنسی راج جی نے کیا کچھ نہیں دیا ہے ہمیں زمیں دار بنا کر رکھا ہوا ہے آخر ہم ان کے خاص آدمی ہیں انعام کچھ نہیں چاہیے ہمیں

دو آتماؤں کا ملاپ تو انسان کے لیے بڑا مہاں ہوتا ہے یہ تو اس کی ذمہ داری ہوتی ہے آپ ذرا یوں یوں کریں کہ رام چند کو ہمیں دیکھا دیں آگے ہمیں پسند آجائے تو بات آگے بڑھائیں گے سو پھر یہ ہو کہ ٹھاکر صاحب کہ دلیپ چند جی نے اپنے بیٹے رام چندر کو بلایا اور ہم نے جو اسے دیکھا تو بس دیکھتے رہ گئے بڑا سندر ہے اور وہ بہت ہی نیک لڑکا معلوم ہوتا ہے اگر آپ پسند کریں مہاراج تو ہم بات آگے بڑھائیں۔ کہاں ان دینو جب تم ایشو کو اپنی بھتیجی سمجھتے ہو اور رام چندر کو اس قابل سمجھتے ہو کہ اس کے ساتھ ایشو کی شادی کردی جائے تو پھر ہمیں کیا اعتراض ہوسکتا ہے تو پھر حکم کریں کہ بات آگے بڑھائیں۔ حکم نہیں بس اپنی ذمہ داری پوری کرو تم بھی اور مہاراج اگر بات بردکھاوے تک اجائے وابھی رکو پہلے ان سے بات کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں اور اس کے بعد دو چار دن انتظار کرو پھر بردکھاوے کی بات کر ٹھیک ہے مہاراج ہم کوشش کریں کے کہ دلیپ چند کو ہی یہاں لے آئیں۔

وہ تمہاری مرضی ہے دینو جی میں نے تمہیں کہہ دیا کہ اس کا اختیار تمہیں ہے جیسا تمہیں مناسب لگے کرو بنسی راج نے کہا اور دینو خوشی سے پھول گیا گر وہ یہ کام کرا دے تو اس کی عزت سب سے زیادہ بڑھ جائے گی ویسے یہ سچ بھی تھا کہ دلیپ چند کے ہاں اس کی بات چیت ہوئی تھی اور ٹھاکر دلیپ چند نیا اس سے کہا بھی تھا کہ ان کا دل سوچ رہا ہے کہ ٹھاکر بنسی راج کی بیٹی کے لیے اپنے بیٹے کا رشتہ دیں کیا دینو اس سلسلے میں مدد کرسکتا ہے۔ بس اتنی ہی بات ہوئی تھی دینو نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ٹھاکر صاحب کی رائے لے گا اس سلسلے میں اور اس کے بعد دلیپ چند جی کو بتائے گا باقی دینو کی عادت تھی کہ وہ ہر بات نمک مرچ لگا کر بیان کرتا تھا اور اپنے نمبر بنانے کی کوشش کرتا تھا چنانچہ اس کو اس سلسلے میں کافی کامیابی نصیب ہوئی تھی اور اس کے بعد بھلا دینو کو کہاں چین ملتا اس وقت تک جب تک وہ ٹھاکر دلیپ چندر کے ہاں پہنچ نہیں جاتا چنانچہ فوراً ہی تیاریاں کر کے وہ رام گڑھی کی جانب چل پڑا اور تھوڑا سا سفر طے کر کے رام گڑھ پہنچ گیا ٹھاکر دلیپ کو اس کی آمد کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے اسے اپنے پاس بلالیا۔۔ آؤ دینو جی بہت جلدی واپس آنا ہوا تمہارا کہو کیا خبر ہے۔۔ ٹھاکر صاحب دینو ایسا ہی آدمی ہے ایک بات اس کے کانوں میں پڑھ جائے تو بس یوں سمجھ لیجیے کہ اس وقت تک چین نہیں لیتا ہے جب تک اسے مکمل کر کے دم نہ لے۔۔ ارے واہ اس کا مقصد ہے کہ تم ہمیں کوئی خوش خبری سنانا چاہتے ہو دینو کے بارے میں سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ اگر اس سے کوئی بات کہہ دی تو وہ خوش خبری ہی دیا کرتا ہے۔۔ خوب جی خوش کردیا تم نے ہمارا دینو کہو کیا بات ہوئی تھی ٹھاکر بنسی راج سے۔۔ مہاراج ہم نے بڑی چالاکی سے اپنے دل کی بات کہی اور رام چندر کے بارے میں کچھ اس انداز سے ہم نے بات کی کہ ٹھاکر بنسی راج سوچ میں پڑ گئے کہنے لگے دینو جی ابھی میرے دل میں ایسا کوئی خیال نہیں تھا ایشو کی ابھی عمر کیا ہے لیکن بہرحال تم اس کے اپنے ہوا گر تم سمجھتے ہو کہ رام چندر اتنا ہی اچھا ہے جتنا تم بیان کر رہے ہو تو پھر تمہارا جو دل چاہے کرو۔ میں نے کہا میں دلیپ جی سے جا کر بات کروں گا اور اس کے بعد دلیپ جی سے آپ کی ملاقات بھی کرا دوں گا۔۔ ہم تیار ہیں دراصل ٹھاکر بنسی راج جن خوبیوں کے مالک ہیں ہم بھی اس کے بارے میں جانتے ہیں ہماری دلی خواہش ہے کہ ان کے گھر ہمارے بیٹے کی شادی ہوجائے۔۔ مہاراج دعائیں دیجیے اس نے اس انداز سے بات کی ٹھاکر صاحب تیار ہوگئے ورنہ ٹھاکر صاحب کے دل میں ابھی اس کا خیال ہی نہیں تھا نجانے اس سلسلے میں کتنے لوگ اس سے بات کر چکے تھے۔۔ تو پھر کیا ارادہ ہے تمہارا۔ ارادہ تو مہاراج کا ہوگا جو مہاراج پسند کریں گے وہی ہوگا۔۔ تو پھر یوں کرتے ہیں کہ پہلے ہم ٹھاکر بنسی راج جی سے مل لیتے ہیں تم نے تذکرہ تو کر ہی دیا ہے ہمارا تو کوئی بھی دن رکھ لیتے ہیں ان کے پاس پہنچ جائیں گے۔ ان سے ملاقات کر کے دل کی بات کردیں گے اور اگر اس کے بعد ٹھاکر بنسی راج جی رام چندر کو دیکھنا چاہیں گے تو بردکھاوا ہوجائے گا۔۔

ٹھیک ہے یہ بات میں کہہ لیتا ہوں آپ دن کون سا مقرر کرتے ہیں۔۔ جو بھی تم کہو دینو جی۔۔ تو مہاراج آج سے

تین دن کے بعد کا دن رکھ لیجیے آج سے ٹھیک تین دن کے بعد آپ ٹھاکر بنسی راج کے ہاں آجائیے ہم آپ کا سواگت کرنے کو تیار ہوں گے تمام باتیں طے ہوگئیں اور دینو جی فخر سے سینہ پھلائے ہوئے واپس پہنچ گئے انہوں نے ٹھاکر بنسی راج سے ملاقات کر کے دلیپ چند کے آنے کی اطلاع دی اور ٹھاکر بنسی راج نے دینو کو کافی شاباش دی تھی اور اس کے بعد ٹھاکر بنسی راج نے لکشمی کو اس پوری کہانی سے آگاہ کیا لکشمی تم کیسی ماں ہو بیٹیاں جوان ہو رہی ہیں اور تم نے ابھی تک ان کے بارے میں سوچا نہیں لکشمی نے چونک کر بنسی راج جی کو دیکھا اور بولی پتا جو ہیں پتا کی موجودگی میں بھلا میرے سوچنے کی کیا بات ہے ویسے آپ نے کچھ سوچا ہے۔ ہاں کیوں نہیں۔ اپنی ایشو بری ہوگئی ہے بہت دن سے اس کے بارے میں سوچ رہے تھے مگر کوئی ایسا رشتہ چاہتے تھے جو ہماری شایان شان ہو۔۔ تو ایسا کوئی رشتہ ملا ہے کیا۔ کیوں نہ ملیگا کیا کمی ہے ہمارے اندر بنسی راج نے فخریہ انداز میں کہا۔۔ کون ہے لکشمی نے پرمسرت انداز میں پوچھا۔۔ ٹھاکر دلیپ چند کے بارے میں کیا جانتی ہو رام گڑھی کے ٹھاکر ہیں۔ ہرے رام ہرے رام وہ تو بہت بڑے ٹھاکر ہیں سنا ہے بہت لمبی چوڑی زمیں ہیں ان کی بڑا نام ہے ان کا تو۔۔

بس انہی کا بیٹا ہے رام چندر سنا گیا ہے کہ دیکھنے میں اور دکھانے والا لڑکا ہے تین دن کے بعد ٹھاکر دلیپ چند اس سلسلے میں ہمارے پاس آرہے ہیں ذرا تیاریاں کرلو۔ لڑکی کو ان کے سامنے کرنا ہے اگر ٹھاکر صاحب چاہیں گے تو ایسا بھی کرلیں گے لیکن فی الحال ابھی ہمارے دل میں ایسی کوئی بات نہیں لکشمی خوش ہوگئی تھی اور اس کے بعد تیاریاں ہونے لگیں۔ از سر نو حویلی کو درست کیا جانے لگا اور وہ ہر خامی جو اس میں دور سے نظر آتی تھی، دور کردی گئی پھر وہ دن آگیا دلیپ چند جی آنے والے تھے دلیپ چند جی کی پتنی اور اس کے ساتھ پانچ اور افراد ایک شاندار موٹر کار میں بیٹھ کر پریم نگر پہنچ گئے ٹھاکر بنسی راج نے خود ٹھاکر دلیپ چند کا استقبال کیا تھا دونوں بڑی خوشی سے گلے ملے اور بنسی راج جی ٹھاکر دلیپ کو لیے ہوئے اندر آگئے اور اس جگہ پہنچ گئے جہاں ان کے بیٹھنے کا بندوبست کیا تھا درحقیقت بات یہی تھی کہ دلیپ چند بھی بہت پائے کے زمیں دار تھے اور ان کا خاندان بھی بہت قدیم تھا اور باعزت تصور کیا جاتا تھا دلیپ چند کی دھرم پتنی نے لکشمی سے ملاقات کی اور اس کے بعد رسمی گفتگو شروع ہوگئی دینو کی تو چاندی ہوگئی خوشی سے پھولے پھر رہے تھے زمیں پر پاؤں ہی نہیں پڑتے تھے ان کی کئی بار تعریفیں کی گئی تھیں اور پھر دونوں نے یہ اعتراف بھی کیا تھا کہ یہ دینو ہی کا کام ہے کر انہوں نے ان دونوں کو ملا دیا دلیپ چند کہنے لگے۔ ٹھاکر صاحب بیٹے کا باپ ہوں آپ کے پاس ایک آرزو لے کر آیا ہوں۔۔ فرمائیے دلیپ جی۔ ٹھاکر صاحب آپ کا خاندان آپ کی عزت آبرو بہت بڑی ہے بڑے نام ہیں آپ کے ہم آپ کے سامنے چھوٹے ہیں اس لیے چھوٹا منہ اور بڑی بات میں اپنے بیٹے رام چندر کا رشتہ آپ کی بیٹی ایشو کے لیے دینا چاہتا ہوں۔

نہیں دلیپ چند بڑے تو آپ ہیں اور ہر بڑا آپ کو پہچانتا ہے آپ نے ہمیں یہ رشتہ دیا ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا رام چند کی عمر کیا ہے بیسویں سال میں لگا ہے بہت پیارا بچہ ہے آپ کو اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی کبھی۔ ہوں ظاہر ہے آپ جیسے بڑے آدمی کی بات ٹھکرائی نہیں جاسکتی ہے آپ یوں کیجیے کہ کوئی دن رکھ لیجیے اور رام چندر کو یہاں لے آئیے رام چندر بھی ہماری بیٹی کو دیکھ لے گا اور ہماری بیٹی بھی سے دیکھ لے گی دونوں بچے تیار ہوں تو بھلا مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے ہمارے بچے ابھی ہمارے کہنے میں ہیں ٹھاکر صاحب وہ بھلا انکار کرسکتے ہیں ٹھیک ہے لیکن زمانے کی رسمیں پوری کرنی بھی ضروری ہیں اور پھر یہ بچے پرانے دور کے بچے نہیں ہیں کہ گائے کی طرح جہاں چاہا ہاں کردیا۔ تاہم میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میری بیٹی بھی آپ کو بے زبان ہی ملے گی۔ لیکن یہ چندر رسمیں ہوتی ہیں جنہیں پورا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بھیا جی اگر آپ برا نہیں مانے تو ہمیں ایشو بیٹی کو دیکھا دیں۔ ہماری بیٹی ہے وہ ایک جھلک دیکھ لیں اس میں تو کوئی حرج نہیں۔ نہیں کوئی حرج نہیں ہے لکشمی ایشو کو بلالو بنسی راج نے کہا اور لکشمی نے

ملازمہ کو ہدایت کردی چنانچہ ملازمہ اندر چلی گئی ایشو کو پہلے ہی تیار کرلیا گیا تھا چند ہی لمحات کے بعد وہ آ ئی اور سب نے اس کا سواگت کیا دلیپ چند اور ان کی پتنی تو ایشو کو دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گئے تھے ویسے بھی ایشو بہت ہی سندر تھی چنانچہ ان دونوں نے اس بہت پسند کیا اور اس کے بعد اس کی بہت خاطر مدارت کی اور دلیپ نے دو ہفتے بعد ایک دن مقرر دیا جب وہ اپنے بیٹے رام چندر کو لے کر یہاں بردکھاوے کے لیے آنے والے تھے یہ نشست کافی طویل رہی بنسی راج نے اپنے شایان شان سے مہمانوں کا استقبال کیا تھا اور اس طرح ان کی خاطر مدارت کی تھی چنانچہ یہ لوگ خوش اسلوبی سے سارے معاملات پورے کر کے واپس چلے گئے بنسی راج بہت خوش تھے ایشو کو اس کی سہیلیاں چھیڑ رہی تھیں اور ایشو شرما رہی تھی کسی سہیلی نے اس سے کہا۔

ایشو پتی مہاریوں کی شکل کیسی ہے کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ پاگل ہوئی ہو تم لوگ ہاں پاگل تو تمہیں ہونا چاہیے مگر پاگل ہم لوگ ہو گئے ہیں سہیلی نے شوخی سے کہا باولیوں میں نے کہاں دیکھا ہے اس کو ارے ارے دیکھا بھی نہیں ہے تو نے کیسے دیکھ لیتی ایشو نے کہا چلو تم نے اس کے پتا کو دیکھا تو دیکھ لیا تو پھر۔۔ پتا کیسے ہیں۔ سچی بات بتاؤں بہت ہی سندر ہیں دلیپ چند مہاراج پتا چلتا ہے کہ جوانی میں کیسے ہوں گے۔ ہائے رام دل للچا رہا ہے تیرا کھنڈرات دیکھ کر عمارت کا اندازہ لگالیا ہے تو نے یقیناً سوچا ہو گا کہ اتنے سندر باپ کا بیٹا بھی سندر ہو گا ایشو شرما گئی تھی بہرطور وہ ناخوش نہیں تھی زندگی میں پہلی بار تو کوئی ایسا نام اس کے نام کے ساتھ منسوب کیا گیا تھا جو اس کے لیے بہت عجیب سی دلکشی کا عامل تھا غرض وقت گزرتا رہا بے چاری نندنی کو کسی نے پوچھا تک نہیں تھا اب اس حویلی کے رہنے والوں نے اس پوچھنا چھوڑ دیا تھا بس اس کی ضروریات پوری کردی جاتی تھیں اور وہ حویلی کے اسی گوشے میں زندگی گزار رہی تھی گھر کے کسی معاملے میں اسے کوئی اہمیت نہیں تھی حالانکہ اس کا پہلے بولا بالا تھا اور سچی بات تو یہ ہے کہ خود بنسی راج اسے ایشو سے کم نہ چاہتے تھے لیکن ان کے دل میں بال پڑ گیا تھا بہن نے جو کچھ کیا تھا وہ ان کی عزت آبرو لٹا دینے کے مترادف تھا اور اب وہ بہن کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی دن پر لگا کر اڑ گئے اور بالآخر وہ دن ہی آیا جب رام چندر کو بردکھاؤ کے لیے آنا تھا ایشو کو بھی تیار کرلیا گیا تھا رام چندر آیا اور بنسی راج اسے دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے شان وشوکت والا لمبا اونچا نوجوان تھا باقی اور جو کچھ بھی تھا اس کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی کہ دلیپ خود اتنے بڑے آدمی تھے کہ ان کے بچے پشت در پشت عیش وعشرت کی زندگی بسر کر سکتے تھے رام چندر کو پسند کرلیا گیا سب نے ہی اسے پسند کرلیا تھا کہ پھر ایشو کو اس کے سامنے لایا گیا اور ایشو شرمائی ہوئی للچائی ہوئی وہاں پہنچ گئی رام چندر نے اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا ایشو سے کچھ باتیں بھی کیں اس نے جن کا اس نے اٹکتے ہوئے جواب دیا خود ایشو نے رام چندر کو دیکھ لیا تھا اور اس کی آنکھوں میں قندیلیں روشن ہو گئی تھیں بزرگ تجربہ کار تھے دونوں کے ہی چہروں سے انہوں نے اندازہ لگالیا تھا کہ دونوں نے ایک دوسرے کو پسند کرلیا تھا ایشو چلی گئی۔

بنسی راج نے دلیپ چند سے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے دلیپ چند ہم نے تمہارے بیٹے کو دیکھ لیا ہے اور اب ہم یہ حق کہنے میں بجا ہیں کہ یہ تمہارا ہی نہیں ہمارا بھی بیٹا ہے ہمیں اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے دلیپ چند نہال ہو گئے تھے انہوں نے سمدھی کا منہ میٹھا کیا سمدھن ایک دوسرے کا منہ میٹھا کرنے لگیں اور پھر دلیپ چند نے کہا تو بنسی راج جی اس سلسلے میں کیا ارادہ ہے کب تک یہ شادی کردیں گے آپ یہ آپ پر منحصر ہے ہمیں آپ جب حکم کریں گے ہم تیاریاں کر کے بیٹی آپ کے حوالے کردینگے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے تو پھر کیوں نہ پنڈت کو بلوالیا جائے مہورت نکلواتے ہیں میں بھی دراصل یہی چاہتا ہوں کہ جلدی سے اپنی بہو کو اپنے گھر لے آؤں اور پھر اس چاندانی کو اب تو میں اپنے گھر میں ہی دیکھنے کا خواہشمند ہوں جب آپ کا دل چاہے ہمارے گھر کی چاندنی اپنے گھر لے جائیے۔ دلیپ چند ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا غرضیکہ اب سب کاروائیاں قائدے قانون کے مطابق ہونے لگے دینو اس سلسلے میں پیش پیش تھے اور دراصل

انہیں وہ مفادات حاصل ہو چکے تھے جس کے لیے انہوں نے یہ تمام تر کاوش کی تھی تیاریاں مکمل ہوئیں پنڈت نے مہورت دے دیا اور یہ مہورت بھی زیادہ دور نہیں تھا چنانچہ دونوں خاندانوں میں شادی کی تیاریاں ہونے لگیں اور پریم نگر اور رام گڑھی کی حویلیوں میں زندگی کی بہاریں لوٹنے لگیں بنسی راج کے پاس کیا کچھ نہیں تھا جتنا لٹا دیتے کم تھا چنانچہ لٹایا جانے لگا تمام اچھوتوں کو جو نہی بنسی راج کے ملازم تھے نئے نئے جوڑے سلوا کر دیئے گئے بہت سا کھانا کپڑا بھجوا دیا گیا انکے پاس غریبوں کو ایسے ہی موقعوں پر خوش کیا جاتا تھا اور پھر ہزاروں دعائیں سمیٹ جاتی تھیں باقی زندگی تو انکا خون چوسنے کے لیے تھی بہرطور یہ سارے کام ہو رہے تھے لیکن کسی کو نندنی کا خیال تک نہ آیا تھا لکشمی البتہ نندنی سے بھی پریم کیا کرتی تھی چنانچہ ایک دن اس نے ڈرتے ڈرتے بنسی راج سے کہا ایک بات کہوں آپ سے برا تو نہیں مانیں گے۔ کہو برا ماننے کی اس میں کیا بات ہے۔ ایسی بات منہ سے نکال رہی ہوں جو مجھے نہیں نکالنی چاہیے لیکن آپ سے ہی نہ کہونگی تو کس سے کہونگی۔۔

ارے بھاگوان کہہ تو سہی کہ کیا کہنا چاہ رہی ہے کیا نندنی کو معاف نہیں کیا جائے گا لکشمی نے کہا اور بنسی راج چونک کر اسے دیکھنے لگا وہ چند لمحات دھرم پتنی کی صورت کو دیکھتا رہا اس کے چہرے کے تاثرات سنگین سے سنگین ہوتے جارہے تھے اس کی آنکھوں میں خون کی جھلکیاں نظر آنے لگیں تھیں پھر اس نے آہستہ سے کہا لکشمی میں جانتا ہوں کہ تو نے یہ بات سچے دل سے کہی ہے اور تیری اس بات میں کوئی کھوٹ نہیں ہے لیکن ایک بات کان کھول کر سن لے نندنی کا نام میرے سامنے پہلی اور آخری بار لیا گیا ہے اس کے بعد میں تجھے اس کی اجازت نہیں دوں گا ہمارے ماتھے کا کلنک ہے وہ جس طرح پڑی ہے اسے پڑا رہنے دو اس کی کہانی ہمیشہ کے لیے ختم ہونی چاہیے میں نے بس اتنا ہی کیا ہے اس کے ساتھ کہ اسے موت کی نیند نہیں سلایا لیکن اس کے بعد اس کا نام میرے سامنے کبھی نہ لینا اس کی صورت میرے سامنے کبھی نہ لانا سمجھیں وہ اب میرے دل سے دور ہو چکی ہے بس ماں کے دیئے ہوئے وچن کے بنا پر میں نے اس کا جیون نہیں لیا لیکن اس سے آگے آئندہ اور کوئی بات نہ ہو سن لیا تو نے۔۔ ہاں مہاراج معافی چاہتی ہوں لکشمی ٹھنڈی سانس لے کر بولی بس یک بار دل ٹٹولنے کی کوشش کی تھی بنسی راج کا اس نے لیکن اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ بنسی راج کے دل میں واقعی اب نندنی کے لیے کوئی جگہ نہیں چنانچہ نندنی کو ان خوشیوں میں شریک نہیں کیا گیا تھا باقی پوری حویلی روشنیوں میں ڈوب گئی تھی پھر بارات آئی رام چندر دولہا بن کر پہنچا اور ایشو کو پالکی میں بٹھا کر لے گیا دو بڑے آدمی ایک دوسرے کے مقابل آئے تھے دولت کے جس قدر مظاہرے ہوتے کم تھا اچھوتوں کی بن آئی تھی اتنا کچھ مل گیا تھا کہ ان کے دلدار دور ہو گئے تھے اس دوران کئی بار بنسی راج کو مکیش اور اس کے والد چند کا خیال آیا تھا لیکن یہ خیال دل میں نفرتوں کے علاوہ اور کوئی خیال پیدا نہیں کرسکا۔

جس وقت بیٹی رخصت ہوئی تو بنسی راج کو نجانے کیوں مکیش یاد آیا اس کی دھمکیاں یاد آئیں اور وہ دل ہی دل میں لرز کر رہ گیا بات ایسی تھی کہ کسی سے کہہ بھی نہیں سکتے تھے چنانچہ اپنے ہی دل میں بات رہ گئی ادھر ایشو۔ ارمانوں بھری اپنے سسرال پہنچ گئی جہاں رسم ورواج کا دور دورہ شروع ہو گیا اور ایشو کو یہ دنیا بہت حسین لگنے لگی رام چندر کو ایک بار دیکھا تھا لیکن اب وہ اس کی زندگی کا ساتھی تھا ایشو کے دل میں جوار بھاٹے اٹھ رہے تھے یہاں تک کہ اسے حجلہ عروسی میں پہنچا دیا گیا تھا اور رات کے اس سمے چاروں طرف خاموشی چھا گئی تھی اسے دروازے پر رام چندر کے قدموں کی آہٹ ملی رام چندر اندر آ گیا تھا اس نے دروازہ بند کیا ایشو سیج پر بیٹھی ہوئی اس کا انتظار کر رہی تھی رام چندر آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچا اور ایشو کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھائے اس نے اس کا گھونگھٹ الٹ دیا اور دفعتاً ہی اس کے حلق سے ایک دہشت بھری چیخ نکل گئی اسے ایشو کا چہرہ کوئلے کی مجسمے کی شکل میں نظر آیا تھا جس کی سرخ آنکھوں سے شعاعیں نکل رہی تھیں رام چندر کے چہرے پر دہشت کے آثار پھیل گئے اور وہ گھبرا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا ایشو متحیرانہ انداز میں پتی کا چہرہ

دیکھنے لگی جو پسینے سے تر ہو گیا تھا لیکن رام چندر کو یہ صورت ایک لمحے کے لیے نظر آئی تھی دوبارہ اس نے ایشو کو دیکھا تو اس کا چہرہ وہی تھا جو اس نے پہلی بار دیکھا تو وہ زور زور سے آنکھیں بھینچ رہا تھا اور کھول رہا تھا ایشو نے اس سے پوچھا کیا بات ہے کیا ہو گیا آپ کو ایشو پتا نہیں مجھ کو کیا ہو گیا ہے پتا نہیں کیا بات ہے ایشو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا ابھی ج میں نے تمہارا چہرہ دیکھا تو مجھے ایک عجیب سی شکل نظر آئی بہت ہی عجیب، بہت ہی عجیب۔ مجھے یوں لگا جیسے کوئلے کا ایک مجسمہ ہو سیاہ رنگ کا اور اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی ہوں یہ سب کیا تھا کیوں تھا مجھے اپنی آنکھوں پر پورا بھروسہ ہے ایسا کیوں ہوا ایشو۔

اب کیسا لگ رہا ہے آپ کو میرا چہرہ۔ اب ٹھیک ہے سب کچھ ٹھیک ہے معافی چاہتا ہوں ایشو معافی چاہتا ہوں اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا نجانے کیوں رام چندر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا اس نے غسل خانے کی جانب رخ کیا تھا تا کہ چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے جو چہرہ اسے نظر آیا تھا اس نے واقعی اس کے جسم کو تھرا کر رکھ دیا تھا غسل خانے میں داخل ہوا اور روشنی جلا کر اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا لیکن جب اس نے سامنے آئینے میں دیکھا تو ایک بار پھر اس کے حلق سے دہشت بھری چیخ نکل گئی آئینے میں اس کا چہرہ کوئلے کی طرح سیاہ تھا اور آنکھیں انگاروں کی طرح روشن تھیں وہ بھری طرح چھپکلی دیوار سے جا لگا اور ایک بار پھر اس کی چیخ سن کر ایشو غسل خانے کی جانب دوڑی عجیب قصہ تھا کہ رام چندر کا پورا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا ایشو نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا غسل خانے سے باہر نکال لیا وہ متحیرانہ نگاہوں سے رام چندر کو دیکھ رہی تھی اور رام چندر کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا ایشو ایشو میرا چہرہ دیکھو۔ کیا ہوا آپ کے چہرے کو ایشو نے پوچھا بالکل بالکل کالا دہکتی ہوئی آنکھیں سرخ انگاروں کی مانند نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے آپکا چہرہ بالکل ٹھیک ہے ایشو یہ سب کیا ہے مجھے بتاؤ یہ سب کیا ہے کیا ہو گیا ہے مجھے کیا میرا دماغ خراب ہو گیا ہے پاگل ہو رہا ہوں میں میں آپ کے لیے پانی لاؤں نہیں ایشو بیٹھوں جانے یہ س کچھ کیا ہے کوئی ڈر تو نہیں بیٹھ گیا آپ کے دل میں ایشو نے پوچھا نہیں ایشو میں نے تم سے کہاں اں کہ اب جب میں نے اپنی شکل آئینے میں دیکھی تو مجھے اپنی صورت ویسی ہی نظر آئی جیسی میں نے تمہاری صورت دیکھی تھی بالکل ایک جیسی آہ۔ کالا کالا رنگ گہری سرخ آنکھیں مجھے اپنا چہرہ ایسا نظر آیا آپ مجھے ڈرا رہے ہیں ایشو سہمے ہوئے انداز میں بولی معاف کرنا ایشو کیا سوچتی ہو گی تم بھی ایک پاگل پتی ملا ہے مگر تمہاری سوگند اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا دوسری بار یہ چہرہ میری نگاہ کے سامنے آیا۔ دوسری بار رام چندر نے کہا اور گہری گہری سانس لینے لگا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا چھوڑو ایشو چھوڑو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے مگر مگر ہمیں سب کچھ بھلانا ہو گا تم سناؤ تم میرے ساتھ شادی کر کے خوش ہو نا ایشو بچاری اپنی ساری شرم وحیا بھول گئی تھی اگر رام چندر کی یہ کیفیت نہ ہوتی تو شاید وہ اس سے بات بھی نہ کر پاتی مگر پتی تھا وہ اس کا اور پھر اس دن سے اس کے من میں جا بیٹھا تھا جب ایشو نے پہلی بار اسے بر دکھاوے میں اسے دیکھا تھا اس کی یہ حالت ہو گئی تھی اب اس کی یہ حالت ہو گئی تھی تو ایشو اپنی شرم وحیا کیسے قائم رکھ سکتی تھی لیکن اب اسے اپنے اس عمل پر شرم آ رہی تھی جو اس نے ابھی تک سرانجام دیا تھا اس نے شرما کر گرن جھکا لی رام چندر کہنے لگا کما لہے بھئی سہاگ رات کے لیے تو انسان تک میں تو نجانے کیا کیا خیالات ہوتے ہیں اور ہمارا آغاز ہوا تو اس دہشت بھرے چہرے کو دیکھ کر مگر یہ ہوا کیسے ایشو نے پوچھا اور میں تم سے یہ بات سچ کہہ رہا ہوں کہ اس سے پہلے میں نے نہ تو کبھی وہ چہرہ دیکھا اور نہ کبھی وہ میرے خیالوں میں آیا رام چندر نے کہا اور ایشو کی صورت دیکھتا رہا اس کی آنکھوں میں محبت کے آثار نمودار ہو گئے تھے ایشو خاموشی سے گردن جھکائے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی میری اس کمزوری کو معاف کر دینا ایشو نجانے تم نے میرے بارے میں کیا کچھ سوچا ہو گا۔

اس نے ایشو کی ٹھوڑی اوپر اٹھائی لیکن دوسرے ہی لمحے اس کا ہاتھ ایک۔ جھٹکے سے الگ ہو گیا ایشو کا چہرہ پھر بالکل ویسا ہی نظر آ رہا تھا ایشو پاگلوں کی طرح رام چندر کو دیکھنے لگی لیکن رام چندر کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔ اس کے منہ سے

ڈری ڈری چیخیں نکل رہی تھیں کیونکہ اب اسے ایشو کا چہرہ بدلا ہوا نظر نہیں آ رہا تھا بلکہ وہ ہی کالی صورت جس پر دو سرخ آنکھیں زرد روشنی اگلتی ہوئی سرخ آنکھیں اسے نظر آ رہی تھیں رام چندر بری لرح پیچھے ہٹ گیا تو ایشو مسہری سے اتر کر نیچے آ گئی اور انتہائی پریشانی کے عالم میں رام چندر کو دیکھ رہی تھی اور رام چندر کا چہرہ ایک بار پھر پسینے میں ڈوب گیا تھا ایشو اس کی جانب بڑھی تو رام چندر کو اس کی یہ آواز بھی بہت بھیانک محسوس ہو رہی تھی رام چندر کے اوسان خطا ہوئے جا رہے تھے پھر وہ دہشت بھرے انداز میں حلق پھاڑ کر چیخا بچاؤ بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ اس کی زوردار چیخیں باہر سن لی گئی تھیں اور کچھ لوگ جو آس پاس موجود تھے یہ چیخیں سن کر دروازے پر پہنچ گئے باہر سے انہوں نے زور سے دروازہ بجا دیا تو رام چندر نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی اور اس کے بعد نجانے اس نے پہلے دروازہ کھولا تھا کیا ہوا رام چندر کیا بات ہے بچاؤ مجھے بچاؤ رام چندر دہشت زدہ لہجے میں چیخا اور بے ہوش ہو گیا چاروں طرف اطلاع ہو گئی بے ہوش رام چندر کو اٹھا کر کمرے میں لے جایا گیا دلیپ چند اور اس کی دھرم پتنی دوڑے ہوئے پہنچ گئے اور بیٹے کی حالت دیکھ کر گھبرا گئے بڑی زبردست بھاگ دوڑ شروع ہو گئی تھی پھر دلیپ چند دھرم پتنی کو بہو کا خیال آیا اور وہ چیخ کر بولی ارے کسی نے بہو کو دیکھا نہیں تمہارا ستیاناس اسے بھی تو دیکھو جاؤ۔

دلیپ چند بھی چونک پڑے تھے بیٹے کی حالت پر اتنے حواس باختہ ہو گئے تھے کہ بہو یاد ہی نہیں رہی تھی بہت سے لوگ رام چندر کے کمرے کی طرف دوڑے ایشو پاگلوں کی طرح کھڑی ہوئی تھی اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا ابھی گھونگھٹ بھی نہ اٹھا تھا کہ یہ بپتا پڑ گئی کسی نے پوچھا بہو کیا بات ہے کیا ہو گیا ہے پتا نہیں وہ سسکتی ہوئی بولی اتنی دیر میں خود دلیپ چند کی دھرم پتنی وہاں آ گئی بہو ٹھیک تو ہے ناں۔ انہوں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ہاں بہو رانی ٹھیک ہے کمرے میں اور کوئی تو نہیں ہے نہیں جاؤ تم سب لوگ لوگ باہر جاؤ ایشو پریشان کھڑی تھی بہو کیا ہو گیا تھا رام چندر کو میں نہیں جانتی ماں جی ایشو نے روتے ہوئے کہا ہوا کیا تھا بس کچھ نہیں میرے پاس آئے تو بس ایک چیخ ماری پھر ٹ۔ ہو گئے ہاں ٹھیک ہو گئے مجھ سے کہنے لگے کہ انہوں نے ایک بھیانک چہرہ دیکھا ہے بھیانک چہرہ ہاں کہاں دیکھا وہ چہر مجھے نہیں معلوم پھر کیا ہوا اس کے بعد انہیں شاید وہ بھیانک چہرہ نظر آیا تھا پھر وہ مسلسل چیختے رہے اور دروازہ کھول کر باہر بھاگ گئے ہائے یہ کیا ہوا ہے رام چندر کی ماں سینے میں ہاتھ مارتے ہوئے بولی پھر انہوں نے کہا کیا تم نے بھی وہ چہرہ دیکھا بیٹی۔ نہیں ماں جی ایشو نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا اتنی دیر میں دلیپ چند بھی وہاں پہنچ گئے دیوی۔ دیوی بہو کیسی ہے میں اندر آ جاؤں۔ آ جاؤ دیوی نے کہا کیسی ہے، بہو یہ تو ٹھیک ہے ہاں کچھ عجیب باتیں بتا رہی ہے دیوی نے کہا اور وہ سب کچھ دلیپ چند کو بتا دیا جو ایشو نے انہیں بتایا تھا اور دلیپ چند حیران رہ گئے یہ سب کیا ہے اب میں کیا جانوں اور وہ کیسا ہے ہوش میں آ گیا ہے مگر کچھ بول نہیں رہا اب کیا کریں میری خود سمجھ میں نہیں آ رہا ہے اس سے کچھ پوچھا ہاں مگر خاموش ہے آؤ میں معلوم کروں بہو کے پاس کسی کو چھوڑ دیتے ہیں مگر بہو کسی اور کو کچھ نہ بتانا بس یہ بتانا کہ پتہ نہیں کیا طبیعت خراب ہو گئی دیوی نے کہا اور پھر کچھ لڑکیوں کو ایشو کے پاس چھوڑ کر چلی گئیں ایشو کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی یہ اس کی لاکھوں ارمانوں کی رات تھی اور پھر رام چندر اسے پسند تھا بہت سے سپنے دیکھے تھے اس نے رام چندر کے مگر ۔۔ مگر۔ دوسری طرف رام چندر ہوش میں آ گیا تھا اور پریشان تھا دلیپ چند اور دیوی کمرے میں گئے اور پھر انہوں نے تمام لوگوں سے باہر چلے جانے کو کہا جب سب لوگ باہر نکل گئے تو انہوں نے رام چندر سے کہا چندر بیٹا ہوا کیا تھا کیا بتاؤں پتا جی عجیب بات ہو گئی بتاؤ بیٹے کہ کیا ہو گیا پتا جی جب میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو ایک بہت ہی بھیانک چہرہ مجھے نظر آیا کوئلے کی طرح جلا ہوا سیاہ چہرہ جس پر دو سرخ آنکھیں روشن تھی میرے حواس درست تھے پتا جی۔ مگر وہ چہرہ بہت ہی بھیانک تھا رام چندر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

کس کا چہرہ تو نے دیکھا تھا دیوی نے کہا ایشو کا ماں ایشو کا اس کا چہرہ نظر آیا تھا تجھے ہاں ماں۔ پھر کیا ہوا رام چندر

دلیپ چند نے پوچھا بعد میں وہ ٹھیک ہوئی میں نے اسے بتایا کہ کیا ہوا ہے وہ خود حیران تھی بیچاری پھر اس کے بعد میں اسے دوبارہ چھونے کی کوشش کی تو پتا جی پھر وہ ہی چہرہ بن گیا اس کا اور پھر پھر وہ ٹھیک نہ ہوا وہ اٹھ کر میری طرف بڑھی تو وہ کوئلے کا ایک بت نظر آئی ایک ہیبت ناک بت اور میں کمرے سے نکل بھاگا رام چندر سہمے ہوئے لہجے میں بولا ہارے یہ سب کیا ہو گیا خاموش رہو مجھے بات کرنے دو دلیپ چند نے پتنی کو ڈانٹتے ہوئے کہا پھر چندر بولا چندر تم نے دارو تو نہیں پی ہے بالکل نہیں پتا جی۔

اور کوئی نشے کی چیز میرا بیٹا نشہ نہیں کرتا دیوی نے برا مانتے ہوئے کہا تو پھر کیا ہوا دلیپ چند نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رام چندر سے بولے چندر ایک بات سچ بتا کیا تجھے بہو پسند نہیں ہے سچ تول چندر تمہاری سوگند پتا جی ایسی کوئی بات نہیں ہے میرا بیٹا ایسا چالاک نہیں کہ۔ کہ میں تو ایک ہی بات جانتی ہوں دیوی نے کہا۔ ارے یہ کیا ہو گیا ہے ہمارے ساتھ دھوکہ ہو گیا ہے لڑکی میں کھوٹ ہے اس میں بھوت پریت ہیں بنسی راج نے اسے ہمارے سر منڈھ دیا ہے۔ دیوی نے کہا اور وہ دونوں حیرت سے دیوی کا منہ دیکھنے لگے۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تیری کیا دشمنی ڈلوائے گی ہمارے بیچ جانتی ہے نتیجہ کیا ہوگا تو پھر میرے بیٹے کا کیا ہوگا یہ فیصلہ وہ خود کرے گا ایسی کوئی بات نہیں پتا جی اس بے چاری کا کوئی دوش نہیں ہے مجھے ہی کچھ ہو گیا ہے خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا اسے کچھ نہ کہا جائے یہ سب کچھ میری ہی کمزوری ہے یوں کرو دیوی آج رات تم اس کے ساتھ رہو دو چار دن دیکھتے ہیں پھر سوچیں گے ہو سکتا ہے کل ہی سب کچھ ٹھیک ہو جائے فوراً ہی کوئی فیصلہ تو نہیں کیا جا سکتا ہے جیسے تم کہو دیوی تیار ہو گئی دلیپ چند خود اس ہنگامے سے شرمندہ تھے لوگ کیا سوچیں گے وہ تو یہ اچھی بات تھی کہ باہر کے مہمان مہمان خانے میں تھے اور انہیں کچھ معلوم نہیں ہوا تھا ورنہ تھو تھو ہو جاتی جتنے منہ اتنی باتیں ہوتیں دیوی شوہر کے اشارے پر دیوی کے پاس آ گئی جانتی تھی کہ ایشو بھی کوئی گرے پڑے گھر کی لڑکی نہیں ہے بڑی ناک والے ٹھاکر کی بیٹی ہے اور اتنا کچھ دیا تھا کہ بنسی راج نے اسے کہ گھر بھر دیا تھا دیوی کا اس لیے کوئی ایسی ویسی بات تو نہیں کہہ جا سکتی تھی تاہم جب سب چلے گئے تو انہوں نے ایشو سے کہا بہو دل تھوڑا نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا ہاں کچھ باتیں ضرور پوچھنی ہیں تم سے۔ جی ماں جی کوئی ہوا تو نہیں لگی تھی۔ ہوا ایشو نے تعجب سے پوچھا۔ ہاں میرا مطلب کہ کبھی طبیعت خراب تو نہیں ہوئی تمہاری۔ کبھی نہیں ماں جی۔۔ کبھی سپنے میں کوئی بھوت پریت تو نہیں دیکھا۔۔ کبھی نہیں بس کہانیاں سنی ہیں ان کی ایشو نے معصومیت سے جواب دیا۔

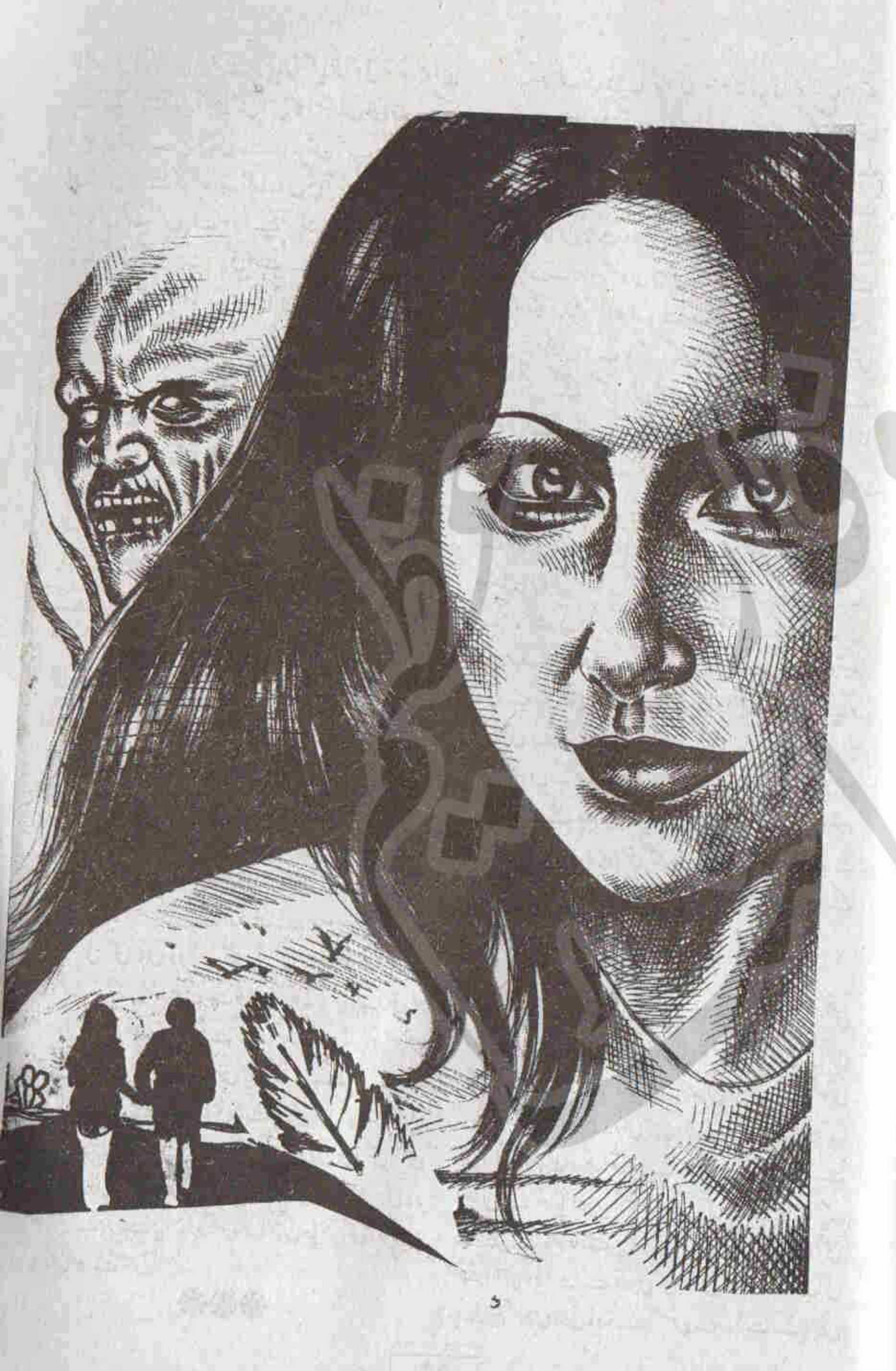
دیوی ساری رات پریشان رہی انہیں خود بھی ڈر لگ رہا تھا بہر حال صبح ہو گئی دن میں رام چندر کا ایشو سے سامنا ہوا تو وہ سخت شرمندہ تھا تنہائی میں اس نے ایشو سے معافی مانگی تھی پھر دوسری رات آ گئی اور رام چندر نے خود کو پوری طرح سنبھال لیا دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ وہ ایشو کے پاس پہنچا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا ہماری پہلی رات تو عجیب سی کیفیت کی نظر ہو گئی ایشو تم بھی کیا سوچتی ہو گی میرے بارے میں نجانے آپ کو کیا ہو گیا تھا میں کیا جانو پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اب کیسی لگ رہی ہوں میں ایشو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چاند سے بھی زیادہ سندر چندر نے جذبات بھرے لہجے میں کہا اور ایشو ہنسنے لگی رات کو تو آپ نے مجھے بھوت بنا دیا تھا میں شرمندہ ہوں ایشو چندر نے کہا اور محبت بھری نظروں سے ایشو کو دیکھنے لگا لیکن اچانک اس کا دل ہول اٹھا ایشو کا چہرہ تاریک ہوتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں سے سرخ روشنی پھوٹنے لگی تھی چندر کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا جسے ایشو نے محسوس کر لیا۔ چندر جی اس نے چندر کو پکارا ایشو یہ تمہیں کیا ہو رہا ہے یہ تمہارا چہرہ ایشو پھٹی پھٹی آنکھوں سے چندر کو دیکھ رہی تھی ادھر چندر جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ بہت خوفناک تھا اس نے دیکھا کہ ایشو کا پورا جسم کوئلے کے مجسمے میں بدل گیا ہے اس کا چہرہ بے حد خوفناک ہو رہا تھا پھر ایشو کے منہ سے بھیانک سی آواز نکلی چندر مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا لیکن یہ میرے دشمن کی بیٹی ہے بنسی راج خاندان کا کوئی فرد بھی خوش نہ رہ سکے گا اسے واپس اس کے گھر پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا چندر تم بھی مارے جاؤ گے سنا تم نے اس

کے بعد الرم نے اسے چھونے کی کوشش کی تو تو ایشو کے کوئلے سے بنے ہوئے ہاتھ چندر کی گردن کی طرف بڑھے اور چندر کے حلق سے ایک دہشت میں ڈوبی چیخ نکل گئی وہ اچھل کر مسہری سے نیچے گر پڑا اس کا سر زخمی ہو گیا تھا پھر اس نے دوسری چیخ ماری اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا دلیپ چند آج ہوشیار تھے ڈیوڑھی کے پاس ہی اپنی پتنی کے پاس موجود تھے چیخ سنتے ہی پاگلوں کی طرح دوڑے اور چندر کے پاس پہنچ گئے چندر کیا ہوا چندر اسے دیکھو اس کے سر سے خون نکل رہا ہے ہائے دوڑو دیکھو میرے بچے کو کیا ہوا ہے۔

دیوی نے روتے ہوئے کہا دوسری رات کا ہنگامہ شروع ہو گیا دلیپ چند بھلا کب تک بات چھپا سکتے تھے اب وہ سنجیدہ ہو گئے تھے انہوں نے چند بڑوں کو بلایا اور چندر کو سمجھانے گئے ہوا کیا آخر ایک بزرگ نے پوچھا ماما جی یہ آپ کے سامنے خود بتائے گا دلیپ نے کہا کیا بتاؤں دادا جی خود میری سمجھ میں نہیں آ رہا پچھلی رات کے بارے میں میں آپ کو بتا دوں یہ اسی طرح چیخا تھا اور اس نے ایک عجیب کہانی سنائی تھی کیسی کہانی ماما نے پوچھا اور دلیپ نے وہ کہانی انہیں سنا دی آج بھی ہوش میں ہے دلیپ نے کہا آج کیا ہوا چندر بیٹے وہی سب کچھ ہوا دادا جی آج تو آج تو اور بھی بہت کچھ ہوا ہے چندر ایک سسکی لے کر بولا اس کے زخم پر پٹی باندھ دی گئی پھر اس نے پوری کہانی سنا دی اور سب سوچ میں پڑ گئے دیوی نے کہا میں نے تو کل ہی کہہ دیا تھا ارے بھیج دو اس چڑیل کو اس کے گھر ہمیں اپنے بچے کا جیون خطرے میں نہیں ڈالنا اس سے کہہ دو ماما جی کہ یہ اپنی بکواس بند کرے دلیپ غرا کر بولے تو کیا جان لو گے بیٹے کی دماغ خراب ہے تمہارا کچھ سوچنے دو آج جو کچھ ہوا ہے دلیپ بیٹے وہ تو بہت خطرناک بات ہے کسی بری آتما سے بنسی راج کی دشمنی ہے اور یہ دشمنی اب ہمارے گھر آ گئی ہے کیا کویں ماما جی میرا دماغ کام نہیں کرتا ہے کسی سیانے کو بلا کر مشورہ کرو کسی رشی منی کو پکڑو اور کیا ہو سکتا ہے جو چاہے کریں میری حالت خراب ہو رہی ہے دلیپ نے کہا اور دوسرا دن ایشو کے لیے بہت برا دن تھا اسے اس کے کمرے میں تنہا چھوڑ دیا گیا تھا جو نوکرانیاں کھانا دینے آتی وہ بھی ڈری اور سہمی تھیں ایشو پورے دن اپنے کمرے میں آنسو بہاتی رہی ادھر دوسری کارروائیاں ہو رہی تھیں کئی سادھو سنت حویلی میں آ گئے تھے اور اپنی اپنی الاپ رہے تھے آج تو چندر نے دوبارہ اس کمرے کی طرف جانے کی ہمت نہیں کی تھی ایشو اپنی تقدیر پر تو رو رہی تھی دیوی تو اس کی شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتی تھی انہوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کا جیون برباد کرنے کے لیے تیار نہیں وہ ایشو کو چڑیل کہہ کر مخاطب کرتی تھیں۔

خود ایشو کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور کیا کرے اور کیا نہ کرے ادھر چندر بہت پریشان تھا ایشو کو اس نے پسند کر کے شادی کی تھی لیکن وہ ان لمحات کو نہیں بھول سکتا تھا اور جب بھی اسے یاد آتا وہ دہشت زدہ ہو جاتا تھا بے شک ایشو اسے پسند تھی وہ اسکی دھرم پتنی تھی لیکن وہ اس کے لیے اپنے جیون کو داؤ پر نہیں لگا سکتا تھا جب بے چارے دلیپ چند جی چاروں طرف سے مایوس ہو گئے اور انہیں اس مسئلے کا کوئی حل نظر نہ آیا تو انہوں نے پھر اپنے سارے بزرگوں کو اکٹھا کرنے کی ٹھان لی وہ اس مسئلے کا حل چاہتے تھے انہوں نے بزرگوں کو جمع کیا اور کہا آپ لوگ میری مدد نہیں کر رہے مجھے نہیں بتا رہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے سادھو سنت تو کچھ بتانے سے قاصر رہے دلیپ اب تم ہی بتاؤ ہم اور کیا کر سکتے ہیں تو پھر تو پھر کیا میں ایشو کو بنسی راج کے گھر پہنچا دوں اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے بیٹے کا جیون تو داؤ پر نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ ہوں اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ بہتر ہے بنسی راج سے بات کر لی جائے کوئی بات وات نہیں کرنی ہمیں بس اس چڑیل کو ہمارے گھر سے نکال دو تا کہ ہمارے بیٹے کا جیون بچ جائے دیوی نے کہا تو پھر تم ہی یہ سارے کام کر لو دیوی مجھے تو معاف ہی رکھو دلیپ نے کہا۔ ہاں ٹھیک ہے دیوی بولی میں بات کروں گی بنسی راج سے اور لے جاؤں گی اسے پریم نگر دیوی ایشو کو لے کر پریم نگر چل پڑی۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ انسان نہیں ہے انسان کے روپ میں کوئی چڑیل ہے۔

(اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے اگلا شمارہ ضرور پڑھیے۔)



پیپل کا پیڑ

---تحریر: عنبر حسین۔ حیدر آباد---

میں جنات میں سے ہوں میری رہائش ہے پیپل کے درخت پہ اور اس خوشبو کا سبب بھی میں ہوں جو درخت سے آتی ہے اس مردانہ آواز نے اپنا تعارف کرایا اب بھی کمرے میں دھند چھائی ہوئی تھی پیپل کا درخت اور پراسراریت۔ آج وہ اس پراسراریت کا راز جان گئیں جو انہیں اس درخت پر نظر آتی تھی۔ آپ میرے لیے قابل احترام شخصیت ہیں اور میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ آپ ایک نیک دل خاتون ہیں دوسروں کا خیال کرنے والی ہمدرد انسان۔ آپ کی خوبیوں کی وجہ سے مجھے آپ سے لگاؤ اور انیست ہے آپ گھر سے آئیں تو میں بھی پیچھے آ گیا یہی وجہ ہے کہ پیپل کے درخت کی مہک ختم ہوگئی ہے وہ کہتا جا رہا تھا اور وہ سنتی جا رہی تھی ایک جن ان کی اچھی عادتوں کی وجہ سے ان سے انسیت رکھتا ہے ان کا احترام کرتا ہے یہ سن کر وہ شدید حیرانگی میں جکڑی ہوئی تھیں۔ میں آپ کو یہاں رہنے نہیں دینا چاہتا مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے کہ آپ بے سہاروں کے اداروں میں رہیں لہذا آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ واپس آپنے گھر چلیے۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

کئی دنوں سے پیپل کے درخت سے مہک نہ آ رہی تھی سب سے پہلے یہ بات آمنہ نے نوٹ کی تھی آمنہ فاطمہ بی بی کی پرانی ملازمہ تھی وہ برسوں سے فاطمہ بی بی کے گھر میں ملازمہ تھی اور اچھا کام کرنے کی عادی تھی گھر کے کسی فرد کو کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی تھی البتہ اسے شکوہ ضرور تھا گھر کے تمام اہل خانہ سے سوائے فاطمہ بی بی کے۔۔ گھر کے لوگ فاطمہ بی بی کا ہرگز دھیان نہیں رکھتے تھے فاطمہ بی بی کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا ان کے تین بچے تھے دو بیٹیوں کو وہ رخصت کر چکی تھیں ایک بیٹا شادی شدہ تھا ملک سے باہر ملازمت کرتا تھا بہو فہمیدہ نے ان سے بنا کر نہ رکھی تھی حالانکہ انہوں نے بہت کوشش کی تھی بددماغ سی عورت تھی بزرگ خاتون برداشت نہ ہوتی تھی بہانے بہانے سے لڑا کرتی تھی چار پوتے پوتیاں تھے جو ماں کی دیکھا دیکھی ان سے بدتمیزی کرتے ان پر چیختے چلاتے تھے آمنہ کو بہت افسوس ہوتا تھا اسے یاد نہیں کہ انہوں نے کبھی کوئی شکوہ شکایت کی ہو چپ سادھی رکھتیں ایک لفظ بھی نہ بولتی تھیں دل زیادہ اداس ہو جاتا تو خاموشی کے ساتھ اپنے پودوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو جاتیں آمنہ کو ان سے ہمدردی تھی اور وہ ان سے پیار بھی کرتی تھی وہ تھیں ہی اچھی شخصیت کی مالک نیک پرہیزگار پانچ وقت کی نمازی تہجد کی نماز بھی پڑھتی تھیں پرشفیق اور غریبوں کا خیال رکھنے والی نیک دل خاتون وہ جب بے سہاروں کے ادارے جانے لگیں تو اسنے انہیں بہت روکا تھا منتیں کی تھیں مگر وہ نہ مانیں۔ نہ آمنہ --جانے دے مجھے ادھر کسی کو میری ضرورت نہیں ہے سب مجھ سے بے زار ہیں میری بہو مجھ سے نالاں ہے کیسے خوشی خوشی رخصت کرا کے لائی تھی اب یہ طعنے اور بدتمیزی مجھ سے سہی نہیں جاتی سچ پوچھو تو اب مین ان جھگڑوں سے تھک چکی ہوں انہوں نے دکھ سے کہا اس نے بہت منع کیا مگر فاطمہ بی بی اس کے روکنے کے باوجود چلی گئیں بہو بیگم خوش تھیں بس ایک وہی افسردہ تھیں اس نے جاتے جاتے انہیں ایک سستا موبائل بھی دے دیا تھا جب وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔ کہ کس لیے آمنہ۔ انہوں نے تحیر سے استفسار کیا تھا مین آپ سے بات کیا کروں گی جی وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی تو

فاطمہ بی بی کو اس کی محبت پر پیار آ گیا تھا کوئی تو تھا جو ان سے پیار کرتا تھا پر آمنہ میں اس کا استعمال ہی نہیں جانتی دیکھ کر قدرے پریشانی سے کہا۔ میں آپ کو فون اٹھانا اور لائن کاٹنے کا طریقہ سمجھا دوں گی آمنہ کے پاس بھی موبائل تھا جس سے وہ اپنے رشتہ داروں سے بات چیت کرتی تھی بہت دیر کی محنت کے بعد فاطمہ بی بی کو وہ سمجھانے میں کامیاب ہو چکی تھی پھر وہ موبائل لے کر اس گھر سے چلی گئیں تھیں۔

❁❁❁

یہ کیا۔۔ برسوں پرانی خوشبو کیسے اڑنچھو ہو گئی پیپل کے درخت کو دیکھتے ہوئے اسے یکا یک خیال آیا تھا وہ حیرت زدہ تھی اور اس کی حیرت بجا تھی وہ حیرانگی سے پیپل کا پیڑ تک رہی تھی بہو بیگم کا چھوٹا لڑکا اس کے پاس چلا آیا ۔کچن میں موبائل چھوڑ رکھا ہے کب سے بج رہا ہے پیپل کے درخت پہ جا من تلاش کر رہی ہو۔ وہ بدتمیزی سے کہتا ہوا موبائل پکڑا کر چلتا بنا۔ کیس ہو آمنہ۔ فاطمہ بی بی کا فون تھا وہ خوش ہو گئی ٹھیک ہوں بی بی جی۔ آپ سنائیں۔ ایک دوسرے کی خیر خیریت پوچھی گئی آمنہ۔ انہوں نے ایسے انداز میں پکارا جیسے کوئی خاص بات سنانا چاہتی ہو جی بی بی جی۔۔ میرے کمرے میں ایسی مہک بھری ہے جیسی پیپل کے پیڑ سے آتی تھی انہوں نے بتایا تو وہ حیرت زدہ ہوئی بی بی جی میں بھی آپ کو ایک چونکا دینے والی بات بتاتی ہوں ۔ہاں بتاؤ۔ ادھر پیپل کے درخت سے برسوں پرانی مہک آیا کرتی تھی ناں وہ اب نہیں آ رہی ہے کچھ دنوں سے ۔اچھا۔۔ انہیں شدید حیرت کا جھٹکا لگا۔ یہ کیا کہہ رہی ہو برسوں پرانی مہک یک لخت کیسے ختم ہو گئی۔ میں تو حیران ہوں بی بی جی اور آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ کے کمرے سے ۔۔ اس سے پہلے کہ آمنہ اپنی بات پوری کرتی فاطمہ بی بی نے اس کی بات کاٹ دی بعد میں فون کروں گی ابھی رکھتی ہوں انہوں نے جلدی سے کہا تھا اور لائن کاٹ دی وہ پیپل کے درخت پہ زیادہ تبصرہ کرنا نہیں چاہتی تھی وہ پرانی باتیں سوچنے لگیں۔

❁❁❁

فاطمہ بی بی کی شادی سترہ برس کی عمر میں ارشد صاحب سے ہوئی تھی ارشد صاحب کے گھر کے صحن میں پیپل کا بہت پرانا درخت تھا پہلی بار جب فاطمہ بی بی نے یہ درخت دیکھا تو دیکھتی رہ گئی تھیں ایسا نہیں تھا کہ درخت پر کوئی خاص بات دکھائی دے رہی تھی مگر انہوں نے پراسراریت ضرور محسوس کی تھی تناور لمبا اور گھنا درخت جسے دیکھ کر لگا کہ کچھ پراسرار بات ہے لیکن وہ اپنے محسوسات کو کوئی نام نہیں دے پائیں تھیں پورے صحن میں خوشبو بسی ہوئی تھی بھینی بھینی دل فریب مہک یہ خوشبو کیسی ہے انہوں نے ارشد صاحب سے پوچھا کیا تم یقین کرو گی الٹا انہوں نے سوال کیا۔ جی کہیے۔ وہ ان کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی یہ مہک اسی پیڑ سے آ رہی ہے انہوں نے پیپل کے درخت کی جانب اشارہ کیا گیا۔۔ وہ انگشت بدنداں رہ گئی مگر پھر سنبھل کے بولیں لیکن یہ خوشبو پیپل کے درخت کی ہرگز نہیں۔۔ جی ہاں پیپل کے درخت کی ایسی مہک نہیں ہوتی ہے مگر اس درخت سے ایسی ہی خوشبو آتی ہے میں بچپن سے اس درخت کو دیکھ رہا ہوں آپ کو اپنی امی کے لھ جانا ہے کب تک نکلنا ہے انہوں نے ان کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی جو یک ٹک سامنے موجود درخت کو دیکھے جا رہی تھیں جی آدھے گھنٹے بعد وہ بدستور درخت کی جانب دیکھ رہی تھیں ان کا ذہن خوشبو والی بات قبول نہیں کر رہا تھا وہ دل میں سوچ رہی تھیں بھلا پیپل کے درخت سے خوشبو۔۔ کچھ تو بات ہے۔

❁❁❁

سوا دس بج رہے تھے چاند کی یقیناً چودہ تاریخ تھی پورے صحن میں پیپل کے درخت کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی صحن کے سامنے برآمدہ تھا تخت پر براجمان فاطمہ بی بی خموشی سے پیپل کا درکت تک رہی تھیں وہی پراسراریت تھی جب پہلی بار درخت دیکھا تھا جانے یہ کیسی پراسراریت ہے انہوں نے سوچا اور یہ خوشبو وہ آہستگی سے چلتی ہوئیں درخت سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئیں ایس الگا کہ واقعی خوشبو اسی درخت سے آ رہی تھی انہیں ارشد صاحب کی بات سچ محسوس ہوئی وہ مارے تجسس کے درخت کے بالکل برابر آ کھڑی ہوئی تھیں انہوں نے اوپر کی جانب دیکھا تو کوئی ہیولہ محسوس ہوا تھا وہم لگا۔ مگر غو سے دیکھا تو دیکھتی رہ گئیں وہ سایہ ہی تھا مگر کس چیز کا۔ یہ انہیں سمجھ نہیں آیا خوف محسوس ہوا تو وہ تیز رفتاری سے چلتی ہوئیں اپنی خوابگاہ میں آ گئی تھیں ارشد صاحب موجود تھے۔ سنیے۔ میں نے ابھی ابھی پیپل کے درخت پر کسی شے کا سایہ دیکھا ہے۔ کیسا سایہ وہ چونکے۔۔ یہ تو مجھے خود سمجھ نہیں آیا۔ پہلی بار سے مجھے اس درخت پر پراسرایت محسوس ہو رہی ہے ۔وہم ہے۔۔ آپ نے خوشبو کا زیادہ اثر لے لیا ہے اس لیے آپ کے دماغ میں ایسی باتیں آ رہی ہیں ایسا کچھ بھی نہیں انہوں نے قطعیت سے کہا تو وہ چپ ہو گئیں بحث نہ کی۔ سو جائیے۔ آپ تہجد کی نماز پڑھنے اٹھتی ہیں۔ ارشد صاحب کے کہنے پر انہوں نے سر ہلا دیا فاطمہ بی بی کے گھر میں سبھی لوگ تہجد کی نماز ضرور پڑھتے تھے انکے والد صاحب مسجد کے پیش امام تھے اور انہوں نے اپنی اولاد کی بہت اچھی پرورش کی تھی یہی وجہ تھی کہ فاطمہ بی بی پرہیزگار اور عبادت گزار تھیں۔

❁❁❁

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس درخت کی عادی ہوتی گئیں درخت سے آتی خوشبو انہیں معمول لگنے لگا تھا گھر میں ان کے دیور کی شادی تھی رشتہ داروں سے گھر بھر چکا تھا نند تو کوئی نہیں تھی وہ خود بڑی بہو تھیں چونکہ مہمان زیادہ تھے لہذا صبح کا ناشتہ دوپہر کا کھانا اور رات کا کھانا زیادہ پکتا۔ آخر میں برتنوں کا ڈھیر ان کی راہ تک رہا ہوتا تھا وہ ان دنوں بہت مصروف تھیں دوپہر کے کھانے میں غلطی سے ان سے گوشت جل گیا وہ بہت پریشان ہوئیں پریشانی کے عالم میں وہ اپنی ساس کو بتانے کچن سے نکل کر ان تک جا پہنچی اماں۔۔ سالن جل گیا ہے اب کیا کروں مہمانوں کی موجودگی کا خیال رکھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ اوہ۔۔ چلو میں دیکھتی ہوں وہ ان کے ساتھ کچن تک پہنچیں اور جب انہوں نے پتیلی کا ڈھکن ہٹایا تو جلے گوشت کی بجائے سالن کی مہک اٹھ رہی تھی فاطمہ بی بی حیران کھڑی تھیں۔ اے بہو۔۔ خوشبو کا بہت اچھی آ رہی ہے اور تم کہہ رہی ہو سالن جل گیا ہے کیا اچھی رنگت ہے۔ ان کی ساس نے قدرے ناراضگی سے کہا تھا اور وہ تو بس حیرت سے چپ رہ گئی تھیں جب انہوں نے ارشد صاحب کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے خوب مذاق اڑایا۔۔ واہ واہ جلا سالن ٹھیک ہو گیا ہاہاہا۔۔ ارشد صاحب بدستور ان کا مذاق اڑا رہے تھے جس پر وہ برا مان گئیں ۔میں غلط بیانی نہیں کر رہی ایسا ہی ہوا ہے آپ کو میری بات کا یقین نہیں کرنا تو نہ کیجئے انہوں نے خفگی سے کہا اور چائے کا کپ پکڑ کر چلتی بنیں ارشد صاحب خاموشی سے چائے پینے لگے انہیں تو یہی لگا تھا کہ فاطمہ بی بی نے ان سے مذاق کیا ہے۔

❁❁❁

اس روز بارش تیز ہو رہی تھی وہ صحن میں موجود کنواں کے پاس چلی آئیں ان کے صحن میں ایک کنواں تھا تمام افراد کنواں کا پانی ہی استعمال کرتے تھے وہ کنواں میں ڈول ڈالتی جاتیں نکالتی جاتیں۔ بارش کے سبب چونکہ پھسلن تھی لہذا یہ کام وہ احتیاط سے کر رہی تھیں مگر پھر بھی ان سے غلطی ہو گئی ان کا پیر پھسلا وہ بری طرح چیخیں وہ کنواں میں گرنے لگی تھیں کہ کسی نے انہیں تھام لیا مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا وہ شدید انگشت بدنداں۔۔ خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ سرپٹ اندر کی جانب دوڑی تھیں لیکن اس بار انہوں نے ارشد صاحب کو کچھ نہ بتایا انہیں اندازہ تھا کہ وہ یقین نہیں کریں گے۔

❁❁❁

وقت گزرتا گیا فاطمہ بی بی اپنے تین بچوں میں مصروف ہو گئیں جوانی ڈھل کے بڑھاپے میں تبدیل ہو چکی تھی ارشد صاحب کا ہارٹ اٹیک کی وجہ سے انتقال ہو چکا تھا بچوں کا پالا پوسا شادیاں کیں فاطمہ بی بی کی بہو فہمیدہ ایک جھگڑالو عورت تھی ان سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھی پیپل کے پیڑ سے اب بھی خوشبو آیا کرتی تھی اور اس درخت کی پراسراریت اب بھی موجود تھی فہمیدہ کے جھگڑے بڑھتے گئے تو فاطمہ بی بی نے یہ گھر چھوڑنے کی ٹھانی اور بے سہاروں کے ادارے چلی آئیں تو انہیں اپنے

اردگرد وہی خوشبو محسوس ہوئی جیسی پیپل کے درخت سے آتی تھی وہ بہت حیران ہوئی تھیں اور جب آمنہ نے انہیں یہ بتایا کہ پیپل کے درخت کی مہک ختم ہو چکی ہے تو وہ مزید حیرت زدہ ہو چلی تھیں بھلا یہ کیسے ہو گیا وہ خوشبو۔۔وہ خوشبو تو برسوں پرانی ہے میں شادی ہو کر تیس برس پہلے آباد ہوئی تھی اور مجھ سے پہلے بھی وہ مہک مہکا کرتی تھی اور اب یکا یک پیپل کے درخت کی برسوں پرانی خوشبو ختم ہو گئی ہے وہ سوچتی جا رہی تھیں انہوں نے دیکھا رات کے بارہ بج چکے تھے سوچتے سوچتے جانے اس پیپل کے درخت کا کیا قصہ ہے کیسا معمہ ہے وہ بڑبڑائیں اور پھر اچانک ہی حیرت انگیز بات ہوئی تھی انہیں محسوس ہوا کہ ان کی آنکھوں کے سامنے دھند چھا گئی ہے انہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا اور پھر کمرے میں آواز گونجی۔ایک مردانہ آواز۔

فاطمہ بی بی۔۔کیس نے انہیں پکارا تھا انکے جھریوں زدہ چہرے پر خوف چھا گیا تھا ان کی آواز ہی نہ نکل پائی دوبارہ ان کا نام پکارا گیا تو بمشکل ان کے منہ سے آواز نکلی۔ک۔۔کون ہے۔آپ کو واپس گھر چلنا چاہیے۔وہ اجنبی آواز ان سے مخاطب تھی۔کیا۔۔وہ اس مطالبے پہ حیران رہ گئیں مگر وہ بدستور دہشت سے کانپ رہی تھیں۔آپ کے گھر میں پیپل کا پیڑ ہے وہ میری قیام گاہ ہے پیپل کا درخت۔قیام گاہ۔وہ چوکنا ہو گئیں پیڑ یہ قیام گاہ۔انہوں نے حیرانگی سے سوال کیا۔جی ہاں میں جنات میں سے ہوں میری رہائش ہے پیپل کے درخت پہ اور اس خوشبو کا سبب بھی میں ہوں جو درخت سے آتی ہے اس مردانہ آواز نے اپنا تعارف کرایا اب بھی کمرے میں دھند چھائی ہوئی تھی پیپل کا درخت اور پراسراریت۔آج وہ اس پراسراریت کا راز جان گئیں جو انہیں اس درخت پر نظر آتی تھی۔آپ میرے لیے قابل احترام شخصیت ہیں اور میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ آپ ایک نیک دل خاتون ہیں دوسروں کا خیال کرنے والی ہمدرد انسان۔آپ کی خوبیوں کی وجہ سے مجھے آپ سے لگاؤ اور انسیت ہے آپ گھر سے آئیں تو میں بھی پیچھے آ گیا یہی وجہ ہے کہ پیپل کے درخت کی مہک ختم ہو گئی ہے وہ کہتا جا رہا تھا اور وہ سنتی جا رہی تھی ایک جن ان کی اچھی عادتوں کی وجہ سے ان سے انسیت رکھتا ہے ان کا احترام کرتا ہے یہ سن کر وہ شدید حیرانگی میں جکڑی ہوئی تھیں۔

میں آپ کو یہاں رہنے نہیں دینا چاہتا مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے کہ آپ بے سہاروں کے اداروں میں رہیں لہذا آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ واپس آپنے گھر چلیے وہ ملتجانہ انداز سے بولا۔نن نہیں۔۔میرا دل بہت دکھا ہے میں اس گھر میں اب جانا نہیں چاہتی فاطمہ بی بی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔آپ اس گھر میں۔۔اس سے پہلے کہ وہ جن مزید کچھ کہتا فاطمہ بی بی نے اس کی بات کاٹ دی مجھے مجبور نہ کیجئے میں بالکل اس گھر میں جانا نہیں چاہتی ہوں فاطمہ بی بی نے نفی میں سر ہلایا۔مہربانی کیجیے فاطمہ بی بی۔آپ میرے کہنے میں چل کے تو دیکھیں مجھے یقین ہے سب آپ کی عزت کریں گے آپ کا احترام کریں گے بس ایک بار میری بار مان لیجیے وہ جن ان کو راضی کرنے میں لگا ہوا تھا۔

❁❁❁

بالآخر پیپل کا پیڑ والا ان کا منا چکا تھا فاطمہ بی بی دوبارہ گھر لوٹ آئیں فہمیدہ کا رویہ اس سے بہت اچھا تھا اور وہ شرمندہ بھی تھیں اسنے رو رو کر ان سے معافی مانگی پوتے پوتیاں بھی عزت کر رہے تھے انہوں نے بھی سب کو دل سے معاف کر دیا تھا اور گلے لگا لیا تھا۔آمنہ انہیں کچھ بتانے کے لیے بے چین تھیں کوئی پراسراریت وہ جب بتانے کے لیے منہ کھولتی فاطمہ بی بی منع کر دیتیں کیونکہ انہیں بخوبی اندازہ تھا کہ سب کے بہتر رویے کا سبب پیپل کے پیڑ والا۔ہی ہے وہ اس پیپل کے پیڑ والے کی بہت مشکور تھیں اور ہاں پیپل کے پیڑ کی برسوں پرانی بھینی بھینی مہک ایک بار پھر سے مہکنے لگی تھی۔

❁❁❁

زرد ویرانہ

۔۔۔تحریر: سونیا قادر۔ڈڈیال آزاد کشمیر۔۔۔

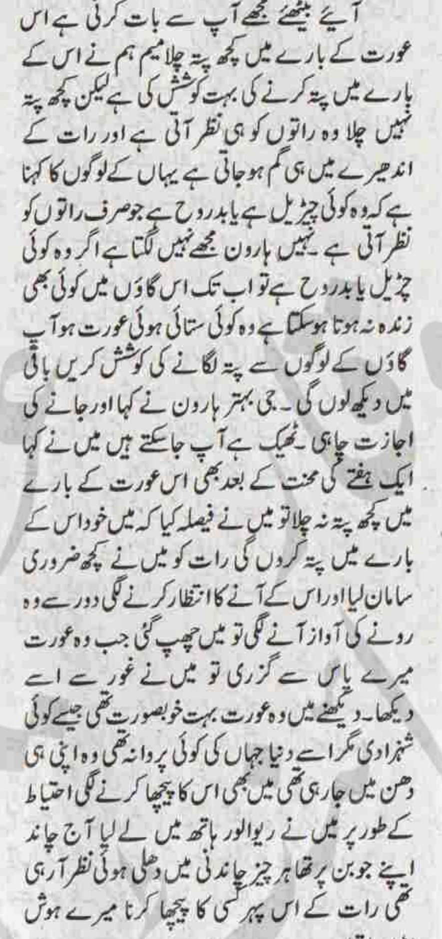
وہ عورت ایک قبرستان کے قریب رک گئی اور اس شدت سے روئی کہ مجھے لگا یہ اب زندہ نہیں بچے گی میں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگی قبرستان کی ہولناک خاموشی میں اس کا رانا ایسے لگ رہا تھا جیسے چڑیلیں مل کر بین کر رہی ہوں وہ عورت مڑی اور پھر چلنے لگی اب اس کا رخ دوسری طرف واقع ویرانے کی طرف جاتے ہوئے راستے کی طرف تھا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ جو بھی وہاں گیا لوٹ کر نہیں آیا کچھ سوچ کر میں نے اسے آواز دی سنئے۔رکیے تو۔میری آواز سن کر وہ صرف چند سیکنڈ کے لیے رکی اور پھر اپنے راستے پر چلنے لگی میں نے واپس لوٹ جانا مناسب نہ سمجھا اور اس کے پیچھے ویرانے میں داخل ہو گئی اچانک میرا پاؤں جھاڑیوں میں الجھ گیا جب تک میں پاؤں آزاد کرتی وہ بری طرح زخمی ہو چکا تھا وہ عورت مجھ سے کافی دور جا چکی تھی اور پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی جب میری نظر اردگرد کے ماحول پر پڑی تو خوف کی ایک لہر میری ریڑھ کی ہڈی کو سرد کر گئی میں ایک ایسے ویرانے میں کھڑی تھی جہاں ہر طرف خزاں رسیدہ درخت تھے وہاں ہر چیز کا رنگ زرد تھا زمین درخت گھاس حتیٰ کہ مجھے اپنے ہاتھوں کا رنگ بھی زرد نظر آیا۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔





وہ ایک بہت ہی کالی طوفانی سرد رات تھی ہر سو سناٹے کا راج تھا ابھی کبھی کتے کے بھونکنے سے فضا کا سکوت ٹوٹ جاتا ایسے میں خوف کی ایک لہر ریڑھ کی ہڈی کو درد کر جاتی چاند بھی اپنی چاندنی بکھیر کر بادلوں میں چھپ جاتا جیسے وہ بھی فضاؤں سے چھیڑ خانی کر رہا ہو درخت ایسے لگ رہے تھے جیسے بلائیں اپنے بازو پھیلائے کھڑی ہوں آج بھی میں اپنے کمرے میں کھڑکی کے پاس بیٹھی میز پر بکھرے کاغذات کو سمیٹ کر اٹھنے ہی والی تھی کہ مجھے وہی آواز سنائی دی روز کی طرح آج بھی اس آواز میں وہی درد وہی تڑپ تھی میں نے چونک کر کھڑکی سے نیچے دیکھا تو مجھے وہی عورت نظر آئی کالے لباس میں وہ رات کا حصہ معلوم ہو رہی تھی روز کی طرح بکھرے بال شانے سے ڈھکا ہوا آنچل ہوا کے دوش پر لہرا رہا تھا ننگے پاؤں اس عورت کو تو جیسے نہ تو موسم کی کوئی پرواہ تھی اور نہ ہی رات کے اندھیرے کا خوف میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تو وہ گیارہ بجا رہی تھی سردی کے موسم میں رات کے اس وقت تو کوئی پاگل ہی گھر سے نکلتا ہوگا۔ میرا نام ڈی ایس پی تمنا ہے جب سے میرا ٹرانسفر اس علاقے میں ہوا تھا تب سے لے کر آج تک کوئی دن ایسا نہیں گزرا تھا جب وہ عورت میں نے رات کے اس پہر نہ دیکھی ہو پہلے پہل تو مجھے لگا کہ شاید اس کا کوئی عزیز گزر گیا ہو تو یہ روتی ہوئی جا رہی ہے کہ وہ عورت میں نے دن کے وقت کبھی نہیں دیکھی اس علاقے میں آئے ہوئے مجھے کافی ٹائم ہو گیا تھا لیکن رات کے علاوہ میں نے اس عورت کو کبھی نہیں دیکھا صبح میں نے پھر سے اس کے بارے میں معلوم کرنے کا سوچا اور آ کر اپنے بستر پر سو گئی۔

رات دیر سے سونے کی وجہ سے صبح آنکھ بھی دیر سے کھلی ٹائم دیکھا تو نو ہونے والے تھے میں نے ملازم کا ناشتہ لگانے کے لیے کہا اور خود جلدی سے تیار ہونے لگی ناشتہ کر کے جلدی سے پولیس اسٹیشن پہنچ گئی سلام میڈم۔ چپراسی نے کہا وعلیکم اسلام۔ کرمو جاؤ اور انسپکٹر ہارون کو بھیجو جی میڈم کرمو کے جانے کے بعد میں فائل پر جھک گئی اتنے میں انسپکٹر ہارون آ گئے جی میڈم آپ



نے مجھے بلایا۔

آئیے بیٹھئے مجھے آپ سے بات کرنی ہے اس عورت کے بارے میں کچھ پتہ چلا میم ہم نے اس کے بارے میں پتہ کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن کچھ پتہ نہیں چلا وہ راتوں کو ہی نظر آتی ہے اور رات کے اندھیرے میں ہی گم ہو جاتی ہے یہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کوئی چڑیل ہے یا بدروح ہے جو صرف راتوں کو نظر آتی ہے۔ نہیں ہارون مجھے نہیں لگتا ہے اگر وہ کوئی چڑیل یا بدروح ہے تو اب تک اس گاؤں میں کوئی بھی زندہ نہ ہوتا ہو سکتا ہے وہ کوئی ستائی ہوئی عورت ہو آپ گاؤں کے لوگوں سے پتہ لگانے کی کوشش کریں باقی میں دیکھ لوں گی۔ جی بہتر ہارون نے کہا اور جانے کی اجازت چاہی۔ ٹھیک ہے آپ جا سکتے ہیں میں نے کہا ایک ہفتے کی محنت کے بعد بھی اس عورت کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا تو میں نے فیصلہ کیا کہ میں خود اس کے بارے میں پتہ کروں گی رات کو میں نے کچھ ضروری سامان لیا اور اس کے آنے کا انتظار کرنے لگی دور سے وہ رونے کی آواز آنے لگی تو میں چھپ گئی جب وہ عورت میرے پاس سے گزری تو میں نے غور سے اسے دیکھا۔ دیکھنے میں وہ عورت بہت خوبصورت تھی جیسے کوئی شہزادی مگر اسے دنیا جہاں کی کوئی پرواہ نہ تھی وہ اپنی ہی دھن میں جا رہی تھی میں بھی اس کا پیچھا کرنے لگی احتیاط کے طور پر میں نے ریوالور ہاتھ میں لے لیا آج چاند اپنے جوبن پر تھا ہر چیز چاندنی میں ڈھلی ہوئی نظر آ رہی تھی رات کے اس پہر کسی کا پیچھا کرنا میرے ہوش اڑا رہا تھا۔

وہ عورت ایک قبرستان کے قریب رک گئی اور اس شدت سے روئی کہ مجھے لگا یہ اب زندہ نہیں بچے گی میں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگی قبرستان کی ہولناک خاموشی میں اس کا رانا ایسے لگ رہا تھا جیسے چڑیلیں مل کر بین کر رہی ہوں وہ عورت مڑی اور پھر چلنے لگی اب اس کا رخ دوسری طرف واقع ویرانے کی طرف جاتے ہوئے راستے کی طرف تھا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ جو بھی وہاں گیا لوٹ کر نہیں آیا کچھ سوچ کر میں نے اسے آواز دی سنئے۔ رکئے تو۔ میری آواز سن کر وہ صرف چند سیکنڈ کے لیے رکی اور پھر اپنے راستے پر چلنے لگی میں نے واپس لوٹ جانا مناسب نہ سمجھا اور اس کے پیچھے ویرانے میں داخل ہو گئی اچانک میرا پاؤں جھاڑیوں میں الجھ گیا جب تک میں پاؤں آزاد کرتی وہ بری طرح زخمی ہو چکا تھا وہ عورت مجھ سے کافی دور جا چکی تھی اور پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی جب میری نظر اردگرد کے ماحول پر پڑی تو خوف کی ایک لہر میری ریڑھ کی ہڈی کو سرد کر گئی میں ایک ایسے ویرانے میں کھڑی تھی جہاں ہر طرف خزاں رسیدہ درخت تھے وہاں ہر چیز کا رنگ زرد تھا زمین درخت گھاس حتیٰ کہ مجھے اپنے ہاتھوں کا رنگ بھی زرد نظر آیا۔

جانے اس ماحول میں کیسا سحر تھا اچانک ایک طرف سے شور اٹھا تو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو خوف سے میری چیخ نکلتے ہوئے بچی ایک طرف سے کچھ ڈھانچے اچھلتے کودتے آ رہے تھے ان کی آنکھوں سے زرد رنگ کی روشنی نکل رہی تھی انہوں نے ایک انسان کو پکڑ رکھا تھا جو بڑی طرح چیخ و پکار کر رہا تھا لیکن ان ڈھانچوں پر اس کی کسی چیخ و پکار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا وہ اس کے جسم سے گوشت نوچ نوچ کر کھانے میں مصروف تھے یہ منظر اس قدر خوفناک تھا کہ میری روح تک کانپ گئی میں نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو لگا کہ مرے پاؤں میرا ساتھ چھوڑ چکے ہیں وہ اسے لے کر ایک طرف چلے گئے تو میں نے وہاں سے بھاگنے کا سوچا لیکن بہت گھومنے کے بعد بھی میں چاہا کر بھی اس ویرانے سے نکلنے کا راستہ نہ ڈھونڈ پائی بدقسمتی سے میں اس ویرانے میں بھٹک چکی تھی چلتے چلتے پاؤں شل ہو چکے تھے یہاں ہر طرف خوف کا عالم تھا مجھے اپنی ہی آہٹ سے ڈر لگ رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ کہیں سے وہ ڈھانچے نکل آئیں گے اور میرا بھی وہی حال کریں گے جو اس انسان کا کیا تھوڑی دور مجھے ایک روشنی جلتی ہوئی نظر آئی میں اطرف چل پڑی وہ ایک ویران سی جھونپڑی

تھی میں نے جھونپڑی کے دوروازے پر دستک دی لیکن کوئی جواب نہ ملا میں نے پھر زور سے دستک دی کوئی ہے دروازہ کھولو۔

تھوڑی دیر بعد مجھے قدموں کی آواز سنائی دی ایک بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا اور غصے سے بولی ۔کیا ہے۔اس عورت کی آواز مین اتنی دہشت تھی کہ میں ڈرگئی وہ وہ ماں۔ماں جی میں اس ویرانے میں بھٹک گئی ہوں کیا مجھے یہاں رات گزارنے کی جگہ ملے گی بوڑھیا نے سر سے لے کر پاؤں تک میرا جائزہ لیا اور بولی صرف صبح تک ہی رکنے کی اجازت دون گی جی میں صبح ہوتے ہی واپس چلی جاؤں گی میں نے کہا اس پر اس بوڑھیا نے قہقہہ لگایا اور کچھ بڑبڑانے لگی تو مجھے وہ بہت عجیب لگی کھلے ہوئے بڑے بڑے سفید بال سفید کپڑے ہاتھ میں لالٹین پکڑے وہ کسی چڑیل سے کم نہ لگ رہی تھی لیکن اس ویرانے میں رات گزارنے کے لیے مجھے یہ جگہ غنیمت لگی سو میں اندر چلی گئی اندر ایک طرف گھاس کا بستر بچھا تھا ایک کونے میں ایک چولہا اور کچھ برتن رکھے تھے جھونپڑی کے اندر ایک اور دروازہ تھا شاید اس طرف بھی کوئی کمرہ تھا اس بوڑھی عورت کے کہنے پر میں گھاس کے بستر پر بیٹھ گئی تو وہ بولی کہاں سے آئی ہو ۔میں نے کہا۔

یہیں آس پاس کے گاؤں سے کسی کا پیچھا کرتے کرتے یہاں آگئی ہوں۔۔رات کے اس پہر اس ویرانے میں آتے وقت تمہیں ڈر نہیں لگا۔۔نہیں ماں جی ہم پولیس والے کسی سے نہیں ڈرتے میں تو کسی کے پیچھے یہاں آئی ہوں مجھے تو پتہ نہیں چلا کہ میں یہاں کیسے پہنچ گئی ماں جی ایک گلاس پانی ملے گا بہت پیاس لگی ہے ۔۔ہاں ہاں بیٹا کیوں نہیں اس بوڑھی عورت نے پانی کا ایک پیالہ لاکر مجھے دیا جب میں پانی پینے لگی تو بد بو سے مجھے ابکائی آگئی میں نے دیکھا تو اس پیالے میں پانی کی جگہ خون تھا میں بھاگ کر جھونپڑی کے اندر والے دروازے کی طرف بھاگی اندر دیکھا تو ہر طرف انسانی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں ہر طرف خون ہی خون تھا کچھ تازہ انسانی لاشیں بری طرح کاٹ کر پھینکی گئی تھیں کمرہ اس قدر ٹھنڈا تھا اور اندر خوف ناک منظر تھا کہ میری رگوں میں خون منجمد ہونے لگا میں بھاگ کر باہر آئی وہ وہ بوڑھی عورت خوفناک قہقہے لگا کر ماحول کو اس خوفناک بنا رہی تھی اچانک میری نظر اس کے پاؤں پر پڑی تو اس کے پاؤں الٹے تھے۔اف خدایا۔یہ میں کہاں پھنس گئی ہوں میں نے وہاں سے دوڑ لگادی مجھے اپنے پیچھے اس عورت کے قہقہے سنائی دیئے وہ کہہ رہی تھی یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤ گی یہ ہماری بستی ہے یہاں سے کوئی واپس نہیں جاسکتا تم گھوم کر واپس میرے پاس ہی آئی گی میں سرپٹ بھاگے جارہی تھی کہ میرا پاؤں کسی چیز سے ٹکرا گیا اور میں منہ کے بل گر پڑی میں بری طرح زخمی ہو چکی تھی میں نے اٹھنا چاہا تو ایک بار پھر میرے منہ سے چیخ نکل گئی کیونکہ میں جس چیز سے ٹکرا کر گری تھی وہ کسی کی لاش تھی خون میں لت پت جس کا سر دھڑ سے الگ تھا اس کے دھڑ سے خون نکل کر زمین کو بھگو رہا تھا تھوڑی ہی دور اس کا سر پڑا تھا خوف سے میں تو جیسے پتھر کی ہوگئی تھی۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ وہ سر ہنسنے لگا اور پھر زور زور سے رونے لگا اور روتے ہوئے بولا بھاگ جاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ رونہ تمہارا بھی حال میرے جیسا ہو جائے گا نہ جی سکوگی نہ مر سکوگی یہ زرد ویرانہ ہے یہاں لوگ مر کر بھی نہس مر پاتے بلکہ تکلیف میں تڑپتے رہتے ہیں اگر تم میرے جیسا نہیں بننا چاہتی تو بھاگ جاؤ یہاں سے اچانک چمگاڈریں اڑنے لگیں درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندے بھی اڑ گئے سامنے سے ایک خوفناک کالے رنگ کی بلا چلی آرہی تھی اس کی آنکھیں ہلدی کی مانند زرد تھیں اور منہ سے زرد رنگ کا دھواں نکل رہا تھا اس کے بڑے بڑے دانت خون سے رنگے تھے اور جسم ہاتھی کی مانند اس کے چلنے سے سارا زرد ویرانہ ہل رہا تھا وہ سر پھر بولا لڑکی اگر اپنی جان پیاری ہے تو دوسری طرف جاتے راتے سے بھاگ جاؤ موت کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھ کر میں ایک دم سے بیدا رہوئی

اور بھاگنے لگی مجھے اپنے پیچھے اس بلا کے چلنے کی آوازیں آرہی تھیں میں اتنے تیز بھاگی کہ زندگی میں اب کبھی بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا کبھی جھاڑیوں سے الجھ جاتی تو کبھی کانٹوں سے میرا جسم جگہ جگہ سے زخمی ہو چکا تھا پھر میں ایک درخت سے ایسے ٹکرائی کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور زندگی کی پرواہ کیے بغیر میں گر کر بے ہوش ہوگئی مجھے دینا جہاں کی کوئی ہوش نہیں رہی میں ہر ڈر ہر خوف سے آزاد ہو چکی تھی اور شاید یہی میرے لیے اچھا بھی ہوا کیونکہ اگر ہوش میں رہتی تو اب تک ڈر سے مر چکی ہوتی۔

جب ہوش آیا تو میں نے خود کو ایک کمرے میں پایا وہ کوئی پرانی طرز کا بنا ہوا کمرہ تھا لیکن ابھی تک بالکل ٹھیک حالت میں تھا کمرے میں رکھے ہوئے پرانی طرز کے سامان سے ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی زمانے میں یہ کسی محل کا کوئی کمرہ ہو میرا سر بھاری بھاری لگ رہا تھا سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی جسم پر بی جگہ جگہ مرہم پٹیاں کی ہوئی تھیں اچانک میری آنکھوں میں اس ویرانے کا منظر گھوم گیا تو دل بری دھڑک اٹھا دل میں آیا کہ کہیں میں کسی چڑیل کے قبضے میں تو نہیں لیکن اگر کوئی چڑیل ہوتی تو مجھے ایسے نہ بچاتی میں نے گھر کے مکین کا شکریہ ادا کرنے کا سوچا اور باہر آگئی وہ تو واقعی کسی بادشاہ کا محل ہی تھا بے شک وہ پرانی طرز کا بنا ہوا تھا لیکن آج بھی بہت خوبصورت تھا میں مختلف کمروں سے ہوتی ہوئی راہداری میں آگئی ہر کمرے کی سجاوٹ بہت ہی اعلیٰ تھی ایک کمرے کے سامنے جا کر میرے قدم خود بخود رک گئے اور نظر دیوار پر لٹکتی ہوئی اس تصویر پر ٹھہر گئی یہ تو وہی عورت تھی جس کا پیچھا کرتی ہوئی میں اس ویرانے مین پہنچی تھی وہ واقعی کوئی شہزادی کی اتنی خوبصورت تصویر تھی سر پر موتیوں کا چھوٹا سا تاج بڑی بڑی سرمئی آنکھیں ستواں ناک خوبصورت ہونٹ خوبصورت ساہ گھنے بال وہ کسی شہزادی سے ہرگز کم نہ تھی۔

اس کمرے سے نکل کر میں پھر راہداری میں آگئی اور پکارنے لگی کوئی ہے کوئی ہے تو پلیز سامنے آؤ لیکن میری آواز سارے گھر میں گونج کر مجھے ہی سنائی دے رہی تھی اپنی بے بسی پر رانا آرہا تھا میں ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور خدا سے دعائیں مانگنے لگی کہ میرے مولا مجھے اس مشکل سے نکال میری مشکلیں آسان کر میرے گناہ بخش دے مجھے یہاں سے نکال تب ہی آہٹ پر میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ ہی عورت کھڑی تھی وہ مجھ سے مخاطب ہوئی اب طبیعت کیسی ہے ۔جی وہ میں ٹھیک ہوں میں یہاں کیسے آئی اس نے کوئی جواب نہ دیا بس میرا ہاتھ تھام کر ایک کمرے میں لے آئی مجھے بیٹھا کر کو د باہر چلی گئی تھوڑی دیر بعد آئی تو اس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی اس نے ٹرے میز پر رکھی اور بولی اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو اس کی طرح اس کی آواز بھی بہت خوبصورت تھی میں یہاں کیسے آئی ہوں اور آپ کون ہیں اور یہ جگہ کون سی ہے۔میں نے کئی سوال ایک ساتھ کر ڈالے اس نے نوالہ توڑ کر میرے منہ میں ڈالا کیونکہ میرے ہاتھ زخمی تھے پھر وہ بولی۔

اس ویرانے سے میں تمہیں اٹھا کر لائی ہوں تمہیں دو دن بعد ہوش آیا ہے پھر اس نے میرے گلے میں پڑے ہوئے لاکٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا اگر یہ تمہارے گلے میں نہ ہوتا تو شاید تم آج زندہ نہیں ہوتی میں نے دیکھا تو بے اختیار اس لاکٹ کو چوم لیا اس پر آیت الکرسی لکھی ہوئی تھی وہ میرے بابا نے مجھے دیتے وقت کہا تھا کہ یہ ہمیشہ تمہاری حفاظت کرے گا وہ پھر مخاطب ہوئی میرا نام شانزے ہے اور میں کوہ قاف کی ایک ریاست کی شہزادی ہوں اور تم میرے محل میں ہو مطلب میں کوہ قاف میں ہوں میں نے کہا نہیں یہاں زمین پر ہم نے یہ محل بنا رکھا ہے ہماری اپنی ایک ریاست تھی میں نے اس سے پوچھا کہ وہ رات کو گاؤں کی گلیوں میں روتی ہوئی کیوں پھرتی ہے تو اس نے کہا یہ ایک بہت ہی دکھ بھری میری بربادی کی کہانی ہے میں تمہاری طرح انسان نہیں ہوں بلکہ ایک جن زادی ہوں میرے بابا امان جادوگر بہت ہی رحمدل اور نیک جن تھے وہ جن

ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جادوگر بھی تھے طاقت کے ساتھ اگر ہر چیز کا علم بھی ہو تو سونے پہ سہاگہ۔ ہماری بستی کے سب لوگ بابا سے بہت خوش تھے ہم دو بہن بھائی تھے۔

بستی میں سب طرف خوشحالی تھی ساری بستی میں پھولوں کلیوں کا راج تھا ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی سارے تھے شبنم کے قطروں سے دھلے نظر آتے تھے ہمارا محل سفید رنگ کا تھا جیسے گلاب کے سرخ پھولوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا ہم سب بہت خوش تھے ایک دن ایک ایسی آندھی چلی جس نے میرا سب کچھ لوٹ لیا ہمارے ساتھ والی بستی کا بادشاہ غیر مذہب تھا وہ بہت ہی ظالم تھا اس کا ایک ہی بیٹا تھا ارجن وہ بھی اپنے باپ کی طرح ظالم اور سنگدل تھا وہ دونوں شیطان کے بچاری تھے وہ انسانوں کی بلی دے کر شیطان کو خوش کرتے اور شیطانی شکتی حاصل کرتے میرا بھائی حارث اور بابا انسانوں سے بہت پیار کرتے تھے اور ان دونوں کے ستم سے انسانوں کو بچانا چاہتے تھے ایک رات بابا کو اپنے علم سے معلوم ہوا کہ ارجن بے گناہ انسانوں کی بلی دے کر ایک ایسی شکتی حاصل کرے گا جس سے وہ تمام دنیا پر راج کرے گا اور اسے کوئی ہرا نہیں سکے گا بابا نے حارث سے کہا کہ بیٹا اگر ارجن کو نہ روکا گیا تو وہ دنیا پر تباہی بن کر برسے گا اور اسے کوئی روک نہیں سکے گا بابا میں اسے رکوں گا میں اسے ایسے بے گناہ انسانوں کا خون نہیں کرنے دوں گا حارث نے کہا اور بابا سے اجازت لے کر چلا گیا۔ ارجن ایک بڑے سے بت کے آگے دوزانوں بیٹھا ہوا کوئی منتر پڑھ رہا تھا بت کی آنکھیں انگاروں کی طرح لال تھیں دو دانت باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے آج بھی بت کے قدموں میں ایک انسان بے ہوش پڑا تھا ارجن نے ایک تیز چاقو اٹھایا اور اس انسان کی طرف بڑھنے لگا رک جاؤ ارجن ۔حارث نے اسے پکارا۔

تم نے میری پوجا میں بھنگ ڈالی ہے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں پھر دونوں میں زبردست جنگ ہوئی اور پھر حارث کے ایک ہی وار سے ارجن کے جسم کو آگ لگ گئی اور وہ بری طرح جلنے لگا حارث واپس آ گیا اور اس انسان کو واپس انسانی دینا میں بھیج دیا۔ ارجن کے باپ کو جب بیٹے کی موت کی خبر ملی تو اس نے ہماری برباوی کی کہانی لکھنی شروع کر دی جانے اس نے شہنشاہ کوہ قاف کو ہمارے خلاف کیا کہا کہ شہنشاہ کوہ قاف نے سزا کے طور پر ہمیں ہی انسان دینا میں بھیج دیا ہم انسانی دنیا میں آ گئے اور رہنے کے لیے ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں کوئی آتا جاتا نہ ہو یہ ایک ویران جگہ تھی کچھ کھنڈارت تھے بابا نے جادو سے یہاں ہی اپنا محل بنا لیا ہم یہاں آباد ہو گئے لیکن ارجن کے باپ نے یہاں بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اور اس نے اس زردویرانے میں اپنے طلسم چھوڑ دیئے جنہوں نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا پھر ایک دن حارث گھر سے ایس اغائب ہوا کہ اس کی لاش ہی واپس گھر آئی بابا حارث کی موت سے ٹوٹ سے گئے پھر رو دھو کر ہم نے حارث کو دفن کر دیا ہم مسلمان جن زاد تھے اس لیے ہم اپنی حدوں میں رہنا جانتے تھے لیکن ارجن اور اس کا باپ غیر مذہب تھے اس لیے انہیں حدیں توڑنا آتا تھا اور یہ انہوں نے ثابت کر دیا تھا اس نے بابا کو کہا۔

میری شادی اس سے کر دیں ورنہ وہ ہمیں برباد کر دے گا وہ مجھ سے شادی کر کے شیطانی شکتی حاصل کرنا چاہتا تھا بابا غصے میں آ گئے اور اس سے کہہ دیا کہ یہ کبھی ممکن نہیں ہوگا اس نے ہمیں ہر طرح سے ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا اس نے ہماری بستی کے لوگوں کو مارنا شروع کر دیا مختصر یہ کہ اس نے ہمارے لوگوں کو مار کر ہماری آدھی طاقت کو ختم کر دیا ہم اکیلے اس کی شیطانی شکتی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس نے بے انتہا شیطانی طاقتیں حاصل کر لی تھیں کیونکہ ہم اکیلے ہو گئے تھے پھر ایک دن مجھے ایک بزرگ ملے میں نے ان سے مدد کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ تمہاری مدد ایک ایسی لڑکی کرے گی جو چاند کی چودہ تاریخ کو پیدا ہوئی ہو

اس کے دائیں بازو پر ایک ایسا نشان ہوگا جس سے ساری شیطانی طاقتیں ڈرتی ہوں بس اسے وہ نشان حاصل کرنا ہوگا۔

بابا میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی مطلب یہ کہ سے ایک منتر کا جاپ کر کے اس نشان کا ایک ہتھیار حاصل کرنا ہوگا بابا مجھے وہ لڑکی کہاں ملے گی وہ لڑکی چاند کی چودہ تاریخ کو ہی تمہیں ملے گی لیکن کب اس کے بارے میں میں نہیں بتا سکتا ہاں یہ مالا لے لو جب بھی تمہیں وہ لڑکی مل جائے تم اسے چوم لینا میں آ جاؤں گا اب تم جاؤ اور یہ مالا گلے مین پہن لو یہ تمہاری حفاظت کرے گی گھر آ کر میں نے بابا کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اسی دن سے میں نے بھی اپنی طاقتیں بڑھانی شروع کر دیں ایک دن پھر وہ شیطان آ گیا اور اس نے پھر ہمیں تنگ کرنا شروع کر دیا ایک دن میں گھوم کر جب واپس محل میں آئی تو ہر طرف موت کا راج تھا ہمارے ساتھ رہنے والے سب مارے جا چکے تھے میں دوڑ کر بابا کے کمرے میں گئی لیکن وہاں بھی سب ختم ہو چکا تھا میری چیخوں سے سارا محل گونج اٹھا کیونکہ اس ظالم نے میرے بابا کو بھیانک موت مارا تھا اور خود میرے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا میں نے تم سب کو برباد کر دیا اب تمہاری باری ہے۔ میں غصے سے چلا اٹھی۔ مین تمہیں زندہ نہیں چھوڑونگی تم نے میرے بابا کو مارا میں تمہاری موت بن کر تم پر برسوں گی اس پر اس نے قہقہہ لگایا تم مجھے مارو گی اس سے پہلے ہی میں تمہیں ختم کر دونگا یہ کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر میری طرف پھونک ماری جو شعلہ سا بن کر میری طرف بڑھی لیکن مجھ سے ٹکرا کر اس شیطان کو جا لگی اور وہ زور زور سے چیخنے لگا تو مجھے مارے گا تو تو مجھے چھو بھی نہیں پائے گا خدا کی طاقت سے بڑی اس دنیا میں کوئی طاقت نہیں ہے تو نے ہم پر بہت ظلم کئے ہیں اب تیری باری ہے۔

اس پر اس نے کہا کہ اگر میں تمہیں مار نہیں سکتا تو کیا ہوا میں تمہیں چین سے جینے بھی نہیں دوں گا میں تمہیں شراپ دیتا ہوں تم راتوں کو گاؤں کی گلیوں میں روتی تڑپتی پھرو گی تم سب پر ظاہر ہو جاؤ کی سب تمہیں دیکھ سکیں گے وہ تمہین چڑیل سمجھ کر مار دیں گے اور کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہ ہوگا پھر اس نے جانے کیا طلسم پڑھ کر پھونکا کہ ایک پل کے لیے میں سکتے میں آ گئی اس پر اس نے پاؤں زمین پر مارا اور غائب ہو گیا اب ہر روز رات کو جانے میں کس طلسم کے سحر میں گاؤں کی گلیوں میں روتی تڑپتی پھرتی ہوں لوگوں نے مجھے مارنے کی کوشش کی لیکن اس مالا نے میری حفاظت کی۔

وہ اپنی کہانی سنا کر خاموش ہو گئی تو میں نے کہا شانزے آپ کو وہ لڑکی نہیں ملی تو اس نے کہا کہ تم ہی وہ لڑکی ہو تمہارے بازو پر پٹی کرتے وقت مجھے وہ نشان ملا ہے م۔م۔ میں۔ ہاں تمنا تم ہی میری مدد کر سکتی ہو اس اذیت بھری زندگی سے اور اس شیطان سے اپنوں کی موت کا بدلہ لینے میں پھر شانزے نے اس مالا کو بڑی عقیدت سے چوم لیا تھوری دیر بعد ایک بزرگ آتے ہوئے دکھائی دیئے سفید لباس سفید داڑھی اور چہرے سے مانو نور برس رہا تھا ہمارے پاس آ کر بولے شانزے بیٹا تمہاری تلاش ختم ہوئی اب تم اس ظالم سے اپنا بدلہ لے سکتی ہو بابا! اس کے لیے ہمیں کیا کرنا ہوگا شانزے نے کہا اس کے لیے تمنا صرف ایک رات اس ویرانے مین بیٹھ کر ایک منتر پڑھنا پڑے گا تب ہی وہ نشان والا ہتھیار حاصل ہوگا جس سے وہ شیطان مر سکے گا نہیں میں اب اس ویرانے میں نہیں جاؤں گی میں نے کہا تو بزرگ بولے بیٹا اگر تمہاری وجہ سے کوئی اپنوں کی موت کا بدلہ لے لے کوئی اذیت بھری زندگی سے چھٹکارا حاصل کر لے اور سب سے بڑی بات اگر تمہاری وجہ سے اس شیطان کا خاتمہ ہو گیا تو یہ انسانیت پر تمہارا بہت بڑا احسان ہوگا کیونکہ اس نے انسانوں کا جینا حرام کر رکھا ہے ہر روز کوئی نہ کوئی انسان اس کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔۔ بابا آپ بتائیں میں تیار ہوں ویسے بھی زندگی نے ایسا نیک کام کرنے کا موقع دیا ہے جو ہر کسی کو نہیں ملتا میں تو خوش نصیب ہوں بابا نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ میرے سر پر رکھا تو جیسے میرے اندر توانائی سی

بھر گئی ہو میرے سارے زخم ایک پل میں ٹھیک ہو گئے میرا جسم جیسے نور کی روشنی میں ڈھل گیا ہو پھر بزرگ بابا نے مجھے وہ منتر یاد کروایا اور کہا۔

شام ہوتے ہی ہم ویرانے میں چلیں گے شام کو ہم اس ویرانے میں پہنچ گئے تو بابا نے ایک جگہ ایک دائرہ لگایا اور کہا کہ تم اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور جب تک صبح کی پہلی کرن نظر نہ آئے اس سے باہر نہ آنا چاہے کچھ بھی ہو جائے باہر نہ آنا ورنہ ماری جاؤ گی اور پھر اس شیطان کا مرنا بھی ناممکن ہوگا کیونکہ اس نشان والا انسان صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے ٹھیک ہے بابا میں باہر نہیں آؤں گی اس شیطان کو ایک دن بھی اور جینے کی مہلت نہیں دینی چاہیے بیٹا جب تمہیں صبح کی پہلی کرن نظر آئے تو اسی منتر کو بلند آواز میں پڑھنا تو یہ جو تمہارے بازو پر نشان ہے ایسا ہی ایک ہتھیار تمہیں مل جائے گا تب تک ہم بھی آجائیں گے لیکن تم دائرے سے باہر آنے کی غلطی مت کرنا جی بابا ٹھیک ہے میں نے کہا اور دائرے کے اندر بیٹھ گئی سب سے پہلے خدا سے اپنی کامیابی کی دعا مانگی اور پھر منتر پڑھنا شروع کر دیا دو تین گھنٹے سکون سے گزر گئے اور کچھ بھی نہ ہوا لیکن پھر ایک دم آسمان سے خون کی بارش ہونے لگی۔

دائرے سے باہر کی زمین خون سے سرخ ہو چکی تھی اور حیرت کی بات یہ تھی کہ دائرے کے اندر بارش کی ایک بوند بھی نہیں گری تھی پھر اچانک ہر طرف سے ڈھانچے نکل کر اس بارش میں اچھلنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سفید رنگ کے ڈھانچے خون سے بھیگ کر اور بھی بھیانک لگنے لگے یہ سب دیکھ کر خوف سے میرے پسینے چھوٹنے لگے میں نے تیز تیز منتر پڑھنا شروع کر دیا اور آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر بعد جب آنکھیں کھولیں تو وہاں کچھ نہیں تھا تو میں نے سکون کا سانس لیا لیکن یہ سکون بھی کچھ ہی پل کا تھا کیونکہ پتہ لگ رہا تھا کہ زمین پر زلزلہ آگیا ہو اور دیکھتے ہی دیکھتے زمین پھٹ گئی اور اس میں سے خوفناک بلائیں نکل کر میری طرف بڑھنے لگیں اور مجھے لگا کہ وہ مجھے کچا چبا جائیں گی میرے تو جسم سے روح جیسے پرواز کر گئی ہو وہ بلائیں دائرے کے پاس آکر غائب ہو گئیں خوف سے میرا تو سارا جسم کانپ رہا تھا مجھے اپنی موت یقینی نظر آرہی تھی میں نے وہاں سے بھاگنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اچانک ایک طرف سے وہی رونے کی آواز سنائی دی میں نے دیکھا تو شانزے تھی آج اس کی حالت بہت خراب تھی وہ بہت اذیت میں تھی اسے دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا اور میں نے دوبارہ منتر پڑھنا شروع کر دیا رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی کئی دل دہلا دینے والے واقع ہوئے ہر بار ایک نیا خوف دماغ ماؤف کر دیتا رات تھی جو گزرنے کا نام نہیں لے رہی تھی اتنے میں مجھے ایک طرف سے ایک انسان آتا دکھائی دیا میرے پاس آکر وہ بولا وہ جو بزرگ بابا تھے ان کا انتقال ہو گیا ہے جلدی سے یہاں سے چلو میں۔نے اس کی بات کو ان سنا کر دیا کیونکہ اب تک مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ سب نظر کا دھوکہ ہے کچھ دیر بعد وہ آدمی مجھے دیکھتا رہا پھر چلا گیا تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا تو ایک طرف سے کچھ لوگ جنازہ اٹھائے ویرانے میں داخل ہوئے۔

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ وہ لوگ رونے کے بجائے ناچ گا رہے تھے وہ جنازہ ایک طرف رکھ کر ناچنے میں مصروف ہو گئے تو وہ لاش اچانک اٹھ کر میری طرف چلنے لگی جب وہ قریب آئی تو میں نے دیکھا وہ بزرگ تھے وہ بولے بیٹا ان لوگوں نے مجھے مار دیا ہے اب تمہارا منتر پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ یہ تمہیں بھی مار دیں گے جاؤ چلی جاؤ اس بار وار کاری تھا اس لیے میں نے بھی منتر پڑھنا چھوڑ دیا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی کہ مجھے بزرگ بابا کی آواز سنائی دی بیٹا یہ سب نظر کا دھوکہ ہے یہ میں نہیں ہوں میں بیٹھ کر منتر پڑھنا شروع کر دیئے میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی شکلیں بدل کر خوفناک بلاؤں میں بدل گئیں ان لوگوں نے بابا کو پکڑ مارنا شروع کر دیا تمنا بیٹا بچاؤ مجھے یہ منتر پڑھنا چھوڑ دو ورنہ یہ مجھے مار دیں گے وہ لوگ بابا کو گھسیٹتے ہوئے ایک طرف لے گئے اور ایک

درخت سے الٹا لٹکا کر ان کا سر دھڑ سے الگ کر دیا میں سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ حقیقت کیا ہے وہاں تو جیسے خون کی ندی بہہ نکلی ہو بابا کا سر ایک ہولناک بلا کے سر میں بدل گیا اور اس سر نے خون پینا شروع کر دیا ایک تو نیند سے برا حال ہو رہا تھا اور دوسرا یہ منظر میں نے دل میں خدا سے اپنی کامیابی کی دعا کی۔

فجر کی اذان ہو چکی تھی اب بس سورج نکلنے کا انتظار تھا۔ یہ انتظار بھی جلد ہی ختم ہو گیا جب سورج کی پہلی کرن اس ویرانے میں پڑی میں نے بلند آواز سے منتر پڑھنا شروع کر دیا اچانک ہی ایک سفید رنگ کی روشنی ہوئی اور ٹھیک میرے بازو والے نشان والا ایک سفید رنگ کا ہتھیار نمودار ہوا اور میں نے جلدی سے اسے اٹھا لیا اتنی دیر میں مجھے ایک طرف سے بابا اور شانزے آتے ہوئے دکھائی دیئے قریب آکر بابا نے مجھے میری کامیابی کی مبارک باد دی بابا نے حصار ختم کیا اور مجھ سے وہ ہتھیار لے کر شانزے کو دیتے ہوئے کہا لو اب تم اپنوں کے قاتل کا بدلہ لے سکتی ہو شانزے نے خوشی سے اس ہتھیار کو چوم لیا جو ایک خنجر سے ملتا جلتا تھا شانزے نے ایک طرف پھونک ماری تو وہ ظالم شیطان نمودار ہوا اور زور سے گرجا۔ کس کی ہمت جس نے مجھے بلا کر اپنی موت کو دعوت دی پھر شانزے کو دیکھ کر وہ زور سے ہنس اے لڑکی اتنے سارے اپنوں کی موت سے تیرا دل نہیں بھرا جو اپنی موت کو بلا لیا موت میری نہیں بلکہ تو خود اپنی موت کا پاس آیا شانزے نے کہا اور اس ظالم کے سینے میں وہ نشان والا خنجر اتار دیا اس شیطان کے سینے میں سفید روشنی سی بھر گئی اور وہ بری طرح تڑپنے لگا اس کی چیخوں سے سارا ویرانہ گونج اٹھا آج برائی پر اچھائی نے جیت حاصل کر لی تھی۔

اس نے ہزاروں بے گناہ انسانوں کا خون کیا تھا اور اب وہ اپنے کیئے کی سزا بھگت رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا اور پھر وہ جل کر ختم ہو گیا اور اس کی راکھ ہوا لے کر اڑ گئی اس کے مرتے ہی وہ ویرانہ سرسبز شاداب وادی میں بدل گیا شانزے بہت خوش نظر آرہی تھی جیسے برسوں بعد اس نے سکون کا سانس لیا ہو پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوئی تمنا آج تمہاری وجہ سے میں نے اپنوں کی موت کا بدلہ لیا اور اس اذیت بھری زندگی سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی اگر تمہیں کبھی بھی میری ضرورت پڑے تو اس انگوٹھی کو چوم لینا میں حاضر ہو جاؤں گی اس نے ایک انگوٹھی میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا بابا نے ہم دونوں کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا پھر دعا دی اور چلتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے شانزے بولی میں اب تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دیتی ہوں تم اپنی آنکھیں بند کرو میں نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر جب آنکھیں کھولیں تو میں اپنے گھر میں تھی پھر شانزے نے مجھ سے اجازت چاہی وہ مجھ سے گلے ملی اور پھر اچانک میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئی اب راتوں کو گاؤں کی گلیوں میں کوئی نہیں روتا تھا۔

آج اس واقعہ کو تقریباً دو سال گزر چکے ہیں شانزے اور میں اب اچھی سہیلیاں ہیں وہ اب بھی ہر روز مجھ سے ملنے رات کو آتی ہے لیکن روتی ہوئی نہیں بلکہ ہنستی ہوئی کیسی لگی آپ کو میری یہ کاوش اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

❀❀❀

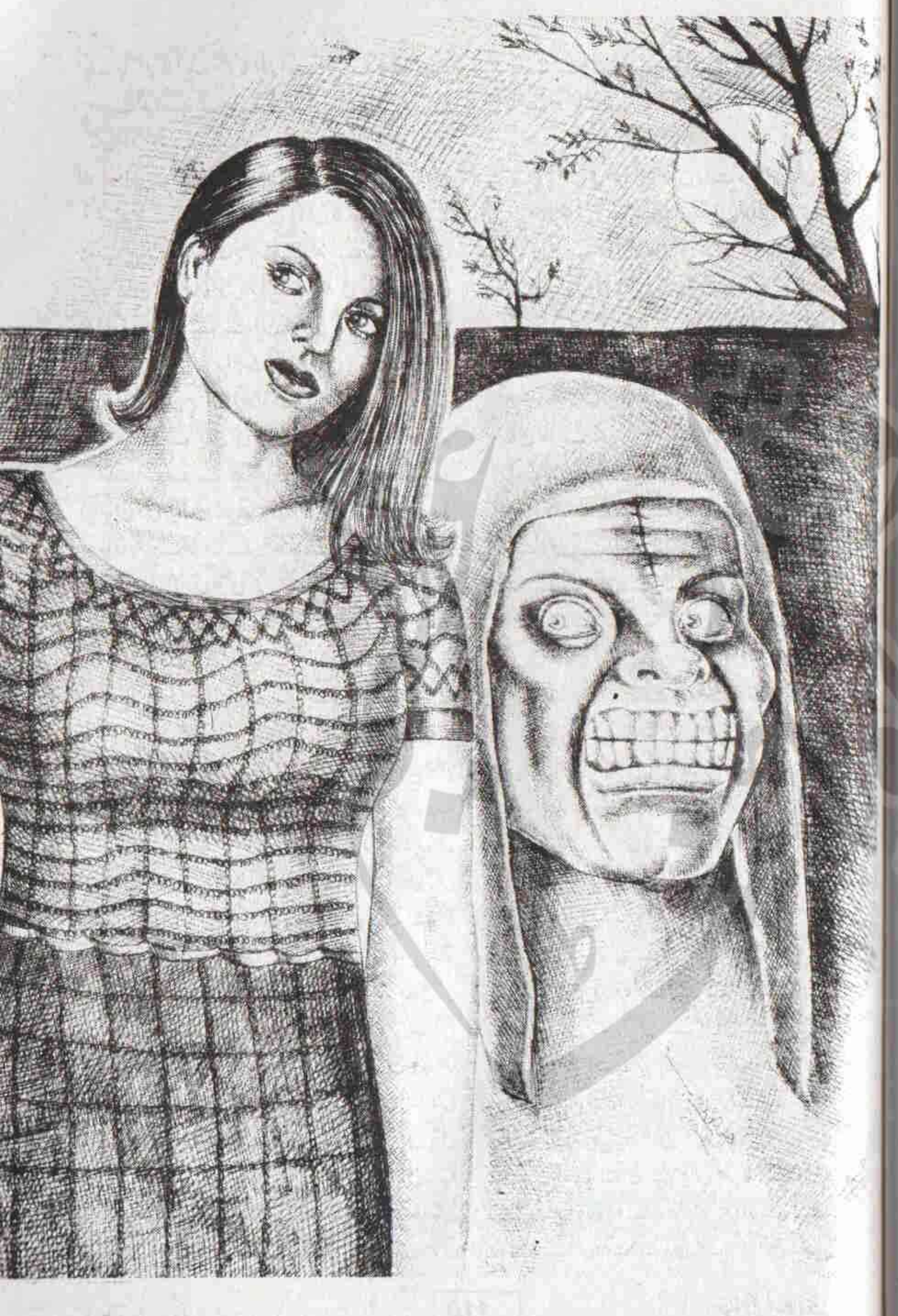
قطعات

تیری الفت کو کبھی ناکام نہ ہونے دیں گے
تیری محبت کو کبھی بدنام نہ ہونے دیں گے
میری زندگی میں سورج نکلے نہ نکلے
تیری زندگی میں کبھی شام نہ ہونے دیں گے

●◆●◆●◆●◆●

یارب تیری رحمت کا طلبگار ہوں میں
جو زخم ہیں سینے میں انہیں پھول بنا دے
لگ جائے گی ناصر میری مٹی بھی ٹھکانے
سرکارؐ کے در کی مجھے دھول بنا دے

☆ محمد سلیم دانش راجپوت-کلاچی



بات تو سچ ہے، مگر

تحریر: فالسہ کنول بصیر پور

نمر نے پیار سے گھوڑے کی گردن کے لمبے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پھر لگام کھینچی مگر بے سود جیکی نے گردن ذرا اٹھائی اور اس کے منہ سے ہنہناہٹ بلند ہوئی مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔ یہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد۔ والی صورت حال تھی احمر جھنجلا کر نیچے اترا وہ جیکی کی گردن سہلانے لگا معاً اس کی نگاہ کسی چمکتی ہوئی چیز پر پڑی اس نے ٹارچ جلا کر دیکھا یہ کوئی ہار تھا وہ اٹھا کر اس کا جائزہ لینے لگا اس کی آنکھوں میں ستائش اُمڈ آئی ہار بہت ہی خوبصورت تھا اور بے حد قیمتی تھا یہ سرخ یاقوت سے بنا ہوا تھا اور کہیں کہیں سبز زمرد جھملا رہے تھے اس نے ہار گلے میں پہن لیا اس کا خیال تھا کہ وہ واپسی پر اسی جگہ یہ ہار رکھ دے گا مگر اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا اس بار جیکی خاموشی سے چل پڑا کچھ وقت آرام سے گزرا پھر اسے محسوس ہوا کہ اس گلے میں موجود ہار کا وزن بڑھ گیا ہے ہار کا وزن واقعی غیر معمولی طور پر بڑھ گیا تھا پتہ نہیں عورتیں خوشی خوشی اتنا وزن کیسے لاد لیتی ہیں اس نے سوچتے ہوئے ہار اتارنا چاہا۔ مگر ہار اس کے ہاتھ سے پھسل گیا اس نے دوبارہ ہار پکڑا اور گلے سے اتار لیا اسے ہاتھ میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی اس نے اضطراری انداز میں ہار ایک جھٹکے سے نیچے پھینکا پھر اس نے ٹارچ روشن کی اور ششدر رہ گیا۔ ایک چمکدار سیاہ ناگ پھن پھیلائے رینگ رہا تھا وہ خوف سے اپنی جگہ جم کر رہ گیا ناگ نے کنڈلی ماری اور اپنا پھن پھیلائے اپنی دوشاخہ زبان کی نمائش کرنے لگا احمر کو اپنے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہوئیں اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ناگ رینگتے ہوئے قریبی کھیت میں غائب ہو گیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

وہ ایک سرد ترین رات تھی دسمبر کا مہینہ تھا لہذا سردی اپنے عروج پر تھی گاؤں میں لوگ جلدی سونے کے عادی ہوتے ہیں اسی لیے سر شام ہی سب لوگ بستروں میں دبکے ہوئے تھے محبوب شاہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا بس چند ہی گھر تھے ان گھروں ایک گھر اکبر علی کا تھا اس گھر کے مکین بھی دیگر لوگوں کی طرح سر شام ہی کمروں میں بند تھے کچھ لوگ سوئے ہوئے تھے کچھ بیدار تھے کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں یہ ایک کھلا ہوا لان تھا آگ کا الاؤ دہک رہا تھا اور اس کے گرد چند نفوس موجود تھے جو آگ تاپ رہے تھے مگر آگ کی تپش بھی سردی کی شدت کم کرنے میں ناکام تھی گاؤں میں تو سردی ویسے بھی زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت شہر کے۔ نیند آرہی ہے میں تو سونے جا رہا ہوں سب سے پہلے اکبر علی کے کزن اٹھے پھر ایک ایک کر کے سب اٹھ گئے اکبر علی کو سب لوگ بابا جی کہتے تھے بابا جی نے دوبارہ حقہ تازہ کیا۔ اور وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے پاس ہی کلہاڑی پڑی تھی جس سے ان لوگوں نے کچھ دیر قبل آگ کے لیے لکڑیاں کاٹی تھیں انہوں نے یوں ہی کلہاڑی بھی اٹھا لی ویسے بھی ان دنوں آسیب وغیرہ عام ہوتے تھے سو عام آدمی بھی کوئی نہ کوئی ہتھیار ہمراہ رکھتے تھے اس وقت آتشیں اسلحہ اتنا عام نہیں تھا تلوار کلہاڑی اور چاقو وغیرہ ہی عام ہتھیار تھے خیر بابا جی اٹھے اور اپنے کمرے کی جانب جانے لگے گھر کافی کشادہ تھا لائن میں چار کمرے تھے بائیں جانب دروازہ تھا دروازے سے قدرے ہٹ کر غسل خانہ تھا جبکہ دائیں دیوار کے ساتھ دالان تھا لگ بھگ ڈیڑھ دو کنال کا صحن تھا صحن میں تین درخت تھے

ایک جامن کا ایک نیم کا اور ایک لسوڑے کا تھا جب لسوڑے قدرے پک جاتے تو عورتیں ان کا اچار ڈالتیں تھیں اور لسوڑے کے بارے میں ایک محاورہ بھی ہے تو الو ہاردا پیٹ کمہاردا بھیڈ قصائی دی لیس لسوڑے دی آ کڑ چو پڑے دی۔ خیر اوائل دنوں کا چاند دھند کے عقب پنہاں تھا درخت دم سادھے کھڑے تھے ان پر کسی دیو کا گمان ہوتا تھا ماحول پر ایک بھید بھری خاموشی چھائی ہوئی تھی بابا جی چلنے لگے ان کا رخ آخری کمرے کی طرف تھا ہوا میں سرسراہٹ ایک دم ہی بڑھ گئی حصے میں موجود انگاروں پر جمی راکھ اڑنے لگی اور انگارے دہکنے لگے بابا جی نے یوں ہی درختوں کی جانب دیکھا اور ٹھٹھک کر رک گئے جامن اور لسوڑے کے پیڑ کے درمیان کوئی ہیولہ موجود تھا گھر کا کوئی فرد ہوگا انہوں نے سوچا اور قریب تھا کہ آگے بڑھ جاتے جو ان کی چھٹی حس بیدار نہ ہوتی ان کی چھٹی حس چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ یہ کوئی انسان نہیں ہے ان کے قدم بے اختیار اس ہیولے کی جانب اٹھنے لگے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ کوئی عورت تھی وہ ان کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھی ہوئی تھی عام عورتوں کی طرح اس نے دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا کون ہو تم۔ بابا جی نے دبنگ لہجے میں دریافت کیا سایہ جواباً خاموش رہا میں نے پوچھا کون ہو تم بابا جی مزید قریب ہوئے سائے نے گردن ترچھی کر کے دیکھا اس کی آنکھیں اندھیرے میں انگاروں کی مانند دہک رہی تھیں سایہ ایک دم مڑا اور لسوڑے کے درخت پر چڑھنے لگا بابا جی حقہ وہیں چھوڑا اور آیت الکرسی باآواز بلند پڑھتے ہوئے اس کے پیچھے چڑھنے لگے شاخیں اگرچہ ٹیڑھی میڑھی تھیں مگر بابا جی بنا دشواری سائے کے قریب پہنچ گئے اللہ اکبر ان کے منہ سے فلک شگاف نعرہ تکبیر بلند ہوا اسی لمحے برق رفتاری سے انہوں نے کلہاڑی فضا میں لہرائی کلہاڑی کی تیز دھار چاند کی مدھم روشنی میں چمکی اور پھر کلہاڑی چشم زدن میں سائے کی ٹانگ پہ لگی۔۔آ۔۔اس کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور سایہ فضا میں اٹھنے لگا ہائے میری ٹانگ کٹ گئی ہائے میں مر گئی۔۔سائے کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور پھر وہ فضا میں ہی غائب ہوگیا۔

❀❀❀

وہ بائیس کی سرد اور طویل رات تھی احمر کمال اپنے جیکی پہ سوار منزل کی جانب رواں دواں تھا سڑک تا حد نگاہ ویران تھی قریب کوئی آبادی بھی نہ تھی یہ ویران علاقہ تھا جیکی کے قدموں کی ٹاپیں خاموشی کے سمندر میں ارتعاش برپا کر رہی تھیں جیکی سفید رنگ کا ایک خوبصورت گھوڑا تھا احمر کمال پینتیس سالہ شخص تھا وہ صحت مند جسم کا مالک تھا اور مضبوط اور نڈر انسان تھا نڈر نہ ہوتا تو رات کے اس پہر اس سنسان علاقے میں تنہا سفر نہ کر رہا ہوتا وہ خطروں سے ٹکرانے کا شوقین تھا ایسے ویران اور سنسان علاقوں میں ڈاکو وغیرہ گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں مگر احمر کمال کا کئی بار ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا تھا اور اس نے کئی بار ان کے دانت کھٹے کئے تھے بڑے بڑے نامی گرامی ڈاکو اس کا نام سن کر گھبرا جاتے تھے اب بھی اس کی خالہ کے بیٹے تنویر ریاض کی شادی تھی اس کے والدین اور دیگر بہن بھائی صبح ہی چھکڑے پر روانہ ہوگئے تھے اسے کچھ ضروری کام تھا اس لیے وہ رک گیا میں شام میں آجاؤں گا مگر بھائی راستہ خراب ہے اس کا چھوٹا بھائی احد بولا۔۔ ہاں پتر ارستہ بڑا خراب اے تے فیر لمبا وی اے۔ اس کی امی بھی متفکر ہوگئیں پریشانی کی کوئی بات نہیں امی میں آجاؤں گا اس نے ان کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے تسلی دی۔۔۔او تے ٹھیک اے پتر اپر۔۔وہ متذبذب تھیں او بھلے لوکے میرا پتر شیر اے شیر۔ کمال نے محبت سے اسے دیکھا ٹھیک ہے پتر اللہ دے سپرد۔ وہ لوگ چلے گئے ان کے جانے کے بعد وہ بھی نکل پڑا دراصل اسے نمبردار سے کچھ پیسے لینے تھے جس کا نمبردار نے شام کا وعدہ کیا تھا وہ سارا دن آوارہ گردی کرتا رہا شام کو چوھدری کی طرف گیا۔۔۔۔او احمر معاف کرنا یار وہ پیسے تو آج نہیں مل سکتے پرسوں ملیں گے یہ پچاس روپیہ ہے میرے پاس گھر کا خرچہ وغیرہ بھی کرنا ہے یہ پانچ روپے رکھ لو تم نمبردار نے اسے پانچ روپے رہے اس وقت کے پانچ روپے بھی آج کے پانچ سو

کے برابر تھے۔ اس نے جیکی کو چارہ وغیر کھلایا اور رخت سفر باندھ لیا جب وہ روانہ ہوا تو اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ افق پر لالی چھائی ہوئی تھی ہر منظر پر دھند غالب تھی اسے سفر کرتے ہوئے قریباً تین گھنٹے ہو رہے تھے یہ جنگلی علاقہ تھا اگرچہ پورے چاند کی رات تھی مگر چاند بھی دھند کے عقب میں چھپا ہوا تھا دفعتاً جیکی نے اپنی اگلی دو ٹانگیں اوپر اٹھائیں اور ہنہنانے لگا احمر نے لگام کھینچی مگر جیکی نے اپنے قدم مضبوطی سے سڑک پر جما رکھے تھے۔ کیا ہوا جیکی آگے بڑھو۔ احمر نے پیار سے اس کی گردن کے لمبے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پھر لگام کھینچی مگر بے سود جیکی نے گردن اور اٹھائی اور اس کے منہ سے ہنہناہٹ بلند ہوئی مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔ یہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد۔ والی صورت حال تھی احمر جھنجلا کر نیچے اترا وہ جیکی کی گردن سہلانے لگا معاً اس کی نگاہ کسی چمکتی ہوئی چیز پر پڑی اس نے ٹارچ جلا کر دیکھا یہ کوئی ہار تھا وہ اٹھا کر اس کا جائزہ لینے لگا اس کی آنکھوں میں ستائش اتر آئی ہار بہت ہی خوبصورت تھا اور بے حد قیمتی تھا یہ سرخ یاقوت سے بنا ہوا تھا اور کہیں کہیں سبز زمرد جھملا رہے تھے اس نے ہار گلے میں پہن لیا اس کا خیال تھا کہ وہ واپسی پر اسی جگہ یہ ہار رکھ دیے گا مگر اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا اس بار جیکی خاموشی سے چل پڑا کچھ وقت آرام سے گزرا پھر اسے محسوس ہوا کہ اس کے گلے میں موجود ہار کا وزن بڑھ گیا ہے ہار کا وزن واقعی غیر معمولی طور پر بڑھ گیا تھا پتہ نہیں عورتیں خوشی خوشی اتنا وزن کیسے لاد لیتی ہیں اس نے سوچتے ہوئے ہار اتارنا چاہا۔ مگر ہار اس کے ہاتھ سے پھسل گیا اس نے دوبارہ ہار پکڑا اور گلے سے اتار لیا اسے ہاتھ میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی اس نے اضطراری انداز میں ہار ایک جھٹکے سے نیچے پھینکا پھر اس نے ٹارچ روشن کی اور ششدر رہ گیا۔ ایک چمکدار سیاہ ناگ پھن پھیلائے رینگ رہا تھا وہ خوف سے اپنی جگہ جم کر رہ گیا ناگ نے کنڈلی ماری اور اپنا پھن پھیلائے اپنی دوشاخہ زبان کی نمائش کرنے لگا احمر کو اپنے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہوئیں اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ناگ رینگتے ہوئے قریبی کھیت میں غائب ہوگیا احمر جو حیرت واستعجاب کے سمندر میں غوطہ زن تھا یکلخت چونکا اس نے ٹارچ آف کر کے جیب میں رکھی اور گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور سرپٹ دوڑاتا چلا گیا اب وہ قدرے کم ویران علاقے سے گزر رہا تھا ایک ڈیرھ گھنٹے میں کوئی نہ کوئی بستی دکھائی دے جاتی تھی اس کا اندازہ اسے پہلے سے تھا کہ وہ پہلے بھی کئی بار اس علاقے سے گزرتا رہا تھا اچانک اسے کوئی آواز سنائی دی اس نے لگام ڈھیلی چھوڑ دی جیکی رک گیا احمر نے کان آواز پر لگا دیئے یہ کسی کی سسکیوں کی آواز تھی جو ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی اس تک پہنچی تھی اس نے جیکی کا رخ آواز کی سمت موڑا جیکی چپ چاپ چلتا رہا آواز اب پوری طرح واضح تھی جیکی ایک دم بدکا مگر احمر نے اسے وہاں جانے پر مجبور کر دیا سسکیاں نسوانی تھیں مگر۔۔وہ سناٹے میں رہ گیا وہ ایک شیر تھا اس کے منہ سے انسانی سسکیاں سن کر وہ لرز اٹھا۔ اوہ میرے خدایا۔ وہ بڑبڑایا حیران نہ ہو میرے منہ سے یہ نسوانی سسکیاں اس لیے خارج ہو رہی ہیں کہ آج صبح میں نے ایک لڑکی کا شکار کیا تھا اب تمہاری باری ہے شیر اسے تسلی دیتے ہوئے آخر میں غرایا تو احمر پوری جان سے لرز گیا شیر کی آنکھوں میں اسے لہو کا دریا ہلکورے لیتا محسوس ہوا خون اس کی رگوں میں منجمد ہوگیا جیکی یکدم ڈر کر بدکا۔۔اس کا رخ سڑک کی جانب ہوگیا تھا وہ سرپٹ دوڑا چلا جا رہا تھا کافی دیر بعد جا کر احمر کے حواس بحال ہوئے اس نے جیکی کی لگام کھینچی تو وہ مزید بھاگنے لگا بچاؤ بچاؤ۔ جیکی خود بخود رک گیا۔ اور پراساں نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا بچاؤ کوئی ہے یہ نسوانی آواز کہیں قریب ہی سے آرہی تھی پھر سامنے سے ایک لڑکی نمودار ہوئی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ تیز رفتاری سے بھاگ رہی تھی اس نے احمر کو دیکھا مجھے بچاؤ۔ وہ شیر مجھے کھا جائے گا وہ آس بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ بچا لو مجھے وہ مزید قریب آئی تو احمر کی نگاہ اس کے پیروں پر پڑی جو کہ آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے پھر جو اس نے جیکی کو بھگایا تو تنویر کے گھر جا کر ہی سانس لیا سفر ٹھیک گزرا پتر۔ ابا نے

اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دریافت کیا جواباً اس کی نظروں میں سارے واقعات گھومنے لگے تاہم اس نے فقط اتنا کہا ہاں ابا۔ اس کے لبوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی اس نے دل ہی دل میں آئندہ رات کو سفر کرنے سے توبہ کرلی تھی۔

❁❁❁

غلام فاطمہ ایک دھان پان سی مگر مضبوط اعصاب کی مالک تھی اس زمانے میں مافوق الفطرت واقعات ہوتے تھے اس دن وہ گھر پر اکیلی تھی ان کا گھر یا ہوال ۔ساہیوال ۔اور پاکپتن کے درمیان واقع ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اس وقت گاؤں تھا گھر جیسا کہ عموماً گاؤں میں ہوتے ہیں کافی کشادہ تھ وہ صحن میں اپنے ڈیڑھ سالہ بچے کو جھولے میں سلا رہی تھی ان کی ساس تو اپنے رشتہ داروں کے گھر گئیں ہوئی تھیں دفعتاً انہیں پیاس محسوس ہوئی گاؤں سے کچھ دور کنواں تھا اور اس وقت گھر میں پانی نہ تھا پتہ نہیں صاحب کہاں گئی بچے کو جھولا دیتی تو میں پانی لے آتی انہوں نے خود کلامی کی صاحبہ ان کی نند تھی۔ تم پانی لے آؤ میں بچے کو جھولا دیتی ہوں۔ پاس ہی ابھرنے والی آواز نے انہیں سن کر دیا۔ میں نے کہا غلام فاطمہ تم پانی لے آؤ میں بچے کے پاس ہوں آواز دوبارہ ابھری ان میں بولنے کی بھی سکت نہ رہی کچھ دیر بعد ان کی ساس آئیں تو غلام فاطمہ نے من وعن سارا واقعہ کہہ سنایا آئندہ گھر میں اکیلی نہ رہنا اور بچے کو تو کسی صورت اکیلا نہ چھوڑنا انہوں نے اٹل لہجے میں کہا تھا۔

❁❁❁

اقبال حسین بابا یعنی اکبر علی کے بیٹے ہیں وہ گرمیوں کی ایک طویل دوپہر تھی سب لوگ جس س تنگ تھے انہیں بھی گرمی نے زیادہ ستایا تو وہ سونے کے ارادے سے اندر کمرے میں چلے گئے سامنے چارپائی پر ان کی بہن صفیہ سو رہی تھی وہ بھی اسی چارپائی پر بیٹھے پھر یہ سوچ کر کہہ کر باہر نیم کے نیچے تھوڑی ہوا ہو گی اس وقت بجلی کی سہولت میسر نہ تھی باہر آ گئے صحن میں نیم کا گھنا پیڑ ایستادہ ہے جس کی گھنی چھاؤں میں چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں اور خواتین دتی سلھے لیے باتوں میں مصروف تھیں صفیہ آپا آپ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں اقبال حسین صفیہ کو دیکھ کر بری طرح چونک گئے ہاں کیوں ۔کوئی کام ہے کیا وہ مصروف سے انداز میں بولیں تو پھر اندر کون ہے وہ تیزی سے واپس پلٹے اندر دیکھا تو چارپائی خالی پڑی ہوئی تھی وہ چکرا کر رہ گئے اور یہ سوچ کر کانپ اٹھے کہ اگر وہ کچھ دیر بیٹھے رہتے تو ۔۔۔؟

❁❁❁

برائے مہربانی اپنی کہانی مکمل ادارہ کو روانہ کردیں تاکہ پوری کہانی شائع کی جاسکے۔۔ادھوری کہانی ارسال نہ کیا کریں شکریہ۔

❁❁❁

کہیں میں حوصلہ نہ چھوڑ بیٹھوں

میرے آنگن میں آؤ...... ٹوٹے پتے تو دیکھو...... میری سب کھڑکیوں پر ہجر کا کہر جما ہوا ہے ...... میرے دروازوں کے بازو...... تمہارے لوٹنے کی چاہ میں شل ہو گئے ہیں...... میرے گھر کے چراغوں کی ہر لو...... درد میں ڈوبی ہوئی ہے...... وہ دیکھو تھرتھراہٹ بین کرنے لگی ہے ...... میرے تکیہ پر ٹھہری دھول دیکھو...... میرے بستر کی چادر بے شکن گم صم پڑی ہے...... وہ آتش دان دیکھو کس طرح سونا رکھا ہے ...... وہ دیکھو رات کا کھانا پڑا ہے...... یہ دیکھو چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے ...... تمہارے خط کتابیں کارڈ تحفے ...... مجھ سے ملنے کی خواہش میں ...... میرے چاروں طرف بکھرے ہوئے ہیں ...... وہ اک تصویر میرے سامنے گم صم پڑی ہے ...... وہ ایک کونے میں حسرت تھک کر سو گئی ہے...... میرے بالوں میں فرقت جم گئی ہے...... میرے ہونٹوں سے چپ لپٹی ہوئی ہے ...... تمہارا ہجر حد سے بڑھ چکا ہے ...... میں خود سے رابطے نہ توڑ بیٹھوں...... کہیں میں حوصلہ نہ چھوڑ بیٹھوں

☆ احمد حسن عرضی خان-قبولہ شریف

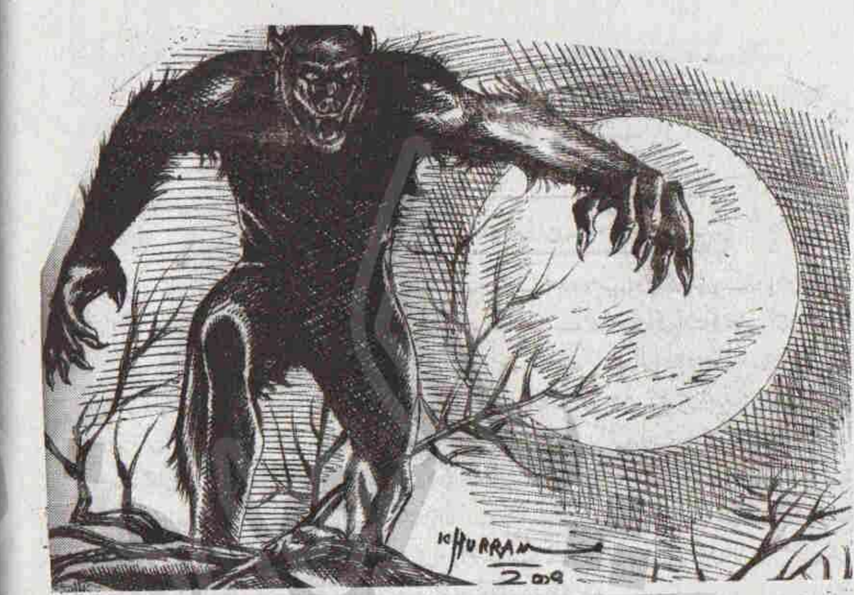
❁❁❁

ظالم جادوگر

---تحریر: کامران شکیل-واہ گارڈن-واہ کینٹ---

میں پرستان کی شہزادی ہوں اور میرا نام للّی پری ہے اتنا کہنے کے بعد وہ چپ ہوگئی میں اس کے دوبارہ بولنے کا انتظار کرنے لگا کافی دیر گزر گئی لیکن وہ نہ بولی تو میں نے کہا آپ نے میری دوسری بات کا جواب نہیں دیا کہ آپ رو کیوں رہی ہیں انے ایک لمبی آہ بھری اور کہا میرا سب کچھ لٹ گیا ہے میں برباد ہوگئی ہوں میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے میں بہت اکیلی ہو چکی ہوں میرے پرستان کے تمام جنات مر چکے ہیں اور تمام پریاں قید ہیں پرستان اجڑ چکا ہے اتنا کہنے کے بعد وہ ایک بار پھر چپ ہوگئی۔ وہ لڑکی مسلسل روئے جا رہی تھی اس کا اداس اور بجھا بجھا چہرہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے وہ واقعی ایک پری ہے اس کا پرستان اجڑ چکا ہے پتہ نہیں اچانک کیوں مجھے اس کی بات پر یقین سا آنے لگا تھا کچھ دیر پہلے تک میرے دماغ میں جو خیالات تھے کہ اس دنیا میں ایسی مخلوقات نہیں پائی جاتیں وہ جھوٹ لگنے لگے۔ تھے میں نے للّی پری کی اداس آنکھوں میں دیکھا تو مجھے ان میں بہت درد نظر آیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔





شام کے سائے پھیلتے جارہے تھے سورج بہت دور پہاڑوں کے پیچھے چھپنے والا تھا میں اور میرا کولیگ ڈاکٹر میران ہر شام کی طرح آج بھی جنگل میں سیر کرنے آئے ہوئے تھے ہمارے اردگرد بہت سے جنگلی جانور پھر رہے تھے جنگلی پرندے چیں چیں کی آوازیں نکالتے ہوئے اپنے گھونسلوں کی طرف بڑھ رہے تھے ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی جس سے درختوں کے پتے ہل رہے تھے میں اور ڈاکٹر میران اس خوبصورت ماحول سے لطف اندوز ہو رہے تھے اچانک میں کچھ سوچتے ہوئے بولا ڈاکٹر میران چلو آج نہر کے پاس چلتے ہیں وہ بولا کون سی نہر کے پاس میں نے کہا وہ نہر جو جنگل کے مغرب میں ہے جس کے بارے میں لوگوں کا کہنا ہے کہ وہاں جن بھوتوں کا بسیرا ہے ڈاکٹر میران نے حیرانگی سے میری طرف دیکھا اور کہا ڈاکٹر جواد آپ ہوش میں تو ہیں آپ یہ جانتے ہوئے بھی وہاں جانے کی بات کررہے ہیں کہ وہاں ہمارے لیے صرف اور صرف موت ہے آج تک جو بھی وہاں گیا ہے وہاں سے زندہ لوٹ کر نہیں آیا ہے وہاں پر جن بھوتوں کا بسیرا ہے وہ جن بھوت وہاں جانے والے انسان کو مار ڈالتے ہیں میں ڈاکٹر میران کی بات سن کر مسکرانے لگا اور کہا۔

کمال ہے ڈاکٹر میران آپ آج کل کے جدید دور میں بھی جن بھوتوں کے وجود پر یقین رکھتے ہیں میں تو ان جن بھوتوں کو نہیں مانتا آج کل دینا میں جن بھوت نہیں ہیں کئی صدیاں پہلے اس دنیا میں جن بھوتوں کا وجود تھا لیکن اب نہیں ہے انسان کی ترقی نے ان چیزوں کے وجود کو نگل لیا ہے ڈاکٹر میران بولا ڈاکٹر جواد آپ کا خیال غلط ہے پرانے وقتوں کی طرح آج کل بھی ویران جگہوں پر جن بھوت پائے جاتے ہیں میں تو ان کے وجود پر پورا پورا یقین رکھتا ہوں اور مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے اس نہر پر بھی جن بھوتوں کا بسیرا ہے اس لیے میں وہاں کبھی بھی نہیں جاؤں گا وہاں جانا خودکشی کرنے کے برابر ہے آپ بھی اپنے دل سے وہاں جانے کا خیال نکال دو اور وہاں کبھی دوبارہ جانے کے بارے میں سوچنا بھی مت اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گیا تو میں بولا میں تو وہاں ضرور جاؤں گا اور وہ بھی آج ہی جاؤں گا۔

میری بات سن کر ڈاکٹر میران گہری سوچوں میں

کھو گیا۔ شاید اسے فیصلہ کرنے میں دشواری پیش آرہی تھی کہ وہ کیا کرے میرے ساتھ جائے یا نہیں کافی دیر سوچنے کے بعد وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولا ڈاکٹر جواد میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں لیکن میری ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہم دونوں وہاں سے واپس کبھی نہیں آسکیں گے جن بھوتوں کا وہاں پر بسیرا ہے وہ ہمیں مار دیں گے اور ہمارے گھر والوں کو ہماری لاشیں بھی نہیں مل سکیں گی۔

اس کی بات سن کر میں مسکرایا اور بولا کم ان ڈاکٹر میران تم تو ویسے ہی ڈر رہے ہو اور خواہ مخواہ ہی مجھے بھی ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو اس نہر پر کسی جن بھوت کا سایہ بھی نہیں ہے یہ سب لوگوں کے منہ کی باتیں ہیں ہم وہاں سے ضرور واپس لوٹ کر آئیں گے چلو اب دیر ہو رہی ہے ہمارے وہاں جانے تک سورج غروب ہو جائے گا اور پھر واپسی پر ہمیں راستہ تلاش کرنے میں مشکل ہو گی ڈاکٹر میران بولا ڈاکٹر جواد میری تم سے ریکوئسٹ ہے کہ ابھی نہر تک پہنچنے میں ہمیں ایک گھنٹہ لگے گا اندھیرا ہونے کی وجہ سے ہم اس جنگل میں بھٹک جائیں گے اور پھر رات ہمیں جنگل میں ہی گزارنی پڑے گی اور ہسپتال میں مریض بھی ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے ہم ابھی واپس ہسپتال چلتے ہیں کل صبح نہر کی طرف چلیں گے میں نے ڈاکٹر میران کی بات سے اتفاق کیا اور ہم دونوں گاؤں کی طرف چل پڑے، ہم گاؤں میں داخل ہوئے تو گاؤں کے لوگ اپنے کھیتوں میں کھیتی باڑی کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے وہ سب جھک جھک کر ہمیں سلام کرنے لگے کچھ ہی دیر بعد میں اور ڈاکٹر میران ہسپتال پہنچ گئے وہاں بہت سے مریض ہمارا انتظار کر رہے تھے ڈاکٹر میران اپنے روم میں چلا گیا اور اپنے مریضوں کو چیک کرنے لگا میں بھی اپنے روم میں جا کر اپنے مریضوں کو چیک کرنے لگا۔

رات کے وقت مریض ختم ہوئے میں اور ڈاکٹر میران اپنے گھر چلے گئے جو کہ ہسپتال کے ساتھ ہی تھا یہ گھر ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے ملا تھا گھر جا کر ہم دونوں نے کھانا کھایا اور سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

دو سال پہلے میری ٹرانسفر اپنے شہر کے ہاسپٹل سے اس گاؤں کے ہاسپٹل میں کر دی گئی تھی یہ گاؤں میرے شہر سے تین سو میل دور تھا میری یہاں ٹرانسفر میرے لیے بہت اذیت ناک تھی کیونکہ مجھے اپنے گھر والوں سے بہت دور کر دیا گیا تھا میں شہر میں پیدا ہوا تھا اور شہر ہی میں پل بڑھا تھا گاؤں کی تو میں نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی تھی جب میں یہاں اس گاؤں میں آیا تھا تو مجھے نہیں لگتا تھا کہ میں یہاں ایڈجسٹ ہو پاؤں گا لیکن یہاں کے لوگ بہت اچھے تھے انہوں نے اور ہسپتال کے سٹاف نے میری یہاں ایڈجسٹ ہونے میں بہت مدد کی اور پھر کچھ ہی عرصے میں میں ان لوگوں میں گھل مل گیا مجھے ہاسپٹل کے ساتھ ہی ایک گھر میں رہائش مہیا کر دی گئی میرے ساتھ ڈاکٹر میران بھی اس گھر میں رہتا تھا گاؤں کے اس ہاسپٹل میں صرف ہم دو ہی ڈاکٹر تھے ہم دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست بن گئے۔

❀❀❀

صبح میری آنکھ نو بجے کھلی سورج چڑھ چکا تھا میں نے جلدی سے فریش ہو کر ناشتہ کیا اور ڈاکٹر میران کو ساتھ لے کر نہر کی طرف نکل گیا کچھ ہی دیر بعد میں اور ڈاکٹر میران جنگل میں پہنچ گئے ہم جنگل کے مغرب میں واقع نہر کی جانب بڑھنے لگے میں کافی ایکسائیٹڈ تھا جبکہ ڈاکٹر میران کافی خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا اب بھی کہہ رہا تھا کہ ہم وہاں نہ جائیں وہاں جن بھوتوں کا بسیرا ہے وہ ہمیں مار دیں گے میں اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر میران بہت ڈرپوک انسان ہے وہ لوگوں کی باتوں میں آ کر ڈر گیا ہے اور وہ مجھے بھی اپنے ساتھ خوفزدہ کرنا چاہ رہا ہے لیکن میں کسی بھی صورت میں خوفزدہ نہیں ہوں گا وقت گزرتا جا رہا تھا ہم دونوں مسلسل اس ہر کی جانب بڑھ رہے تھے ایک گھنٹے بعد میں اور ڈاکٹر میران اس نہر کے قریب پہنچے اس نہر کے اردگرد کی جگہ بہت ہی خوبصورت تھی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ

تھا جودل کو بہت اچھا لگتا تھا نہر کا پانی صاف ستھرا اور بہت خوبصورت تھا۔

نہر کے اردگرد کا جائزہ لینے کے بعد میں نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر میران کی جانب دیکھا اور کہا ڈاکٹر میران کہاں ہے آپ کے جن بھوت آپ تو کہہ رہے تھے کہ اس نہر پر جن بھوتوں کا قبضہ ہے اور وہ ہمیں ماردیں گے تو بلائیں انہیں اور کہیں کہ ہمیں مار کر دکھائیں میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ آج کل کے جدید دور میں جن بھوتوں کا کوئی وجود نہیں ہے میں نے ٹھیک کہا تھا اور میں نے اپنی بات کو سچ ثابت کر دیا ہے جبکہ آپ کی بات غلط ثابت ہوگئی ہے ابھی میں بول ہی رہا تھا کہ مجھے یوں لگا جیسے کوئی رو رہا ہے میں خاموش ہو گیا اور اس رونے کی آواز کو غور سے سننے لگا جو کہ بہت دھیمی دھیمی تھی وہ آواز کافی دور سے آرہی تھی ڈاکٹر میران نے کہا کیا آپ کو کسی کے رونے کی آواز سنائی دے رہی ہے میں نے کہا ہاں۔ وہ بولا یہ آواز کسی عورت کی ہے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ کسی عورت کا یہاں کیا کام ہے یہاں تو مرد بھی آنے سے ڈرتے ہیں پھر یہ عورت یہاں کیسے آسکتی ہے یقیناً یہ عورت کے روپ میں کوئی چڑیل ہوگی میں نے اپنے دادا سے سنا تھا کہ چڑیل ہر قسم کے روپ دھار سکتی ہے اور وہ عموماً عورت کے روپ میں انسانوں کے سامنے آتی ہے اور انسان کو اپنے جال میں پھنسا لیتی ہے پھر وہ انسان کو مار دیتی ہے مجھے ڈاکٹر میران کی بات سن کر شدید غصہ آ گیا میں غصے سے لرزتے ہوئے بولا۔

ڈاکٹر میران آپ نے پھر وہی بات شروع کر دی ہے ابھی تک آپ کو یقین نہیں آیا کہ اس دنیا میں جن بھوت نہیں رہتے ہیں آپ پتہ نہیں اپنے دادا پر دادا کی باتوں کو لے کر کیوں بیٹھ گئے ہیں انہوں نے محض ڈرانے کے لیے آپ کو بچپن میں کہانیاں سنائی تھیں جو انہوں نے خود اپنے باپ دادا سے سنی تھیں لیکن وہ سب جھوٹی تھیں حقیقت کا ان سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا میں نے کہا تو ڈاکٹر میران کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا ڈاکٹر جواد شاید آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں واقعی اس دنیا میں جن بھوتوں کا کوئی وجود نہیں ہے اگر ان کا کوئی وجود ہوتا تو وہ ہمیں ضرور دیکھائی دیتے لیکن آج تک نہ میں نے کوئی جن بھوت دیکھا ہے اور نہ ہی آپ نے دیکھا ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا کوئی وجود انسان کے دماغ اور خیالات کی تخلیق ہے حقیقت میں ایسا کچھ نہیں ہے ڈاکٹر میران کی بات سن کر میں مسکرایا اور بولا شکر ہے ڈاکٹر میران آپ کو میری بات پر یقین آ گیا اس عورت کے رونے کی آواز ابھی تک سنائی دے رہی تھی۔ چلیں چل کر اس سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیوں رو رہی ہے اور یہاں کیسے آئی ہے ہم دونوں اس طرف چل پڑے جس طرف سے آواز آرہی تھی کچھ ہی دیر بعد ہم اس کے پاس پہنچ گئے وہ ایک بہت ہی حسین دوشیزہ تھی اتنی حسین لڑکی تو میں نے کبھی خوابوں میں بھی نہ دیکھی تھی مجھے تو وہ اس دنیا کی لگ ہی نہیں رہی تھی اس کے بہتے ہوئے اشک بھی اس کے چہرے پر بہت پیارے لگ رہے تھے میرا جی چاہا کہ وہ اسی طرح ساری عمر میرے سامنے بیٹھ رہی اور مین اسے تکتا رہوں۔

اچانک اسے اپنے قریب ہماری موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے چونک کر میری اور ڈاکٹر میران کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں شاید بہت زیادہ رونے کی وجہ سے ایسا ہوا تھا وہ بہت زیادہ دکھی دکھائی دے رہی تھی وہ حیرانگی سے کبھی میرے چہرے کو دیکھتی اور کبھی ڈاکٹر میران کے چہرے کو دیکھتی میں نے اپنے اندر ہمت بیدا کی اور اس سے گویا ہوا کون ہیں آپ اور رو کیون رہی ہیں اس کی آنکھوں سے آنسو ابھی تک گر رہے تھے اس نے ایک لمبی سانس خارج کی اور بولی میں پرستان کی شہزادی ہوں اور میرا نام للی پری ہے اتنا کہنے کے بعد وہ چپ ہوگئی میں اس کے دوبارہ بولنے کا انتظار کرنے لگا کافی دیر گزر گئی لیکن وہ نہ بولی تو میں نے کہا آپ نے میری دوسری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ رو کیوں رہی ہیں اسنے ایک لمبی آہ بھری اور کہا میرا سب کچھ لٹ گیا ہے میں برباد ہوگئی ہوں میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے میں بہت اکیلی ہو چکی

ہوں میرے پرستان کے تمام جنات مر چکے ہیں اور تمام پریاں قید ہیں پرستان اجڑ چکا ہے اتنا کہنے کے بعد وہ ایک بار پھر چپ ہوگئی۔

میں اور ڈاکٹر میران حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے ہمیں یقین نہیں آرہا تھا کہ کیا ہم واقعی ایک پری کے پاس کھڑے ہیں یا یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے وہ لڑکی مسلسل روئے جا رہی تھی اس کا اداس اور بجھا بجھا چہرہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے وہ واقعی ایک پری ہے اس کا پرستان اجڑ چکا ہے پتہ نہیں اچانک کیوں مجھے اس کی بات پر یقین سا آنے لگا تھا کچھ دیر پہلے تک میرے دماغ میں جو خیالات تھے کہ اس دنیا میں ایسی مخلوقات نہیں پائی جاتیں وہ جھوٹ لگنے لگے تھے میں نے للی پری کی اداس آنکھوں میں دیکھا تو مجھے ان میں بہت درد نظر آیا میں نے کہا آپ ہمیں پوری طرح بتائیں کیا ہوا ہے کس نے اجاڑا ہے پرستان کو وہ کون ظالم ہے جس نے پرستان کے جنات کو مار دیا ہے اور پریوں کو قید کر لیا ہے میری بات سن کر وہ بولی ہمارا پرستان بہت خوبصورت تھا وہاں خوبصورت پریاں رنگ برنگے کپڑوں میں ادھر ادھر اڑتی پھرتی تھیں میرے بابا پرستان کے بادشاہ تھے وہ بہت اچھے انسان تھے وہ ہر کسی سے بہت پیار کرتے تھے پرستان میں ہر طرف سکون ہی سکون تھا تمام پریاں اور جنات ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے پتا نہیں ایک دن ہمارے پرستان کو کس کی نظر لگ گئی جب ایک ظالم جادوگر ہمارے پرستان میں آن نکلا اس نے کہا کہ اسے پرستان کا بادشاہ بنا دیا جائے لیکن پرستان کے تمام جنات اور پریوں نے کہا کہ وہ اسے کسی بھی صورت میں پرستان کا بادشاہ نہیں بنائیں گے۔

وہ جادوگر بہت طاقت ور تھا اس کی تمام طاقتیں تمام پرستان کے جنات سے زیادہ تھیں اس نے پرستان کے تمام جنات کو ایسی طاقت سے ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہیں آگ لگا دی تمام کے تمام جنات جل کر خاک ہو گئے اس کے بعد اس نے پرستان کی تمام پریوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور قید کر لیا اس نے ایک آتشی حصار ان کے گرد کھینچ دیا ہے جس میں سے وہ پریاں کسی بھی صورت میں باہر نہیں نکل سکتی ہیں۔ میں اس دن انسانی دنیا میں آئی ہوئی تھی اس لیے اس شیطانی جادوگر کے حصار میں قید نہ ہو سکی جنات کو مارنے کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ جادوگر خود بھی جل کر مر گیا ایک آگ کا آلاؤ آسمان کی طرف سے اترا تھا جس نے اس جادوگر کا بدن جلا دیا تھا اور وہ جل کر کوئلہ ہو گیا تھا وہ خود تو مر گیا تھا لیکن پریاں آج تک اس کے قائم کردہ حصار میں قید ہیں آتشی حصار کے علاوہ اس جادوگر نے پریوں کے اردگرد اپنی غلام بدروحیں بھی پھیلا رکھی ہیں جو ان کے گرد پہرہ دیتی تھیں وہ بدروحیں بھی آج تک پریوں کے گرد پہرہ دے رہی ہیں میں جب بھی پریوں کو آزاد کرانے کے لیے ان کے قریب جاتی ہوں وہ بدروحیں مجھ پر حملہ کر دیتی ہیں اور مجھے شدید زخمی کر دیتی ہیں میں بڑی مشکل سے ان سے اپنی جان بچاتی ہوں لیکن افسوس اپنی پریوں کو ایک بار بھی آزاد کرانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکی پرستان کے اجڑنے کی داستان سنا کر للی پری چپ ہوگئی تو میں نے کہا۔

اس کا مطلب ہے پرستان کی پریاں ہمیشہ اس ظالم جادوگر کے قائم کردہ حصار میں قائم رہیں گی اور کبھی بھی وہ اس حصار سے باہر نہیں نکل سکیں گی میری بات سن کر للی پری بولی نہیں ایسا نہیں ہے انہیں اس حصار سے باہر نکالا جا سکتا ہے انہیں آپ دونوں آزاد کرا سکتے ہیں پرستان کی ریوں کو اس وق آپ کی مدد کی ضرورت ہے اگر آپ ان کی مدد کر دیں تو آپ دونوں کا ہم پریوں پر بہت بڑا احسان ہوگا میں نے کہا آپ بتائیں ہم کیسے ان کو آزاد کرا سکتے ہیں ہم انہیں آزادی دلانے مین ان کی مدد ضرور کریں گے للی پری نے ایک سکون کی سانس لی اور بولی آپ دونوں کو ایک سات دنوں کا چلہ کرنا ہوگا یہ چلہ کافی مشکل ہے اس میں جان جانے کا بھی خطرہ ہے اگر آپ دونوں چلہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو آپ اس جادوگر کی غلام بدروحوں سے مقابلہ کر کے انہیں ختم کر سکتے ہیں اور پریوں کے گرد جو آتشی حصار قائم ہے اس کو بھی توڑ سکتے ہیں کیا آپ دونوں پریوں کی آزادی کے لیے یہ چلہ کریں

گئے للی پری چپ ہوگئی اور سوالیہ نظروں سے ہمیں دیکھنے لگی میں نے ڈاکٹر میران کی طرف دیکھا اور کہا کیا خیال ہے ہمیں پرستان کی پریوں کی مدد کرنی چاہیے یا نہیں وہ میری بات سن کر بری طرح چونکا اور بولا۔

ڈاکٹر جواد ہمیں اس لڑکی کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے یہ کوئی پری وری نہیں ہے بلکہ آدم خور چڑیل ہے یہ ہمیں اپنے جال میں پھانس کر ہمارا شکار کرنا چاہتی ہے میرے دادا کہا کرتے تھے کہ چڑیلیں جب عورتوں کے روپ میں انسانوں کے سامنے آتی ہیں تو وہ انہیں اپنے جال میں پھنسانے کے لیے جھوٹی کہانیاں سناتی ہیں اور جب انسان ان کے جال میں پھنس جاتا ہے تو وہ اسے مار دیتی ہیں اور اس کے گوشت سے اپنی بھوک مٹاتی ہیں اس کی بات سن کر میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اور کہا۔ ڈاکٹر میران ایک تو پتہ نہیں ہر منٹ بعد آپ کو اپنے دادا کی بات کیوں یاد آجاتی ہے آپ کے دادا کی باتوں نے ایک دن میرا دماغ ضرور خراب کر دینا ہے یہ لڑکی جھوٹ نہیں بول رہی ہے یہ واقعی پری ہے اور پرستان بھی حقیقت میں اجڑ چکا ہے یہ بات کچھ عرصہ پہلے میں نے ایک ہارر سٹوری میں پڑھی تھی لیکن اس وقت میں نے اسے جھوٹ تصور کیا تھا اب للی پری سے دوبارہ جبکہ یہ سب کچھ ڈیٹیل میں سنا ہے تو مجھے اس پر یقین آگیا ہے میں تو پریوں کی مدد ضرور کروں گا اور انہیں ہر صورت میں آزادی دلاؤں گا چاہے اس کے لیے مجھے اپنی جان بھی کیوں نہ دینی پڑ جائے آپ بتائیں آپ اس کام میں میرا ساتھ دیں گے یا نہیں میں چپ ہوگیا۔

ڈاکٹر میران کچھ دیر سوچتے ہوئے بولا میرے دادا کہتے تھے کہ انسان کو دوسروں کی مدد ضرور کرنی چاہیے اس لیے میں بھی آپ کے ساتھ ان پریوں کی مدد ضرور کروں گا اس کی بات سن کر میں مسکرا دیا اور کہا شکر ہے کہ تمہارے دادا نے کوئی تو اچھی بات کی ہے للی پری میں نے للی پری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آپ بتائیں ہمیں وہ چلہ کیسے کرنا ہوگا اور کس جگہ کرنا ہوگا وہ بولی آپ کو یہ چلہ پرستان کے ایک پہاڑ پر کرنا ہوگا آپ دونوں میرے ساتھ چلیں میں آپ کو وہ پہاڑ دکھاتی ہوں اس نے میرا اور ڈاکٹر میران کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اڑنے لگی ہم دونوں بھی اس کے ساتھ ساتھ ہواؤں میں اڑ رہے تھے مجھے اور ڈاکٹر میران کو یہ خواب لگ رہا تھا ہم تینوں کافی دیر ہواؤں میں اڑتے رہے پر ہم ایک بہت خوبصورت علاقے میں داخل ہوگئے للی پری بولی پرستان شروع ہوگیا ہے ہم پرستان میں داخل ہوگئے ہیں پرستان بہت دلکش تھا میں نے پرستان کی خوبصورتی کے بارے میں جتنا کتابوں میں پڑھا تھا حقیقت میں وہ اس سے بھی بہت زیادہ خوبصورت تھا ایسا لگتا تھا کہ جیسے پوری دنیا کی خوبصورتی اس میں سما گئی ہو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تھا جو دل کو مسرور کر رہا تھا کچھ دیر بعد ہم تینوں ایک پہاڑ پر اترے اس پہاڑ سے خوبصورت آبشاریں بہہ رہی تھیں چاروں طرف حسین نظارے تھے جن کو دیکھ کر جی چاہتا تھا کہ میں اسی جگہ پر رہوں انہی خوبصورت نظاروں میں میں اپنی پوری زندگی گزار دوں ابھی میں اس جگہ کے حسن میں ہی گم تھا کہ للی پری کی آواز سنائی دی۔

یہ ہے وہ پہاڑ جس پر آپ دونوں نے چلہ کرنا ہے یہ چلہ مغرب کے وقت سورج غروب ہونے کے بعد شروع ہوگا اور صبح سورج طلوع ہونے پر ختم ہوگا چلے کے دوران آپ دونوں کو جادوگر کی غلام بدروحیں ڈرائیں گی لیکن آپ دونوں نے ڈرنا نہیں ہے چلہ شروع کرنے سے پہلے آپ دونوں نے اپنے گرد ایک حفاظتی حصار کھینچنا ہوگا وہ حصار آپ دونوں کی حفاظت کرے گا کوئی بھی چیز اس حصار سے اندر داخل نہیں ہوگی چلے کے دوران آپ دونوں کو ایک ورد پڑھنا ہوگا اس نے وہ ورد ہم دونوں کو یاد کروایا اور پھر ہمیں پرستان کی سیر کرانے لگی شام تک ہم اس خوبصورت علاقے کی سیر کرتے رہے سورج غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے ہم تینوں اسی پہاڑ پر واپس آگئے جہاں پر میں نے اور ڈاکٹر میران نے چلہ کرنا تھا للی پری نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو زمین پر ایک دستر خوان بچھ گیا جس پر طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے تھے ہم تینوں نے مل کر کھانا کھایا وقت گزرتا گیا سورج غروب ہوگیا میں

اور ڈاکٹر میران اکٹھے ایک جگہ پر بیٹھ گئے اور اپنے گرد حصار کھینچ کر للی پری کا بتایا ہوا ورد پڑھنے لگے شروع شروع میں تو کچھ نہ ہوا نہ تو ہمیں جادوگر کی غلام بدروحیں دکھائیں دیں اور نہ ہی کوئی اور خوفناک واقعہ بیتا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے اردگرد کے ماحول میں تبدیلی آتی گئی ہمیں اپنے اردگرد خوفزدہ کر دینے والی خوفناک شکلیں دکھائی دینے لگیں جن کو دیکھ کر میں اور ڈاکٹر میران خوفزدہ ہوگئے۔

وقت گزرتا رہا اور ہمارا پہلے دن کا چلہ مکمل ہوگیا۔ ہمارا چلہ مکمل ہوتے ہی للی پری بھی ہمارے پاس آگئی رات جب ہم نے چلہ شروع کیا تھا تو وہ غائب ہوگئی تھی اور اب ہمارا چلہ ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ ظاہر ہوگئی تھی اس نے آتے ہی ایک خوبصورت مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا پہلی رات کا چلہ مبارک ہو اور پھر اس نے ایک پھونک ماری تو ایک ٹیبل نمودار ہوئی جس پر ناشتہ لگا ہوا تھا ہم تینوں نے مل کر ناشتہ کیا ناشتہ کرنے کے بعد للی پری بولی آج میں آپ دونوں کو اس جگہ لے کر جاؤں گی جہاں پرستان کی پریوں اور جنات کے گھر ہیں آپ لوگ ویسے بھی پوری رات چلہ کرنے کے بعد کافی تھک گئے ہوں گے وہاں جا کر میرے گھر میں آپ دونوں آرام کر لینا۔ آج پھر للی پری ہمیں اپنے ساتھ لے کر اڑی کچھ دیر بعد ہم تینوں اڑتے رہے پھر ہم ایک ایسی جگہ اترے جہاں پر ہر طرف گھر ہی گھر تھے وہ گھر لکڑی سے بنے ہوئے تھے ان کا ڈیزائن ہماری دنیا کے گھروں کے ڈیزائنوں سے بہت مختلف اور بہت ہی خوبصورت تھا للی پری ہمیں ایک گھر میں لے گئی وہ گھر دوسروں سے بہت بڑا اور زیادہ خوبصورت تھا للی پری بولی یہ میرا گھر ہے یہاں میں میرے بابا جو پرستان کے بادشاہ تھے اور میری ممی جو یہاں کی ملکہ تھی سب رہتے تھے لیکن اب میں یہاں اکیلی ہوں نہ ہی بابا میرے پاس ہیں اور نہ ہی ممی اتنا کہہ کر وہ رو دی میں نے اور ڈاکٹر میران نے اسے تسلی دی جس سے اسے کچھ حوصلہ ملا۔

وہ ہمیں اپنا گھر دکھانے لگی اس کا گھر بہت ہی خوبصورت تھا ہم نے وہاں ہی آرام کیا اور شام کے وقت واپس چلے والی جگہ پر آگئے۔ سورج غروب ہونے کے بعد ہم نے چلہ شروع کیا للی پری غائب ہوگئی ابھی ہمیں چلہ شروع کیے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک بہت بھیانک شکل والی چڑیل ہمارے سامنے نمودار ہوئی اس کی حالت درندہ جیسی تھی اس کے منہ سے خون گر رہا تھا آنکھیں آگ برسا رہی تھیں بال کانٹوں جیسے تھے ناک کا نام ونشان موجود نہیں تھا ہاتھ پانچ پانچ فٹ لمبے تھے اس کو دیکھ کر خوف سے میں اور ڈاکٹر میران بے ہوش ہوتے ہوئے بچے بڑی مشکل سے ہم اپنے حواس پر قابو پائے رکھا وہ چڑیل آہستہ آہستہ ہماری طرف بڑھنے لگی ڈاکٹر میران اس کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر اٹھ کر بھاگنے والا تھا کہ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا ڈاکٹر میران اس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی ہمارے گرد حفاظتی حصار ہے یہ جونہی اس سے ٹکرائے گی جل کر راکھ ہو جائے گی میری بات سن کر ڈاکٹر میران کو کچھ حوصلہ ہوا اور وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ وہ چڑیل مسلسل ہماری طرف بڑھ رہی تھی حصار کے قریب پہنچتے ہی وہ اچانک غائب ہوگئی اس طرح پوری رات جن بھوت ہمیں ڈراتے رہے اور پھر یہ رات بھی گزر گئی صبح ہوتے ہی للی پری نمودار ہوئی ہمارا چلہ ختم ہو چکا تھا اس نے ہمیں چلہ ختم ہونے کی مبارکباد دی اور ہمیں لے کر اپنے گھر چلی گئی۔

وہاں جا کر ہم تینوں نے ناشتہ کیا اور پھر میں اور ڈاکٹر میران آرام کرنے لگے وقت گزرتا چلا گیا میں اور ڈاکٹر میران کامیابی کے ساتھ چلہ کرتے رہے ہمیں ہر روز ڈرایا جانے لگا لیکن اب ہم خوفزدہ بالکل بھی نہیں ہوتے تھے کیونکہ ہم اچھی طرح جان چکے تھے کہ یہ صرف نظروں کا دھوکہ ہے اور کچھ بھی نہیں ہے آج ہمارے چلے کا ساتواں دن تھا یعنی آخری دن میں نے اور ڈاکٹر میران نے حسب معمول حصار کھینچ کر چلہ سٹارٹ کر دیا چلہ شروع کرتے ہی ہمیں حصار سے باہر دو بہت بڑے بڑے بھوت دکھائی دیے ان کے ہاتھوں میں ایک انسان

تھا جیسے وہ ایک خنجر سے ذبح کررہے تھے ذبح کرنے کے بعد وہ بھوت اس کی شاہ رگ سے نکلتا ہوا خون پینے لگے جب اس کے جسم میں خون ختم ہو گیا تو وہ اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھانے لگے مجھ سے یہ خوفناک نظر دیکھا نہیں جا رہا تھا۔

اس لیے میں نے آنکھیں بند کر لیں میں ورد مسلسل پڑھ رہا تھا کچھ دیر بعد میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ منظر غائب تھا نہ تو وہاں بھوت تھے اور نہ ہی انسان کی لاش اچانک مجھے ایک انسان حصار کی جانب آتا ہوا دکھائی دیا وہ کوئی بوڑھا شخص تھا حصار کے قریب پہنچ کر اس نے ڈاکٹر میران کی جانب بازو پھیلا دیئے اور بولا میرن بیٹا میں واپس آ گیا ہوں میں اب ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا ڈاکٹر میران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ اٹھ کر حصار سے باہر نکلنے لگا میں نے ایک بار پھر اسے پکڑ لیا اور کہا ڈاکٹر میران کیا آپ پاگل ہو گئے ہو آپ یہ جانتے ہوئے بھی کہ باہر آپ کی موت ہے حصار سے باہر نکلنے لگے ہو ڈاکٹر میران میری بات سن کر بولا ڈاکٹر جواد مجھے جانے دو یہ کوئی اور نہیں میرے دادا ہیں مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس کی بات سن کر میں غصے سے کانپنے لگا اور بولا۔ ڈاکٹر میران ہوش کے ناخن لو تم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے دادا کو مرے ہوئے دس برس گزر چکے ہیں اب تک تو ان کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی پھر وہ یہاں کیسے آ گئے یہ تمہارے دادا نہیں ہیں ان کی شکل میں کوئی جن بھوت ہے جو تمہیں دھوکہ سے حصار سے باہر لے جا کر مارنا چاہتا ہے میری بات سن کر ڈاکٹر میران بولا اوہ یہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میرے دادا مر چکے ہیں ویسے وہ کہا کرتے تھے کہ میں مرنے کے بعد بھی روح کی صورت میں تمہیں ملنے آیا کروں گا شاید یہ ان کی روح ہو گی میں بولا۔

ڈاکٹر میران پاگل مت بنو مرنے کے بعد انسان کی روح نہیں ہے بلکہ تمہاری موت ہے پلیز آنکھیں بند کر لو اور ورد پڑھتے رہو اس طرح تم ان جن بھوتوں کے فریب میں نہیں آؤ گے ڈاکٹر میران نے ایسا ہی کیا اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور چلے کا ورد زور زور سے کرنے لگا کچھ ہی دیر بعد اس کے دادا کا ہم شکل بھوت بھی غائب ہو گیا وہ پوری رات جن بھوت ہمیں ڈراتے رہے میں اور ڈاکٹر میران اس رات بہت خوفزدہ ہوئے لیکن ہم نے ہمت نہیں ہاری ڈاکٹر میران کو بار بار اپنے دادا کی باتیں یاد آ جاتیں تھیں جس سے میں سر پکڑ کر بیٹھ جاتا وقت گزرتا گیا رات کی تاریکی ختم ہونے لگی صبح کا سورج طلوع ہوا یا ہمارا چلہ مکمل ہو گیا چلہ مکمل ہونے کے بعد ہم دونوں اپنے آپ کو بہت طاقتور محسوس کرنے لگے للی پری بھی آ گئی وہ آج بہت خوش تھی اسنے ہر روز کی طرح آج بھی ہمیں چلے کی کامیابی کی مبارک باد دی اور پھر ہمیں ناشتہ کرایا آج اس کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا جو مجھے بہت پیارا لگ رہا تھا ناشتہ کرنے کے بعد للی پری ہمیں لے کر اڑنے لگی کچھ دیر بعد اس نے ہمیں ایک صحرا میں اتار دیا اس نے ہمیں کہا کہ یہاں سے کچھ دور پرستان کی پریاں قید ہیں وہ اس سے آگے ہمارے ساتھ نہیں جا سکتی کیونکہ اس کے آگے جادوگر کی بدروحیں ہیں اور وہ اس کو بھی پکڑ کر دوسری پریوں کے ساتھ قید کر لیں گی اس نے ہم سے کہا کہ ہم ان بدروحوں سے خوفزدہ نہ ہوں وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں جونہی کوئی بدروح ہمارے سامنے آئے ہم اس پر چلے کا ورد پڑھ کر پھونک ماردیں اس سے وہ بدروح جل کر راکھ ہو جائے گی او۔ جب ہم حصار کے قریب پہنچیں تو ہم اس حصار پر بھی چلے کا ورد پڑھ کر پھونک ماریں اس طرح حصار ٹوٹ جائے گا۔

للی پری نے ہمیں مسکرا کر الوداع کیا میں اور ڈاکٹر میران پریوں کو آزاد کرانے چل پڑے ابھی ہم تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ایک بھیانک شکل والی بدروح ایک دم سے ہمارے سامنے نمودار ہوئی اس نے ہم پر حملہ کر دیا اس کے ہاتھ برچھیوں کی طرح تھے وہ ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں ڈاکٹر میران نے جلدی سے چلے کا ورد پڑھ کر اس پر پھونک ماری جس سے اسے آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ جل کر خاک ہو گئی ہم دونوں دوبارہ آگے بڑھنے لگے کچھ دور جا کر ہمیں ایک اور بدروح دکھائی دی اس سے

پہلے کہ وہ ہم پر حملہ کرتی میں نے جلدی سے چلے کا ورد پڑھ کر اس پر پھونک ماری جس سے وہ بھی جل کر راکھ ہو گئی اس طرح بدروحیں ہم پر حملہ آور ہوتی رہیں اور ہم ان کو جلا کر راکھ بناتے رہے۔

کافی لمبا سفر طے کرنے کے بعد ہمیں ایک جگہ سرخ رنگ کی ایک لائن سی دکھائی دی ایسا لگ رہا تھا کہ وہ لائن آگ کی ہے اس لائن کے اندر سینکڑوں خوبصورت لڑکیاں اور عورتیں بیٹھی ہوئی تھی وہ رنگ برنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھیں ڈاکٹر میران بولا یہ سرخ رنگ کی لائن ہی اس جادوگر کا قائم کردہ حصار ہے چلو اسے ختم کرتے ہیں ہم دونوں نے چلے کا ورد پڑھ کر اس حصار پر پھونک ماری تو وہ حصار ٹوٹ گیا اور پریاں آزاد ہو گئیں للی پری بھی وہاں آ گئی وہ تمام پریوں سے لپٹ لپٹ کر رونے لگی ان تمام پریوں نے ہمارا شکریہ ادا کیا پرستان ایک بار پھر سے آباد ہو گیا تھا وہاں ایک بار پھر رنگ برنگے کپڑوں میں پریاں ادھر ادھر اڑتی ہوئی نظر آتی تھی جو بالکل اڑتی ہوئی تتلیوں کی طرح دکھائی دے رہی تھیں پریاں آزاد ہو گئی تھیں لیکن افسوس کہ پرستان میں جن ایک بھی نہ بچا تھا پتہ نہیں اس ظالم جادوگر کو تمام جنات کو مار کر کیا ملا تھا میں اور ڈاکٹر میران کچھ دن تک پرستان میں رہے پھر واپس اپنی دنیا میں آ گئے پرستان کی پریاں اب بھی ہم سے ملنے آتی تھیں اور جب ہمارا جی چاہتا ہے ہم بھی ان کے ساتھ پرستان چلے جاتے ہیں۔

ریاض بھائی آپ نے سٹوری خونی تابوت میں ایک پوائنٹ چھوڑا تھا میں نے اسی پوائنٹ کو ایکسپلین کرنے کی کوشش کی ہے میں اپنی اس کوشش میں کتنا کامیاب ہوا ہوں اس کا اندازہ مجھے آپ کی رائے سے ہو گا باقی قارئین آپ کو کیسی لگی میری یہ کاوش اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجیے گا مجھے آپ سب کی رائے کا بھی شدت سے انتظار رہے گا اور اپنی دعاؤں میں مجھے ضرور یاد رکھیے گا آپ سب کی دعاؤں کا طلبگار اور اپنی ماں کی قدموں کی خاک۔ کامران شکیل۔

❀❀❀

جہاں پر تم نہیں ہوتے

جہاں پر تم نہیں ہوتے...... وہاں نہ پھول کھلتے ہیں...... نہ
ہی موسم بدلتے ہیں...... وہاں پر کچھ نہیں ہوتا...... جہاں پر
تم نہیں ہوتے...... یہاں ویسے تو ہر سوغات...... آسانی
سے ملتی ہے...... میرا بس دل نہیں لگتا...... جہاں پر تم نہیں
ہوتے...... یہاں تو لوگ صدیوں کو...... بھی لمحوں میں
بدلتے ہیں...... میرا اک پل نہیں کٹتا...... جہاں پر تم نہیں
ہوتے...... سبب رونے کا وہ پوچھیں...... تو قصداً اتنا کہہ
دینا...... مجھے ہنسنا نہیں آتا...... جہاں پر تم نہیں ہوتے

☆ نازیہ ذوالفقار-کوٹ ادو

غزل

تیرے پیار پہ فخر ہے
اتنا کہ تیری سوچ بھی نہیں
تیری وفا میں تھا وہ دم کہ جھکنا پڑا مجھے
بڑے سخت مزاج تھے
ہم تجھ سے ملاقات سے پہلے
تیرے انداز بیاں میں تھا وہ دم تھکنا پڑا مجھے
تو وہ ہے جس پہ اپنی ذات سے
زیادہ بھروسہ ہے
تو وہ انسان جس پہ آنکھیں بند کر کے
بھروسہ کرنا پڑا مجھے
شکوہ بھی نہیں خدا کے آگے
اس نے مجھے تم کو دے دیا کافی تھے
خوشی اتنی تھی کہ تیرے قدموں کی
خاک کو چومنا پڑا مجھے
تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے
تیرا ساتھ میرے ساتھ ہے
پھر بھی تجھ کو پانے کے لئے
دنیا سے لڑنا پڑا مجھے

کرن-نواب شاہ



کالا جادو

---تحریر: وارث آصف خان نیازی ۔ میانوالی---

اس بچے پر کالا جادو کرایا گیا ہے اور میں نے وظیفہ کر کے سب معلوم کر لیا ہے کہ کس نے جادو کرایا ہے چچا اور چچی تو تجسس میں مبتلا ہو گئے جبکہ عرفان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا انہوں نے کہا کہ میں بلاوجہ کسی کا نام نہیں لوں گا مگر یاد رکھو کہ اگر اس دنیا میں کالے جادو والے ہیں تو نورانی علم والے بھی ہیں اب سیدھی طرح بتا دو کہ کس نے جادو کرایا ورنہ میں ابھی موکل کو حاضر کر کے اس سے سب کچھ معلوم کر لوں گا اور کالا جادو بھی کرانے والے بندے پر ڈال دوں گا اور ایسا ڈالوں گا کہ وہ تمام عمر اس سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا چچا اور چچی تو حیرانگی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے جبکہ عرفان فوراً اٹھ کر پیر صاحب کے قدموں میں جا گرا اور سب کچھ بتلا دیا کہ میں نے غصے میں آ کر آصف پر جادو کرایا چچا چچی امی ابو میں بھونچکا رہ گئے اپنے ہی خون میں ملاوٹ ۔ ایک سنسنی خیز کہانی ۔

عرفان میرا چچا زاد بھائی ہونے کے علاوہ میرے بہت ہی اچھا دوست تھا اس کا گھر ہمارے گھر کے ساتھ ہی تھا شروع ہی سے ہم اکھٹے کھیلتے پڑھتے آئے تھے اس کی اور میری عمر مین چند سال کا فرق تھا وہ مجھ سے چار سال بڑا تھا گریجویشن کرنے کے بعد لاہور آ گیا اور ایک کمپنی میں کام کرنے لگا جبکہ عرفان بس وہیں گھر پر آوارہ گردی میں مصروف تھا وہ والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور میں بھی ۔ عرفان کا والد ایک ملازم تھا جبکہ میرے والد کی معمولی سی دکان تھی میں نے اپنی غربت کو دیکھتے ہوئے سخت محنت کی اور یوں میری محنت رنگ لائی جبکہ عرفان شروع سے ہی آوارہ تھا نہ اس نے کبھی محنت کی ہر بار بس پاس ہی ہو جاتا تھا ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میری نوکری لگنے پر عرفان بھی کوئی کام کرتا مگر اس نے ایسا نہ کیا اک بار اس نے مجھ سے کہا۔

تم اپنے افسر سے کہلوا کر مجھے بھی ساتھ دفتر میں کسی اچھی جاب پر لگوا دو لیکن مجھے اس پر سخت اعتراض تھا پہلی وجہ تھی اس کی آمادہ گردی اور کوئی بھی آوارہ گرد بندہ اک جگہ ٹک کر کام نہیں کر سکتا تھا دوسری وجہ اس کا نشہ اور لڑکیوں میں دلچسپی اور تیسری وجہ اس کی تعلیم اس لیے میں نے اسے بڑے پیار سے ٹال دیا کہ تم کم از کم ایف اے کر لو پھر میں تمہیں کام پر لگا دوں گا اس کی تعلیم میٹرک تھی میں نے ابو سے بات کی تو انہوں نے مجھے سختی سے منع کر دیا کہ وہ وہاں آ کر تمہارے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے تمہاری بھی نوکری خراب کر سکتا ہے جب عرفان کو اس کے گھر والے نہیں سنبھال سکتے تو تم کیا چیز ہو خبردار اسے اپنے ساتھ کام پر لگوایا تو ۔ ابو کی بات بھی بالکل ٹھیک تھی عرفان نے اصرار کرنا شروع کر دیا مگر میں نہ مانا حالانکہ اگر میں چاہتا تو اسے ٹیلی فون آپریٹر یا کسی اور کام میں لگوا سکتا تھا مگر میں نے ایسا نہیں کیا عرفان کو اس پر رنج تھا اور بقول اس کے اگر میں یہاں نہیں رہا تو تم بھی یہاں نہیں رہو گے۔

میں اس کی دھمکی سے مرعوب ہو گیا اور گھر والوں کو اس بارے میں اطلاع دی پھر ابو نے اپنے بھائی یوسف سے اس بارے مین بات کی پھر انہوں نے عرفان کو ڈانٹا اس دوران عرفان نے مجھ سے بالکل بھی بولنا چھوڑ دیا میں اس کے گھر اس سے ملنے جاتا تو یا تو وہ اٹھ جاتا یا پھر کمرہ بند کر لیتا بحرحال اس دوران دو ماہ کا عرصہ بیت گیا اس دوران اس کی آوارہ گردی عروج پر تھی والدین کے بار بار

اصرار اور ڈانٹ کو وہ ثانی سمجھ کر کھا جاتا۔

گرمیاں تھیں میں ایک دن جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آیا تو ہمارے آفیسر انچارج نے مجھے ایک کیس لکھنے کے لیے بلایا میں اپنی کاپی لے کر ان کے کمرے میں گیا انہوں نے مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گیا میں اس وقت بڑا ہشاش بشاش تھا لیکن چند منٹ بعد ہی مجھے شدید بے چینی اور گھبراہٹ محسوس ہونے لگی میں نے اس طرف سے دھیان ہٹانے کے لیے کاپی پر جانوروں کی تصویریں بنانا شروع کردیں اسی دوران صاحب نے کہیں لکھوانا شروع کردیا۔ جو کہ میں لکھتا رہا جب بھی وقفہ آجاتا میں دوبارہ جانوروں کی تصویریں بنانا شروع کردیتا مگر گھبراہٹ وغیرہ کسی طرح ختم نہ ہوئی میرے ماتھے سے پسینہ نکلنے لگا حالانکہ اندر اے سی چل رہا تھا اور میرا منہ سرخ ہونے لگا تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جب کہیں اختتام پزیر ہونے والا تھا تو میرے آفیسر نے میری حالت دیکھتے ہوئے مجھ سے کہا آصف خان ۔تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے میں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا نہیں ۔تب انہوں نے کہا۔

تمہارے جونیئر کو بلا لیں میں نے بمشکل کہا کہ آپ جلدی سے مجھے لکھوادیں اور انہوں نے لکھوادیا۔ پھر انہوں نے باورچی کو بلایا اور مجھے چائے پانی وغیرہ پلائی مگر میری طبیعت ٹھیک نہ ہوئی۔ میں گھر چلا آیا یعنی اپنے دفتری کوارٹر پر ہوان جا کر میں نے ڈاکٹر سے چیک اپ کرایا دوائی لی مگر اس سے بھی مجھے آرام نہ آیا۔ بے چینی اور گھبراہٹ مجھ پر طاری رہی اور مجھے لگنے لگا کہ میرا سانس بند ہوجائے گا اور ابھی موت کا فرشتہ آئے گا اور میری روح قبض کرلے گا مجھے موت سے خوف آنے لگا جی چاہنے لگا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں مگر میں جب اپنے گھر کی حالت کا خیال کرتا تو مجھے چپ رہنا پڑتا میں سوچتا کہ اگر میں مرگیا تو میرے ماں باپ کا کیا حال ہوگا وہ تو صدمے سے ہی مرجائیں گے رات کو آٹھ بجے اللہ اللہ کرکہ میری طبیعت درست ہوئی پوری رات مجھے اچھی نیند آئی صبح میں اٹھا نہایا دھویا اور ناشتہ کرکے ویگن پر جا کے بیٹھ گیا کوارٹر دفتر سے کوئی دس بارہ کلومیٹر دور تھا اس لیے سواری استعمال کرنا پڑتی تھی کچھ دیر بعد مجھے سینے میں شدید درد ہوا ایسے لگا جیسے میرا سینہ اندر سے کسی تیز دھار آلے کی مدد سے کاٹا جارہا ہو مجھ سے درد برداشت کرنا مشکل ہوگیا اس سے پہلے کہ میں درد کی شدت سے چیخ اٹھتا میں فوراً ویگن سے اتر گیا اور نڈھال قدموں سے چلتا ہوا قریبی ورکشاپ میں موجود ایک خالی کرسی پر جا بیٹھا مجھے سینے میں شدید تکلیف محسوس ہورہی تھی جس کا برداشت کرنا مشکل ہوگیا اور میں وہیں پر بیٹھ کر رونے لگ گیا منہ پر رومال رکھ لیا تاکہ دوسروں کو میری پوزیشن کا علم نہ ہو دس پندرہ منٹ کے بعد میری حالت درست ہوئی تو اٹھ کر منہ سے آنسو صاف کرتا ہوا دفتر آگیا بڑی مشکل سے آفس ٹائم گزارا اور اپنے سنیئر کو بتلا کر قصور میں اپنے گھر آگیا کیونکہ دوسرے دن اتوار تھا رات تک تو حالت اچھی رہی لیکن رات سونے کے چند منٹ بعد وہی سینے کا درد شروع ہوگیا اور میں درد کی شدت سے بستر پر لوٹ پوٹ ہونے لگا یوں لگنے لگا کہ جیسے کسی نے مجھے اندر سے پکڑ لیا ہو اور میرے تمام اعضا کو بھینچ لیا ہو چند منٹ بعد حالت درست ہوئی مگر اس دوران میرے ذہن میں طرح طرح کے برے خیالات آنے لگے کہ اس ذلت سے موت بہتر ہے خودکشی کرلو نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری اور پھر ان خیالات نے زور پکڑا تو مجھے ایسا لگا کہ میں کہیں واقعی خود کو موت کے حوالے نہ کردوں میں اٹھ کر باہر آگیا مگر ذہن میں خیالات بار بار مجھے خودکشی پر اکسا رہے تھے مگر میں بڑی بہادری سے خود پر کنٹرول کیسے ہوئے تھا میں حیران تھا کہ اچانک یہ سب کچھ میرے ساتھ کیا ہورہا ہے پہلے تو ایسا نہیں تھا۔

پیر والے دن دفتر گیا اب کمر درد بھی شروع ہوگیا تھا جب کمر درد شروع ہوتا تو یوں لگتا کہ جیسے میرے جسم میں سکت باقی نہ رہی ہو مجھے جکڑ دیا گیا ہو ابھی دفتر آئے ہوئے چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ دوبارہ میرے ذہن میں وہی خودکشی والے خیالات آنے لگے میں نے اپنا دھیان لاکھ بار ہٹانا چاہا مگر ایک ہی بات نے میرے

ذہن اور وجود کو جکڑ لیا کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے خودکشی کرلو زندگی کو ختم کرڈالو مگر کیسے کھڑکی سامنے ہے اس سے کود جاؤ کچھ بھی نہیں ہوگا۔

آخر بلیاں بھی تو کود جاتی ہیں فکر نہ کرو چوٹ نہیں لگے گی جس کھڑکی سے کودنے کو میرا ذہن اصرار کررہا تھا وہ بلڈنگ کی اٹھارویں منزل پر تھی اور وہاں سے کودنا موت سے کم نہیں تھا میں نے لاکھ سر جھٹکنے کی کوشش کی مگر صورت حال جوں کی توں رہی پھر یکایک تمام خیال مجھ پر حاوی ہونا شروع ہوگئے انہوں نے مجھے اپنی لپیٹ میں لینا شروع کردیا میرا خود پر کنٹرول نہ رہا اور میرا ذہن خودکشی کی طرف مائل ہوتا گیا میں اٹھا اور کھڑکی کے پاس آگیا میں نے دونوں پٹ کھول دیئے اور باہر کا جائزہ لیا قریب تھا کہ میں کود جاتا اچانک ہی وہاں خاکروب آگیا اسے دیکھ کر میں اس خیال کو عملی جامہ نہ پہنا سکا کچھ دیر تک وہ ادھر کام کرتا رہا پھر چلا گیا جونہی وہ گیا وہی خودکشی والے خیالات نہ جانے کونسے کونے کھدروں سے نکلنا شروع ہوگئے میں نے اپنا سر پکڑ لیا اور رونے لگ گیا تنگ آکر میں نے دوبارہ کھڑکی کی طرف اٹھ کر کودنے کی کوشش کی میرے ذہن میں یہ الفاظ بار بار ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے مگر وہ کہتے ہین ناکہ مرانے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے فوراً ہی میرا جونیئر عمران وسیم آگیا پھر تو یہ معمول بن گیا دفتر میں کبھی مجھے کمر درد یا سینے کا درد شروع ہوجاتا تو میں لیٹ جاتا۔

اس دوران لاہور کے مشہور ڈاکٹروں سے میں نے علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا ہاں البتہ پانی کی گرم بوتل کمر پر لگادینے سے کچھ کمر درد کم ہوتا اسی حالات میں دفتر آنا جانا لگا رہا دل میں کئی بار آیا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گھر چلا جاؤں مگر اتنی اچھی نوکری اور ساتھ میں بوڑھے والدین نے نجانے کتنی تکالیف سہہ کر مجھے پالا پوسا اور جوان کیا اور میں جب کسی قابل ہوا تو پھر کیوں نہ اب ان کو آرام سے کھلاؤں ان کی کوئی عمر ہے اب محنت مزدوری کرنے کی ذہنی حالات کی بالکل بھی سمجھ نہ آتی کہ آخر میرے ساتھ کیا ہورہا ہے میں اسے کام کی زیادتی تصور کرتا کیونکہ میں اپنی ذہانت اور کام کی وجہ سے دفتر میں نمایاں مقام رکھتا تھا پھر ایک دن جمعہ تھا صبح سویرے حسب معمول تیار ہوکر دفتر کے لیے نکلا ابھی دروازے پر ہی تھا کہ شدید کمر درد ہوا یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے میرے اندر نیزہ گھسیڑ دیا ہو اور درد کے مارے میرے منہ سے چیخیں نکل گئیں گرتا پڑتا ٹیلی فون کی طرف آیا اور آفس کا نمبر ڈائل کیا درد کے مارے آواز بھی ٹھیک سے نکل رہی تھی پھر بھی کوشش کرکے آفس انچارج کو سب حالات بتائے اور ان سے چھٹی کی درخواست کی چونکہ ان کو میری حالت کا علم تھا۔

اس لیے مجھے اک ماہ کی چھٹی مل گئی گرتا پڑتا بالآخر تین بجے کے قریب جا کر قصور والی وین میں جا بیٹھا اور گھر جانے لگا تاکہ گھر والے میری اچھی طرح دیکھ بھال کرسکیں اس وقت میں اسے جسمانی مرض ہی سمجھ رہا تھا جب وین نے آدھا سفر مکمل کیا تو عجب قصہ ہوا اچانک مجھے لگا کہ میری تمام کھوپڑی خالی ہوچکی ہے دماغ وغیرہ سب نکال دیا گیا ہے اندر کچھ بھی نہیں بچا پھر میں نے اپنی کھوپڑی میں کسی کی تصویر نمایاں ہوتے ہوئے دیکھی اس کا رابطہ میرے دماغ سے براہ راست تھا اور وہ میری آنکھوں کے سامنے یوں کھڑا تھا کہ جیسے یہ خواب نہیں سچ مچ حقیقت ہو سیٹ میں اکیلا تھا اور سب سے آخر میں تھا اپنی جسمانی حالت کے پیش نظر میں نے ایسا قدم اٹھایا تھا ماردو ۔ماردو ۔اس آدمی نے مجھ سے کہا کس کو ماروں میں نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا اپنے صاحب کو مارڈالو وہ اچھا انسان نہیں ہے کھوپڑی میں موجود آدمی نے کہا اس طرح تو گڑبڑ ہوجائے گی میں نے گھبرا کر کہا میں پھانسی پر چڑھ جاؤں گا ۔ارے ۔۔کچھ نہیں ہوتا۔ تم اسے مارڈالو میں تمہیں مالا مال کردوں گا تمہاری جان بخشی کا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں تمہیں میں کچھ نہیں ہونے دوں گا تم بس اسے مارڈالو مگر میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کردیا تو وہ غصے میں آگیا اور بولا اگر تم نے اسے نہ مارا تو میں تمہیں ماردوں گا تیرے گھر والوں کو مارڈالوں گا جب میں تیرے دماغ میں اس طرح داخل ہوسکتا ہوں تو

میں کچھ بھی کرسکتا ہوں میری بات مان جاؤ مگر میں ایسا نہیں کرسکتا میں اسے نہیں مارسکتا تمکیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو خدا کے لیے میرا رستہ چھوڑ دو میں جذباتی ہوگیا اور رونے لگا۔

وین میں موجود تمام افراد حیرانی سے میری جانب دیکھنے لگا انہیں اس طرح دیکھنے سے میں شرمندہ ہوگیا اس دوران وہ میرے ذہن سے نکل گیا گھر آنے تک تمام حالات ٹھیک رہے گھر آکر سرسری طور پر امی اور ابو کو اپنی طبیعت کی ناسازی کا بتلایا اور کہا کہ میں ویسے ہی چھٹیاں گزارنے آیا ہوں گھر والے مطمئن ہوگئے مگر چونکہ اس سچویشن کی وجہ سے میں ذہنی اور جسمانی طور پر نڈھال تھا اس لیے میری والدہ فتح خاتون بے حد پریشان ہوگئی مگر میں نے انہیں مطمئن کردیا اس دوران وہ میرے ذہن میں بار بار آکر مجھے اسے مارنے کے لیے اکساتا رہا اور میرے انکار پر مجھے دھمکیاں دینے لگتا تھا مگر میں اس کی دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں تھا میں نے پکا فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ جو بھی ہے میں اس کی باتوں میں نہیں آؤنگا چاہے وہ جو بھی کرے یا مجھے جتنا بھی ڈسٹرب کرے میں ایسا نہیں کروں گا میری اس تمام بے بسی کے باوجود قدرت میری مدد کررہی تھی اور بروقت میری مدافعتی قوتیں بیدار ہوجاتیں اور مجھے اس پراسرار ہستی کا حکم ماننے سے روکتی تھیں میرا دماغ ایک ہی وقت میں اس پراسرار قوت کے زیر اثر ہوتیں اور اسی وقت مدافعتی انداز کے بارے میں سوچ رہا ہوتا یوں میں اس کے زیر اثر آتے آتے اس کے اثر سے نکل جاتا اگر میرے ساتھ خدا کی مدد نہ ہوتی تو شاید اس وقت میں زندہ نہ ہوتا۔

اس دوران میں نے عرفان کو نہیں دیکھا ہمارے ایک مشترکہ دوست نے مجھے وہی اس کی عادات بتائیں جن سے میں واقف تھا البتہ یوسف اور چچی مریم ہمارے ہاں اکثر آتے جاتے خدا کا شکر تھا کہ اب تک وہ پراسرار قوت اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئی تھی وہ کون تھا اور مجھ سے کیا چاہتا تھا یا مجھ سے کیا بیر تھا سوچ سوچ کر میں ہلکان ہوگیا آخر اور بھی دفتر میں بندے تھے اس نے مجھے ہی کیوں چنا ایک دن میں صبح سویرے عادتاً پارک کی سیر کررہا تھا میرے ذہن میں اسی پراسرار کا ذکر تھا آخر وہ مجھے ہی کیوں کہتا ہے کہ صاحب کو ماردو کسی اور کے بارے میں کیوں نہیں کہتا اچانک میرے ذہن میں جب خدا کی مدد آتی ہے تو سب سمجھ میں آجاتا ہے مجھے تو یہ معاملہ کچھ اور ہی لگنے لگا مجھے لگنے لگا کہ جیسے مجھ پر کوئی سایہ یا جادو کردیا گیا ہے کیونکہ اس پراسرار بندے کا یوں میرے ذہن میں آنا اور بظاہر تمام میڈیکل رپورٹس کے اوکے ہونے کے باوجود کمر درد سینہ درد اور دوسرے مسئلے اسی قسم کے حالات کا اشارہ دتے تھے میں اسی بات پر متفق ہوگیا کہ واقعی میں کسی کے جادو کے زیر اثر ہوں اور کسی نے مجھے جادو کرا کے اس حال میں جا پہنچایا ہے کیونکہ اگر کوئی بیماری ہوتی تو لازمی اس کی تشخیص ضرور ہوتی موجودہ حالات میں بھی جادو کا پتہ دے رہے تھے لیکن کوئی مجھ پر جادو کیوں کرائے گا کسی کی مجھ سے کیا دشمنی ہے میں تو سیدھا سادھا عام سا آدمی ہوں بحرحال میں کسی کو بھی قصوروار نہ ٹھہرا سکتا تھا۔

گھر آیا تو بس ایسے ہی سٹور روم میں گیا روم میں جب گیا تو مجھے بدبو آئی گھٹن سے میرا برا حال ہوگیا میں نے جلدی سے منہ پر رومال ڈالا ورنہ مجھے قے آجاتی اندر دو کالی مرغیاں مری پڑی تھیں اور ان کی انتیاں وغیرہ میں کیڑے ابل رہے تھے مجھے گھن آنے لگی میں نے دوسری جانب منہ پھیر لیا تو مجھے ایک جگہ لہو کے نشان دکھائی دیئے جس سے میں نے وہاں جاکر دیکھا وہاں لہو کے کافی قطرے پڑے تھے جو کہ جمے ہوئے تھے میں نے اوپر الماری کی جانب دیکھا تو اس پر بھی قطرے تھے میں حیران رہ گیا الماری کھولی تو اندر کچھ نہ تھا سوائے کپڑوں کے ویسے ہی میں نے کپڑے اٹھائے اور انہیں الٹ پلٹ کر دیکھا تو میں بھونچکا رہ گیا میرے تمام کپڑے خون سے رنگے ہوئے تھے ایسے لگتا تھا کہ کسی نے پہن کر کوئی قتل کیا ہو میرے لیے یہ صورت حال نہایت ہی عجیب بن گئی میرا ذہن فوراً اس جادو کی طرف گھوم گیا ہونا ہو کسی نے میرے کپڑوں کے ذریعے مجھ پر جادو کرایا ہے کیونکہ اس بارے

میں میں نے سنا تھا کہ لوگ کپڑوں یا اس آدمی کی کسی بھی استعمال شدہ چیزوں سے اس پر جادو کرایا جاسکتا ہے اب مجھے پکا یقین ہوگیا کہ میں کسی کے جادو کے زیر سایہ ہوں اور بیتے والے تمام واقعات جادو کے ہی مرہون منت ہیں میں نے اسی وقت جا کر امی ابو کو ساری تفصیلات گوش گزار کردیں وہ دونوں تو سکتے میں آگئے۔

ابو نے مجھ سے کہا کہ تم ابھی میرے ساتھ چلو ہم امام مسجد کے پاس چلتے ہیں وہ اللہ کے نیک بندے ہیں اور تعویذ وغیرہ دیتے رہتے ہیں کچھ دیر بعد ہی ہم ان کے پاس موجود تھے میں نے انہیں بیتنے والے تمام واقعات سے آگاہ کیا تو انہوں نے چند لمحے سوچا پھر کہا آصف خان تمہارے ساتھ ہونے والی تمام صورت حال اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ تم پر جادو کرایا گیا ہے اور جہاں تک میری سوچ جاتی ہے تم پر کالا جادو کرایا گیا ہے جس کے بارے میں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ کتنا سخت ہوتا ہے یہ سن کر میرے بدن میں خوف کی اک لہر دوڑ گئی ابو بھی پریشان ہوگئے مولوی صاحب نے ہمیں تسلی دی اور کہا کہ تم ایسا کرو میرے استاد سے ملو وہ ان کاموں کے ماہر ہیں وہ ضرور تمہارا مسئلہ حل کردیں گے انہوں نے ہمیں ان کا ایڈریس سمجھا دیا اور ہم ان سے اجازت لے کر سیدھے ان کے استاد کے آستانے پر چلے گئے پورے راستے میں ہم اسی کے بارے میں گفتگو کرتے گئے وہ بڑے تپاک سے ہمیں ملے اور بیٹھک میں بٹھایا میں نے انہیں از خود کچھ نہ بتلایا اور کہا کہ مجھے دیکھیں مجھے کیا بات ہے انہوں نے مجھے ایک نظر دیکھا اور پھر کچھ عمل کیا اور منہ پر پھونک ماری مجھے ایسے لگا کہ جیسے میرا منہ آگ کے قریب کردیا گیا ہے مجھے اپنے چہرے پر بے حد تپش محسوس ہوئی گھبرا کر منہ کے آگے میں نے ہاتھ رکھ دیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ میرا منہ کتنا گرم ہے انہوں نے کہا۔

بیٹا تم پر کالا جادو کرایا گیا ہے میں نے سب کچھ پتہ کرلیا ہے جس کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوئی ہے پر میں نے انہیں بیتنے والے تمام واقعات اور کپڑوں پر کرایا گیا جادو اور لہو کے نشانات کے بارے میں بھی بتلایا انہوں نے اس کے توڑ کے لیے کچھ عمل کیے اور تعویذ بھی دیئے گھر آکر ابو نے تمام چاقو چھریاں چھپا دیں کہ کہیں میں اکتا کر کچھ کر نہ بیٹھوں بحرحال وہ دن اچھا گزر گیا۔ میں سمجھا کہ میں اب ٹھیک ہوگیا ہوں لیکن دوسرے ہی دن صبح وہی کمر درد شروع ہوگیا درد سے میں مرا جا رہا تھا اتنا شدید درد اس سے پہلے نہیں ہوا تھا اس دن مجھے حقیقی معنوں میں پتہ چلا کہ جادو کیا ہوتا ہے اور اس کا حملہ کیا ہوتا ہے میں بار بار بے ہوش ہو جاتا امی تو رونے لگ گئیں اور ابو بھی اسی صورت حال میں پھنسے ہوئے تھے وہ اٹھے اور فوراً امام مسجد کو لے کر آگئے انہوں نے مجھ پر دم کیا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا نہ درد ختم ہوا کافی دیر تک وہ عمل کرتے رہے مگر کچھ آرام نہ آیا ٹھیک تین گھنٹوں کے جان لیوا درد کے بعد مجھے آرام آگیا میرا سارا بدن کانپ رہا تھا اور میرا چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔

اس تمام صورت حال نے میری تمام پرسکون زندگی کو درہم برہم کردیا میرے سارے دنیاوی مشاغل ختم ہوگئے ہر وقت یہی دھڑکا لگتا تھا کہ اگر میں باہر گیا تو کہیں دورہ نہ پڑ جائے اس خوف کی وجہ سے میں نے گھر سے باہر نکلنا بھی چھوڑ دیا دن رات اکیلے رہنے سے مجھے اندھیرے سے خوف آنے لگا ایسے لگتا تھا کہ جیسے اندھیرا ہوگا تو کوئی آئے گا اور میری گردن دبوچ لے گا مجھے مار دے گا ابھی موت کا فرشتہ آئے گا مجھے ہر وقت موت کا خوف رہتا تھا رات جب میں بستر پر آنکھیں بند کرتا تو مجھے لگتا کہ عجیب وغریب ڈراؤنی شکلوں والی مخلوق مجھے گھیر رہی ہے کبھی صاف نظر آتا کہ اک ننگ دھڑنگ دیواز شخص نتھے سے مجھے گھور رہا ہے اس کے بدن پر صرف ایک جانگیہ ہے بعض اوقات دورے کی حالت میں پورے گھر میں لنگور نما جانور نظر آتے رات کو سونے کے بعد بھی خواب میں طرح طرح کی ڈراؤنی مخلوق آکے مجھے ڈراتی اندھیرا میرے لیے موت کا قاصد تھا مولوی صاحب نے مجھے وظائف پڑھنے کے لیے دیئے جنہیں میں لگاتار پڑھتا رہا مگر مجھے کچھ افاقہ نہ ہوا البتہ یہ فائدہ ہوا کہ وہ شخص جو میرے ذہن میں آکر مجھے ڈراتا تھا وہ اب آنا بند ہوگیا تھا

میری راتوں کی نیندیں اڑ گئی تھیں۔

مسلسل خوف اور بے آرامی نے میرے جسم سے توانائی نچوڑ لی مجھے کوئی کام کرنے کی توجہ ہوتی نا طاقت بس میرے ذہن میں ایک ہی بات تھی کہ نظر آنے والی مخلوق سے کیسے جان بچانی ہے کیسے ان کے حملوں سے خود کو محفوظ رکھنا ہے ان تمام حالات نے مجھے ذہنی مریض بنا ڈالا میری حالت اجڑ گئی تھی گھر والے بھی میری وجہ سے الگ پریشان تھے پھر کسی نے ابو کو حافظ نوید کا پتہ دیا ابو جا کر حافظ کو لے آئے انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ مجھ پر کالا جادو ہے وہ گھر آ کر دم کرتے رہے دم شدہ پانی آ کر پلاتے رہے اور گھر میں چاروں طرف دم کیے ہوئے پانی کا چھڑکاؤ بھی کیا گیا مگر فوری رزلٹ اچھا نہ تھا تاہم گزارا ہو جاتا تا پھر انہوں نے مزید کرتے ہوئے گھر میں کلام الٰہی پڑھ کر کیلیں لگوا کر گھر کو دائرے میں بند کیا تا کہ ہوائی مخلوق یا جنات اندر داخل نہ ہوں ان کی نگہداشت میں مجھے کچھ افاقہ ہو گیا درد کی شدید شدت کم ہو گئی میرے ذہن سے چھایا خوف ختم ہو گیا مگر صحیح آرام نہ آیا اس دوران دس دن گزر گئے اب مجھے بھوک بھی لگتی اور میں گھر سے باہر بھی آؤٹنگ کے لیے نکلتا رہا حافظ نوید ہمارے دوست بن گئے تھے اک دن مجھ سے کہنے لگے کہ کوئی بھی ان کی آنکھوں میں زیادہ دیر تک نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انہوں نے سخت چلے کئے ہوئے ہیں میں نے مذاقاً ان کی آنکھوں میں دیکھنا شروع کر دیا چند لمحے بعد ہی انہوں نے گھبرا کر آنکھیں پھیر لیں تاہم مجھے خاصا سکون ہوا اور میرے ذہن سے مزید کچھ بوجھ اتر گیا مجھے ایسے لگا کہ جیسے اگر ان کی آنکھوں میں دیکھوں تو مجھے اس تکلیف سے نجات مل جائے گی۔

ابھی یہ بات صرف میرے ذہن میں ہی تھی کہ حافظ نوید وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے کئی دن تک وہ نہ آئے میں ان کا انتظار کرنے لگا میرے ذہن میں تھا کہ میں ان سے آنکھیں ملاؤں گا اور اس تمام تکلیف سے نجات حاصل کروں گا مگر وہ نہ آئے جب گھر دوبارہ آئے تو ان کے گلے میں اک تعویذ تھا پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ تمہارے اندر پائے جانے والے جادو کے اثرات آنکھوں کے ذریعے میرے اندر داخل ہو گئے ہیں کیونکہ یہ چیز بھاری اثر والی ہے حافظ نوید کی اس بات پر میں نے سوچا کہ واقعی وہ ٹھیک کہتے ہیں کیونکہ آنکھیں ملانے سے میرے ذہن سے بوجھ ہٹنا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ کالے جادو والے بندے کی آ کر آنکھوں میں دیکھا جائے تو جادو کے اثرات دوسرے آدمی میں بھی اتر جاتے ہیں اور ایسے شیطانی عوامل اور کالا جادو کا اثر آنکھوں کے ذریعے جلد اثر پزیر ہوتا ہے اس دن کے بعد حافظ نوید مجھ سے کنی کترانے لگے جیسے کہ خوفزدہ ہو گئے ہوں اسی دوران مجھے ایک عامل کا پتہ چلا میں ان سے ملا مگر وہ مجھے فراڈ محسوس ہوا پھر ایک جگہ اور ایک آدمی کا پتہ چلا وہاں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

ابو نے مجھے منع کر دیا اس تمام مرض کے دوران مجھے کھٹی بدبو والا پسینہ اکثر آتا تھا اس کی بو سے میں ابکائیاں لیتا تھا میر...ے تمام جسم سے شدید بو کے بھبکے اٹھتے تھے جس کی وجہ ...ے مجھے دن میں کئی بار نہانا پڑتا تھا اس کے بعد حافظ نوید ...نے مجھے ایک اور اللہ کے نیک بندے کا پتہ دیا کہ ان کے پاس جاؤں میں وہاں گیا تو انہوں نے مجھے اتوار والے دن آنے کو کہا آج منگل تھا اور اتوار کافی دور تھا مجھ پر ہر لمحہ بھاری تھا اور اتنا انتظار مشکل تھا کیونکہ اک دن سال کے برابر محسوس ہوتا تھا بحر حال خدا خدا کر کے اتوار آ ہی گیا اور میں ان کے پاس چلا گیا انہوں نے بھی عمل کیا اور یہی کہا کہ میں جادو کے زیر سایہ ہوں انہوں نے دم کیا ہوا پانی پینے کو دیا اور وظائف بتائے مجھے کچھ مزید افاقہ ہوا پھر انہوں نے مجھے ایک پیر صاحب کا ایڈریس دیا کہ وہاں جاؤں وہ بڑے مانے ہوئے پیر ہیں وہ تمہاری مدد کریں گئے کیونکہ تم پر بہت سخت جادو ہے میں گھر آ گیا اور کمرے میں سو گیا میرا ارادہ تھا کہ کل پیر صاحب کے پاس جاؤں گا اس وقت سہ پہر کا وقت تھا میں اند آ کر سو گیا دوسرے دن مین پیر صاحب کے پاس گیا وہاں پر کافی رش تھا میں بھی آدمیوں میں جا کر بیٹھ گیا سب لوگ باری باری ان کے حجرے میں آتے جاتے رہے آخر میرا نمبر بھی آ گیا

میں اندر گیا وہ جائے نماز پر دوزانوں ہو کر بیٹھے ہوئے تھے ان کے چہرے پر نور ہی نور تھا اور وہ منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے وہ اٹھ کر مجھ سے گلے ملے اور مجھے بیٹھا کر خود بیٹھے میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اتنی عزت ۔۔۔ بحر حال میں نے منہ سے کچھ نہ کہا۔

وہ بولے کالا جادو نہایت ہی خطرناک ہوتا ہے اس میں بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے چہرے کے اثرات اس بات کی عکاسی کر رہے ہیں کہ تم پر کالا جادو ہے کیا میں غلط کہہ رہا ہوں میں نے کہا بابا آپ درست فرما رہے ہیں اس جادو نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا خدا کے لیے میری مدد کریں ٹھیک ہے مدد تو میں تو ضرور کروں گا کیونکہ ہم تو یہاں بیٹھے ہی اللہ کے نور کو آگے پھیلانے کے لیے ہیں آج سوموار ہے اور کل منگل ہے میں کل تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلوں گا کیونکہ جادو کرانے والا یہاں سے میرے قابو میں نہیں آئے گا تم آج رات گزارو اور کل جائیں گے میں خوش ہو گیا میں نے وہ رات انہی کے آستانے پر گزاری اگلی صبح وہ میں اور چند لوگ قصور آ گئے انہوں نے ہم سے ایک علیحدہ کمرہ مانگا اور اس میں عمل کرنے لگے چار گھنٹوں کے جان لیوا انتظار کے بعد وہ باہر آئے ان کا تمام چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ آئے اور باہر چارپائی پر بیٹھ گئے ہمارے کچھ بولنے سے پہلے ہی انہوں نے کہا کیا تمہارا چچا یوسف ہے کوئی ۔ جی میں نے کہا اسے بلاؤ چند لمحے بعد چچا یوسف چچی مریم اور ساتھ میں عرفان بھی تھا اس تمام عرصے میں آج پہلی بار عرفان کو میں دیکھا تھا۔

پیر صاحب نے انہیں بیٹھنے کو کہا اور بولے اس بچے پر کالا جادو کرایا گیا ہے اور میں نے وظیفہ کر کے سب معلوم کر لیا ہے کہ کس نے جادو کرایا ہے چچا اور چچی تو تجسس میں مبتلا ہو گئے جبکہ عرفان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا انہوں نے کہا کہ میں بلاوجہ کسی کا نام نہیں لوں گا مگر یاد رکھو کہ اگر اس دنیا میں کالے جادو والے ہیں تو نورانی علم والے بھی ہیں اب سیدھی طرح بتا دو کہ کس نے جادو کرایا ورنہ میں ابھی موکل کو حاضر کر کے اس سے سب کچھ معلوم کر لوں گا اور کالا جادو بھی کرانے والے بندے پر ڈال دوں گا اور ایسا ڈالوں گا کہ وہ تمام عمر اس سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا چچا اور چچی تو حیرانگی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے جبکہ عرفان فوراً اٹھ کر پیر صاحب کے قدموں میں جا گرا اور سب کچھ بتلا دیا کہ میں نے غصے میں آ کر آصف پر جادو کرایا چچا چچی امی ابو میں بھونچکا رہ گئے اپنے ہی خون میں ملاوٹ بہر حال گفت و شنید جاری رہی پھر سب نے عرفان کو معاف کر دیا اس کے بعد مجھے نہ کبھی دورے پڑے نہ کچھ ہوا آج میری شادی ہو چکی ہے میرے بچے بھی ہیں اور اس واقعے کے بعد میں نے عرفان پر بھرپور توجہ دی اور وہ اب میرا بھائی ہے۔

قارئین کرام اس کہانی میں میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا عرفان نے غلطی تو بڑی کی تھی مگر معاف کرنا سب سے بڑا انتقام ہے سو میں نے اسے معاف کر دیا اور اسی کی بدولت آج میں اس کمپنی میں جنرل منیجر ہوں آپ بھی کوئی ایسا کام مت کریں جو کسی کے لیے اذیت بن جائے جیسے مجھ پر بیتی تھی امید ہے کہ میری اس کہانی کو پڑھ کر سبق حاصل کریں گے۔

❀❀❀

غزل

نہ جانے وہ مجھے کیوں یہ صلہ دیتا ہے
خود ہی مناتا ہے خود ہی بھلا دیتا ہے
نہ چین نہ آرام نہ سکون ہے مجھے
بتا تو دے کس جرم کی سزا دیتا ہے
خود ہی کہتا ہے تیرا رونا اچھا نہیں لگتا
خود ہی بے رحمی سے رُلا دیتا ہے
کیسے بھلا دوں اسے کہاں ہے یہ ممکن
عمر بھر ساتھ چاہیے خود ہی کہتا ہے
لاکھ بار سوچا موت کو اپنا لوں ہمراز
نادان خود ہی جینے کی دعا دیتا ہے

☆ سید ہمراز نرائن کشمیری۔مظفر آباد



آنکھیں

---تحریر: شعیب شیرازی۔ اسلام آباد---

میرا تعلق جنات سے ہے اور نہ ہی انسانوں سے۔ ہم جنات اور انسانوں کے درمیانی مخلوق ہیں ہماری کچھ ضروریات جنات جیسی ہیں اور کچھ انسانوں جیسی لیکن ہم ان دونوں کے بیچ نہیں رہ سکتے ہیں الگ تھلگ ہی رہنا پڑتا ہے ہمارا بھی ایک قبیلہ ہے ہماری بھی ایک بستی ہے ہم اپنی دنیا میں رہتے ہیں ہماری سردار ایک پری زاد تھی اسے ایک ایسے انسان سے پیار ہو گیا جسے رنگوں سے بے حد عشق تھا پری یہ بات جانتی تھی اس نے انسان کی خوشی کے لیے اپنی ساری نگری کو رنگوں میں رنگ دیا اور انہی رنگوں کے درمیان ان کی شادی ہو گئی سب یہ بات جانتے تھے کہ پری اور انسان کا ملاپ ممکن نہیں۔ مگر اس میں ہماری سردار کی خوشی تھی کوئی کیا کر سکتا تھا ان کی شادی کے بعد جو بچہ پیدا ہوا وہ عجیب تھا نہ اسے انسان کہا جا سکتا تھا اور نہ ہی پری زاد مگر وہ دیکھتا انسان تھا اور صلاحتیں جنات جیسی تھیں۔ پری کے بعد وہ اس کا جانشین ٹھہرا اس کی نسل جب آگے بڑھی تو سب اس کی طرح تھے انہی میں سے میں ایک ہوں پھر اس نے اپنی ایک الگ دنیا بسالی کیونکہ جنات کے ساتھ ہمارا گزارا نہیں ہوتا تھا اور اپنی ماں کا مجسمہ بنا کر اپنی نگری میں نصب کر دیا پھر وہ سب کے لیے دیوی کا مقام رکھنے لگی اس نے قبیلے کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ پیارے پیارے رنگ چرا کر لائیں ہم اپنی دیوی کو رنگوں میں نہلائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا پھر ایک کی یہ کوشش ہوتی کہ وہ اچھے سے اچھا رنگ لے کر آئے تاکہ اسے انعام مل جائے رنگ چرانے میں وہ اتنے حریص ہوتے چلے گئے کہ آنکھوں کے رنگ بھی چرانے لگے اور پھر بات اتنی آگے بڑھ گئی کہ آنکھوں کا رنگ چرنے کی بجائے آنکھوں کی بلی دی جانے لگی۔ ان میں سے کسی ایک کی نظر تم پر بھی پڑ گئی اور مجھے حکم ہوا کہ میں تمہاری آنکھوں کے سب رنگ چرالوں ہماری دیوی کو خوش کرنے کے لیے تمہاری آنکھوں کی بلی چاہیے بس میں تمہاری آنکھیں چرانے آیا تھا لیکن میں ایسا نہیں کر پا رہا ہوں شاید مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے تمہاری آنکھوں سے پیار ہو گیا ہے پھر میں کیسے تمہاری آنکھیں چرالوں۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

انیلہ کی آنکھیں چلی گئیں۔ کیا۔ ہاں بیٹا۔ مگر کیسے ماما۔ پتہ نہیں بیٹا بس اتنا جانتی ہوں کہ وہ صبح سو کر اٹھی تھی تو اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا مگر یہ سب سچ ہے اب وہ کبھی بھی نہیں دیکھ پائے گی ڈاکٹرز حضرات کا کہنا ہے کہ کسی تیز تپش کی وجہ سے اس کی بینائی گئی ہے اس کے علاوہ انیلہ نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا ماں کا یہ انکشاف مجھ پر پہاڑ بن کر ٹوٹا کہ انیلہ اب کبھی نہیں دیکھ پائے گی مگر میں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہوتا جا رہا تھا کہ جو شخص بچپن سے بینا ہے وہ اچانک کیسے نابینا ہو گیا اور ویسے بھی انیلہ میری منگیتر تھی بہت جلد ہماری شادی ہونے والی تھی مین اس سے انتہا درجے کی محبت کرتا تھا دل و جان سے چاہتا تھا انہیں کیسے کیسے خواب سجائے تھے ہم نے سب ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔

کیا حسین خواب دکھایا تھا محبت نے ہمیں
کھل گئی آنکھ تو تعبیر پہ رونا آیا۔

ان حالات میں اب کوئی کیا کر سکتا تھا یہ سب سوچ سوچ کر میرا سر چکرا رہا تھا عجیب و غریب خیالات نے مجھے جکڑ رکھا تھا میری زندگی کا سب سے پریشان کن

مرحلہ جب جب میری زندگی ایسے موڑ پر آن کھڑی ہوتی ہے تو مجھے ایک ہی رستہ نظر آتا ہے میں سب سے الگ تھلگ ہو کر تنہائی پسند بن جاتا ہوں اور اپنے غم کو ہلکا کرنے کے لیے انسانوں سے دور جنگل کا رخ کرتا ہوں انیلہ جو حسن کی پیکر تھی۔

میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ بیٹھا تھا کہ میری زندگی کی ساتھی ہے میری چاہت ہے میری الفت میرا پیار ہے کیا ہمارا ملن ممکن ہو گا کیا ہم ایک دوسرے سے کئے ہوئے وعدے نبھا پائیں گے میرے سب خواب بکھر رہے تھے میری خواہشیں دم توڑ رہی تھیں ہم نے تو ساتھ میں جینے مرنے کی قسمیں کھائی تھیں پھر یہ کیسے ہو گیا کیا یہ عشق کا امتحان ہے اگر یہ عشق کا امتحان ہے تو میں اسے اپنا لوں گا اس کے غموں کا مداوا کروں گا اس کے دکھ درد سہہ لوں گا اسے وہ سب چاہتیں دوں گا جن کے کبھی خواب دیکھے تھے میں ان حالات میں اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا یہ تو محبت کی توہین ہو گی محبت کے ساتھ بے وفائی ہو گی محبت انسان سے نہیں کردار سے کی جاتی ہے اور ویسے بھی محبت قربانی مانگتی ہے ابھی تو اسے ہماری ضرورت ہے میرے سہارے کی ضرورت ہے ابھی تو وہ وقت آیا ہے اخلاص و وفا کا پیکر مجھے بننا ہے دنیا میں سب کچھ ہوتا ہے انسان کو آزمایا جاتا ہے اسے پرکھا جاتا ہے عجیب وغریب خیالات میں جکڑا ہوا میں آبادی سے بہت دور کھیتوں کی طرف چل رہا تھا جہاں ہر طرف حسین نظارے بکھرے پڑے تھے پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں جنگل پر چھائے ہوئے سکوت کو توڑ رہی تھی کبھی کبھی تو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ تیرے غم میں تیرے ساتھ ماتم کر رہے ہیں میں کھیتوں کے درمیان باریک سی پگڈنڈی پر چہل پہل تھا سوچوں کا تانا بانا ابھی بھی میرے دل دماغ میں طاری تھا اتنی خوبصورت آنکھیں کیسے نابینا ہو گئی اس کی آنکھیں تو خوبصورتی کا مجسمہ تھیں ان آنکھوں میں تو گہرے رنگ بھرے تھے پھر دیکھنے والا ڈوب جایا کرتا تھا۔

ان کی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز
سونے والوں کی طرح جاگنے والوں جیسی

کیا کسی کی نظر لگ گئی میں نے اپنا خیال ظاہر کیا مگر میں نے خود ہی نفی کر دی نظر کا لگ جانا اتنا بڑا معانی تو نہیں رکھتا کہ اس سے اس کی بینائی چھین لے اس حد تک تو ہو سکتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں جلن ہو درد ہو واقعی اس کی آنکھوں میں پراسراریت تھی عجیب تپش تھی ہم تو صرف اتنا جانتے تھے کہ اس کی آنکھیں خوبصورت تھیں ہلکا نیلا اور سبز رنگ اس کی آنکھوں میں نمایاں رہتا تھا اتنا تو ہم جانتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی کئی عجیب وغریب واقعات کا مشاہدہ بھی ہوا۔

اس دن میں ان کے گھر کھانے کی ٹیبل پر کھانا کھانے میں مصروف تھا قریب ہی ٹیبل پر پانی سے بھرا شیشے کا گلاس رکھا ہوا تھا اور پاس ہی انیلہ بیٹھی ہوئی تھی کبھی کبھی کھانے کے دوران کن آنکھیوں سے اسے دیکھ لیتا تھا جب بھی میں اسے دیکھتا اس کی نظر میری طرف ہونے کی بجائے پانی سے بھرے گلاس کی طرف ٹکی ہوئی تھی میں نے کئی بار اسے دیکھا مگر اسے اسی طرح پانی کے گلاس پر نظریں جمائے ہوئے پایا جیسے وہ پانی میں کچھ تلاش کر رہی ہے میں نے بھی یہی سمجھا اور کھانے میں مصروف ہو گیا مگر اس وقت میں اچھل ہی پڑا جب گلاس دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ اور سارا پانی ٹیبل پر بہہ رہا تھا اچانک پانی کا قطرہ میرے بدن سے ٹکرایا تو مجھے ایسا لگا کہ وہ قدرے گرم ہے میری نظر ٹیبل پر پڑی تو وہ ابھی بھی ٹوٹے ہوئے گلاس کو گھور رہی تھی میں نے انیلہ کو جھنجوڑا انیلہ۔ انیلہ۔ میرے اس طرح اچانک ہلانے وہ چونک سی گئی اپنے گرد ونواں کا جائزہ لینے لگی مگر ارد گرد سب شانت ہو گیا جب اس کی نظر ٹیبل پر بکھرے ہوئے پانی پر پڑی تو بغور دیکھنے لگی کیا گلاس ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا مجھے بڑا عجیب لگا کہ اسے بھی علم نہیں کہ گلاس کے ساتھ کیا بیتی ہے میں نے صرف کاندھے اچکائے۔

ابھی صاف کر دیتی ہوں۔ اور وہ کپڑے سے سارا پانی صاف کرنے لگی اس واقعے کے بارے میں کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی کیونکہ ہر ایک اپنے کام میں مصروف ہو گیا اس واقعے سے مجھے ایک چیز کا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی

آنکھوں میں پراسراریت ہے کیونکہ جب بھی شیشے کی کوئی بھی چیز سامنے آجاتی گویا کہ دو دشمن آمنے سامنے ہوں وہ شیشے کو آنکھ بھر کر دیکھتی تو شیشے کے ٹکڑے بکھر جاتے کئی دفعہ ایسا بھی ہوا جس آئینے میں وہ اپنے آپ کو سنوارتی بال بناتی اپنے سراپائے حسن کو دیکھتی وہ آئینہ بھی اس کے حسن کی تاب نہ کر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتا جتنے بھی آئینے لائے جاتے وہ سب اس کی آنکھوں کا شکار بن جاتے اس گھر میں آئینہ تو اب رہا بھی نہیں تھا کوئی کچھ نہیں جانتا تھا کہ آئینوں کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے ہر کسی نے اپنے لیے چھوٹے آئینے رکھے ہوئے تھے جنہیں وہ فرصت میں ضرورت کے وقت استعمال کرتے کانچ کے سب برتن اور آئینے اس طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار بنتے رہے یہ راز اس وقت فاش ہوا جب انیلہ نے اپنی چھوٹی بہن نائلہ سے آئینہ مانگا نائیلہ نے بلا جھجک دے دیا انیلہ اپنے سراپا حسن کو آئینے میں دیکھنے لگی نائیلہ اس انتظار میں تھی کہ کب آئینہ فارغ ہو اور وہ بھی اپنے خدوخال کی جانچ پڑتال کرے مگر انیلہ تو آئنہ میں کھوسی گئی جیسے کسی کو بہت عرصہ بعد کچھ دیکھنے کو ملا ہو۔

نائیلہ نے جب اسے اس طرح کھوئے ہائے پایا تو وہ بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی اسے عجیب سا لگنے لگا ابھی وہ اتنا بھی سوچ پائی تھی کہ کرچ کی آواز کے ساتھ کسی چیز کے ٹوٹنے کا احساس ہوا جب نائیلہ نے فرش پر نظر ڈالی تو آئینہ انیلہ کے ہاتھ سے ریزہ ریزہ ہو کر بکھر رہا تھا جب اس نے انیلہ کی طرف دیکھا تو وہ ابھی بھی نا جانے کس جہاں میں کھوئی ہوئی تھی نائیلہ نے شیشے کی پروا نہ کرتے ہوئے انیلہ کو جھنجھوڑا انیلہ انیلہ۔ انیلہ چونک سی گئی وہ اس طرح انگرائی لینے لگی جیسے نیند سے بیدار ہوئی ہو وہ آئینہ سے بے خبر تھی جس کا ایک ٹکڑا ابھی بھی اس کے ہاتھ میں موجود تھا اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ ابھی کچھ دیر قبل کیا کچھ ہوا ہے اور نائیلہ کو دیکھنے لگی جو بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو اکٹھا کر رہی تھی اچانک نائیلہ کی نظر ایک ٹکرے پر پڑی جس کی پشت پر کچھ لکھا ہوا تھا مگر آدھا تھا پھر اسے ایسے کئی ٹکرے نظر آئے جن کی پشت پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوا تھا اس نے کچھ سوچ کر آئینے کے ٹکروں کو جوڑنا شروع کر دیا تب ایک نام سامنے ظاہر ہوا۔ آنکھیں۔ ہاں آنکھیں لکھا ہوا تھا۔

نائیلہ کے سامنے ایک بات تو کھل کر آ گئی تھی کہ آنکھوں کا کچھ نہ کچھ چکر ضرور ہے اس نے یہ بات سب سے چھپائی اور کسی دوسرے آئینے کا ٹوٹنے کا انتظار کرنے لگی اور پھر ایسا ہی ہوا جب دوسرے آئینے کے ٹکروں کو جوڑا گیا تو ان کے پیچھے بھی آنکھیں لکھا ہوا تھا ان دنوں میں بھی ادھر ہی موجود تھا اور گلاس والا واقعہ بھی ایک دو دن پہلے کا تھا نائیلہ نے وہ ساری باتیں مجھے بتلا دیں میں نے بھی اسکی ہر بات سچ مان لی واقعی ایسا تھا یہ بات سمجھنے میں کسی بھی دلیل یا ثبوت کی ضرورت پیش نہیں آئی پھر ہم دونوں نے یہ بات ہر ایک سے چھپائی کیونکہ یہ سب کچھ ثابت کرنے کے لیے ابھی بھی ایسے ثبوت کی ضرورت تھی جس سے ہماری باتوں کو تسلیم کر لیا جاتا اس طرح آئینے کا ٹوٹنا اور اس کی پشت پر آنکھیں لکھا ہونا۔ اس سے تو یہ پتہ چلتا تھا کہ کوئی پراسراریت ضرور ہے لیکن وہ کیا ہے یہ تو ہم بھی نہیں جانتے تھے اور پھر ہم دونوں اس تگ و دو میں لگ گئے کہ اس پراسراریت سے پردہ فاش کیا جائے اپنے اپنے طور پر ہم دونوں بھی سرگرداں تھے میں نے اکثر انیلہ سے اس کی آنکھوں کے متعلق یہی سب کچھ پوچھا جو گزرا تھا مگر وہ تو ایسے انجان تھی جیسے اسے کچھ پتا بھی نہ ہو میں جب بھی انیلہ کو بولتا کہ تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں وہ صرف اتنا ہی کہتی تھی وہ تو ہمیں اور مسکرا کر بات ٹال دیتی تھی۔

سیدھا سا اک سوال ہے سیدھا جواب دو
یوں مسکرا کے بات کو نہ ٹالا کر وصی۔

کافی جد وجہد کے بعد بھی ہم کوئی بھی سراغ لگانے میں ناکام رہے اور اسی طرح ناکام و نامراد میں اپنے گھر آ گیا مگر اس کی آنکھوں کی پراسراریت کا بھوت ابھی بھی میرے سر پر سوار تھا کسی بھی طور میں یہ اسرار جان لینا تھا مجھے سکون میسر نہیں تھا میری زندگی ایک عجیب چورا ہے پر کھڑی تھی ایسا موڑ جو پل پل میری بے چینی

میں اضافے کا باعث بن رہا تھا جب میری زندگی ایسے موڑ پر آن کھڑی ہوتی ہے تو میں تنہائی پسند بن جاتا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا یا پھر کتابوں سے دوستی کر لیتا ہوں۔

ابھی بھی میں کتابوں کی ورق گردانی میں لگا ہوا تھا اور پھر مجھے میرا مقصد حاصل ہو گیا جب ورق گردانی کے دوران ایک پیج میرے سامنے آ گیا جس پر لکھا ہوا تھا ایم مجاہد کے جادوئی کمالات۔ آگے کمالات کا ذکر تھا میرے لیے سب سے اہم کمال یہ تھا کہ نظروں کے ذریعے گلاس توڑنا اور یہ سب ممکن ہے میجک کے ذریعے بات کافی حد تک میری سمجھ میں آ چکی تھی کیا انیلہ بھی میجک میں انٹرس رکھتی ہے اور کیا وہ یہ سب میجک کے ذریعے کر رہی ہے کچھ حد تک میں مطمئن ہو چکا تھا اور پراسراریت کا بھوت بھی میرے سر سے اتر چکا تھا دن تیزی سے گزرنے لگے اس واقعے کو کم و بیش ایک سال کا عرصہ بیت گیا آج مجھے یہ خبر سننے کو ملی کہ انیلہ کی آنکھیں چلی گئی ہیں اور پھر میں دل برداشتہ ہو کر کھیتوں کی طرف نکل پڑا یہی سب کچھ سوچتے ہوئے مجھے کھیتوں میں شام ہو گئی سورج بھی الوداع کرتا ہوا رخصت ہونا چاہتا تھا اور پھر شام کے دھند لکے بھی چھانے لگے تھے میرے ذہن میں چھایا ہوا غبار بھی کافی حد تک صاف ہو چکا تھا اور پھر کل انیلہ کے گھر جانے کا سوچ کر میں اٹھ کر کھڑا ہوا اور گھر کی طرف چل پڑا گھر پہنچا تو ہر طرف خاموشی کا راج پایا گھر کا ہر فرد اداس تھا میں کسی سے کچھ بولے بغیر ہی اپنے کمرے میں چلا گیا رات کو کھانا بھی نہیں کھایا رات گئے تک یہی کچھ سوچتا رہا جانے کب نیند کی دیوی مجھ پر مہربان ہوئی اور میں نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

دوسرے دن میں اپنے ماموں کے ہاں انیلہ کے گھر موجود تھا ہر شخص پریشان پریشان سا لگ رہا تھا میری آؤ بھگت نہ کی گئی بس رسماً سب نے مجھے خوش آمدید کہا ہر شخص غم میں ڈوبا ہوا تھا پھر ان حالات میں کون مجھے ویلکم کرتا میں بھی رسمی علیک سلیک کے بعد انیلہ کو تلاش کرنے لگا گھر سے باہر نکلا تو وہ مجھے دور جامن کے درخت کے نیچے نظر آئی جو دنیا سے بیگانی لن خیالوں میں مستغرق تھی میں آہستہ سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا اسے میری آمد کا پتہ تک نہ چل سکا میں نے خود ہی اپنی موجودگی کا احساس دلایا اور اپنے گلے سے آواز پیدا کرنے لگا وہ آواز سن کر چونک سی گئی اور اپنے آس پاس ہاتھ مارنے لگی شاید ان دیکھے ہوئے وجود کو چھونا چاہتی تھی پھر اچانک سے بول پڑی دیپک دیپک۔ دیپک کا نام سن کر مجھے شدید جھٹکا لگا ہوں یہ دیپک کہاں سے آ گیا۔ مزید میں دیپک کا نام نہیں سننا چاہتا تھا اس لیے فوراً بول پڑا انیلہ میں ساحل ہوں مجھے ایسا لگا کہ ساحل کا سن کر انیلہ کو کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی وہ انیلہ جو ساحل کا سن کر شرما جاتی تھی آج ساحل کا سن کر وہ خاموش بیٹھی تھی وہ انیلہ جو ساحل کا سن کر اس کے چہرے پر خوشی رقص کرنے لگتی آج وہ ساحل کا سن کر اداس سی ہو گئی تھی یہ وقت ایسی باتیں سوچنے کا نہیں تھا میں انیلہ کو دلاسہ دینے آیا تھا نہ کہ اس کے زخموں کو کریدنے۔

ساحل تم آ گئے میں کب سے تمہاری راہیں دیکھ رہی تھی مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے بول دیا مگر انیلہ یہ دیپک، چھوڑ دیپک کو تم اپنی سناؤ کیسے ہو نیلہ میں تو ٹھیک ہوں مگر تمہارے ساتھ یہ سب کیسے ہو گیا ساحل یہ سب قدرت کے کھیل ہیں میری دنیا کے سب رنگ بے نور ہو گئے ہیں دیکھ آنکھوں سے اندھی ہو گئی ہوں شاید وہ ایموشنل ہوئی جا رہی تھی نہیں انیلہ نہیں تم صبر سے کام لو سب ٹھیک ہو جائے گا اب میں آ گیا ہوں نا میں سب ٹھیک کر لوں گا میں نے قدرے تسلی دیتے ہوئے کہا نہیں ساحل اب کچھ بھی نہیں ہو گا میں تمہیں پہلے بھی کچھ بتا دینا چاہتی ہوں مگر کن وجوہات کی بنا پر بتا نہیں پائی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ سب کچھ تمہیں بتا دیا جائے اس سے پہلے میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا شاید اس لیے کہ کوئی میری باتوں کو تسلیم نہیں کرے گا ایک تم ہی تو جو میرے جھوٹ کو بھی سچ مان لیتے ہو کب سے تمہاری راہیں تک رہی ہوں کہ تم آؤ گے اور تمہیں اصل بات بتاؤں گی اصل بات میں نے گھبرے تجسس سے کہا۔ ہاں ساحل اصل کہانی

کچھ اور ہے وہ گلاس کا ٹوٹنا آئینوں کا ریزہ ریزہ ہو کر بکھرنا سب میری آنکھوں سے وجہ سے تھا اور میں یہ سب جانتی تھی مگر کسی کو بتا کر اپنا مذاق نہیں اڑانا چاہتی تھی انیلہ کافی حد تک سیریس ہوتی جا رہی تھی اور بھی میں اس کی باتوں کو سنجیدہ ہو کر سن رہا تھا۔

ساحل جب میں پہلی بار کھیتوں میں گئی تو وہ مجھے سرسوں کے پھولوں میں نظر آیا میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے وہ کم و بیش میری بھی عمر کا لگتا تھا اسے رنگوں سے محبت تھی بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ اسے رنگوں سے عشق تھا کبھی وہ نیلے آسمان کو دیکھتا تو کبھی خوبصورت مناظر میں کھو جاتا تھا اس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتی تھی اس دن ان سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی وہ سرسوں کے پھولوں میں ایک تتلی کے پیچھے بھاگ رہا تھا سفید لباس میں ملبوس وہ بڑا پیارا لگ رہا تھا اس کے بال ہوا کے دوش پر لہرا رہے تھے شاید وہ تتلی کو پکڑنا چاہتا تھا اپنے اردگرد سے بیگانہ وہ تتلی کے پیچھے بھاگ رہا تھا پھر ایسا ہی ہوا اس نے تتلی کو پکڑ لیا تتلی نازک اندام ہوتی ہے کسی کے ہاتھوں میں آنے سے مسلی جاتی ہے مگر اس نے تتلی کو اس طرح پکڑا کہ وہ ابھی بھی اس کے ہاتھوں میں پھڑ پھڑا رہی تھی وہ اسے پیار سے سہلانے لگا اچانک سے اس کی نظر مجھ پر پڑ گئی وہ مجھے اپنی طرف دیکھتا ہوا پا کر شرمندہ سا ہونے لگا شاید اس لیے کہ تتلیوں کا پکڑنا بچوں کا کام ہے اور پھر شرمندہ سی مسکراہٹ لیے وہ میرے قریب آنے لگا ایک اجنبی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر میں سہم سی گئی مگر مجھے اس سے خوف نہیں آ رہا تھا کیونکہ وہ مجھے معصوم سا لگتا تھا بھولا سا وہ میرے بہت قریب آ گیا اتنا قریب کہ وہ میری آنکھوں میں جھانک سکتا تھا پھر ایسا ہی ہوا وہ میری آنکھوں میں ایسا کھویا کہ خود سے بھی بیگانہ ہو گیا پتہ نہیں وہ میری آنکھوں میں کیا تلاش کر رہا تھا۔

تتلی ابھی بھی اس کے ہاتھوں میں جھول رہی تھی پھر اچانک تتلی پھڑ پھڑائی تتلی پھڑ پھڑانے سے اسے اپنے وجود کا احساس ہوا اور وہ میری آنکھوں سے نکل کر باہر آ گیا میری آنکھوں میں جھانک کر وہ شرمندہ تھا کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے اس نے وہ رنگ برنگی تتلی اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان قید کر لی تھی اس طرح کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان خلا تھا تتلی کو دیکھنے لگا اس نے باری باری دونوں آنکھوں سے جھانک کر تتلی کو دیکھا پھر اس نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا کہ اس کی دونوں آنکھیں بند تھیں کچھ دیر اس نے اپنی آنکھیں بند کرنے کے بعد آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں ٹمٹما رہی تھیں کچھ دیر ٹمٹمانے کے بعد آنکھیں اپنی جگہ پر آ کر ٹھہر گئیں اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دیا جس کی وجہ سے تتلی اس کے ہاتھوں سے نکل کر آزاد ہو گئی مگر ایسے لگتا تھا کہ وہ پہلے والی تتلی نہیں رہی تھی بلکہ بے رنگ ہو گئی تھی میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تو وہی تتلی کے سب رنگ اس کی آنکھوں میں جھلک رہے تھے اور وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا میں اس کی آنکھوں میں ایسی کھوئی کہ تھوڑی دیر کے لیے میں بھی خود سے بیگانی ہو گئی جوں جوں میں اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی میری آنکھوں میں نشہ بڑھتا جا رہا تھا پھر جونہی اس نے اپنی آنکھیں جھپکائیں میں ہوش کی دنیا میں واپس چلی آئی گویا کہ جس نشے میں ڈوبی جا رہی تھی اس کا آنکھوں کا جھپکنا درمیان میں حائل ہو گیا اور میں شرمندہ سی اسے کن آنکھیوں سے دیکھنے لگی۔

تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں اس نے اچانک سے یہ جملہ بول دیا اس کے اس جملے سے میں سمٹ سی گئی میں دیپک ہوں گویا کہ اس نے اپنا تعارف کرایا دوستی کرو گی مجھ سے۔ یہ اس کی آفر تھی جسے میں کسی بھی صورت ٹھکرانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ جہاں اس کی آنکھیں خوبصورت تھیں وہاں وہ خود بھی حسن کا شاہکار تھا۔ بلا جھجک میں نے دوستی کا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا اور اس کا ہاتھ تھام لیا اس کے ہاتھوں کا لمس بھی مجھے حیران کیے دیتا تھا لطیف سا نرم و نازک ہاتھ جی چاہ رہا تھا کہ اس کا ہاتھ تھام کر رکھوں مگر وہ ہماری پہلی ملاقات تھی اور پہلی ہی ملاقات میں کسی کی اتنی قربت میسر آنا ناممکن سا

لگتا ہے مجھے رنگوں سے الفت ہے اس نے اپنا شوق ظاہر کیا وہ اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھا مجھے رنگوں سے پیار ہے جہاں بھی خوشنما نظارے دیکھتا ہوں ان میں کھو سا جاتا ہوں ان میں سمانے کو دل کرتا ہے اپنانے کو دل کرتا ہے سب رنگ چرانے کو دل کرتا ہے مگر جو نظارے تمہاری آنکھوں میں کیا ایسا نظارہ پہلے کبھی نہیں کیا تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں تمہاری آنکھوں کے سب رنگ بھی میں چرالوں گا۔

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگیا میں اس کی یہ بات سمجھ نہ پائی تمہاری آنکھیں چرالوں گا شاید مذاق کر رہا تھا اس کے عجیب شوق پر میں تذبذب کا شکار ہوئی جا رہی تھی میرے جانے کا سمے آگیا ہے میں چلتا ہوں کل پھر ملیں گے اسی جگہ پر اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چل دیا عجیب تھا وہ کسی کو ملنا دوستی کی آفر کرنا اور پھر سب کچھ نظر انداز کر کے ایک طرف کو چل دینا یہ سب کچھ عجیب سا تھا دل نے چاہا کہ اسے نا جانے دوں مگر روکنے کی ہمت بھی نہیں تھی سو جانے دیا وہ ایک طرف کو چل رہا تھا اور میں اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی وہ کافی دور چلا گیا مگر اس کا دھند لکا ابھی بھی نظر آ رہا تھا پھر جونہی میں نے آنکھیں جھپکائیں وہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا اور میں بوجھل قدموں کے ساتھ گھر کی طرف چل دی پھر ھی میرے دل و دماغ پر وہی طاری تھا میں اسے بھلائے نہیں بھولتی تھی بس اسی کے بارے میں سوچنا خیالوں میں اسی کے چہرے کا طواف کرنا اسی کے لیے تڑپنا میری عادت سی بن گئی کل پھر اسی جگہ دوبارہ میں نے یہ سوچ کر دل خوشی سے جھوم اٹھتا مگر کل میں بہت وقت پڑا تھا ایک ایک لمحہ مجھ پر پہاڑ بن کر گزرنے لگا گھر کے کام کاج سے دل اکتا گیا مگر کرتی اور کیا نہ کرتی آنے والے کل کا بے صبری سے انتظار میری جان لیتا جا رہا تھا میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی۔

سب نے محسوس کیا مجھے اکتایا ہوا سب نے دیکھا میری بے چین طبیعت کو سب نے بھانپا مگر طبیعت کا اکتا جانا کسی بھی طور ہو سکتا ہے آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں ایک بار پھر اس کی آواز میری سماعت سے ٹکرائی میں اپنے اردگرد کا احاطہ کرنے لگی مگر آس پاس تو کچھ بھی نہیں تھا شاید میرے خیالات کا عکس تھی یا پھر ابھی بھی اس کی وہی اس کی آواز میرے کانوں میں ٹکرا رہی تھی اور میں پھر میں آئینے کے سامنے آن کھڑی ہوئی اور اپنی آنکھوں کا بغور معائنہ کرنے لگی انہیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی واقعی میری آنکھیں خوبصورت تھیں آنکھوں میں کئی رنگ سما گئے تھے اور پھر میں خود سے بھی شرما گئی کہ اچانک کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز نے مجھے چونکا دیا میری نظر آئینے پر پڑی تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر رہا تھا میں حیران پریشان آئینے کو بکھرتا ہوا دیکھ رہی تھی یہ سب کیسے ہوا میں نہیں جانتی تھی شاید میری آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ آئینہ ٹوٹ چکا تھا اور پھر ایسا ہی ہونے لگا جس چیز میں بھی میرا عکس ابھرتا وہ چیز ٹوٹ کر بکھر جاتی وہ گلاس کا ٹوٹنا کسی بھی آئینہ کا سلامت نہ رہنا سب میری آنکھوں کی وجہ سے تھا یہ سب کمال میری آنکھوں کا تھا۔

اس نے خود مجھے بتایا تھا کل جب دوسرے دن میں اس سے ملنے گئی تو وہ پہلے ہی سے جامن کے درخت کے پاس موجود تھا ایسا لگتا تھا کہ جیسے بے صبری سے میرا منتظر ہو میرے پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر خوشی رقص کرنے لگی میں بھی اس کی معصومیت پر مسکرا دی آگئی تم میں کب سے تمہاری راہیں تک رہا تھا اس نے تھوڑی بے زاری سے یہ بات کہہ دی اور دور خلاؤں میں گھورنے لگا جیسے وہ مجھ سے ناراض ہو مگر وہ ناراض کیوں تھا یہ حق تو ابھی میں نے اسے دیا بھی نہیں تھا پھر کیوں ناراض تھا شاید مجھے اپنا سمجھ بیٹھا تھا یا پھر اس نے میرے دل کی کیفیت کا اندازہ کر لیا تھا کہ میں رات بھر اس کے لیے تڑپتی رہی ہوں، میں نے بھی اسے خوش کرنے کے لیے کہہ دیا سوری بابا۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا وہ ابھی بھی خلاؤں میں گھور رہا تھا اور پھر اس نے نا چاہتے ہوئے بھی مجھے دیکھا۔ اور ایک طرف بیٹھ گیا وہ روٹھا روٹھا سا لگ رہا تھا مگر پھر بھی وہ مجھ سے بات کرنا چاہتا تھا پھر سے اپنے شوق بیان کرنے لگا۔

انیلہ اسے میرا نام بھی معلوم تھا مجھے رنگوں سے پیار ہے جہاں بھی خوشنما رنگ دیکھتا ہوں ان میں کھو سا جاتا ہوں مگر تم تو یہ سب بتا چکے ہو میں نے اس کی بات کاٹی ہاں مگر میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں کیا بتانا چاہتے ہو تم۔ میں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ یہی کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آتا ہوں تو پھر بتاؤ ناں۔ میں نے بے صبری سے کہا۔ انیلہ میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہی ہو۔ بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ میں انسان نہیں ہوں۔ انسان نہیں ہو۔ اچھا جوک مار لیتے ہو میں نے ہنس کر کہا۔ انیلہ میں مذاق نہیں کر رہا اس بار وہ کافی سنجیدہ تھا۔ تو پھر کیا ہو کوئی جن ہو۔ نہیں انیلہ میں جن بھی نہیں ہوں اس نے پھر عجیب بات کہہ ڈالی تھی عجیب انسان ہے کہتا ہے میں انسان نہیں ہوں پھر کہتا ہے میں جن بھی نہیں ہوں میں خود سے بول رہی تھی۔ انیلہ میری بات کا یقین کرو ناں میرا تعلق جنات سے ہے اور نہ ہی انسانوں سے اس بار وہ کافی سنجیدہ تھا اور سچائی اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی مجھے بھی اس کی بات سیریس لینی پڑی۔

وہ کہہ رہا تھا کہ انیلہ نہ ہمارا تعلق جنات سے ہے اور نہ ہی انسانوں سے بس اتنا سمجھ لو کہ ہم جنات اور انسانوں کے درمیانی مخلوق ہیں ہماری کچھ ضروریات جنات جیسی ہیں اور کچھ انسانوں جیسی لیکن ہم ان دونوں کے بیچ نہیں رہ سکتے ہیں الگ تھلگ ہی رہنا پڑتا ہے ہمارا بھی ایک قبیلہ ہے ہماری بھی ایک بستی ہے ہم اپنی دنیا میں رہتے ہیں اس کی باتیں حیران کر دینے والی تھیں اور میں حیرانگی کا مجسمہ بنے اس کی باتیں سن رہی تھی انیلہ ہماری سردار ایک پری زاد تھی اسے ایک ایسے انسان سے پیار ہوگیا جسے رنگوں سے بے حد عشق تھا پری یہ بات جانتی تھی اس نے انسان کی خوشی کے لیے اپنی ساری نگری کو رنگوں میں رنگ دیا اور انہی رنگوں کے درمیان ان کی شادی ہوگئی سب یہ بات جانتے تھے کہ پری اور انسان کا ملاپ ممکن نہیں۔ مگر اس میں ہماری سردار کی خوشی تھی کوئی کیا کر سکتا تھا ان کی شادی کے بعد جو بچہ پیدا ہوا وہ عجیب تھا نہ اسے انسان کہا جا سکتا تھا اور نہ ہی پری زاد مگر وہ دیکھتا انسان تھا اور صلاحتیں جنات جیسی تھیں۔ پری کے بعد وہ اس کا جانشین ٹھہرا اس کی نسل جب آگے بڑھی تو سب اس کی طرح تھے انہی میں سے میں ایک ہوں پھر اس نے اپنی ایک الگ دنیا بسالی کیونکہ جنات کے ساتھ ہمارا گزارا نہیں ہوتا تھا اور اپنی ماں کا مجسمہ بنا کر اپنی نگری میں نصب کر دیا پھر وہ سب کے لیے دیوی کا مقام رکھنے لگی اس نے قبیلے کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ پیارے پیارے رنگ چرا کر لائیں ہم اپنی دیوی کو رنگوں میں نہلائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا پھر ایک کی یہ کوشش ہوتی وہ اچھے سے اچھا رنگ لے کر آئے تاکہ اسے انعام مل جائے رنگ چرانے میں وہ اتنے حریص ہوتے چلے گئے کہ آنکھوں کے رنگ بھی چرانے لگے اور پھر بات اتنی آگے بڑھ گئی کہ آنکھوں کا رنگ چرانے کی بجائے آنکھوں کی بلی دی جانے لگی۔ ان میں سے کسی ایک کی نظر تم پر بھی پڑ گئی اور مجھے حکم ہوا کہ میں تمہاری آنکھوں کے سب رنگ چرالوں ہماری دیوی کو خوش کرنے کے لیے تمہاری آنکھوں کی بلی چاہیے۔ بس میں تمہاری آنکھیں چرانے آیا تھا لیکن میں ایسا نہیں کر پا رہا ہوں شاید مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے تمہاری آنکھوں سے پیار ہوگیا ہے پھر میں کیسے تمہاری آنکھیں چرالوں۔

وہ اپنی کہانی سنا کر پھر خلاؤں میں گھورنے لگا۔ میں عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی میری سوچیں گہری ہوتی چلی گئیں کیا یہ انسان نہیں ہے میری آنکھوں کے سب رنگ چرانا چاہتا ہے مگر چرا نہیں پا رہا ہے کیا اسے مجھ سے محبت ہے مگر انیلہ اس سے پہلے میں تمہیں اپنی نگری دکھانا چاہتا ہوں وہ پھر بول پڑا مجھے اتنا بھی موقع نہ ملا کہ میں اس کی سنائی ہوئی کہانی پر غور کر سکوں چلو گی میرے ساتھ اس نے یہ بات ایسے کہہ ڈالی تھی کہ میں اس کی کہانی پر ایمان لا چکی ہوں تمہاری دنیا۔ کہاں ہے تمہاری دنیا میں نے اسے جھٹلاتے ہوئے

کہا انیلہ تمہیں یہ سب جھوٹ لگ رہا ہے یہ جھوٹ نہیں ہے میں تمہیں رات کو لینے آؤں گا تم بس تیار رہنا ایک بار تمہیں اپنی دنیا دکھانی ہے میں چلتا ہوں رات کو ملیں گے۔

اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ایک طرف کو چل دیا اس بار وہ مجھے گہری سوچوں میں ڈال گیا تھا اور میرے لیے ان سوچوں سے نکلنا کسی بھی طور ممکن نہیں تھا جو کہانی وہ سنا گیا تھا مجھے تو وہ کوئی افسانہ نگار لگتا تھا مگر جس سنجیدگی کے ستھ اس نے کہانی سنائی تھی کبھی کبھی تو اس کہانی پر سچ کا گماں ہونے لگتا بہر حال جو بھی تھا میں اٹھ کھڑی ہوئی اور گھر کی طرف چل دی گھر آ کر بھی انہی خیالوں میں جکڑی رہی کہ کیا یہ سب سچ پر مبنی ہے کیا و رات کو آئے گا لگتا تو نہیں اور پھر کچھ سوچ کر رات ہونے کا انتظار کرنے لگی کیونکہ وہ جو بھی تھا مجھے بس اچھا لگتا تھا مین سمجھتی کہ میرا ہر پل ہر لمحہ اس کے ساتھ گزرے اس کی رومانوی کہانی کو تمہیں میں بھلا ہی چکی تھی بس انتظار تھا تو صرف اس کا اسی کے بارے میں سوچتے ہوئے رات ہوگئی رات کو میں چھت پر جا کر ٹہلنے لگی اور بے صبری سے اس کا انتظار کرنے لگی۔

کافی رات بیت گئی وہ ابھی تک نہیں آیا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ کھیتوں میں جا کر دیکھتی ہوں شاید وہاں آیا ہو مگر اس وقت باہر نکلنے سے مجھے خوف آتا تھا سو میں چھت پر ہی ٹہلنے لگی اور پھر میں کتنی دیر اس کا انتظار کرتی رہی اسے نہ آنا تھا اور وہ نہ ہی آیا میں مایوس ہو کر نیچے چلی آئی مجھے اس پر غصہ بھی آرہا تھا کہ آنے کا وعدہ کر کے بھی وہ نہ آیا۔

آجا کہ انتظار نظر ہیں کہیں سے ہم
مایوس ہو نہ جائیں کہیں زندگی سے ہم

نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی رہ رہ کر اس پر غصہ آرہا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی میں نے اپنی آنکھیں موند لیں پھر نجانے کب نیند کی دیوی مجھ پر مہربان ہوئی اور میں نیند کی آغوش میں جھولنے لگی مگر مجھے ایسا لگا کہ ذرا سی آہٹ سے میری آنکھیں کھل گئی ہوں سامنے نظر پڑی تو دیپک کھڑا مسکرا رہا تھا۔ مجھے اس پر غصہ آرہا تھا اس کی معصوم سی مسکراہٹ کے سامنے اپنا سب کچھ ہارنے کو دل کرتا مجھے ایسا لگا کہ میں کسی اور دنیا میں موجود ہوں یہاں تو ہر طرف دن کا اجالا پھیلا ہوا تھا ہر طرف رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے تھے دیپک چلتا ہوا میرے قریب آگیا۔ دیپک تم کل کیوں نہیں آئے کتنا انتظار کیا تھا میں نے تمہارا میں نے اس پر اپنا غصہ جھاڑا میری جان ابھی کل ہونے دو تب غصہ کرنا کیا مطلب تمہارا۔ یہی کہ اب تم میرے ساتھ میری نگری میں موجود ہو میں تو اپنے وعدے پر قائم ہوں۔

میں اس کی بات سمجھنے سے قاصر تھی اس نے میرا ہاتھ تھام لیا اور مجھے لے کر ایک طرف کو چل دیا واقعی اس کی دنیا جنت لگتی تھی کہیں پر جھیل اور کہیں پر اونچی نیچی پہاڑیاں تھیں ہم دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے خوبصورت نظارے میرے من کو بھا رہے تھے ہر طرف پھولوں کی بھرمار تھی اور خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی تھی مسحور کن خوشبو انسان کو پاگل کیے دیتی تھی رنگوں کا تو حسین امتزاج بکھرا پڑا تھا ایسے رنگ میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے ہم خوبصورت نظاروں سے گزرتے ہوئے ایسی جگہ پر آن پہنچے جہاں پر ایک خوبصورت سی دیوی کا بت بنا ہوا تھا دیپک اس دیوی کے سامنے ہاتھ باندھ کر پرنام کرنے لگا۔ انیلہ یہ ہے ہماری دیوی جس نے اس انسان سے محبت کی تھی اسی کی خاطر ہم رنگوں کو چراتے ہیں ایلہ ہماری دیوی تمہاری آنکھوں کی بھی بلی چاہتی ہے اس لیے میں تمہیں یہاں لے کر آیا ہوں انیلہ میں تمسے بہت محبت کرتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بینائی چھین لی جائے مگر کیا کروں مجبوری ہے دیوی کی خوشی اسی میں ہے کہ تمہاری آنکھوں کی بلی دی جائے تمہاری آنکھیں میرے پاس امانت رہیں گی جس دن ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہم تمہاری بینائی تمہیں لوٹا دیں گے۔ آج کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہوگی بس ایک دن تبھی تمہاری بینائی لوٹانے ضرور آؤں گا میرا انتظار کرنا میں ضرور آؤں گا اور پھر اچانک سے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا

چھا گیا کچھ دیر قبل جو حسین نظارے میری آنکھوں کا مرکز بن رہے تھے وہ سب میری آنکھوں سے اوجھل ہو چکے تھے میں دیپک کو پکارنے لگی۔

دیپک دیپک مگر دیپک تو جیسے غائب ہو گیا تھا میں اس کو تلاش کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگی اچانک مجھے ٹھوکر لگی میں گرنے ہی والی تھی کہ میری آنکھیں کھل گئی میں نے اپنے آپ کو بستر پر پایا میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مگر میں کچھ بھی دیکھنے سے قاصر تھی مجھے اس کی باتیں یاد آنے لگی تیری آنکھوں کی بلی دینی ہے میں تیری آنکھوں کے سب رنگ چرالوں گا واقعی اس نے میری بینائی چھین لی تھی مجھے اندھا بنا دیا تھا وہ میری آنکھوں کے سب رنگ چرا کر لے گیا تھا۔

بہت عزیز تھیں اسے میری آنکھیں لیکن
وہ مجھے چھوڑ کر میری آنکھیں لے گیا۔

آج مجھے اس کی ہر بات سچ لگ رہی تھی میں اپنی آنکھوں کے غم میں ڈوبی جارہی تھی میرا سر چکرانے لگا اچانک ہی میری چیخ نکل گئی نہیں میں ـ ـ ـ ـ چیخ سنتے ہی گھر کا ہر فرد میری طرف بھاگا جب مجھے ہوش آیا تو سب میرے گرد جمع تھے مجھ سے وجہ پوچھی جارہی تھی کیا ہوا تھا چیخ کیوں ماری تھی میں انہیں کیا بتاتی کہ میرے ساتھ کیا گزری ہے بس اتنا ہی بتا پائی کہ مجھے کچھ نظر نہیں آرہا ہے میری بینائی چلی گئی ہے یہ بات سن کر سب اچنبھے میں پڑ گئے ایسا کیسے ہوسکتا ہے ٹھیک ٹھاک تو سوئی تی اس واقعے کو ایک سال بیت گیا میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا اصل کہانی آج تمہیں سنائی ہے مجھے پتہ تھا کہ تم میری باتوں کا یقین کرو گے اس نے کہا تھا کہ میں آؤں گا تمہاری بینائی تمہیں لوٹانے میں آج تک اس کا انتظار کر رہی ہوں۔

جب میں نے انیلہ کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے اور وہ یہ غزل سنا کر یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی وہ ضرور آئے گا وہ سچ بولتا تھا وہ اپنا وعدہ نہیں توڑ سکتا وہ ضرور آئے گا وہ ضرور آئے گا۔

کاش میری پیاس کو اکثر تیری آنکھیں
صحرا میرا چہرہ ہے سمندر تیری آنکھیں
پھر کون بھلا داد تبسم انہیں دے گا
روئے گی بہت مجھ سے بچھڑ کر تیری آنکھیں
خالی جو ہوئی شام غریباں کی ہتھیلی
کیا کیا نہ لوٹاتی رہی گوہر تیری آنکھیں
بوجھل سی نظر آتی ہیں بظاہر مجھے لیکن
کھلتی ہیں بہت دل میں اتر کر تیری آنکھیں
اب تک میری یادوں سے مٹائے نہیں مٹتا
اک بھیگی ہوئی شام کا منظر تیری آنکھیں
میں سنگ میل ایک ہی راستے پر کھڑا ہوں
شاید مجھے دیکھیں گی پلٹ کر تیری آنکھیں
یوں دیکھتے رہنا اسے اچھا نہیں محسن
وہ کانچ کا پیکر ہے تو پتھر تیری آنکھیں

وہ اپنا سارا درد غزل میں بیان کر کے جا چکی تھی میرے ذہن میں ایک خیال گزرا انیلہ غزل۔ غزل تو انیلہ نے سنائی ہے کیوں نہ اسے انیلہ غزل کہہ دوں بس ایسے بھی وہ اپنا غم سنا کر مجھے بھی رلا گئی تھی میں گہری سوچوں میں ڈوبتا چلا گیا کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی کسی سے محبت کرے اور وہ اس کی آنکھیں چھین لے کیا ایسا بھی ہوتا ہے آنکھوں میں رنگ بھرنے والا حسین نظاروں کی سیر کرانے والا خود اسے اندھے کنویں میں جھونک دے عجیب لو سٹوری ہے یار میں واپس آؤں گا تمہیں تمہاری آنکھیں لوٹانے۔ اس سے تو ایسا لگتا تھا کہ وہ ضرور آئے گا محبت کرنے والے دھوکہ نہیں دیتے وہ وفا کرتے ہیں وہ تو اپنے غم بھی بانٹ لیا کرتے ہیں پھر غم کی وجہ کیونکر بنیں گے بس یہی کچھ سوچ کر میں خوش تھا اور مطمئن تھی مگر یہ شعر پھر بھی میرے دماغ میں ہلچل مچا رہا تھا۔

بہت عزیز تھیں اسے میری آنکھیں محسن
وہ مجھے چھوڑ کر میری آنکھیں لے گیا۔

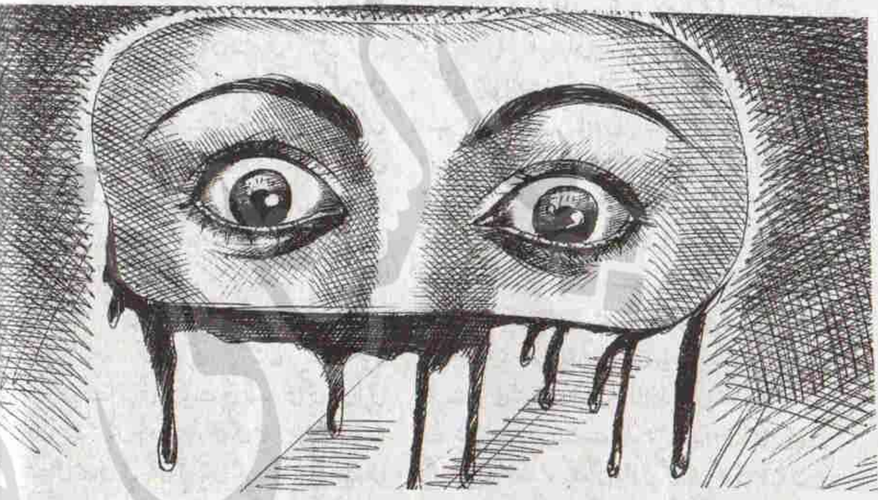
❁❁❁

وہ جہاں بھی گیا۔ لوٹا تو میرے پاس آیا
بس یہی ایک بات اچھی ہے میرے ہرجائی کی

ریاض احمد لاہور۔

طوفان

تحریر: انعام علی ۔ جنڈ اٹک ۔ محلہ آلہ آباد



غربت انسان کوایسے موڑ پرلا کھڑا کرتی ہے کہ انسان امیر بننے کی خاطر اپنی زندگی داؤ پر لگا کر انسانی خون پینا اور گوشت کھانا شروع کردیتا ہے گلو بھی ان مرحلوں سے گزر گیا اور گلو نے کیسے انسانی خون پیا اور گوشت کھایا اور پھر گلو نے امیر بننے کی خاطر کیا کیا گلو کی زندگی میں کیسے طوفان آیا یہ سب آپ پڑھیں۔ کرمو کا کا اور ماسی شرفاں ہمارے شہر میں آئے کرموں کا کا بڑی مشکل سے محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنی بیوی کا پیٹ پالتا تھا دونوں اولاد کی وجہ سے کافی پریشان رہتے تھے لیکن ایک دن اللہ نے ان کی سن لی اللہ پاک سنتا تو سب کی ہے مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے کرمو کا کا کو اللہ نے ایک چاند سا خوبصورت بیٹا دیا۔

ماسی شرفاں نے کہا دیکھ ساڈا پتر تے گلاب دے پھل وانگڑا اے کرمو کا کا بولے ہاں جھلی رب دا لاکھ لاکھ شکر اے میرے مولا نے ساڈی وی سن لی ئے کرمو چاچا نے اپنے بیٹے کا نام گلاب دین رکھ دیا اور گلاب کو سب پیار سے گلو کہنے لگے گلو بھی کلاس پانچ سے زیادہ نہ پڑھ سکا کیونکہ اس کے ابو کرمو کا کا پر فالج نے اٹیک کر لیا تھا اور پھر گلو کو اپنے باپ کی دوکان کھولنی پڑی بچہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ انجان بھی تھا وہ اکثر لوگوں کے کپڑے استری کرتے وقت جلا دیتا تھا کرمو چاچا نے جو پیسے لوگوں سے ادھار لے رکھے تھے وہ روز تنگ کرنے کے لیے آجاتے تھے گلو نے مزدوری شروع کردی لیکن اس میں بھی نہ کام رہا گلو ۔ باس اب ایک چارہ رہ گیا تھا بھیک مانگنا گلو بھکاری بن گیا روز کے پیسوں سے اپنی ماں اور باپ کا پیٹ پالتا ایک شام گلو سڑک کنارے کھڑا تھا اور سادھو گلو کے پاس آیا اور گلو سے پریشانی کی وجہ پوچھی گلو نے اپنی ساری سٹوری سادھو کو سنا دی سادھو نے گلو سے کہا امیر بننا

چاہتے ہو تو گلو نے کہا میرا اور میں کیوں نہیں امیر بننا تو میرا خواب ہے۔

سادھو نے اپنا چکر چلایا اور گلاب کو کہا کہ اکے لیے تم کو خون پینا ہوگا انسان اور وہ بھی تیرہ سال کی لڑکیوں کا جن کی آنکھیں نیلی ہوں اس کے بعد یعنی تم جب اکیس لڑکیوں کا خون اور ان کی آنکھیں کھاؤ گے تو میں تمہیں ایک جاپ سکھا دونگا وہ جاپ صرف تین دن کا ہوگا اور یاد رکھنا جاپ کے بعد تیرے قبضے میں پوری دنیا کی دولت اور جنات آ جائیں گے سادھو نے گلو کو ہزار ہزار کے پانچ نوٹ دیئے اور کہا کل شام میرے پاس آ نا گلو گھر گیا تو اس کی ماں شرفان ماسی نے کہا پتر انی دیر لا دتی اے تو خیر تے اے وے ناں گلو نے کہا نہیں ماں میرا کام لگ گیا ہے اور یہ دیکھ روپے گلو نے ہزار ہزار کے چار نوٹ ماسی کے حوالے کر دیئے شرفاں بولی ہائے وے پترا اتنے سارے نوٹ تاں میں پہلی واری ویکھے ن گلو نے کہا ماں اب تیرا بیٹا امیر ہو گیا ہے تو غم نہیں کرا گلے دن گلو پھر سادھو بابا کے پاس گیا سادھو نے کہا گلو جاؤ اور ایک لڑکی لے کر آؤ یہ رکشہ پکڑو وہ سامنے جو لڑکی کھڑی ہے اس کو بٹھا کر لے آؤ گلو نے جا کر سعدیہ کو رکشے میں بٹھایا اور سادھو کے پاس گیا سادھو نے لڑکی کے ساتھ جو کیا وہ منظر اگر کوئی رحمدل انسان دیکھ لیتا تو وہ بیچارہ خوف سے بے ہوش ہو جاتا گلو نے سادھو کے ساتھ مل کر سعدیہ کی ٹانگیں باندھ دیں اور بڑی بے دردی سے سعدیہ کی آنکھیں نکال دیں آنکھیں کھانے کے بعد سادھو نے گلو کو کہا کہ یہ خنجر لو اور سعدیہ کی گردن کاٹ دو سعدیہ کا خون پینے والا گلاب تو ظلم کی انتہا کر چکا تھا۔

علاقے میں پانچ نیلی آنکھوں والی لڑکیاں مر چکی تھیں علاقے میں خوف وہراس پھیل گیا تھا آخر کار گلو سادھو کے ساتھ مل کر اکیس لڑکیوں کا قاتل بن چکا تھا گلو نے سادھو سے کہا گرو ہ جی اب مجھے وہ جاپ بھی کرائیں نہ سادھو نے گلو سے کہا یہ جاپ بہت زیادہ مشکل ہے تم کو بہت ڈرایا دھمکایا جائے گا کیونکہ کسی جن دیو یا کسی بھی ہوائی مخلوق کو اتنی آسانی سے قابو میں نہیں کیا جا سکتا اور ہاں ایک آسان گزر جائے گی مگر اتنی بھی نہیں ہوگی آسان گلو آنا گلو بے چینی سے پورا دن رات ہونے کا انتظار کرتا رہا آخر کار شام کے سائے ڈھلنے لگے گلو نے اپنا بوریا بستر اٹھایا اور سادھو کے پاس چلا گیا مکار سادھو نے گلو کو کہا گلو سوچ لو جن زادیاں بھوت پریت کو قید کرنا بہت مشکل کام ہے گلو نے کہا گرو ہ جی ہر مشکل کو پار کر کے امیر بننا چاہتا ہوں اور اس دینا پر حکومت کرنا چاہتا ہوں سادھو نے کہا ٹھیک ہے پھر چلو پرانے پھاٹک کے سامنے جو لکڑی کا پل ہے اس پر سفید پتھر اپنے چاروں طرف جوڑ لینا گلو نے ایسا ہی کیا اور ابھی جاپ کی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک دم تیز آندھی آئی اور پھر ایک دل کو ہلا دینے والی آواز سنائی دی اے چھوکرے اگر زندگی چاہتا ہے تو اپنی یہ جاپ بند کردے اور آرام سے گھر چلا جا گلو نے ان کی باتوں پر دھیان نہ دیا پھر آواز ختم ہوئی اور موسم اپنی جگہ پر آ گیا یکدم پھر سے طوفان شروع ہو گیا گلو نے پل کی رسیوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنا منتر پڑھنے لگا گلو نے جب اپنے سامنے آنکھیں کھول کر دیکھا تو بے ہوش ہوتے ہوتے بچا کیونکہ سامنے نوکیلے اور چھ فٹ سے بڑے صرف دانت نظر آ رہے تھے۔

گلو نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں اور خوفناک آوازیں گلو کے کان بھرنے کے لیے کافی تھیں خوفناک آوازوں کا سلسلہ جب ختم ہوا تو گلو نے سوچا یار ابھی ای این ٹی کو چیک کرانا ہوگا وہ رات گلو کی آرام سے گزر گئی گلو اپنا جاپ مکمل کر کے ساتھ والے گاؤں چلا گیا کیونکہ آج گلو کو خون کی طلب ہو رہی تھی گاؤں میں گھومتے گھومتے گلو ایک کنویں کے پاس رک گیا اور پانی پینے لگا وہ پانی پی کر جب اٹھنے لگا تو دور سے آتی ہوئی ایک دوشیزہ نظر آئی گلو کی خونی پیاس اور بھی شدت اختیار کر گئی گلو نے کھیتوں میں جا کر اسے پکڑ لیا اور اس کے گلے میں ایک سوراخ کر کے اس بے چاری کا سارا خون چاٹ لیا شام کے سائے اب گہرے ہونے لگے گلو نے پانی کی ایک بوتل پکڑی اور اپنی موجودہ جگہ پر حصار قائم کر کے جاپ شروع کر دیا کل رات والے حیرت انگیز لمحے یاد کر کے وہ خوف زدہ

ہو رہا تھا کیونکہ اسے سادھو کی باتیں یاد آ رہی تھیں کہ آخری دو راتیں قیامت کا سماں ہوں گی۔ گلو نے یہ سوچ کر اپنے دل کو مضبوط کیا کہ صرف دو راتیں ہیں پھر میں بادشاہ بن جاؤں گا گیا۔

آج میں پچھلی رات کی طرح بہادری سے مقابلہ کر پاؤں گا کہ نہیں اور میں تین راتوں کا جاپ مکمل کر پاؤں گا کہ نہیں گلو جو پہلے ایک مسلمان تھا صرف اتنا کہ اس کے کانوں میں پیدا ہوتے ہوئے آذان دی گئی اور پھر وہ ایک مکمل شیطان بن گیا ابھی جاپ کے پانچ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ایک دم تیز ہوا کا جھکڑ چلنا شروع ہو گیا اور ہر لمحہ گزرتے گزرتے جھکڑ کی شدت اختیار کر گیا اس قدر شدت پیدا ہونے لگی کہ اس ویرانے سے سب کے سب درخت شائیں شائیں کر کے بھیانک ترین آوازیں پیدا کرنے لگے بھیانک آواز جیسے کئی بدروحیں آپس میں گھتم گھتا کر لڑ رہی ہوں ہواؤں کے تیور نا قابل برداشت حد تک خطرناک تھے چودھویں کے چاند کی نکھری نکھری صاف وشفاف اور دن کی سی روشنی سے شابہہ چاندنی رات میں گلو کو زمین میں کہیں دراڑیں پڑتی ہوئی دکھائی دیں اور کہیں خون کے فوارے ابل رہے تھے جبکہ جھکڑ جاری تھے۔

اگلے ہی لمحے ایک بھیانک آواز آئی اور آواز کے ساتھ ہرے بھرے موٹے موٹے درخت جڑوں سے اکھڑ پڑے اور مزید دل کو ہلا دینے والی بات یہ کہ ایسی طوفانی ہواؤں نے درختوں کو جڑوں تک اکھاڑ دیا وہ گلو کا ایک بال بھی بیکا نہ کر سکیں طوفان کافی دیر تک جاری رہا آخر کار آواز مدھم ہو گئی اور آواز آئی اس کم بخت نے ہمارا جینا حرام کر دیا ہے اور یہ پاگل بنا ہوا ہے جنات کو قید کرنا کوئی بچوں کا کھیل تو نہیں ہے تم میں سے کون اس ہڈحرام کو سمجھائے گا ہماری خواہش یہ ہے کہ بات چیت سے ہی مذاکرات حل ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے ایک گدھے کی شکل کا آدمی کھڑا ہوا اس نے کہا کہ مرشد میں سمجھاتا ہوں اس کمینے کو اس نے آ کر گلو سے کہا اے لنگور کے بچے یہ چھوڑ دو اور لاکھوں روپے لے لو اپنی زندگی بچا لو جنات کو قابو کرنے کے چکر میں نہ پڑو نہیں یہ نہ ہو کہ خود جنات کے بنائے ہوئے طوفان میں جکڑ جاؤ وہ گدھا پھر سے محفل میں بیٹھ گیا سردار نے کہا کیا اسے ابھی تک روکنے کی نہیں کئی گئی۔ کی گئی ہے لیکن یہ بہت ضدی اور ہڈحرام ہے ہمیں ایسے آدم زاد پسند نہیں جو ایسا کرتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا اور ان کا کوئی مقابلہ نہیں لیکن پھر بھی ہمارے ساتھ مقابلہ کر کے ہمیں پریشان کرتے کرتے ہیں ہم ایسے شیطار صفت انسانوں سے تنگ آ گئے ہیں پھر ہجوم میں سے آواز آئی اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کر لوں بات اس سے کر لو یہ کوشش بھی پھر ہجوم سے کتے کی شکل کا بھیانک اٹھا اور گلو کے پاس جا کر اسے غضب ناک نگاہوں سے گھورنے لگا گلو نے جب اس آدمی کی طرف دیکھا تو گلو احلق خشک ہو گیا اور وہ گو وتھا اور وہ گوشت اور ہڈیوں کا مجسمہ بن کر رہ گیا ساتھ ہی خون کی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی گلو سوچنے سمجھنے سے قطعی معذور ہو گیا تھا اے چھورے کون ہے تو باد گرجے زمین سے خون کے فوارے پھوٹے اور بجلیاں کڑک رہی تھیں کہ اس بھیانک صورت آدمی کی آواز کا یہ اثر تھا کہ گلو ساکت ہو گیا اور گلو نے اپنے سامنے کھڑے وجود کو ایک بار پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور دل پچھتانے لگا کہ گلو بھاگ جا تب جا کر گلو کو احساس ہوا کہ یہ وحشت ناک آدمی مجھے دھمکا رہا ہے گلو نے سوچا کہ اپنی نظریں اس بھیانک آدمی سے ہٹا لو تو بہتر ہے ورنہ ہر گزرتے لمحے کی طرح خوف اس کی ہمت کو گیلے کپڑے کی طرح نچوڑ کر رکھ گا ورنہ آج رات کا عمل انجام کو پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔

اس طرح اس نے گندے آدمی اور دوسرے جنات کی دہکتی ہوئی نگاہیں اپنے پر سے ہٹانے کے لیے بلند آواز میں منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ اف اللہ ان کی بھدی کہریہہ اور بھیانک شکلیں گلو کو بار بار اپنے ذہن میں تیرے نام فلم کی طرح چل رہی تھیں اب تو گلو پاگل سا ہونے لگا تھا یکدم ماحول میں خاموشی چھا گئی اور گلو نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو وہ کنارہ ساپل اور سامنے انگریزوں سے دور کا قبرستان گلو اب ریلیکس ہونے لگا لیکن اگلے ہی

چند منٹوں میں سامنے سے لال بیلوں کی فوج نے کلو کو ڈرا کے رکھ دیا ایک لال بیگ نے گلو سے کہا اگر اپنی ماں باپ کی زندگی چاہتے ہو تو۔۔

گلو نے لال بیگ کے منہ سے انسانی آواز سنی تو کانپ کر رہ گیا ہائے اللہ بچانا گلو نے کانوں کو ہاتھ لگائے گلو بیگانی بیگانی آنکھوں سے لال بیگ کو دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر میں ان کے جسم میں حرکت شروع ہوئی اب کاکروچوں کی جگہ تین پھلائے ہوئے سانپ کھڑے تھے گلو نے سوچا میں بھاگ جاؤں تو اس میں میری بھلائی ہے کیونکہ یہ سانپ تو مجھے مارنے کے لیے ہیں اور اگر وہ جی کا بتایا ہوا جاپ مکمل کروں تو میں بادشاہ بن جاؤنگا۔بادشاہ نہیں تو ۔۔اگر جاپ مکمل نہیں ہوا تو اور میں امیر نہیں بنا تو میری مثال ایسی بن جائے گی۔

نہ خدا ہی ملا نہ ہی وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

گلو نے پھر سے جاپ کا منتر پڑھنا شروع کر دیا اور آنکھیں کھول دیں تو سامنے کا منظر صاف و شفاف تھا لیکن پھر ایک کتے کی شکل کا انسان گلو کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا ارے اب کون ہے رے تو گدھے تم کو بہت منع کیا تھا لیکن تم کیا چیز ہو یار اپنی زندگی بچالو تو تم سے ڈرتے نہیں ہیں لیکن ایک طریقے سے سمجھا رہے ہیں گلو لگا تار اسے گھورے جا رہا تھا پھر کتے نما انسان نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر نجانے اس سانس لینے کے عمل میں کیا جادو تھا کہ زمین پر سانپ کیڑے مکوڑے اور تمام درخت اس کے منہ میں جا رہے تھے گلو نے دل خراش چیخ ماری اور آنکھیں بند کر لیں پھر اس نے اپنے جسم کے اندر بڑا سا خلا پیدا کر لیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سوراخوں کی تعداد پانچ ہو گئی سوراخوں کی تعداد ہر لمحے کے لیے بڑھتی جا رہی تھی ایک شکل کے تمام آدمی دیکھ کر گلو چکرا کر رہ گیا اس نے ایک بار پھر سے بلند آواز میں منتر پڑھنا شروع کر دیا لیکن زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی آخر کار اس کتے کے وجود ختم ہو گئے۔

پھر اسے ایک الو کی دل کو ہلا دینے والی آواز سنائی دی ابھی گلو نے سکون کی چادر اوڑھی ہوئی تھی کہ کسی ہرن کی بھیانک آواز سنائی دی گلو کو ایسے لگا کہ گلو کا سینہ پھٹ گیا ہے اور شور بہت زیادہ سنائی دے رہا تھا جو میرے جیسے یعنی انعام جیسے لڑکوں کے کان پھاڑنے کے لیے کافی تھا لیکن گلو کے اندر امیر بننے کا طوفان ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور پھر سامنے برگد کا بوڑھا درخت ایک خوفناک پرندے کا روپ دھاڑ کر ہوا میں گم ہو گیا گلو نے سوچا یار گلو ابھی تیرے عمل میں چار گھنٹے باقی ہیں اور تم نے کل پانچ لڑکیوں اور لڑکوں کا خون بھی کرنا ہے گلو نے جیسے مڑ کر دیکھا تو ایک خوفناک ہرن اُد کے خون پینے کا انتظار کر رہی تھی گلو کے دل کی دھڑکن بند ہونے لگی اور بی پی لو ہونے لگا ہرن جس کا منہ شیر کی طرح تھا شیر ہرن کی آواز سن کر گلو نے سوچا یہ جانور کہاں سے آ ٹپکا کم از کم یہ جو دائرہ ہے اس میں تو جنات چڑیلوں سے محفوظ تھا لیکن جانور کا کیا پتہ کدھر سے بھی بوٹی لے جائے اب تو گلو کے جسم میں ہزاروں چیونٹیاں چلتی ہوئی محسوس ہوئیں وجہ یہ تھی کہ ہرن ایک لیکن منہ اس کا شیروں جیسا تھا گلو کو ہرن کی آنکھوں میں خون کا دریا بہتا ہوا دکھائی دیا۔

وہ ہرن اب ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی دیکھتے ہی دیکھتے اسے سادھو کے یہ الفاظ ذہن میں گھومنے لگے گلو نے کہا کتھے لکی یار مینڈا اتے ان گندی شکلاں آ لے جن ساکڈ و یسن۔پھر گلو نے آنکھیں بند کیں اور منتر پڑھنے لگا پھر اس نے جب دیکھا تو خوش ہونے لگا کیونکہ وہ آج رات کے جاپ کے آخری سے چل رہے تھے گلو بیٹا ساڈی زندگی تے کرم کر ساڈی آخری زندگی دے دیہاڑے خراب نہ کر سکون دا ساگھن کے مرن دے گلو کی ماں نے اپنی مخصوص لیکن دل خراش پنجابی میں گلو کو مخاطب کیا جب گلو نے آنکھیں کھولیں تو گلو کا کرنٹ سا لگا۔واہ گلو واہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کرمو چاچا کے آنکھوں میں بے بسی کے آنسو گلو کو صاف دکھائی دے رہے تھے اوئے بڈھے تیرے گلاب کی عقل پر پتھر پڑ چکے ہیں یہ تم کو نہیں بچائے گا اور ہم تمہارا خون چوس چوس کر پییں گے جیسے یہ پتیا رہا تھا بھیانک چڑیل نے گلو کے باپ

کرمو چاچا کو بڑی بے دردی سے مکا مارا اور کرمو شیر کے قدموں میں جا گرا اور شیر نما ہرن نے پلک جھپکتے ہی کرمو کو اپنے بڑے سے منہ میں پکڑا اور کھانے لگا جیسے چکن کا لیگ پیس کھاتے ہیں۔

گلو کی ماں نے کہا ہم تو کھانا کھا رہے تھے۔پتہ نہیں یہ کس طرح ہم کو اٹھا کر لے آئے گلو بہت ڈھیٹھ بن کر اپنے باپ کا خون ہوتے دیکھ رہا تھا اگلے ہی منٹ ماسی شرفاں کو بھی شیر نے اپنی گرفت میں پکڑ لیا شیر نما ہرن کے نوکیلے دانت شرفاں اور کرمو کے وجود کو چیر رہے تھے آخر ان دونوں نے یک وقت کہا ٹھنڈا ہو گیا گلو تو تو نے ہمیں نہیں بچایا ہماری موت کا تماشہ دیکھتا رہا ہم تم کو کبھی معاف نہیں کریں گے شیر نے دونوں کی ہڈیوں کو بھی کھا لیا گلو رو رہا تھا اور پھر گھڑی پر ٹائم دیکھا تو وہ آخری سات منٹ باقی تھے گلو کی جاپ کے وہ آخری سات منٹ پورے ہو گئے گلو نے اب بچوں کی طرح ماں باپ کو یاد کر کے رونا شروع کر دیا اور بکھرتے قدموں کے ساتھ روتے روتے گھر گیا تو اس کی والدہ اس کی انتظار میں تھی گلو نے شکر کا سانس لیا اور سو گیا دو گھنٹے سونے کے بعد گلو اٹھا اور اپنے شکار کی طرف نکل گیا گلو کے پاس تیسری رات کا جاپ کو پورا کرنے میں اکیس دن تھے اور ان اکیس دنوں میں گلو نے اکیس قتل کرنے تھے اور وہ جن کو قتل کرنا تھا ان کا خون ایک ڈرم میں جمع کرنا تھا کیونکہ جب وہ آخری رات کا جاپ پورا کرتا تو سارا خون اپنے قید کئے ہوئے جنوں اور بھوتوں کو پلاتا تھا ایک گھنٹہ مسلسل پھرنے کے باعث گلو تھک چکا تھا اور اسے کوئی انسان نہیں ملا تھا قتل کرنے کو آخر کار گلو کے انسانی ذہن میں ایک ترکیب آئی گلو نے اپنا موبائل نکالا اور ایک نمبر ملا کر اسے خوب گالیاں دیں اور کہا ہمت ہے تو فلاں جگہ آ جاؤ میں تم کو۔۔۔وہ بھی کوئی عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتا تھا وہ اپنی بائیک پر گلو کے بتائے ہوئے راستے پر آ گیا اور کہا۔

بے چارہ کہاں ہے گلو جو کہ خون کے لیے تڑپ رہا تھا گلو نے بری بے دردی سے اس لڑکے کو قتل کر دیا اور اس کا خون ڈرم میں جمع کر لیا یہ تو تھا گلو کا پہلا شکار اور مزید انسانی زندگیاں تباہ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا گلو گھر جا کر لیٹ گیا اور لیٹے لیٹے نیند کی وادیوں میں کھو گیا اگلی صبح جب اٹھا تو بہت پریشان تھا کہ اپنا دوسرا شکار کیسے کروں گا ابھی وہ سادھو کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ چلو سادھو جی سے ملا جائے اتنے میں ڈور بیل بجی گلو نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے ادھار مانگنے والا کھڑا تھا کہہ رہا تھا حد ہوتی ہے شرافت کی اب میں مزید انتظار نہیں کر سکتا اور مجھے اپنی رقم واپس دے دو گلو نے کہا چاچا میں نے بھی ایک بندے سے پیسے لینے لیں چلو چلتے ہیں اس کے پاس میں آپ کو اس سے پیسے لے کر دے دوں گا۔گلو اسی طرح امیر کو بہلا کر لے گیا اور اس کو بھی ذبح کر کے خون ڈرم میں جمع کر دیا گاؤں کے لوگ کافی حد تک خوف زدہ ہو گئے تھے کہ کیا چکر ہے کہ آئے روز ایک بندہ غائب ہو جاتا ہے گلو نے اپنا مطلوبہ ٹارگٹ پورا کر لیا۔اور شام کو خوشی خوشی سادھو کے پاس گیا اسے اپنی خونی کہانی سنا ڈالی سادھو نے کہا۔

آخری رات بہت مشکل ہو گی کیونکہ دنیا کی ساری غیبی طاقتیں تیرے پاس آئیں گی لیکن کسی صورت میں بھی بھاگنا نہیں ہے چلو اب جاؤ اور اگلی رات کا انتظام کرو گلو نے گھر جا کر سوچنا شروع کر دیا کہ امیر بن کر میں سب سے اپنے بدلے چکاؤں گا ساری دنیا پر میرا راج ہو گا میرا ہاں میرا اور پھر گلو کے اندر سے آواز آئی گلو اتنا آسان بھی نہیں یہ سب کرنا۔گلو کے دماغ میں سی ڈی چل رہی تھی پھر ہڑبڑا کر اٹھا تو بولا جان ہے تو جہان ہے میں جاپ پورا کروں گا میں کل رات کا جاپ پورا کر کے کبھی بھی اس پل کا رخ نہیں کروں گا پھر سادھو کی آواز آئی کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے تم بہادر ہو کل رات کا جاپ پورا کر کے بادشاہ بن۔نن۔۔نن۔نہ۔نہ نہ ہیں نہیں میرا دل نہیں مان رہا کہ میں جاپ مکمل کر لوں گا دو راتوں کا جاپ جو پورا کر لیا ہے تو تیسری رات بھی کر لو گے بزدل نہیں میں اب چوری چکاری پر اتر آؤں گا بنک لوٹوں گا امیروں کے گھر لوٹوں گا ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن پکڑا جاؤں گا تو وہ کانپ کر رہ گیا۔لیکن وہ بھی اپنا جاپ پورا کرنا

چاہتا تھا۔
آج پورن ماشی کی رات تھی گلو کے جاپ کی آخری رات تھی پھر گلو امیر بن جاتا اگر ہوش ضرور ہوتے گھبراہٹ کپکپی اور زبان آج گلو کا ساتھ نہیں دے رہی تھی آج کی رات گلو کامیاب ہو جائے گا یہ پیشن گوئی سادھو بابا کی تھی اور گلو کو یقین دلایا کہ کامیابی حاصل کے لیے ناکامی کا چہرہ نہیں دیکھے گا ان تسلیوں کے باوجود بھی گلو کا دل بہت زیادہ دھڑک رہا تھا واپس گھر چلا جا گلو گھر ورنہ قیامت تجھے کیا رنگ دکھائے گی ابھی ابھی ٹائم ہے چلے جا گھر نہیں تو آخر کار گلو نے خون کا کٹورا ابھرا اور اس سے دائرہ لگا لیا اور آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا ابھی آغاز جاپ تھا کہ گلو کے پسینے چھوٹنے لگے وہ ایک دم خود کو بے جان محسوس کرنے لگا اس کی تمام تر ہمت دم توڑنے لگی گلو نے بنا کسی رکاوٹ کے اپنا آدھا وظیفہ پورا کر لیا تو وہ بہت خوش تھا کیونکہ کامیابی اسے اپنے بہت قریب دکھائی دے رہی تھی گلو نے سوچا جنات بدروحوں نے ہار مان لی ہے لیکن یہ گلو کی صرف سوچ تھی یہ سوچ سوچ کر وہ خوشی سے لہرانے لگا کہ تھوڑی دیر وہ بادشاہ بن جائے گا پھر اپنی ساری زندگی سکون سے گزارے گا خاموشی کی چادر کو تار تار کرتی ہوئی چڑچڑاہٹ کی بھیانک ترین آواز نے گلو کو سوچوں کی دنیا میں سے نکالا اس نے آواز کی سمت دیکھا تو اپنے بائیں جانب سے آتی ہوئی بیل گاڑی دکھائی دی گلو کا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا کیونکہ بیل گاڑی کا رخ گلو کی طرف ہی تھا گلو نے آج دائرہ بالکل بھی پل کے درمیان باندھا تھا اور سائیڈ پر جگہ نہیں تھی بیل گاڑی گزر سکے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ جانے کی بے وقوفی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اگر دائرہ سے باہر نکلتا تو جنات گلو کے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لیتے اور سادھو نے بھی منع کیا تھا کہ خون سے بنا ہوا دائرہ کبھی نہیں توڑنا۔
اب کیا جائے وہ یہ سوچ سوچ کر پاگل ہوتا رہا اس کی حالت بری ہونے لگی وہ اپنی منزل کو بے حد قریب لے جا چکا تھا مگر بیل گاڑی والے کم عقل کو کیا آگ لگی جو یہ بے وقت نازل ہو گیا یہ لوگ کیا پاگل ہیں جو میرے امیری میں دخل اندازی کر رہے ہیں اگرچہ بیل گاڑی کی رفتار سست تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ وہ اپنا آدھا جاپ پورا کرے گلو کے لیے خطرے کی لال گھنٹی بجتی ہوئی نظر آ رہی تھی اور وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اے تیری عقل پر کیا انگارے پڑ گئے تیرا کچھ نہ رہے کم عقل انسان یہ ٹائم ہے گھر سے نکلنے کا تو صبح ہونے کا انتظار بھی نہیں کر سکا بڑی مشکلوں سے امیر بن رہا تھا بیڑا اتر جائے مجھے پھر سے کیوں غربت میں ڈالنے آ گیا تو بہت سوچنے کے بعد اسے مناسب ترکیب آ گئی اسے خود غرض بننے کا فیصلہ کر لیا اور یہ سوچ لیا کہ اگر کوئی مرتا ہے تو مرے میں ہرگز راستہ نہیں دوں گا اور اندھا اور بہرہ بننے کا ناٹک کروں گا جب تک وہ اپنا جاپ پورا نہ کر لے اب بیل گاڑی اس کے قریب آ چکی تھی گلو نے آنکھیں کھول دیں اور دیکھا تو ایک مرد اور عورت گاڑی سے اترتے ہوئے نظر آئے اور ساتھ بچے بھی چھلانگیں لگاتے ہوئے اتر گئے مرد اور عورت بیٹھ گئے اور پھر ایک بچے کی آواز آئی ماں بہت بھوک لگی ہے کھانے کے لیے تو دوناں ایک بچے نے عورت کو بازو سے پکڑتے ہوئے لاڈلے پن سے کہا۔
مرد نے بچے کو غصے سے کہا یہ کون سا وقت ہے کھانے کا میرے بچوں پر کیوں غصہ ہو رہے ہو انہوں نے کھایا ہی کیا ہے یہ دونوں تو پورے راستے پڑے سو رہے تھے عورت نے جواب دیا پھر کیا کریں ابھی تو سفر بھی کافی باقی ہے میرا خیال ہے کہ یہ جگہ مناسب ہے ہمارے سامان کے ساتھ ایک گائے کا بچہ بھی ہے اور تم آگ کا انتظام کرو پھر اسے پکا کر دیتی ہوں ٹھیک ہے میں لکڑیاں لے کر آتا ہوں مرد نے خوش ہو کر کہا عورت نے کہا ڈھیر ساری لکڑیاں لانا جتنی آگ بھڑکے گی اتنی جلدی تیار ہو گا گلو نے دیکھا کہ وہ شخص ایک درخت کا جائزہ لے رہا تھا اور اگلے ہی ۔ یہ درخت کے موٹے تنے سے لپیٹ گئی بظاہر تو وہ درخت سے لپٹا تھا لیکن وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا درخت کو زمین سے اکھاڑ رہا تھا اور اگلے ہی منٹ اس نے درخت کو جڑوں سے الگ کر کے اپنی محبوبہ کے قدموں

میں رکھ دیا پھر عورت نے کہا اور بھی لاؤ یہ تو کافی کم ہے دوسرے درخت کی طرف گیا اور عورت نے گائے کو اٹھایا اور وہ گلو کی نگاہوں کے سامنے آ کر بیٹھ گئی اپنے نوکیلے اور تیز دانتوں سے گائے کے بچے کی کھال اتارنے لگی گائے کا بچہ بری طرح چلا رہا تھا لیکن اس کو اس پر ترس نہیں آ رہا تھا۔
گلو اپنا سارا جاپ بھول گیا اور صرف ان دونوں پر اپنی نظریں ڈالی رکھیں عورت ایسے کھال اتار رہی تھی جیسے وہ پیدا ہوتے ہی ظالم تھی اف اللہ گائے کے منہ سے ایسی کرب و اذیت بھری آوازیں نکل رہی تھیں کہ گلو کی دھڑکن ایسے ہو گئی تھی جیسے بندر والا اپنی ڈگڈگی بنا رہا ہو دوسری گلو کے آہستہ آہستہ کامیاب ہونے لگی اگلے تیس منٹ گزر جانے کے بعد گلو کو یاد آیا کہ میں تو اپنے جاپ کو پورا کرنے آیا تھا اور میں کس کھاتے میں لگ گیا جب اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو خوف کے مارے گلو کے پسینے چھوٹنے لگے کیونکہ آخری بیس منٹ رہ گئے تھے اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر جاپ کرنا تھا۔ گلو نے اٹھ کر بھاگنا شروع کر دیا بھاگتے بھاگتے وہ ایک گڑھے میں گر گیا گڑھے میں گلو کا گرنا ہی تھا کہ گلو پر گوشت خور چوہے چمٹ گئے گلو نے ان کو مارنا چاہا لیکن بے سود درد کی وجہ سے گلو کی چیخیں پورے جنگل میں سنائی دے رہی تھیں گلو ایسے کرب میں مبتلا ہو چکا تھا کہ ہم کو اگر تھوڑی سی چوٹ لگی تو ہمارا کیا حال ہوتا ہے گوشت خور چوہے تو ایسے گوشت کھا رہے تھے کہ گلو کی ہڈیاں نظر آنے لگی گلو بھاگتے بھاگتے جا رہا تھا کہیں گرتا پھر سے اٹھ جاتا اور بھاگتا رہتا کہ آدم خور چوہوں سے بچ جاؤ آخر کار گلو کو دور بہتا ہوا دریا نظر آیا گلو نے سوچا میں تیرنا تو نہیں جانتا مگر اس دریا میں ضرور کود جاؤں گا۔
اس نے اپنی سپیڈ اور تیز کر دی اور آنکھیں بند کر کے دریا میں چھلانگ لگا دی گلو ڈوبنے لگا اور چوہے گلو کے جسم سے الگ ہونے لگے اسے تھوڑا سا سکون ملا لیکن وہ بھی وقتی دریا کی ساری مچھلیاں نے گلو کو پکڑ لیا اور اس کے جسم سے بچا کھچا گوشت کھانے لگیں گلو ایک مچھیرے کے جال میں پھنس گیا مچھیرے نے جب دیکھا کہ اس کے جال میں عجیب و غریب مخلوق پھنس گئی ہے تو وہ اپنا جال چھوڑ کر بھاگ نکلا گلو دو گھنٹے جال میں بے ہوش رہا پھر جب ہوش کی دنیا میں آیا تو اس نے اپنے آپ کو جال سے آزاد کیا اور باہر نکل آیا اب وہ چلنے پھرنے سے تو گیا وہ رینگ رینگ کر چلنے لگا گلو کو دور سادھو بابا نظر آیا اور جب دوسری طرف نگاہ دوڑائی تو اسے مسجد کی طرف آتا دیکھتا تو دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی اور ساتھ غصہ بھی آتا اب اس نے فیصلہ کرنا تھا کہ مسجد کی طرف جائے یا اس سادھو کی طرف جائے جس نے گلو کی زندگی میں ایسا طوفان لایا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے آخر کار انسان اس طرف جاتا ہے جس طرف اسے سکون ملتا ہے گلو نے ادھر کا رخ کیا اور مسجد کے سامنے جا کر سجدہ میں گر گیا اور اللہ سے معافی مانگنے لگا مولانا صاحب نے گلو کو اٹھایا اور ایک لمحے کے لیے وہ بھی ڈر گئے کہ یہ کون سی مخلوق ہے لیکن پھر سنبھل گئے اور گلو کو مسجد کے اندر لا دیا اور ڈاکٹر کو بلایا ڈاکٹر نے اسے پٹیاں کیں اور آرام کرنے کو کہا۔
ظہر کے وقت مولانا صاحب نے گلو کو نماز کے لیے اٹھایا گلو نے سادھو کے ساتھ مل کر گندے منتر تو سیکھ لیے تھے لیکن نماز بھول گیا تھا گلو نے مولوی صاحب کو اپنی ساری کہانی سنائی تو مولوی صاحب بولے اللہ معاف کرنے والا ہے سچے دل سے معافی مانگو اللہ تم کو معاف کر دے گا۔ گلو نے کہا میں نے جو بے گناہوں کا خون کیا ہے کتنے گھر اجاڑے ہیں نہیں نہیں مجھے سزا ملنی چاہیے وہ سیدھا قریبی تھانے میں گیا اور ان سے کہا مجھے سزا دے دو اگلے ہی دن اسے سزا ہو گئی۔ سادھو نے گلو کو دیکھا تو کہا کامیابی تیری قسمت میں لکھی جا چکی ہے آج رات تمہیں ایسی دولت ملے گی کہ تو ساری زندگی آرام سے کھائے گا گلو نے جاتے ہی سادھو پر حملہ کر دیا اور اسے جان سے مار دیا گلو اب سچا مسلمان ہو گیا تھا اور پھر اس کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا۔

❀❀❀



مظلوم بدروحیں

تحریر: محمد ذاکر۔ ہلاں۔ آزاد کشمیر۔ دوسرا اور آخری حصہ۔

میں وہی ہوں جس نے تم کو پولیس والوں سے چھڑایا تھا تم ہمارے محسن ہو اسی لیے ہم نے تم کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا میں نے کہا میں نے بھی تم کو پہنچان لیا ہے اور تم نے کہا تھا کہ میں ایک روح ہوں اور جسم حاصل کر چکی ہوں باقی لمبی کہانی ہے یہ کہہ کر تم کہیں غائب ہو گئی تھی ہاں وہ کہانی تم جان چکے ہو میں نے کہا ہاں میں پوری کہانی جان چکا ہوں۔ ویسے تو ہم نے جسم حاصل کر لیے تھے مگر ان عارضی جسموں میں ہم خوش نہیں تھے اپنے جسم اپنے ہوتے ہیں اب ہم دونوں خوش ہیں جو خوشی ہم کو تمہاری دنیا میں نصیب نہیں ہوئی تھی وہ خوشی ہم کو اس اصلی دنیا میں مل گئی ہے یہی اصل دنیا ہے ویسے باقی سب نقلی ہے اب ہم خود مختار ہیں یہاں کوئی بھی ہمارا دشمن نہیں ہے سبھی ہمارے دوست ہیں ہر قسم کے خوف وڈر سے آزاد ہیں جو ہمارا حشر تمہاری دنیا میں ہوا تھا اس کے بدلے میں اللہ نے ہم کو ایک کر دیا ہے اس ظلم کا ہم کو بدلہ مل گیا ہے اس دنیا میں ہم ایک نہ ہو سکے اس دنیا میں ہم ایک ہو گئے اب کوئی بھی طاقت ہم کو جدا نہیں کر سکتی میں حیران کھڑا ان کی باتیں سنتا رہا اتنے میں وہ تخت اوپر خلاء میں اٹھتا ہوا نظر آیا وہ دونوں کسی مہاراجے اور مہارانی کی طرح اس پر بیٹھے ہوئے اوپر اٹھنے لگے اور وہ تخت حویلی کی چھت سے باہر نکل گیا اور آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا میں نیچے کھڑا اس تخت کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا جو اڑتا ہوا ستاروں کے جھرمٹ میں جا کر کہیں غائب ہو گیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

اس سے قبل کرم داد بھی میرے ہی گھر میں بیمار ہوا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ اس کو اپنے گھر جانے کی مہلت مل گئی تھی مگر صابر کو گھر جانے کی مہلت نہ مل سکی میرے گھر میں بھی کہرام مچ گیا تھا سب ہی حراساں اور پریشان تھے صبح اس کے گھر اطلاع دی گئی گھر میں اس کی بوڑھی ماں اور جوان بہن تھی جن کا وہ واحد سہارہ تھا والد دو سال قبل وفات پا چکا تھا۔ خبر سن کر اس کی ماں کی حالت غیر ہو گئی تھی اس کی بہن کا رو رو کر برا حال ہو رہا تھا وہ ڈھائیں مار مار کر رو رہی تھی تمام گاؤں والے ہمارے گھر جمع ہو گئے تھے تمام لوگ آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے اور کن آکھیوں سے ہماری طرف دیکھ رہے تھے سب ہی واقعہ کے متعلق جاننے کی کوشش کر رہے تھے اور سب کو ہی یہی بتایا گیا تھا کہ رات کو اچانک ہی بخار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا ہے گاؤں کے سادہ لوح انسان تھے وہ اتنی باریکی میں نہیں گئے ورنہ آفت ہمارے گلے پڑ جاتی وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے تھے گاؤں کی نسبت اگر شہر ہوتا تو معلوم نہیں ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوتا سب سے پہلے پولیس کو اطلاع دی جاتی پھر لاش کا پوسٹ مارٹم کروایا جاتا معلوم نہیں کون کون سے مرحلے میں سے گزرنا پڑتا خدا نے ہمارا بھرم رکھنا تھا اسی لیے لوگوں میں سے کسی نے بھی ہمارے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی اور معاملہ احسن طریقے سے حل ہو گیا مجھ کو صابر کی موت کا بہت افسوس ہوا تھا خیر اس کی موت کا تو میں خود کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتا تھا کیونکہ یہ واقعہ اس کے ساتھ خود ڈائریکٹ پیش آیا تھا جبکہ کرم داد کا معاملہ اور تھا اس نے خود ہی مجھ سے واقعہ کے متعلق پوچھا تھا اور میں نے اس کو تمام داستان سنا دی تھی جس کی وجہ سے وہ جان بحق ہوا تھا میں حیران تھا کہ میرے ساتھ سب سے زیادہ واقعات پیش آئے تھے مگر میں خدا کے فضل و کرم سے بالکل محفوظ تھا یہ واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آ سکتا تھا میں بھی مر سکتا تھا

میری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی تھی پھر اچانک ہی میرے ذہن میں ایک بات آئی کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں حافظ قرآن ہوں اور صوم وصلوات کا پابند ہوں اسی لیے مجھ پر کسی آسیب یا کسی سائے کی گرفت نہیں پڑ سکتی تھی پھر مجھ کو پکا اور پختہ یقین ہو گیا تھا کہ اصل وجہ یہی ہے ورنہ مجھ ناچیز کو خبیث روحیں کب چھوڑتیں۔

خیر صابر کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا گیا اور پھر اس کو دفن کر دیا گیا میرا وہ دوست رمضان بھی آ گیا تھا اور وہ بھی میرے ساتھ لپٹ کر زاروقطار رو رہا تھا اس کا جنازہ ہمارے ہی گھر سے اٹھایا گیا تھا میں نے اس کی بوڑھی ماں کو تسلی دی کہ آپ خود کو اکیلا مت سمجھیں میں بھی آپ کے بیٹے جیسا ہوں مجھ کو اپنا بیٹا ہی سمجھیں میں آپ کو بیٹے کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا۔

اس کی بہن کے سر پر بھی ہاتھ رکھ کر اس کو تسلی دی اور اس سے کہا کہ تم بھی مجھ کو اپنا بھائی ہی سمجھو۔ میں تجھ کو بھی بھائی کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی میں اندر سے خود بھی کھوکھلا ہو چکا تھا اب میں بھی ہمت ہار چکا تھا پے در پے واقعات نے مجھ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا پھر میرے من کے اندر سے ایک آواز سی آئی کہ جعفر حسین تم ہمت نہ ہارنا اگر تم ہمت ہار گئے تو ان ارواح خبثہ کا مقابلہ کون کرے گا اور ان کو ختم کون کرے گا میرے اندر کی اس آواز نے میری ہمت اور حوصلے بڑھا دیئے تھے اور میرے اندر ایک پختہ اور مصمم ارادے نے جنم لیا تھا اور میں یکدم توانائی سی محسوس کرنے لگا تھا مجھ میں جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا تھا کچھ بھی ہو میں ان ارواح خبثہ کا ڈٹ کر مقابلہ کروں گا اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا لیکن اس میں مجھ کو کسی مدد گار کی ضرورت تھی اور وہ مددگار پیر قدرت اللہ تھے جن کے متعلق میں نے سوچ رکھا تھا کہ میں ان کے پس جاؤں گا لیکن مصروفیت کی وجہ سے میں ان کے پاس نہیں جا سکا تھا کام سے فرصت ہی نہیں مل رہی تھی اب کھیتی باڑی کا کام بھی آخری مرحلے میں داخل ہو چکا تھا گھاس کی کٹائی کا کام ختم ہو چکا تھا اور باندھنے کا مرحلہ ابھی باقی تھا اس کے بعد مٹی کی فصل باقی رہ گئی تھی وہ بھی دس پندرہ دن میں ختم ہونے والی تھی اس کے بعد میں آزاد تھا اس کے لیے مجھ کو دس پندرہ دن انتظار کرنا تھا۔

میں بالکل آزاد ہو کر کوئی قدم اٹھانا چاہتا تھا سو میں کام میں متوجہ ہو گیا اب جلد سے جلد کام ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں علم کی تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھتا تھا مگر مرشد کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا تھا اب میری تمام تر توجہ جلد کام ختم کرنے کی طرف گامزن تھی میں صبح سویرے اٹھ کر کام کرنے چلا جاتا تھا آخر اللہ اللہ کر کے میرا تمام کام ختم ہو گیا۔ اب کھیت بالکل صاف ہو چکے تھے پورا علاقہ سرسبز و شادابی سے بالکل خزاں رسیدہ ہو گیا تھا۔ ہر طرف خزاں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے اور پھر میں ایک دن قدرت اللہ کے آشیانہ پر جا پہنچا ان کے ساتھ تھوڑی بہت سلام دعا پہلے ہی سے تھی ان سے ملاوہ بولے حافظ میاں آج ہماری یاد کیسے آئی ہے بولو کیا کام ہے اس بندہ ناچیز سے میں نے کہا ہاں کام ہی کی غرض سے آیا ہوں پھر میں نے اپنی تمام کہانی ان کو شروع سے لے کر آخر تک سنا دی وہ بڑی گہری دلچسپی سے میری کتھا سن رہے تھے جب میں نے اس کو اس ویران مکان کے متعلق بتایا کہ کس طرح بچھڑا اس کے اندر داخل ہو گیا تھا تو وہ مکان کا نام سن کر چونک پڑے اور بولے میاں اس مکان کے مکینوں کی بھی بڑی عجیب دردناک کہانی ہے میں نے پوچھا وہ کیسے حالانکہ میں خود اس گاؤں میں رہتا تھا آج تک مجھ کو اس مکان کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں تھا بس اتنا معلوم تھا کہ اس مکان کے مکین عرصہ ہوا مر چکے ہیں اب اس کے وارثوں میں کوئی بھی زندہ نہیں ہے اسی لیے یہ مکان اور پوری زمینیں ویران اور اجاڑ ہو چکی تھیں وہ مکان آبادی سے تھوڑا ہٹ کر تھا جس کی طرف لوگوں کا گزر ذرا کم ہوتا تھا۔ گاہے بگاہے کوئی اس طرف جا نکلتا تھا وہ زمین کو پورا ٹکڑا الگ تھلگ تھا۔ پیر صاحب کچھ دیر تک سوچتے رہے اور میں تجسس سے ان کی طرف دیکھتا رہا پھر انہوں نے مجھ کو اس مکان کے متعلق جو کہانی سنائی جسے سن کر میں دم بخود رہ

گیا۔ اور سوچنے لگا کہ دنیا میں اتنے میں سفاک اور سنگدل لوگ بھی موجود ہیں جو انسان کو جانوروں کی طرح ذبح کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں ذرا بھی انسانیت کا مادہ نہیں ہوتا ہے اس مکان کے مالک کا نام حسن دین تھا۔

پیر صاحب کی آواز پر میں سوچوں کی دنیا سے باہر آ گیا اور غور سے سننے لگا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا بیوی بیٹے کو جنم دیتے ہی وفات پا گئی تھی اور حسن دین نے بیٹے کو ماں بن کر پالا تھا بیوی کی وفات کے بعد اس نے بیٹے کی خاطر دوسری شادی نہیں کی تھی اس کا کہنا تھا کہ سوتیلی ماں معلوم نہیں بیٹے کے ساتھ کیسا سلوک کرے لوگوں نے بہت کہا اور سمجھایا مگر وہ نہ مانا زمین اور پیسے کی اس کے پاس کوئی کمی نہیں تھی۔

بیٹا جب پڑھنے لکھنے کے قابل ہوا تو اس کو سکول میں داخل کروا دیا اس کا بیٹا پڑھائی میں بہت لائق تھا اس نے پرائمری کا امتحان گاؤں ہی کے سکول میں اس کیا مڈل کی تعلیم دوسرے گاؤں میں حاصل کی اور پھر میٹرک گاؤں سے دور ہائی سکول میں کیا اب مسئلہ آگے پڑھنے کا تھا وہ بیٹے کو اکیلا کسی دوسری جگہ نہیں جانے دیتا تھا اس کا کل اثاثہ وہی ایک بیٹا تھا جس کی خاطر اس نے دوسری شادی نہیں کی تھی اور ہر دکھ تکلیف برداشت کی تھی پھر وہ اس کو لے کر شہر میں آ گیا اس طرح اس نے باقی تعلیم شہر سے حاصل کی۔ جب تک اس کی پڑھائی ختم نہیں ہوئی تھی وہ اس کے ساتھ شہر میں ہی رہا تھا اب اس کا بیٹا ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ جوان بن چکا تھا اس نے بہترین تعلیم حاصل کر لی تھی اب وہ فارغ تھا تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ بیٹے کو لے کر گاؤں واپس آ گیا اور اپنی پوری توجہ کھیتی باڑی کی طرف مرکوز کر دی اس نے بیٹے کو نوکری بھی نہیں کرنے دی اس نے کہا بیٹا میں نے تمہیں تعلیم نوکری کرنے کے لیے نہیں دلوائی ہے اللہ کا دیا ہوا ہمارے پاس بہت کچھ ہے کون سے ہمارا خاندان پھیلا ہوا ہے جو سنبھالا نہیں جاتا ہم دو ہی تو ہیں کھیتی باڑی کریں گے اللہ اسی میں سے رزق دے گا میرے جیتے جی تم نے کچھ نہیں کرنا البتہ میرے مرنے کے بعد جو جی میں آئے کرنا بیٹے کو بھی باپ سے بہت محبت تھی سو اس نے بھی باپ کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور زندگی کی گاڑی آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی وہ دونوں باپ بیٹا آرام سے زندگی گزار رہے تھے۔

ایک دن ان کی زندگی میں ایک ایسا طوفان آیا جو مٹے نہ مٹ سکا۔ اور وہ طوفان دونوں کو اپنے ساتھ بہا کر لے گیا گاؤں کے مغرب کی طرف ایک زمین کا ٹکڑا تھا جو چاند ٹیکری کے نام سے مشہور تھا جو پچیس کنال پر مشتمل تھا اس زمین کے ٹکڑے کا مالک سردار محمد تھا اس کا عرصہ ہوا انتقال ہو چکا تھا اس کے دو بیٹے تھے ایک دن گاؤں میں شادی تھی اس شادی میں حسن دین اور اس کا بیٹا خرم بھی مدعو تھے مہندی کی رسم ادا کی جا رہی تھی لڑکیاں شادی کے گیت گا رہی تھیں جن میں برکت اللہ کی بیٹی فریال بھی شامل تھی کمرہ عورتوں اور مردوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا لوگ اندر باہر آ جا رہے تھے اچانک ہی فریال کی نظر ایک خوبرو صحت مند اور خوبصورت نوجوان پر پڑی اور وہ اس کو دیکھ کر دنگ رہ گئی اس نے گیت گانا چھوڑ دیا اور اپنی سہیلی سے مخاطب ہوئی۔

مہر النساء وہ سامنے دیکھ مہر النساء نے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا تو وہاں پر خرم کھڑا نظر آیا اس کی نظر بھی ان پر پڑ چکی تھی۔ اور وہ بھی ان کی طرف دیکھ رہا تھا مہر و اتنا خوبصورت اور ہینڈسم نوجوان لڑکا گاؤں میں بھی ہو سکتا ہے یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ مہر و النساء نے کہا کیوں نہیں ہو سکتا تم بھی تو گاؤں ہی میں موجود ہو جب تم گاؤں میں ہو سکتی ہو تو پھر کوئی دوسرا نوجوان کیوں نہیں ہو سکتا ہے اگر تم اتنی خوبصورت اور ہینڈسم ہو پری چہرہ لڑکی گاؤں میں ہو سکتی ہو تو پھر وہ کیوں نہیں ہو سکتا نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا میرا مطلب یہ ہے کہ یہ کون ہے؟ اچھا تو ایسے پوچھو نہ تب اس نے تمام کہانی فریال کو بتا دی کہ وہ دن ہے لڑکیوں گیت گاؤ تم خاموش کیوں ہو گئی ہو یہ فریال کی ماں تھی جوان کو چپ دیکھ کر کہہ رہی تھی کہ وہ گیت گائیں پھر وہ گیت گانے کی

طرف متوجہ ہوئیں اور خرم ایک دل آویز مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے باہر نکل گیا وہ تو باہر نکل گیا تھا مگر فریال کا چین و آرام اپنے ساتھ لے گیا تھا اس نے عمر کا ایک حصہ شہر میں گزارا تھا اس نے شہر میں ایک سے بڑھ کر ایک نو جوان دیکھا تھا مگر وہ خرم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھا اس کا دل اداس ہو گیا تھا شادی کی ساری تقریب اسے زہر لگ رہی تھی۔

آدھی رات کو تقریب ختم ہوئی اور وہ گھر جانے کے لیے تیار ہو گئی برکت اللہ نے اپنے بیوی اور بچوں کو ساتھ لیا اور گھر کی طرف جانے کے لیے کمرے سے باہر نکل آیا فریال کی نظر ایک بات پھر اس پر پڑی وہ کھڑا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا قریب سے گزرتے ہوئے اس نے اس ہینڈسم جوان پر ایک اور نظر ڈالی جواب بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نگاہوں سے گزر کر دل میں اتر رہا تھا اسی طرح اس نے دو تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا اور وہ اسی طرح اس پر اپنی مسکراہٹ نچھاور کرتا رہا وہ اسی طرح مڑ کر اس کی طرف دیکھتی رہی۔

جب تک وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل نہ ہو گئی ہو گھر آ کر وہ دیر تک اس کے متعلق سوچتی رہی اور پھر وہ رات اس نے جاگ کر گزار دی ادھر بھی آگ برابر کی لگ چکی تھی خرم نے بھی آج پہلی بار ایک حسین اور خوبصورت لڑکی گاؤں میں دیکھی تھی شہر میں اس نے پڑھائی کے دوران اس طرف توجہ نہیں دی تھی اس نے اس دوران اپنی پوری توجہ پڑھائی پر رکھی تھی آج جی بھر کر اس نے ایک خوبصورت لڑکی دیکھی تھی جس کو وہ اپنے دل کی ملکہ سمجھنے لگا تھا ابھی اس کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ لڑکی کون ہے کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہے وہ بھی پوری رات سوچتا رہا کہ اس سے دوبارہ ملاقات ہو گی یا نہیں پھر اس نے سوچا صبح اس کے متعلق کسی سے پوچھے گا کہ وہ کون ہے یہی سوچ کر وہ تھوڑی دیر کے لیے سو گیا اور پھر باپ نے اس کو آواز دی بیٹا اٹھو نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وہ آنکھوں میں نیند لیے ہوئے اٹھ بیٹھا پھر وضو کر کے نماز پڑھنے لگا نماز ادا کرنے کے بعد اس نے ناشتہ کیا اور پھر پہلا کام یہی کیا وہ صبح سویرے ہی اپنے دوست ندیم کے پاس جا پہنچا ندیم صبح سویرے اس کو دیکھ کر حیران ہوا اور پوچھنے لگا یار خرم کیا بات ہے آج صبح ہی صبح کیسے آنا ہوا تم تو دیر سے اٹھنے کے عادی ہو۔ پھر آج یہ تبدیلی کیسی

۔

اس نے جواب دیا یار ندیم کچھ نہ پوچھو رات میں نے اس اجنبی لڑکی کو دیکھا تو سچ پوچھو رات بھر نہ سو سکا معلوم نہیں وہ اجنبی لڑکی کیوں میرے دل و دماغ میں چھا گئی ہے اور میرا صبح ادھر آنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ میں اس کے بارے میں جان سکوں میں نے سوچا شاید تم اس کے متعلق جانتے ہو گے اسی لیے میں تمہارے پاس چلا آیا اب تم بتاؤ کہ وہ کون ہے کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس سے قبل میں نے اس کو ادھر نہیں دیکھا ہے ندیم بولا یار خرم اس میں اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے وہ ایک نامور اور مشہور ہستی کی بیٹی ہے اور تم پوچھ رہے ہو کے وہ کون ہے اسی لیے میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ مشہور ہستی کون ہے ویسے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ وہ ہمارے ہی علاقے میں رہ رہے ہیں مگر آج تک مجھ کو معلوم نہیں ہو سکا۔

معلوم کیسے ہوتا ندیم بولا اس کا پورا خاندان تمام عمر شہر میں رہا اور وہ بھی شہر میں ہی پلی بڑھی ہے اس کے باپ کا نام برکت اللہ ہے جو پہلے شہر میں رہتے تھے پھر ہمیشہ کے لیے گاؤں میں سیٹ ہو گئے اور اب زندگی بھر یہیں گاؤں میں رہیں گے شکریہ میرے دوست تم نے میرے من کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے میں نے سمجھا کوئی شہری لڑکی ہے سیزن گزارنے کے بعد واپس چلی جائے گی تم فکر نہ کرو وہ اب کہیں بھی نہیں جائے گی۔ چائے پی لو ۔یار میں ابھی ابھی ناشتہ کر کے آیا ہوں۔ آ گئی ہے تو پینی تو پڑے گی خرم نے چائے پی اور پھر اجازت لے کر گھر واپس آ گیا ندیم اس کی اس بے کلی اور بے چینی پر حیران رہ گیا تھا دن کافی چڑھ چکا تھا ہر طرف سورج اپنی سرمئی روشنی بکھیر رہا تھا اس نے دل میں فیصلہ کیا کہ آج ہی وہ اس کے گاؤں جائے گا وہاں اس کا ایک دوست رہتا تھا

جو اس کا کلاس فیلو بھی رہا تھا اس نے سوچا اس سے بھی مل لوں گا شاید اسی بہانے وہ بھی کہیں نظر آ جائے اور پھر وہ والد سے اجازت لے کر اس گاؤں کی طرف چلا گیا گاؤں پہنچ کر وہ اپنے دوست رحیم اللہ کے گھر جا پہنچا اتفاق سے رحیم اللہ گھر پر ہی موجود تھا۔ اس نے جب اس کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور دور ہی سے آواز دے کر کہنے لگا آج یہ چاند ہمارے گاؤں میں کیسے نکل آیا ہے اتنے عرصے بعد آج میری یاد کیسے آ گئی ہے وہ دور ہی سے اپنی بانہیں کھول کر اس کی طرف دوڑ پڑا اور پھر راستے میں ہی اس سے بغل گیر ہو گیا دونوں کافی دیر تک بغل گیر رہے کہ وہ بہت عرصے کے بعد ایک درجے سے مل رہے تھے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے گھر میں باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کا حال احوال پوچھ رہے تھے بچپن کی یادیں تازہ کر رہے تھے۔

رحیم اللہ بولا یار خرم تو اتنا پڑھ لکھ چکا ہے کوئی نوکری کیوں نہیں کی تم نے۔ یار میرا دل بہت چاہتا تھا۔ مگر میرے والد صاحب نے مجھ کو نوکری نہیں کرنے دی ہے یوں سمجھ لو کہ انہوں نے مجھ کو نوکری نہ کرنے کی قسم دے رکھی ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ آج تم ادھر کیسے آ گئے ہو کوئی کام تو نہیں تھا مجھ سے اگر سچ پوچھو تو میں تجھے ہی ملنے آیا تھا وہ اصل بات اس نے اس کو جان بوجھ کر نہیں بتائی تھی وہ تو محض اس لیے آیا تھا کہ خود ہی اس کے متعلق چھان بین کر سکے دوپہر کا کھانا اس نے رحیم اللہ ہی کے ہاں ہی کھایا اور پھر اس سے اجازت لے کر واپس گھر کی طرف لوٹ آیا رحیم اللہ کوئی دور تک اس کے ساتھ آیا تھا اس سے پھر آنے کا وعدہ کر وا رہا تھا اس نے بھی پھر آنے کا وعدہ کیا اور پھر آگے بڑھ گیا اب وہ برکت اللہ کی زمین کی حدود میں داخل ہو چکا تھا اور وہ کن اکھیوں سے دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا آگے تھوڑی سی ڈھلوان تھی اور راستہ نیچے ڈھلوان کی طرف جاتا تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا نیچے اترائی میں اتر رہا تھا تھوڑے دور فاصلے پر برکت اللہ کا مکان نظر آ رہا تھا جو ایک اونچے ٹیلے پر بنا ہوا تھا وہ گاؤں کے مکانوں سے ذرا منفرد تھا مکان سے ذرا نیچے اس کے کھیت شروع ہو جاتے تھے۔

وہ کھیتوں کے بیچ و بیچ گزرتا ہوا جا رہا تھا ابھی تک اس کو کوئی بھی ذی روح نظر نہیں آئی تھی وہ پریشان سا چل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں جس مقصد کے لیے یہاں آیا تھا وہ پورا نہیں ہوا ہے میرے یہاں آنے کا کیا فائدہ اچھا کوئی بات نہیں یہ پہلی جدوجہد تھی پھر آ جاؤں گا یہی سوچتا ہوا وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ کہ اچانک ہی اس کی نظر اس قاتل جان پر پڑ گئی جو پانی کے ایک چشمے پر بیٹھی ہوئی گاگر میں پانی بھر رہی تھی بالکل اکیلی تن تنہا وہ اپنی ہی دھن میں مگن دینا سے بے خبر ایک انجانی سی سوچ میں ڈوبی ہوئی بیٹھی تھی پانی گاگر میں بھر چکا تھا اور باہر نکل کر بہہ رہا تھا وہ جاتے جاتے اس جگہ رک گیا کیونکہ راستہ پانی کے چشمے کے قریب سے گزرتا تھا اور وہ انتظار کرنے لگا وہ پانی بھر کر اٹھ جائے اتنے میں وہ اچانک ہی جیسے اس کی گہری سوچ کے حصار سے یکدم سے باہر نکل آئی ہو وہ ایک دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور پانی کی گاگر اٹھا کر سر پر رکھ دی اور واپس جانے کے لیے پیچھے پلٹی اور یکدم اس کو ایک جھٹکا لگا اس کے اٹھتے ہوئے قدم وہیں تھم گئے سامنے خرم کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا وہ ایک دوسرے کو ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہے تھے چند ثانیے وہ یونہی ایک دوجے کی آنکھوں کے گہرے سمندر میں غرق رہے اور پھر اچانک ہی غوطہ لگا کر وہ سمندر کی گہرائیوں سے باہر آ گئے۔ اب وہ دونوں سنبھل گئے تھے۔

آ۔۔آ۔۔آپ ۔وہ بڑی مشکل سے لرزتی ہوئی آواز میں بولی ۔آپ وہی ہیں ناں جو رات شادی کی تقریب میں آئے ہوئے تھے جی میں وہی ہوں اور آپ بھی وہی ہیں ناں جو رات شادی میں محفل جان بنی ہوئی تھیں جی آپ نے خوب پہچانا ہے اب اس نے پانی کی گاگر سر سے اتار کر نیچے رکھ دی تھی اور وہ دونوں ایک پتھر کے بنے ہوئے چبوترے پر آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تھے سچ پوچھو تو جب میں نے آپ کو دیکھا تو رات کو میں نہیں سو سکی آپ ہی کے بارے میں پوچھتی رہی تھی۔ سچی یہی ہے کہ میں بھی رات کو نہیں سو سکا تھا اور

صبح اٹھ کر ادھر آ گیا ہوں میرا ادھر آنے کا مطلب بھی یہی تھا کہ کسی نہ کسی طرح آپ ضرور نظر آ جائیں گی سو میری مراد پوری ہوگئی ہے اگر آج آپ سے میری ملاقات نہ ہوتی تو میں دوبارہ پھر آتا یہاں تک کہ میں آتا رہتا جب تک ہماری ملاقات نہ ہوجاتی بہت دیر تک وہ دونوں باتیں کرتے رہے آج انہوں نے پہلی ہی ملاقات میں جی بھر کر باتیں کی تھیں گاؤں میں لوگوں کی اتنی آمدورفت نہیں ہوتی کہ کوئی ان کو دیکھ لیتا ویسے بھی دوپہر کا وقت تھا دوپہر کے وقت لوگ کھانا کھانے کے بعد آرام کرنے کی خاطر سو جاتے ہیں اسی لیے انکو اچانک ہی یہ موقع مل گیا تھا جو خدا کی طرف سے ان کے لیے ایک انعام تھا آخر کار دونوں نے ایک دوسرے سے پھر ملنے کے عہد وپیمان کئے اور پھر اپنی اپنی راہ لی آج وہ بہت خوش تھا اس کا مقصد حل ہوگیا تھا وہ خوشی خوشی اپنے گھر جا پہنچا اس دن اس کو ایک عجیب سی خوشی اور سرشاری کا احساس ہو رہا تھا وہ رات اس نے کانٹوں کے بستر پر لیٹ کر گزاری تھی دوسرے دن وہ پھر اس کے گاؤں پہنچ گیا تھا۔

آج وہ رحیم اللہ کے گھر نہیں گیا تھا وہ اسی چشمے کے پاس چبوترے پر بیٹھا ہوا اس کا انتظار کر رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد مقررہ وقت پر فریال بھی خالی گاگر ہاتھ میں پکڑے ہوئے اونچائی سے ڈھلوان کی طرف اترتی ہوئی نظر آئی اور پھر آہستہ آہستہ محتاط قدم اٹھاتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی آج بھی انہوں نے بیٹھ کر ایک دوجے کے ساتھ بہت سی باتیں کیں ایک دوسرے کو خوب سمجھا اور پرکھا جیون بھر ایک ہونے کے قول قرار کئے۔ اور پھر الوداع ہوکر اپنی اپنی راہ لی اب ان کا روز کا معمول بن چکا تھا وہ روزانہ ایک دوجے کے ساتھ چورے چھپے ملتے تھے ایسا کوئی دن نہیں تھا جس دن ان کی ملاقات نہ ہوتی اب وہ کھل کر ایک دوسرے کو جان چکے تھے انہوں نے شادی کرنے کا وعدہ کرلیا اور طے یہ پایا کہ خرم کے والد آکر فریال کے گھر والوں سے رشتہ طلب کریں گے ادھر خرم کا والد بھی جلد از جلد اس کی شادی کرنے کی فکر میں تھا وہ کئی بار بیٹے سے کہہ چکا تھا کہ اب تم شادی کرلو تا کہ گھر میں کوئی عورت آجائے اس طرح ہمارا ادھورا خاندان مکمل ہوجائے گا پھر ایک دن والد نے اس کو زور دے کر کہا کہ بیٹا تم نے کیا سوچا ہے شادی کے متعلق بیٹے نے کہا ابو اگر آپ میری شادی کروانا چاہتے ہیں تو فلاں جگہ جاکر میرا رشتہ مانگیں باپ نے کہا ٹھیک ہے میں کل ہی جاکر ان لوگوں سے تیرے لیے رشتہ مانگوں گا۔

دوسرے ہی دن حسن دین بیٹے کے لیے رشتہ مانگنے کے لیے برکت اللہ کے گھر جا پہنچا۔ سلام دعا کے بعد وہ اصل مقصد کی طرف آیا اور پھر اس نے اپنا مدعا بیان کردیا کہ میں آپ کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے لینے آیا ہوں برکت اللہ غور سے اس کی باتیں سنتا رہا اور پھر بولا آپ ہمارے گھر آئے ہیں ہماری سر آنکھوں پر لیکن آپ کو بتا دوں ہم لوگ رشتہ غیر برادری میں نہیں دیتے ہیں اور نہ ہی غیر خاندان سے کرتے ہیں رہا میری بیٹی کا رشتہ تو اس کی شادی شہر میں ہوگی وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے اس کے لڑکے سے اس کی شادی کی بات چل رہی ہے۔ امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے میری طرف سے نہ ہی سمجھیں اور اس کے بعد آپ رشتہ کی غرض لے کر میرے پاس نہ آئیں ورنہ آپ کو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا کیونکہ ہم رشتہ داری برابر والے لوگوں سے کرتے ہیں وہ لوگ ہمارے ہم پلہ ہیں جہاں رشتہ کی بات چل رہی ہے اگر آپ میری بات مان لیتے تو بہت تھا حسن دین نے کہا یہ میرے بیٹے کی خواہش تھی میرے پاس اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے میرا بیٹا پڑھا لکھا نوجوان ہے گاؤں میں اس کے برابر اتنا پڑھا لکھا کوئی بھی جوان نہیں ہے پھر ہمارے گھر میں کسی بھی عورت کا کوئی بھی وجود نہیں ہے آپ کی بیٹی وہاں بہت خوش رہتی کہا نہ میں نے آپ اس بارے میں مزید کوئی بات نہ کریں اور آئندہ محتاط رہیں خدا حافظ میں نے کہیں کام جانا ہے آپ جاسکتے ہیں۔

حسن دین نامراد ہی گھر لوٹ آیا اور آکر بیٹے کو ساری بات بتا دی بیٹا بھی سن کر بہت مایوس ہوا اس کی وہ

رات بے چینی سے گزری تھی ادھر جس وقت فریال کے رشتے کی بات ہو رہی تھی وہ کمرے کے دروازے کے پیچھے چھپ کر کھڑی سب کچھ سن رہی تھی اور اس نے دل میں تہیہ کرلیا تھا کہ وہی ہوگا جو میں چاہوں گی اور وہ ایک نئے عزم کے ساتھ واپس پلٹ گئی تھی دوسرے دن وہ پھر اس کے گاؤں پہنچ گیا تھا اور اس کے ساتھ گلے شکوے کر رہا تھا تم فکر نہ کرو خرم یہ فریال تمہاری ہے اور تمہاری ہی رہے گی یہ میرا تجھ سے قول ہے جو مرتے دم تک نبھاؤں گی جیتے جی میں کسی اور کی نہیں ہوسکتی میری شادی ہوگی تو تیرے ساتھ ورنہ میں تمام عمر ایسے ہی گزار لوں گی۔ اور یہی حال میرا بھی ہے اور میں بھی آج یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر شادی ہوگی تو تمہارے ساتھ ورنہ کسی اور کا تصور بھی میرے لیے موت ہوگا آج انہوں نے خوب پکے قول وقرار کئے تھے اور دوسرے دن پھر ملاقات کا وقت رکھا اور وہ واپس پلٹ آیا اس نے بھی دل میں پکا ارادہ کرلیا تھا کہ میں اس کو حاصل کر کے رہوں گا۔

وہ اب زیادہ دیر نہیں کرنا چاہتے تھے جلد از جلد وہ اس کام کو ختم کردینا چاہتے تھے دوسرے دن ملاقات میں انہوں نے خفیہ نکاح کرنے کی تجویز پیش کی اور پھر اگلے ہی روز بغیر کسی کو بتائے ان دونوں نے نکاح کرلیا اور وہ اس کی دلہن بن کر اسکے گھر آگئی جب اس کے باپ برکت اللہ کو معلوم ہوا تو وہ آگ بگولہ ہوگیا آخر اس کی بھی معاشرے میں عزت تھی اور گاؤں میں بھی ایک نام تھا آج سارے گاؤں کے سامنے اس کی بیٹی اس کی عزت کا جنازہ نکال کر پیا گھر سدھار گئی تھی یہ اس کے لیے ایک بہت بڑی گالی تھی اس نے اس نے نگر نگر کا پانی پیا تھا گاؤں میں اس کی بہت عزت تھی جو ساری کی ساری گاؤں والوں کے سامنے خاک میں مل گئی تھی وہ غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا زخمی ناگ کی طرح پیچ وتاب کھا رہا تھا اس کے گھر والے بھی بہت پریشان تھے آخر کار اس نے غصے کے عالم میں اپنی بندوق اٹھائی اور وہ حسن دین کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا وہ غصے کے عالم میں آندھی اور طوفان کی طرح حسن دین کے گھر پہنچ گیا۔ صبح کا وقت تھا دروازے پر دستک ہوئی اور حسن دین نے دروازہ کھولا باہر کھڑے برکت اللہ کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوگئے وہ ہاتھوں میں بندوق پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور گلے میں کارتوسوں کا پورا پٹہ ڈال رکھا تھا وہ اس کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا اور حسن دین کا دل خوف کے مارے دھک دھک کر رہا تھا۔

میں نے تجھے منع کیا تھا کہ آئندہ میرے گھر کی طرف آنے کی کوشش مت کرنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا تم اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر میری معصوم بیٹی کو ورغلا کر لے آئے ہو کہاں ہیں وہ دونوں ان کو میرے حوالے کرو۔ دیکھیں ان کو معاف کردیں وہ دونوں معصوم ہیں ان سے غلطی ہوگئی ہے مجھے پہلے ہی ڈر تھا کہ آپ کے انکار کی وجہ سے ایسا ہی ہوگا اگر آپ میری بات مان گئے ہوتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا اسی میں بہتری ہے آپ ان کو معاف کردیں جو کچھ ہوا ہے اسے بھول جائیں کیسے بھول جاؤں میں ان کم بختوں کو میری بھی لوگوں کے سامنے کوئی عزت ہے اور تم نے ان کے ساتھ مل کر میری عزت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے میں لوگوں کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا ہوں اور اوپر سے تم کہہ رہے ہو کہ میں ان کو معاف کردوں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا چاہے مجھے عزت کے لیے بھاری قیمت ہی کیوں نہ چکانی پڑے میں ہر وہ کام کر گزروں گا جو میرے بس میں ہے۔ دیکھیں میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں آپ کے پاؤں پڑتا ہوں آپ ان کو معاف کردیں دونوں بچے ہیں نادان ہیں دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر ان سے یہ فعل ہوا ہے اب اس کا ازالہ ناممکن ہے ان کی جگہ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں معافی کے بجے میرا راستہ چھوڑ دے یا ان کو میرے حوالے کرو برکت اللہ دھاڑا اور غصے کے عالم میں ایک ہوائی فائر بھی کردیا فائر کی آواز سن کر خرم اور فریال بھی دونوں باہر آگئے اور باہر کا منظر دیکھ کر ان کے دل دھڑکنا بھول گئے آ آ میری عزت کے ڈاکو آج میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے بندوق خرم پر تان دی اور ٹریگل پر انگلی رکھ دی بندوق کی نال کا رخ اس کی چھاتی کی

طرف تھا فریال نے جب دیکھا تو وہ یکدم خرم کے آگے آ گئی۔

نہیں ابو اس کو گولی مارنے سے پہلے مجھے گولی ماردیں کیونکہ قصور میرا ہے اس کا نہیں یہ قدم میں نے خود اٹھایا ہے کیونکہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تھی میں خود اس کے پاس آئی ہوں یہ مجھ کو بھگا کر نہیں لایا ہے اور میں نے اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہے اچھا تو میری عزت سے بڑھ کر یہ تجھ کو عزیز ہے میں آج برا ہو گیا ہوں جس نے تیری پرورش کی لکھایا پڑھایا اور اس مقام پر پہنچایا میری کوئی حیثیت نہیں ہے آج تیرا سب کچھ یہی ہے سیدھی طرح میرے ساتھ گھر چلو تیرے طفیل میں اس کی زندگی بخش دوں گا نہیں میں آپ کے ساتھ ہر گز نہیں جاؤں گی میں نے زندگی بھر اس کے ساتھ رہنے کی قسم کھائی ہے مروں گی تو اسی کے ساتھ جیوں گی تو اسی کے ساتھ اس کا ٹکا سا جواب سن کر برکت اللہ پر جنون کی سی کیفیت طاری ہو گئی اس کا پورا وجود غصے سے تھر تھر کانپنے لگا وہ غصے میں پاگل ہو گیا تھا اس وقت وہ بھول گیا تھا کہ اس کے سامنے اس کا اپنا خون ہے اس کی اپنی لخت جگر ہے اس کے دل کا ٹکڑا ہے۔

اس نے انگلی ٹریگل پر رکھی ہوئی تھی اور فائر داغ دیا جو فریال کی چھاتی سے پرا ہو گیا تھا بس پھر کیا تھا یکے بعد دیگر کئی فائر داغے گئے وہ دونوں کسی کٹی ہوئی شہتیر کی مانند زمین پر گر پڑے زمین خون سے رنگین ہو گئی تھی ان دونون نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی حسن دین پر سکتے کی کیفیت طاری ہوئی تھی وہ وہیں پر ساکت کھڑا اپنی پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی جیسے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا اس کے ساکت جسم میں حرکت ہوئی وہ سوچوں کی دنیا سے بیدار ہو گیا اس کے پورے بدن میں ایک سنسنی سی پیدا ہو گئی اور پھر اس نے اپنی پوری قوت کو اکٹھا کر کے اس کا للکارا اور پھر برکت اللہ پر چھلانگ لگا دی وہ آگے سے ہٹ گیا اور حسن دین زمین پر گر پڑا ابھی وہ اٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ برکت اللہ نے اس پر بھی فائر کر دیا گولی اس کی کنپٹی سے پار ہو گئی تھی بس پھر کیا تھا پورے چھ فائر اس کے جسم کو چھلنی کر گئے تھے اور وہ بھی ان دونوں کے ساتھ محبت کی بھینٹ چڑھ گیا تھا باہر ہو کا عالم تھا لوگ چھپ چھپ کر دیکھ رہے تھے کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ سامنے آتا اس پر ابھی تک جنون طاری تھا اس نے اس پر بھی بس نہ کیا اس نے ان تینوں کی لاشوں کو باری باری گھسیٹ کر ایک گہری کھائی میں پھینک دیا جہاں کوئی ذی روح نہیں جا سکتی تھی۔

اس کھائی کے نیچے سے دریا بہتا تھا اس طرف انسانوں کا گزر بہت دشوار تھا یوں سمجھ لیں کہ اس جگہ پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا تب پیر صاحب بولے اب ان لاشوں کا کچھ کرنا پڑے گا آج ہی میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور اس مکان کا بھی جائزہ لوں گا پھر دیکھوں گا آگے کیا کرنا ہے پیر صاحب ویسے ایک بات ہے کہ میرے ساتھ اتنے واقعات پیش آئے ہیں مگر آج تک مجھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے پھر میرے وہ دونوں دوست ان روحوں کا نشانہ کیوں بنے ہیں میاں بات سیدھی سی ہے بظاہر تو وہ بے ضرر سی روحیں ہیں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی جو ڈر گیا یہ اس پر حاوی ہو جاتی ہیں وہ دونوں بھی انہیں دیکھ کر ڈر گئے تھے اسی لیے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تم ڈرے نہیں ہو تم مضبوط اعصاب کے مالک ہو اسی لیے ان کے شر سے محفوظ رہے ہو دوسرا تم حافظ قرآن ہو تمہارے سینے میں قرآن محفوظ ہے اس لیے وہ تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں اور تمہارے ساتھ دوستانہ رور یہ رکھا ہے دوپہر کا وقت تھا میں پیر صاحب کو ساتھ لے کر اپنے گھر آ گیا وہ رات پیر صاحب نے میرے ہی گھر میں گزاری تھی وہ تمام رات عبادت الٰہی میں مصروف رہے اللہ کے نیک پرہیز گار اور مومن بندوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں سو پیر صاحب بھی رات بھر عبادت میں مشغول رہے دوسرے دن طے یہ پایا کہ عصر کی نماز کے بعد ہم اس مکان کی طرف چلیں گے پھر عصر کی نماز کے بعد پیر صاحب نے مجھ کو ساتھ لیا اور اس مکان کی طرف چل دیئے کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم حسن دین کی زمین

پر پہنچ گئے دور ہی سے وہ کھولہ مکان نظر آ رہا تھا۔

میں نے پیر صاحب سے کہا وہ سامنے جو کھولہ نظر آ رہا ہے یہی وہ مکان ہے پیر صاحب دیکھ کر اپنا سر ہلانے لگے اور پھر ہم آگے بڑھ گئے اب ہم اس مکان کی دہلیز پر پہنچ گئے تھے پیر صاحب گہر نظروں سے اس مکان جائزہ لے رہے تھے پیر صاحب اندر داخل ہو گئے مین بھی ان کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا تھا اندر سیم کی ناگوار سی بو پھیلی ہوئی تھی مکان کی چھت کئی جگہ سے ٹوٹ کر گر پڑی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ مکان کھولہ بن کر رہ گیا تھا چھت میں سوراخ ہو گئے تھے جن سے روشنی اندر آ رہی تھی مکان کے پہلے دو سیلن زدہ کمرے گزر کر ہم اندر والے کمرے مین داخل ہوئے کمرے کے پچھواڑے میں ایک دیوار تھی اس دیوار میں ایک چھوٹا سا لکڑی کا بوسیدہ سا دروازہ تھا میں وہ دروازہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ اس دیوار میں اس دروازے کا کیا کام ہے کیونکہ دیوار پیچھے دروازہ کھلنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی اور نہ ہی اس طرف کوئی کمرہ تھا اور نہ ہی دوسری طرف کوئی ایسی جگہ تھی جہاں داخل ہوا جا سکتا ہے۔

پیر صاحب نے دروازے کو دھکا دیا اور پھر وہ دروازہ بھی کھل گیا جونہی دروازہ کھلا دوسری طرف کا منظر دیکھ کر ہم حیران رہ گئے دروازے کی دوسری طرف ایک اور ہی پراسرار دنیا بسی ہوئی تھی تا حد نگاہ جہاں تک نظر پہنچتی تھی ایک ویران سا شہر خموشاں بسا ہوا تھا دور دور تک درخت ہی درخت تھے پتوں اور ہریالی کے بغیر سوکھے ہوئے ٹنڈ منڈ درخت قطار در قطار دور دور تک پھیلے ہوئے تھے جتنے درخت تھے اتنی ہی بدروحیں ان پر بیٹھی ہوئی تھیں زمین پر اور پتھروں پر بھی روحیں براجمان تھیں جونہی دروازہ کھلا تھا ان مین کھلبلی مچ گئی تھی وہ تمام کی تمام بے چین ہو گئی تھیں پیر صاحب کے لبوں پر ہلکا سا تبسم تھا ان ہی روحوں میں مجھ کو کرم داد اور وہ لڑکی بھی نظر آئے تھے وہ دونوں ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے تھوڑے سے فاصلے پر ایک ادھیڑ عمر شخص کا پرچھائی بھی بیٹھی ہوئی تھی جن کے چہروں سے اداسی جھانک رہی تھی اور بھی بے شمار روحیں بے چینی سے گھوم پھر رہی تھیں ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی زندان خانہ ہے جہاں روحوں کو قید کر رکھا ہے اور وہ اپنی آزادی کے لیے بے چین ہوں کہ کب ان کی آزادی کا پروانہ آئے اور وہ بھاگ کر اس زندان خانہ سے باہر نکل جائیں۔

پیر صاحب بولے میرے خیال میں وہ تمام افراد جو کسی نہ کسی کی زیادتی کا نشانہ بنے ہیں یا کسی نے حالات سے تنگ آ کر خودکشی کی ہے یا جس کو بھی قتل کیا گیا ہے یہ سب ان ہی کی مظلوم روحیں ہیں جو فرار ہو کر اس مکان کے اندر آ گئی ہیں اور انہوں نے اس ویران مکان کو اپنا مسکن بنا لیا ہے ان میں سے کچھ بعض اوقات بے چین ہو کر باہر نکل جاتی ہیں اور پھر واپس اسی جگہ پر آ جاتی ہیں جیسا کہ ان دونوں کی روحیں بھٹک رہی ہیں بظاہر یہ بے ضرر سی روحیں ہیں یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی ہیں بعض اپنے انتقام کی خاطر بھٹک رہی ہیں جب تک ان کا انتقام پورا نہ ہو جائے تو اس وقت تک وہ بے چین رہیں گی چین سے نہیں بیٹھیں گی جیسا کہ ان دونوں کی روحیں اپنے انتقام کی خاطر دو آدمیوں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنا چکی ہیں۔ اب ان کو ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ ان مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے کلام پاک پڑھا جائے اور ان تینوں کی لاشوں کو ڈھونڈھ کر ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے تو پھر یہ مظلوم روحیں چین سے بیٹھ سکتی ہین آج ہی سے میں یہاں تین دن کا چلے کا اہتمام کرتا ہوں کچھ وظائف پڑھونگا اور انشاء اللہ ان مظلوم روحوں کو ضرور چین مل جائے گا پھر اسی وقت پیر صاحب نے وہاں ایک پاک جگہ پر بیٹھ کر کچھ دیر تک تسبیح پر کچھ وظائف پڑھے میںنے اندازہ لگایا کہ جوں جوں پیر صاحب تسبیح کے دانے پر کچھ پڑھتے ان میں بھگدڑ سی مچ جاتی تھی اور وہ بے چینی سے ادھر ادھر بھٹکتی ہوئی بھاگتی نظر آتی تھیں میں بھی پیر صاحب کے ساتھ درود شریف پڑھ رہا تھا ہر طرف سے بھنبناہٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

خدا کے لیے ہمیں چھوڑ دیو ہم بے گناہ ہیں ہم بے قصور ہیں ہمیں کیوں قید کر رکھا ہے ہماری کسی سے کوئی

دشمنی نہیں ہے ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں ہمیں ایک بار چھوڑ دو دوبارہ لوٹ کر نہیں آئیں گے پھر خاموشی سی طاری ہوگئی تھی جیسے ان کو سکون مل گیا ہو۔ شام کا وقت تھا مغرب کی آذان ہو رہی تھی ہم واپس گھر آ گئے دوسرے دن بھی ہم عصر کے بعد ہی گئے تھے منظر وہی تھا لیکن پہلے دن کی طرح انہیں کوئی افراتفری نہیں تھی وہ سکون کے ساتھ ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے پیر صاحب نے اس دن بھی تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر کلام الٰہی پڑھنا شروع کیا اور میں بھی ساتھ درود شریف پڑھتا جا رہا تھا اس دن کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی البتہ ماحول میں عجیب سی پراسرایت تھی ہر طرف خاموشی کا راج تھا البتہ تمام ارواح سکون سے بیٹھی ہوئی تھیں کو کچھ دیر پہلے گھوم پھر رہی تھیں۔ اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی کوئی آواز وغیرہ نہیں آئی تھی تاہم وہ روحیں نظر ضرور آئی تھیں مگر چین سے بیٹھی ہوئی تھیں پھر ہم مغرب کے وقت اٹھ کر کھولے سے باہر نکل آئے پیچھے سے آواز آئیں شکریہ شکریہ بہت سی آوازیں ایک ساتھ آ رہی تھیں ہم آوازیں سنتے ہوئے کھولے سے باہر نکل آئے تھے۔

تیسرے دن بھی ہم مقررہ وقت پر پہنچ گئے تھے اس ن بھی پیر صاحب کلام الٰہی پڑھ رہے تھے اور تسبیح کے انے پڑھ رہے تھے دوسری طرف بالکل خاموشی تھی شام سے کچھ دیر پہلے اچانک ہی کھولے کے در و دیوار ہلنے لگے بوسیدہ کواڑ کھڑ کھڑانے لگے بہت شدید زلزلہ ہوا تھا زلزلے کے شدید جھٹکے لگنے کی وجہ سے کھولے کی بوسیدہ ت گر پڑی تھی ہم جس جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ جگہ ت سے خالی تھی چھت پہلے ہی بوسیدہ ہو کر گر پڑی تھی س کی وجہ سے ہم بال بال بچ گئے تھے ہر طرف گرد ہی د پھیلی ہوئی تھی پچھواڑے کی وہ دیوار گر پڑی تھی جس ں دوسری طرف ایک نئی پراسرار دنیا آباد تھی اب اس م و نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا جس جگہ ہم بیٹھے ہوئے تھے اس جگہ اب ملبے کا ڈھیر لگا ہوا تھا ہر طرف خاموشی کا اج تھا جیسے یہاں کبھی کسی ذی روح کا وجود ہی نہیں تھا اڑتی ہوئی گرد و غبار بھی چھٹ گئی تھی ہم وہاں سے اٹھ کر

گھر واپس آ گئے دوسرے دن گاؤں کے چند لوگوں کو ساتھ لی اور بڑی مشکل سے اس کھائی سے ہڈیوں کے تین ڈھانچے نکالے ان کو غسل دیا اور کفن پہنا کر نماز جنازہ ادا کی اور پھر ان کو شرعی طریقہ سے دفن کر دیا گیا اس کے ساتھ ہی ان مظلوم روحوں کا وجود بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ اور پھر پیر صاحب ہم سب سے اجازت لے کر اپنے گھر چلے گئے تھے۔

اس رات میں بھی سکون کی میٹھی نیند سویا تھا ایسی سہانی اور میٹھی نیند میرے نصیب میں آج پہلی بار آئی تھی اور اسی نیند کے عالمین میں نے خواب میں ایک بہت ہی حسین اور خوبصورت جگہ دیکھی تھی وہ جگہ ہماری دنیا کی جگہ نہیں لگتی تھی، وہ کسی اور ہی دنیا کی جگہ معلوم ہوتی تھی میں ایک بہت ہی خوبصورت باغ میں سے گزر رہا تھا جس میں طرح طرح کے درخت تھے جو میوے اور پھل سے بھرے ہوئے تھے رنگ برنگی پھولوں کی کیاریاں پھولوں سے لدی ہوئی تھیں اور ان کیاریوں کے درمیان صاف و شفاف پانی کے حوض بنے ہوئے تھے موتیوں کی طرح پانی چمک رہا تھا پانی کے فوارے رنگی برنگی منظر پیش کر رہے تھے میں ان کیاریوں کے بیچ میں سے گزر رہا تھا پھولوں کی بینی بینی خوشبو سے دل و دماغ معطر ہو رہا تھا ایسی خوشبو میں نے زندگی میں پہلی بار محسوس کی تھی درختوں پر رنگ برنگی خوبصورت پرندے چہچہا رہے تھے اور وہ طرح طرح کی بولیاں بول رہے تھے تاحد نگاہ درخت اور پھولوں کی کیاریاں نظر آ رہی تھیں اور میں مست روی سے قدم قدم اٹھاتا ہوا اس حسین ماحول سے لطف اندوز ہوتا ہوا گزر رہا تھا کہ میری نظر ایک خوبصورت حویلی پر پڑی جو درختوں کے جھنڈ کے درمیان میں تھی وہ حویلی مغلیہ دور کی یاد تازہ کرتی تھی وہ شاہی قلعہ سے کم نہ تھی میرے قدم خود بخود اس حویلی کی طرف اٹھ گئے جس کے چھوٹے چھوٹے مینار چاروں طرف کھڑے نظر آ رہے تھے اور ان پر گھڑیاں نصب تھیں بہت بڑے سائز کی گھڑیاں تھیں ان پر دور ہی سے وقت دیکھا جا سکتا تھا۔

وہ حویلی کسی مہاراجے کی لگ رہی تھی اور میں اس

کے سامنے کھڑا اس کی دیوہیکل دیواروں کو دیکھ رہا تھا گھڑیوں کی سویوں کی ٹک ٹک کی آواز اس ویران خاموشی کو چیرتی ہوئی دور تک پھیل رہی تھیں میرے قدم خود بخود حویلی کے بڑے گیٹ کی طرف اٹھ گئے تھے اور میں اس چوبی اور آہنی گیٹ کی طرف اٹھ گئے تھے اور میں اس چوبی اور آہنی گیٹ کے سامنے کھڑا ہو گیا جس کے پٹ میں ایک موٹی سی کونڈی چڑھی ہوئی تھی میں چند ثانیے تک کونڈی کو دیکھتا رہا پھر اچانک ہی کھڑک سے کونڈی کھل گئی اور گیٹ کے دونوں پٹ وا ہو گئے اور میں اندر داخل ہو گیا میں حویلی کی راہ داری سے گزر کر ایک شاندار کمرے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور میں حیران و پریشان کھڑا سوچ رہا تھا کہ کونڈی کس طرح کھل گئی کونڈی کھولنے والا نظر نہیں آ رہا تھا میں جس کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا اس کا دروازہ نیم وا تھا میں نے اس دروازے کو دھکا دیا جو پوری طرح کھل گیا اور میں اندر داخل ہو گیا کمرہ بہت ہی خوبصورت اور شاندار تھا اس کی سجاوٹ دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا ایسی سجاوٹ کسی شہنشاہ کے کمرے کی ہو سکتی تھی میں نے دل میں سوچا اور قدم آگے کی طرف بڑھا دیئے سامنے ایک سنہری پلنگ بچھا ہوا تھا جس پر بہت ہی قیمتی اور عمدہ بستر بچھا ہوا تھا۔

پورا پلنگ سجا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا تخت نما صوفہ تھا جس پر ایک خوبصورت جوڑا بیٹھا ہوا تھا لڑکی نے دلہن کی طرح گھونگٹ نکال رکھا تھا۔ جبکہ لڑکے کے سر پر سہرے نما تاج تھا جس کی باریک باریک چمکیلی تاریں چہرے پر لٹک رہی تھیں میں نے جب ان کو دیکھا تو گھبرا گیا کہ میں کسی دلہن دولہا کے کمرے میں آ گیا ہوں میں گھبراہٹ کی وجہ سے پیچھے ہٹا اور تیزی سے دروازے تک پہنچ گیا میں دروازے سے باہر نکلنے ہی والا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی رک جاؤ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا اس تخت نما صوفے پر وہی خوبصورت لڑکی اور لڑکا بیٹھے ہوئے تھے جو اپنے سروں پر محبت کے تاج جائے ہوئے میری طرف دیکھ رہے تھے اب میں ان کو

مکمل طور پر پہنچان چکا تھا یہ وہی جوڑا تھا جس کو میں کئی بار دیکھ چکا تھا یہ خرم اور فریال ہیں میں نے دل میں سوچا شکریہ میرے محسن لڑکے نے ممنون ہو کر کہا تمہارا بہت شکریہ آج ہمیں تمہاری وجہ سے ہمارے جسم نصیب ہوئے ہیں معلوم نہیں ہم کب سے بغیر جسم کے بھٹک رہے تھے آج تمہاری ہی وجہ سے ہماری روحیں اپنے اصل مقام تک پہنچی ہیں اگر تم کوشش نہ کرتے تو ہم قیامت تک یونہی بھٹکتے رہتے اب ہم آرام سے رہ سکیں گے کیونکہ ہمیں ہمارا اصل مقام مل گیا ہے لڑکی بولی۔

میں وہی ہوں جس نے تم کو پولیس والوں سے چھڑایا تھا تم ہمارے محسن ہو اسی لیے ہم نے تم کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا میں نے کہا میں نے بھی تم کو پہنچان لیا ہے اور تم نے کہا تھا کہ میں ایک روح ہوں اور جسم حاصل کر چکی ہوں باقی لمبی کہانی ہے یہ کہہ کر تم کہیں غائب ہو گئی تھی ہاں وہ کہانی تم جان چکے ہو میں نے کہا ہاں میں پوری کہانی جان چکا ہوں۔ ویسے تو ہم نے جسم حاصل کر لیے تھے مگر ان عارضی جسموں میں ہم خوش نہیں تھے اپنے جسم اپنے ہوتے ہیں اب ہم دونوں خوش ہیں جو خوشی ہم کو تمہاری دنیا میں نصیب نہیں ہوئی تھی وہ خوشی ہم کو اس اصلی دنیا میں مل گئی ہے یہی اصل دنیا ہے ویسے باقی سب نقلی ہے اب ہم خود مختار ہیں یہاں کوئی بھی ہمارا دشمن نہیں ہے سبھی ہمارے دوست ہیں ہر قسم کے خوف و ڈر سے آزاد ہیں جو ہمارا حشر تمہاری دنیا میں ہوا تھا اس کے بدلے میں اللہ نے ہم کو ایک کر دیا ہے اس ظلم کا ہم کو بدلہ مل گیا ہے اس دنیا میں ہم ایک نہ ہو سکے اس دنیا میں ہم ایک ہو گئے اب کوئی بھی طاقت ہم کو جدا نہیں کر سکتی میں حیران کھڑا ان کی باتیں سنتا رہا اتنے میں وہ تخت اوپر خلاء میں اٹھتا ہوا نظر آیا وہ دونوں کسی مہاراجے اور مہارانی کی طرح اس پر بیٹھے ہوئے اوپر اٹھنے لگے اور وہ تخت حویلی کی چھت سے باہر نکل گیا اور آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا میں نیچے کھڑا اس تخت کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا جو اڑتا ہوا ستاروں کے جھرمٹ میں جا کر کہیں غائب ہو گیا۔ میں انہی سوچوں میں محو کھڑا تھا کہ

میرے کانوں میں ایک مانوس سی آواز ٹکرائی جناب اگر آپ نے جانا ہے تو جائیں میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں میں نے پلٹ کر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی سامنے کرم داد چابیوں کا گچھا ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔

جناب اب آپ اپنی دنیا میں تشریف لے ہی جائیں تو بہتر ہے میں نے اس سے بات کرنے کے لیے اپنے لب کھولے ہی تھے کہ وہ لمحوں میں ہی غائب ہو گیا۔ میں اس کمرے سے باہر آ گیا تھا اسی کمرے کے برابر ایک دوسرا کمرہ تھا جو کسی جیل کے کمرے سے کم نہیں تھا میں وہاں سے گزرنے لگا تو مجھ کو کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی میں رک گیا چھوڑ دو مجھے میری کرنی کی بہت سزا مل چکی ہے میں اس وقت اپنی انا کی خاطر پاگل ہو گیا تھا میرا دماغ خراب ہو گیا تھا میں نے اپنے ہی خون میں ہاتھ رنگے تھے جس کی سزا مجھے آج تک مل رہی ہے اور قیامت تک ملتی رہے گی دوسری آواز ابھری ظالم میں نے تجھ کو منع کیا تھا مگر تو نے میری ایک بھی نہ سنی تھی اور تو نے تین بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اب اس کا خمیازہ بھگت ایک چیخ فضا میں بلند ہوئی اور دوسری چیخ دب کر رہ گئی۔

میں نے دوسری طرف ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں میں نے اس کھڑکی سے اندر جھانک کر دیکھا ایک اڈھیر عمر شخص آہنی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں بندھی ہوئی تھی اور دوسرا ادھیر عمر آدمی ہاتھ میں کوڑا پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور اس پر کوڑے برسا رہا تھا جس کی تکلیف سے اس کی چیخ دب کر رہ جاتی تھی یہ دونوں ادھیڑ عمر شخص برکت اللہ اور حسن دین تھے جو اپنی اپنی کرنی کا پھل پا رہے تھے اندر کا منظر دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہوئے گئے تھے خوف اور ڈر کی وجہ سے اچانک مجھ کو ایک جھٹکا سا لگا اور پھر میں نے آنکھیں کھول دیں میں اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے کمرے کی چھت کو گھور رہا تھا لالٹین کی یرقان زدہ روشنی میں مجھ کو کمرے کی پچی چھت نظر آ رہی تھی اور مجھ کو ان کی بخشش کی بشارت مل گئی تھی۔

میں نے گھڑی پر وقت دیکھا رات کا ایک بج رہا تھا میں نے اٹھ کر وضو کیا اور شکرانے کے نفل ادا کیے اور پھر گہر نیند سو گیا اتنی گہری نیند کہ آج پہلی بار مجھ کو سکون کی نیند نصیب ہوئی تھی اس کے بعد کئی موسم گزرے کئی فصلیں میں نے کاٹیں کئی چودھویں کی راتیں دیکھیں رات کو کام بھی کیا ساری رات سفر بھی کیے کبھی بھی کوئی واقعہ پیش نہ آیا اور نہ ہی وہ سائے کبھی سامنے آئے جن کی وجہ سے میں پریشان رہتا تھا اب میں رات کو سکون کی نیند سوتا ہوں اور کبھی خواب تک نہیں آتا۔

❁❁❁

غزل

پاس آؤ اک التجا سن لو
پیار ہے تم سے بے پناہ سن لو
اک تمہی کو خدا سے مانگا ہے
جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو
ابتدا عشق کی ہوئی تم سے
تم ہو چاہت کی انتہا سن لو
بن تیرے جی نہیں سکیں گے ہم
لوٹ آؤ میری صدا سن لو
دیکھ لو زندگی ادھوری ہے
نہ رہو اب جدا سن لو
تم صرف تم ہو زندگی میری
سچ ہے یہ سچ ہے باخدا سن لو
جہاں میں کوئی نہیں اب میرا
تم رہو گے میرے سدا سن لو

محمد عابد رحیم ساجن۔ ڈھڈی تھل

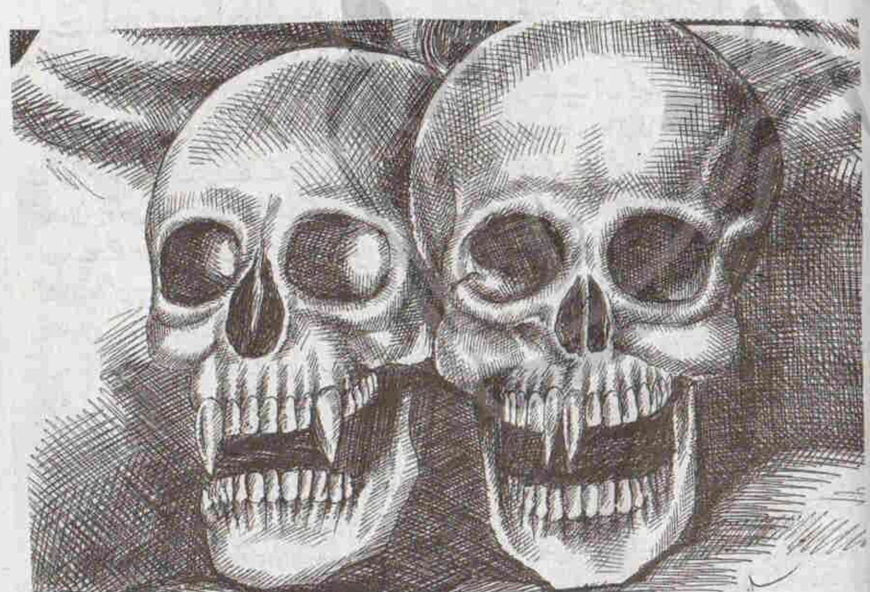
❁❁❁

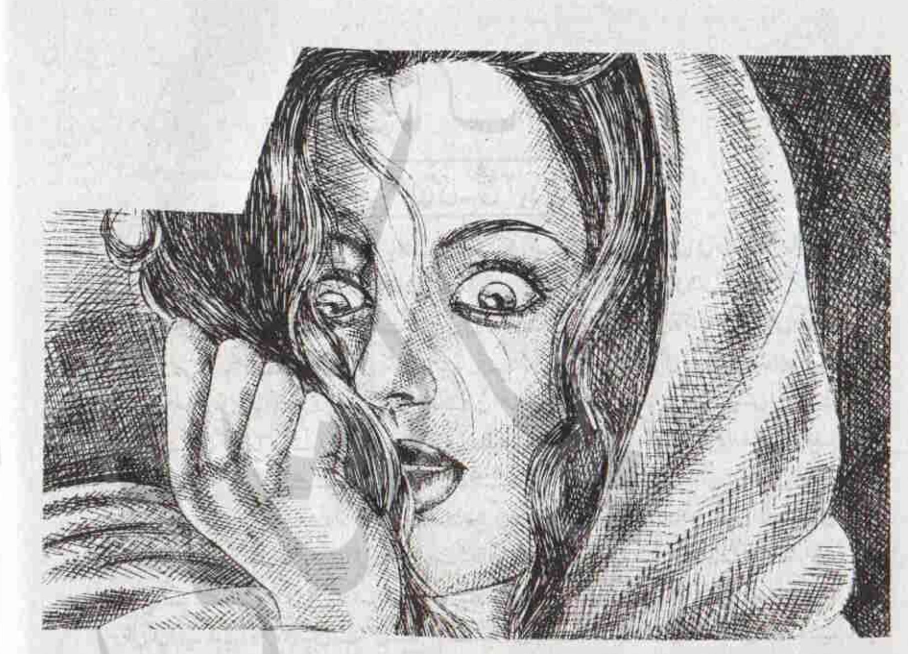
اب جس کے جی میں آئے وہی روشنی پائے
ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

خوفناک آدمی

---تحریر: عثمان غنی۔ شیخ آباد پشاور---

میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا تہہ خانہ میں گیا اور گہری تیز روشنی تہہ خانہ میں روشندانوں کی وجہ سے آ رہی تھی میں نے اس تابوت کا ڈھکن ایک وار سے ہٹا دیا اور روشنی جیسے ہی ایما کے چہرے پر پڑی اس کا گوشت سکڑنے لگا اس کی دبی دبی چیخیں نکلنے لگیں اس گوشت جھریوں کی صورت میں بدلتا چلا گیا اور وہ سخت اذیت میں دکھائی دینے لگی میرے ہاتھوں میں چاندی کی کیل تھی یہ میں نے تہہ خانے میں دیکھی تھی ڈریکولہ حسینہ ایما سخت مضطرب دکھائی دی بھیانک چیخوں سے پورا تہہ خانہ گونج اٹھا لیکن پتہ نہیں مرنے سے قبل اس میں اتنی ہمت کہاں سے آ گئی تھی کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹا اور کچھ بڑبڑانے لگی خون کا فوارہ نکلا اور ٹھیک میرے چہرے پر پڑا میں غصے سے چیخ رہا تھا میرے منہ کے اندر تک اس کا خون آیا اس نے میری طرف پھونک ماری اور میرا جسم کپکپانے لگا وہ کسی سو سالہ بڑھیا کی طرح کمزور اور بدصورت ہونے لگی دن کی روشنی اس کے لیے کسی عذاب سے کم نہ تھی اس کا خون بہت میٹھا تھا لیکن میں اسے ہر روز اذیتیں دینے لگا اور پھر ایک دن اس کے سینے میں چاندی کی کیل ٹھونک دی کیونکہ اب وہ میرے کام کی نہیں ہو چکی تھی وہ انتہائی زرد اور کمزور ہو چکی تھی اب جب وہ مر چکی میں نے اس کے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے کر دیئے اور اسی تابوت میں بند کر دیئے ۔ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔





رات کی تاریکی ہر سو پھیلی ہوئی تھی ہو کا عالم تھا سخت سردی تھی اور رات گہری ہو رہی تھی گہری رات کی تاریکی میں فٹ پاتھ پر اکا دوکا لوگ آ جا رہے تھے اور باقی ٹریفک بھی انتہائی کم تھی سردی عروج پر تھی لوگوں نے گرم ملبوسات زیب تن کیے تھے سڑک کے دونوں کناروں پر لوگوں کا رش بہت کم تھا مختلف قسم کے ملبوسات پہن رکھے تھے روڈ کے درمیان بنے ہوئے بڑے اور لمبے کھمبے تھے جس پر روشنیاں جلملا رہی تھیں انتہائی کم لوگ تھے اور اس کے اوپر بڑے بڑے فانوس روشن کیے تھے جس کی روشنی اندھیرے کو بھگانے مین کامیاب ہو گئی تھی ہر طرف روشنی کا اجارہ تھا اتنے میں ایک شخص سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر بدحواس ہو کر دوڑتا ہوا آیا اور اس کے ہاتھ میں کوئی بھاری شے تھی غالباً ہتھوڑا ٹائپ سی چیز تھی اور اس نے چہرے کو مفلر سے چھپایا ہوا تھا اور چادر اوڑھ رکھی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا عام لوگوں کی نسبت تیز چل رہا تھا اور دیکھتے دیکھتے لمحوں میں اس نے میلوں کا فاصلہ طے کر لیا تھا وہ عام شخص عام لوگوں سے کچھ لمبا تھا۔ اور اس کے چلنے میں عجیب طرح کی بے چینی تھی وہ اکیلا تھا اور حد سے زیادہ اس کی حواس شاید اس سے بھی تیز کام کرتی تھی یہی اس کی خوبیاں تھیں۔

❀❀❀

ایٹ والڈ نے صبح صبح اخبار کھول کر دیکھا اس کی نظر پھر اس منحوس خبر پر پڑی جیسکا گرانٹ۔ خوبصورت شہر کی مشہور ماڈل کل رات سے میسنگ غائب ہے پولیس نے ان کی تلاش شروع کر دی ہے لیکن انکی کسی بھی جگہ ملی نہیں ان کا بوائے فرینڈ بھی کل رات سے خاصا سرگرم ہے لیکن ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا ہے کل رات اس کا لیٹ نائیٹ شو تھا پھر جب رات ایک بجے کے بعد وہ شو کرنے کے بعد فری ہوئی تو وہ اپنی گاڑی میں اکیلی گھر جا رہی تھی شو کے ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ اس کا ڈرائیور اس رات نہیں

تھا وہ اکیلی تھی اور ہاں اس کی گاڑی بیچ سڑک پر ملی ہے اور اس پر ہلکا سا سرخ خون ملا ہے لیکن اس سرخ خون نے پولیس کو حیرت میں ڈال دیا ہے کہ ہلکے خون کے چھینٹے کس رنگ کے ہیں خیر پولیس کا کہنا ہے اگر اس کو کسی نے اغوا کیا ہے تو پھر وہ اس کے بوائے فرینڈ کو ضرور فون کرے گا اس کا بوائے فرینڈ بھی انتہائی پریشان ہے لیکن اسے امید ہے کہ جیسیکا گرانٹ مل جائے گی اس کے رشتے دار اتنے نہیں ہیں کہ وہ ان کے گھر جا سکے اس لیے اس سے پہلے بھی ایک پاپ سنگر میرانیا۔ لاپتہ ہو چکی تھی بعد ازاں اس کی لاش ایک گندے نالے سے برآمد ہوئی اس کی لاش کی حالت بہت بری تھی اس کا رنگ زرد پیلا پڑ گیا تھا اور اس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ تک نہیں تھا پولیس پاپ سنگر میرانیا کے قاتل کو ڈھونڈنے میں ناکام رہی اور یہ دوسرا کیس بھی بالکل اسی طرح لگتا ہے اخبار میں بہت کچھ لکھا ہوا تھا لیکن جون والڈ نے اخبار بند کر دیا اور اس کو سائیڈ پر رکھ دیا وہ ایک بھاری بھر کم آدمی تھا وہ اپنے گھر میں اکیلا رہتا تھا اس کی اگر کوئی ساتھ تھا تو وہ اس کی نوجوان بیٹی میمنا گرا تھی۔ اس کے ماتھے پر اس خبر کو پڑھنے کے بعد بے شمار لکیریں پڑ گئی تھیں اور وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔۔

ڈیڈی اس کی لڑکی دندناتی ہوئی کمرے میں برآمد ہوئی اور وہ ۔۔ڈیڈ آج ڈان پر میں نے نیوز جیسیکا گرانٹ کے بارے میں پڑھا۔ ڈیڈ کیا ہوا آپ پریشان ہیں۔ نہیں بیٹی میں پریشان نہیں ہوں لیکن بیٹا تمہاری ڈیوٹی آج کل لیٹ نائٹ ہو گئی ہے میں تمہارے بارے میں پریشان ہو گیا ہوا ہو ڈیڈ میں ایک جونیئر آرٹسٹ ہوں اور اگر میں اپنے جوب کو ٹائم نہیں دوں گی تو میں ترقی کیسے کروں گی۔ پر بیٹا دیکھو میں ریٹائر ہو گیا ہوں میں گھر میں پڑا پڑا بور ہوتا ہوں۔ ڈیڈ اس کا مسئلہ بھی حل نکل آئے گا میں تمہارے لیے بھی کسی اچھے سے جاب کا بندوبست کرتی ہوں او کے او کے اچھا ڈیڈ تمہارے لیے لاؤ ناشتے میں بریڈ اور بٹر او کے میں ابھی کچن سے آتی ہوں۔ ایک ہفتے میں یہ دوسرا کیس ہے شاید یہ کسی کڈنیپر کا ہو والڈ نے سوچتے ہوئے خود سے بڑبڑاہٹ کی ڈیڈ ناشتہ تیار ہے اچھا لے آؤ دونوں مل کر ناشتہ کرنے لگے۔

❀❀❀

اندھیرا ہر جانب پھیلا ہوا تھا اور اس مین ایک ہلکی معمولی لائٹ جل رہی تھی جس کی روشنی کی لو بہت مدہم تھی ایک کرسی پر ایک لڑکی باندھی گئی تھی اس کی آنکھوں پر پٹی تھی لڑکی بے ہوش تھی اور اس کا منہ ٹیپ سے باندھا ہوا تھا اس کی گردن دائیں جانب ڈھلک گئی تھی اس کمرے میں ہر چیز بکھری ہوئی تھی اور ارد گرد پڑے ہوئے بے ترتیب برتن تھے جو باہر سے خون کی چھینٹوں کی وجہ سے سرک ہو گئے تھے اور پھر ان برتنوں پر خون خشک ہو گیا تھا اس لیے یہ خاکی رنگ کے نظر آ رہے تھے بے شمار خنجر ارد گرد پھیلائے ہوئے تھے اور تیز دھار والی چھریاں تھیں کمرے میں موجود کوئی دوسرا شخص نہیں تھا بدبو مکمل کمرے میں پھیلی ہوئی تھی اور ارد گرد بڑی بڑی لوہے کی موٹی موٹی الماریاں رکھی ہوئی تھیں نیلے رنگ کی الماریاں بھی خون سے آدھی سرخ ہو گئی تھیں باہر گہرا درختوں کا جھنڈ تھا اور یہ مکان بہت چھوٹا تھا بس ایک عدد تہہ خانے اور دو عدد چھوٹے چھوٹے کمروں پر مشتمل تھا برآمدہ نہیں تھا بالکل بند تھا اور ہوا کا گزرنا بہت مشکل تھا کمرے کے اندر مختلف چیزیں رکھی تھیں جن میں ہتھوڑا اور بڑے بڑے اوزار نمایاں تھے گھر کے باہر ایک خستہ حال گاڑی کھڑی تھی جس سے لگتا تھا کہ گھر پر کوئی موجود ہے لیکن کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا کمرے میں انسانی وجود کے گوشت کی چھیچھڑے اور گرد لٹکائے گئے تھے مکمل خوفناک مناظر سے یہ کمرہ بھرا ہوا تھا۔

جو لڑکی اس کرسی پر باندھی گئی تھی وہ انتہائی حسین وجمیل دوشیزہ تھی اور اس نے کپڑے بھی بہت بولڈ پہن رکھے تھے اچانک اس کو ہلکا سا ہوش آ گیا۔ اس نے سر سیدھا کیا وہ ارد گرد کا منظر دیکھ کر ڈر گئی وہ چیخنا چاہتی تھی مگر آواز اس کے حلق میں پھنس کر رہ گئی اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھے گئے تھے اس کے پاؤں بھی نیچے کرسی کے پاؤں کے ساتھ مضبوطی سے باندھے ہوئے تھے وہ مکمل

طور پر جلتی چلی تھی اس کی آنکھوں کی پٹی نیچے گر گئی تھی اس لیے وہ موجود کمرے میں ہر چیز کو دیکھ سکتی تھی ڈر کے مارے اس کی گھگی بند ہوگئی مگر ہلکا ہلکا اندھیرا اچھیل چکا تھا اچانک ڈھڑم سے دروازہ کھل گیا اور بدشکل مکروہ انسان اندر داخل ہوگیا۔

❀❀❀

انسپکٹر میں نے جیسیکا والٹ کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا جیسیکا کا کچھ پتہ نہیں چل سکا جیسیکا کا منگیتر یعنی بوائے فرینڈ نیس انتہائی پریشان ہو چکا تھا آج دوسرا دن تھا مگر جیسیکا کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا ہم سب پریشان ہیں انسپکٹر جیمسن نے نیس کی طرف دیکھ کر کہا دیکھو نیس ہم پر خود بہت پریشر ہے اگر آپکو کڈنیپ کیا گیا ہوتا تو پھر شاید ان کا تاوان لینے کے لیے فون ضرور آجاتا مگر شاید اغوا کار نے اسے کسی اور مقصد کے لیے اغوا کیا ہے۔۔ مگر پلیز آپ لوگوں نے کچھ کیا کیوں نہیں ہے۔۔ ہم لوگ کوشش کررہے ہیں مگر ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا ہم فی الحال اچھے وقت کا انتظار کررہے ہیں اچھا میں کل پھر آؤں گا نیس پولیس اسٹیشن سے باہر نکلا اور تیز تیز قدموں سے باہر چلا گیا وہ کسی گہری سوچوں میں گم ہوگیا تھا۔

❀❀❀

ناشتہ کرنے کے بعد ایٹ والڈ دوبارہ اخبار کی خبروں میں سرگرم ہوگئے آج دوسرا دن تھا اور آج بھی جیسیکا گرانٹ کی خبروں سے اخبار پر تھا میمنا گرا باہر لان میں آئی ڈیڈ یہ این جی اوز والے بھی کمال کرتے ہیں ہر روز اتنے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر صرف ہر چینل نیوز بس انکی انٹرویو چل رہے ہیں جیسے کہ جیسیکا گرانٹ کو ان کے پاس کوئی خاص ترین ہستی ہو یہ میں بھی جانتی ہوں کہ جیسیکا گرانٹ ملک کی سپر ماڈل تھی مگر یہ لوگ کچھ زیادہ ہی لوور فیل ہورہے ہیں اس سے پہلے بھی وہ سپر سنگر جو غائب ہوگئی تھی ایک ہفتے تک ان لوگوں کی کانفرنس اور جلسے تک ختم نہیں ہوئے تھے جب پاپ سنگر میرانیا کی لاش ملی تب یہ لوگ کچھ نرم پڑ گئے ہاں اب کیا ہوگا ایٹ والڈ نے کہا بس کچھ وقت کا انتظار تو کرنا پڑے گا شاید کچھ بہتر ہو جائیں ہاں خدا کرے کہ سب ٹھیک ہو جائیں میمنا گرا نے اپنے ڈیڈ کی طرف دیکھ کر کہا ڈیڈ چلو واک کے لیے نکلتے ہیں ہاں میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ واک کر آئیں وہ دونوں گھر سے باہر نکلے اور سڑک کے اردگرد کھلی فضا میں واک کرنے لگے۔

❀❀❀

دروازہ چڑچڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بند ہوگیا بھیانک بدشکل آدمی اندر کمرے میں داخل ہوا وہ آدمی قد میں کچھ لمبا تھا یعنی ساتھ فٹ کا قد ہوگا اور اس نے لمبے لمبے گھٹنوں تک پلاسٹک والے جوتے پہن رکھے تھے اس کے اردگرد کالی چادر لپٹی ہوئی تھی اس کے چہرے پر بے شمار دانے نکل آئے تھے اور اس کی مسکراہٹ پر جیسیکا کو ایسا محسوس ہوا کہ یہ بھیانک آدمی اسے کچا چبا جائے گا اس کی حلق کی آواز دب رہی تھی اس کے دانت انتہائی زرد اور بلے تھے دو دانت بالکل نوکیلے تھے اور باقی کے دانت ٹیڑھے اور ایک دوسرے کے آگے پیچھے تھے اس کی زبان کالی اور لمبی تھی آنکھیں سانپ کی آنکھوں کی طرح بالکل گول مول تھیں اور اس کا رنگ کالا تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا جیسیکا کی طرف بڑھنے لگا جیسیکا کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگیں۔۔

گک۔۔ کون ہو تم۔۔ اس نے کچھ کہنا چاہا مگر آواز اس کا ساتھ نہ دے پائی۔ وہ بالکل اس کے قریب پہنچ گیا وہ نہیں نہیں میں گردن ہلاتی رہی مگر اس کو اس کی حالت پر رحم بالکل بھی نہیں آرہا تھا اس کے ہاتھوں میں ایک تیز دھار والی قینچی تھی اس بھیانک آدمی نے جیسیکا کو بالوں سے پکڑا اور ایک جھٹکا دے کر اس کے بال گردن کی جڑ والے سائیڈ سے کاٹ دیئے اسی لمحے جیسکا نے چیخنے چلانے کی بہت کوشش کی مگر اس کا منہ باندھا گیا تھا وہ بے آب ماہی کی طرح ظالم کے سامنے مچلنے لگی مگر وہ اس کی تڑپ سے لطف اندوز ہوتا گیا اور خوشی سے اچھلنے کودنے لگا اس کے قہقہے کمرے میں بھیانک آوازیں پیدا کرنے لگے اس کے ہاتھ میں جیسیکا کے بال تھے وہ بالوں کو اپنے

چہرے پر پھیرنے لگا یہ عمل اسے سلین دینے لگا جیسیکا گرانٹ اپنے کٹے ہوئے بالوں کو بے بسی سے دیکھنے لگی وہ اسے بھی دیکھ رہی تھی۔

میں تمہیں تڑپاؤں گا بھیانک آدمی کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا میں تمہیں اتنی اذیت دوں گا کہ تم کیا تمہاری روح تک کانپ جائے گی۔ ہی۔ ہی۔ ہی ہاہاہا۔۔ وہ مڑا اور اسی لمحے اس نے آگ جلائی آگ پر اس بدشکل شیطان نے جیسیکا کے ریشمی بال رکھ دیئے جیسیکا خوف سے گنگ رہ گئی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوگئی وہ آدمی ایک طرف کو مڑا اور چھوٹا سا دروازہ تھا وہ اس میں داخل ہوگیا اور اس کے اندر سے اس نے کچھ دیر کے بعد ایک لمبی سیخ نکالی اور وہ سیخ اس بدبخت نے آگ پر رکھ دی اور جیسیکا سمجھ گئی کہ وہ کسی اذیت پسند خوفناک آدمی کے ہاں پھنس گئی ہے سیخ کا کونہ لکڑی کا بنا ہوا تھا باقی سیخ پتلے تار والی لوہے کی بنی ہوئی تھی اس نے سیخ آگ پر رکھ دی اور جیسکا کی طرف آیا وہ اس کی پشت کی جانب آیا اور اس کے پیچھے بیٹھ گیا اس نے اپنی لمبی زبان باہر نکالی اور جیسیکا کی گردن پر پھیرنے لگا خوف جیسیکا کی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کرگئی وہ اس آدمی کے سامنے بالکل بے بس ہو چکی تھی اور اب اس کے رحم و کرم پر تھی وہ ہلنے لگی مگر وہ شخص اس کی گھبراہٹ سے لطف اندوز ہونے لگا اس نے بال اس لیے کاٹے تھے کہ وہ اس کی گردن کی پشت پر اپنی زبان پھیر سکے اس کی زبان کانٹے دار سی تھی جیسیکا کو اس کا ایسا کرنا اذیت محسوس ہونے لگی وہ چیخنا چاہتی تھی مگر آواز وہ نکال نہیں سکتی تھی۔

یہ کمرہ بھی جس میں وہ آج باندھ دی گئی تھی شہر سے بہت دوری پر تھا یہاں بالکل بھی آبادی نہیں تھی دور دور تک مٹی کے بڑے بڑے میدان تھے اور کانٹے دار درختوں سے بھرپور جگہ تھی اتنی زیادہ سردی ہونے کے باوجود بھی یہاں پر گرمی کی ہلکی لو محسوس ہو رہی تھی اچانک وہ آدمی اٹھا اور اس نے سیخ کو دیکھا وہ سرخ انگارے کی طرح دہکنے لگا تھا اس بدذات نے جیسیکا کو دیکھا اور ساتھ ہی اس نے سیخ کو پکڑ لیا خوف سے جیسیکا اس کمینے کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں وہ نہایت پھرتی سے پلٹ آیا اور اس نے وہ سرخ انگارہ سیخ جیسیکا کی کمر پر رکھ دی وہ نازک نوکیلی کلی جس نے کبھی ہلکی سی درد بھی برداشت نہیں کیا تھا سیخ اسکی کمر سے لگتے ہی اس کے منہ سے ایسی بھیانک آواز نکلی کہ اس نے جو سلوشن ٹیپ کی پٹی اس کے منہ پر لگائی ہوئی تھی وہ خود بخود اتنی بھیانک آواز سے ڈھیلی ہوکر زمین کی طرف گر گئی اور اس کی چیخوں سے مکمل کمرہ گونج اٹھا یہ چیخیں سننے کے بعد کہ وہ بھیانک آدمی کچھ گھبرا گیا۔

❀❀❀

نیس جو اپنے فلیٹ میں سویا ہوا تھا ہڑبڑا کر ایک دم اٹھ گیا اس نے اسی لمحے بہت بھیانک سپنا دیکھا تھا اس کے ماتھے پر پسینہ تھا اس نے خواب میں اپنی گرل فرینڈ جیسیکا گرانٹ کو بہت مشکل میں اور چیختے ہوئے دیکھا تھا اس کو یقین ہوگیا تھا کہ جیسیکا گرانٹ بڑی مشکل میں ہے کچھ دیر پہلے ہی وہ سو گیا تھا لیکن ابھی اسی لمحے اس کو ایسا لگا کہ کہ جیسیکا اس کو مدد کے لیے پکار رہی ہے مگر وہ بیچ میں اٹھ گیا کاش کہاں ہو تم مجھے بس اتنا معلوم ہو جائے میں ہر طوفان سے تیرے لیے ٹکرا جاؤں گا میں وہ خود کو جیسے یقین دلانے لگا کہ وہ بس اسے مل جائے گی ہاں تم کہاں چلی گئی ہو۔ کاش تمہارا ایک معمولی سا سراغ مل جائے میں تمہارے لیے خود کی قربانی سے بھی اس وقت دریغ نہیں کروں گا میں تمہیں پانے کے لیے کچھ بھی کروں گا میں کل صبح کسی اونچے درجے والے فادر سے ملوں گا اپنے خواب کی تعبیر پوچھوں گا ہاں میں پوچھوں گا۔ شاید میرے خواب کی وجہ سے وہ مجھے کوئی رہنمائی فراہم کرے لیکن کیا آج وہ واقعی بہت بڑی مصیبت میں تھی اگر ایسا ہے تو میں پریشانی کی وجہ سے تو ساری رات نہیں سو سکوں گا اور واقعی ساری رات اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہتی رہی تھی وہ سخت مضطرب رہا اور نیند ساری رات نہ آئی نیس کا ذہن بار بار کسی انجانی سوچ کی وجہ سے الجھ رہا تھا وہ بار بار اس انہونی سوچ کو جھٹکنے کی بھرپور کوشش کررہا تھا لیکن مسلسل ناکامی اسے ہو رہی تھی وہ اب مختلف سوچیں سوچ رہا تھا وہ

بے چینی بہت زیادہ تھا ساری رات اس پر عذاب کی طرح گزری کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا اور پھر لیٹ جاتا مگر اسے سکون قرار بالکل بھی نہیں تھا وہ بہت سخت پریشان رہا خیر آہستہ آہستہ وقت گزرتا رہا اور وہ صبح کا منتظر تھا اس کے خواب کے مناظر انتہائی خوفناک تھے۔

اس نے اپنے خواب میں دیکھا تھا کہ جیسیکا گرانٹ کو کسی نے ایک بند و تاریک جگہ میں الٹا لٹکا رکھا ہے اور کوئی سرخ دہکتے ہوئے انگاروں سے اس کو داغ دے رہا ہے وہ بھیانک انداز سے چیخ رہی ہے اور اس شخص جو اسے سرخ دہکتے انگاروں سے مار رہا ہوتا ہے وہ اس کی اذیت سے لطف سا اٹھاتا ہے اور خوش ہو جاتا ہے جیسیکا کی نہایت بھیانک آوازیں اس بند جگہ کو بھی دہلا دیتی ہیں مگر وہ سائے کی طرح کالا شخص اس کی آواز نہیں ہوتی وہ مزید سرخ دہکتے ہوئے انگارے اٹھاتا ہے اور جیسیکا کے خوبصورت چہرے پر لگا دیتا ہے جیسیکا کی اتنی بھیانک آواز نکلتی ہے اور ایک دم ینس نیند سے بیدار ہو جاتا ہے سارا منظر صبح تک اس کے سامنے بار بار نظر آتا ہے مگر ینس کو یہ سب مسلسل سخت بے چینی کا شکار بناتی ہے صبح کا اجالا رفتہ رفتہ اندھیرے کو بھگا دیتا ہے تب ینس کچھ سکون کا سانس لیتا ہے وہ آج فیصلہ کرتا ہے کہ وہ کسی علم والے بہت بڑے درجے والے فادر کے پاس جانا چاہتا ہے اور اس سے اپنی خواب کی تعبیر لینا چاہتا ہے وہ فریش ہونے کے بعد کسی بڑے علم والے کی تلاش میں نکلتا ہے کئی جگہوں سے وہ معلومات حاصل کرتا ہے اور پھر ایک جگہ پر اس کو معلومات ملتی ہے کہ ایک حبشی لڑکی ان کالے علوم کو جانتی ہے وہ تمہارے خوابوں کی تعبیر بھی بتا دے گی بلکہ وہ بہت حد تک تمہاری مدد بھی کر سکتی ہے وہ کم عمری ہی میں ان علوم میں سیکھنے میں ماہر تھی اس کا تعلق حبشی قبیلے سے ہے مگر وہ یہاں شہر کی سب سے مشہور سٹی مین آف گاڈ میں رہتی ہے۔

اس کا کارڈ اسے مل گیا ینس بار بار اس حبشی حسینہ کی کارڈ کو بار بار گھورتا اور اس کے بتائے ہوئے ایڈریس پر گاڑی دوڑا رہا تھا کارڈ پر اس حبشی حسینہ کا نام لکھا تھا اور اس کا پتہ اس کارڈ پر درج تھا اس حبشی حسینہ کا نام یاڈا ینا نیرٹ تھا اور اس کا گھر علاقے میں سب سے بڑا اور وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا اس کا چھت الٹا وی کی طرح تھا اور اتنے بڑے گھر میں وہ اکیلی رہتی تھی وہ کالے علوم پر بہت علم رکھتی تھی اور وہ بہت کم لوگوں سے ملتی تھی وہ ملنے والے سے پہلے خود بخود یہ فیصلہ کرتی کہ اگر وہ واقعی مصیبت زدہ ہے اور اسے یاڈا ینا نیرٹ کی مدد درکار ہے تو وہ اپنے علم سے معلوم کرتی ۔ ہے اور اسے معلوم ہو جاتا اگر وہ کوئی ایسی شرارت یا جھوٹ اور مکاری کے تحت آتا تب بھی یاڈا نیا نیرٹ کو معلوم ہو جاتا اور وہ ملنے سے صاف انکار کرتی اتنی معلومات ینس کو معلوم ہو چکی تھیں اور اسے وشواس ہو چکا تھا کہ یقیناً یاڈا ینا نیرٹ میری مدد ضرور کرے گی وہ انہی سوچوں میں اس سے ملنے جا رہا تھا۔

❀❀❀

واک سے واپسی کے بعد ایٹ والڈ گھر میں تن تنہا تھا لیکن اس کی لڑکی میمنا گرا کسی بڑی پارٹی میں گئی تھی کیونکہ آج اس کا ورک ڈے تھا اور وہ مشہور آرٹسٹوں کے درمیان آج بہت خوش تھی بڑے بڑے ملک کے نامور آرٹسٹ کے درمیان وہ بالکل ہر کسی کے ساتھ نہایت ہنسی خوشی سے مل رہی تھی میمنا گرا کو اس پارٹی میں نہایت پذیرائی مل رہی تھی اس کی بنائے گئے فن پارے نہایت خوفناک مناظر سے بھرپور تھے ایک تصویر دوسرے کے مقابلے میں نہایت وحشت ناک منظر سے بھرپور تھی ایک فن پارہ نہایت مہنگے داموں فروخت ہوا اس میں منظر نہایت وحشت ناک تھا ایک خوبصورت لڑکی کو سانپوں نے مل کر باندھ رکھا تھا سانپ رسیوں کا کام دے رہے تھے کسی بدصورت مکروہ بدشکل بڈھے ۔نے ایک بھیانک بدشکل کھوپڑی ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی آگ کی بارش اردگرد ہو رہی تھی ہر کوئی اس تصویر کو دیکھ کر کھو جاتا اور تعریف تو کرتا ہی مگر دیر تک اس فن پارے میں کھو جاتا میمنا گرا کے ہاتھوں میں تو جادو ہے ملک کی سب سے اونچی پولو کی اونچی شخصیت سی اونچی سیاست کے نامور شخصیت سے کہہ رہی تھی مختلف تعریفی جملے میمنا گر کے کانوں میں سنائی دے رہے تھے اور ہر کوئی

میمنا گرا کے ہر فن پارے کو مختلف اور مہنگے داموں لے رہا تھا ہر فن پارہ ایک سے بڑھ کر ایک تھا رنگوں کا انتخاب اتنا دلکش تھا کہ دیکھنے والے کو دنگ کر دیتا تھا جو بھی اسے دیکھتا اسی میں کھو سا جاتا۔

خیر ایک اور تصویر اس سے بھی مہنگی داموں فروخت ہو گئی اس تصویر کی منظر کشی اس تصویر سے بھی بڑھ کر تھی اس میں کسی بھیانک جزیرے کو دکھایا گیا تھا جن میں خون آشام پرندے تھے اور اس دہشت میں کسی انسانی وجود کو سہما ہوا دکھائی دیا گیا تھا خونی پرندے اس انسانی وجود پر جھپٹنے کی کوشش کر رہے تھے ہزاروں میل سے تیز آندھی کی منظر بھی دکھایا گیا تھا اس تصویر نے لوگوں کو دہشت زدہ سا بنا دیا تھا۔اور جو کوئی ایک بار اس تصویر کو دیکھتا نگاہیں پلٹنے پر چونک جاتا اس کی بنائی ہوئی فن پاروں کی سائز ایک گھر میں لگائی کھڑکی کی جتنی ہوتی تھی خیر اس نے پانچ تصاویر اس نمائش میں لگائی تھیں اور پانچویں تصاویر ایک سے بڑھ کر ایک تھیں ایک دوسری سے مہنگے داموں فروخت ہو گئی تھیں اور اس تصویری نمائش نے ہر ایک کو الجھنے پر مجبور کر دیا تھا خیر یہاں میں یہ وضاحت کر دوں کہ آج میمنا گرا نہایت خوش تھی ہر طرف سے اس کی بنائی گئی فن پاروں کی تعریف ہو رہی تھی اور اس چند فن پاروں نے اسے ملک کے صف اول آرٹسٹ میں لا کھڑا کر دیا تھا وہ آج مکمل پارٹی کی شان بن گئی تھی اس نے آج لباس بھی نہایت بالائی جس کے اوپر واسکٹ کی طرز پر بنی ہوئی بالکل کسی ماہر ڈیزائنر کا ڈریس پہن رکھا تھا اس نے ہلکی پھلکی میک اپ بھی کی ہوئی تھی وہ آج سب سے ممتاز نظر آ رہی تھی اور اس کے چہرے پر اندرونی خوشی کی روشنی محسوس کی جا سکتی تھی اچھا اچانک لاؤڈ سپیکر مائیکروفون پر اعلان ہوا یہ پارٹی مس میمنا گرا کے نام مکمل حال تالیوں سے گونج اٹھا میمنا گرا حیرانی سے اس سنئیر آرٹسٹ کو دیکھنے لگی جس نے اتنی بڑی بات کہہ دی تھی۔

❀❀❀

ایک بھیانک خوفناک چیخ مکمل کمرے کو دہلا گئی وہ خوفناک شخص اس چیخ کو سن کر یکدم بوکھلا گیا اور جیسیکا گرانٹ کی چیخوں سے مکمل کمرہ گونج اٹھا اس کے ہاتھوں سے گم بیخ چھوٹ کر نیچے جا گری اور پھر ایک اس بھیانک شخص نے جیسیکا گرانٹ کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اس کا ہاتھ کبھی اتنی نرم میز پر نہ پڑا تھا اس کا ہاتھ بہت سخت تھا اور فی الحال اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا کیونکہ اس کے ایسا کرنے سے جیسیکا کی چیخیں دھیمی پڑ گئی تھیں اور اس کی آواز دب گئیں جیسیکا کی کمرے گھبرے دھویں اٹھ رہے تھے اور وہ شدید تکلیف تھی مگر وہ شخص اس کی اذیت سے لطف اندوز ہو ۔ رہا تھا اور اس کے بھیانک قہقہے فضا میں گونج رہے تھے اس نے جیسیکا کے ہاتھ آزاد کیے مگر وہ شدید درد کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی اس کی گردن بائیں طرف کو ڈھلک گئی۔

اچانک اس آدمی نے پاس پڑا ہوا خنجر اٹھایا اور جیسیکا کا بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اس کاٹ ڈالی اور پھر اس نے اس کا مکمل بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا خون کا ایک شدید فوارہ اس بھیانک آدمی پر پڑا وہ زبان سے وہ خون چاٹنے لگا اور ایک سرور اس پر طاری ہو گیا۔ بے ہوش جیسیکا کو خبر تک نہ ہو سکی کہ اس کا بایاں ہاتھ اس ظالم کی بھینٹ چڑھ چکا ہے اس کے کٹے ہوئے ہاتھ ابھی تک گاڑھا سرخ خون بہہ رہا تھا اور وہ شخص اس کا خون پینے میں ایسا مصروف تھا اور اس پر ایک سرور کی کیفیت طاری تھی اور اس کے قریب جیسیکا بے ہوش پڑی ہوئی تھی اچانک اس شخص نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور تیز دھار والا خنجر اٹھا لیا اور جیسیکا گرانٹ کو گھورنے لگا پھر وہ اٹھ گیا اور بے چینی کی کیفیت میں لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا دوسرے کمرے میں گھس گیا اچانک اس کی نظر دوسرے کمرے میں رکھے ہو۔ ئے محلول پر پڑی ایک پانی کی طرح بے رنگ شربت محلول شیشی میں محفوظ تھا وہ اس نے اٹھایا اور اس میں ایک سرخ گلاب کا پھول رکھا تھا لیکن وہ محلول اتنا زہریلا تھا کہ اس نے گلاب کے پھول کو بالکل مرجھا کر رکھ دیا اور بالکل زرد بنا دیا تھا اس کی آنکھیں اردگرد گھوم گئی تھی جس طرح کسی کی ناگ کی آنکھیں گھومتی ہیں اس کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ دوڑ گئی وہ تیز تیز چلتا ہوا جیسیکا کے

قریب پہنچ گیا اور جیسیکا کے خوبصورت چہرے کو گھورنے لگا اور چند لمحات بعد وہ غضب ناک ہو گیا۔ اس کا چہرہ مزید بگڑ گیا اور وہ سخت مضطرب ہونے لگا پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آ گیا۔

اس نے جونہی جیسیکا کے چہرے پر وہ محلول انڈیل دیا جیسیکا کے منہ سے ایک بھیانک اور دلدوز چیخ خارج ہوئی اس کے چہرے سے گہرے دھویں اٹھنے لگے اور جس جس جگہ وہ محلول پڑا تھا وہ جگہ انتہائی کالی ہو گئی جیسیکا کرسی میں اچھل کودنے لگی اور اس کی کرسی بائیں سمت لڑکھڑا گئی خوفناک آدمی کا چہرہ مزید غضب ناک ہو گیا اور وہ جیسیکا کی تکلیف دے حالت سے لطف اٹھانے لگا جیسیکا کی آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھی اور اس کا ادھا چہرہ کسی بندر کی طرح کالا سیاہ پڑ گیا تھا وہ بدصورت آدمی مزید بدصورت نظر آنے لگا اس نے تڑپتی ہوئی جیسیکا کے کان میں کہنے لگا یہ اذیتیں تو کچھ بھی نہیں ہیں ابھی بہت سزائیں باقی ہیں میں تم جیسی نازک حسیناؤں کو تڑپا تڑپا کر ماروں گا اور اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچا دوں گا جیسیکا اتنی تکلیف میں تھی کہ وہ اسے جواب تک نہ دے سکی نہ سوال کر سکتی تھی کہ میرا قصور کیا ہے میں نے کیا بگاڑہ تھا تیرے کو تو نے اس دنیا میں مجھ سے جہنم والا سلوک کیا مگر وہ صرف چیخ رہی تھی اس کی چیخیں سننے والا کوئی نہیں تھا وہ وہ اس کمبخت کے جال میں بری طرح پھنس چکی تھی اور یہ آدمی اس پر رحم کرنے والا نہ تھا بلکہ اس نے سینکڑوں حسین لڑکیون کے ساتھ یہ ناروا سلوک کیا تھا مگر وہ وہ حسین لڑکیاں ہوتی جن کے آگے پیچھے کوئی بھی نہیں ہوتا تھا اس لیے ان کی گم شدگی کی رپورٹ پولیس تک نہیں پہنچتی تھی بلکہ اگر وہ گم ہو بھی جاتیں تو ان کے لیے کوئی اتنا پریشان نہیں ہوتا تھا مگر اب اس کی نظریں شہر کی مشہور لڑکیوں پر تھیں اس نے پہلے میرا اینا کا کام تمام کر دیا تھا اور اب اس کے چنگل میں جیسیکا گرانٹ بری طرح پھنس چکی تھی۔

اس آدمی کی عمر چالیس یا پینتالیس سال کے قریب تھی اس کا قد بھی کچھ عام لمبا تھا اس کا چہرہ بہت ہی زیادہ بدصورت تھا جیسیکا گرانٹ بری طرح زخمی ہو گئی اور اب اس کی چیخیں اس کمرے میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں اس آدمی نے اس کی گری ہوئی کرسی سیدھی کی اور اور ایک نیا خنجر نکال دیا جیسیکا کے چہرے پر بدستور دھویں اٹھ رہے تھے اس کا چہرہ انتہائی کالا پڑ چکا تھا اور جس جس جگہ پر وہ محلول پڑا تھا اس کے چہرے پر وہاں وہاں اب چھوٹے چھوٹے سراغ بھی ہونے لگے تھے اور ان سے بدبو کے بھبکے خارج ہونے لگے تھے وہ خنجر لہراتا ہوا جیسیکا کے بالکل سیدھ میں کھڑا ہو گیا اور اس کے بھیانک چہرے کو تکنے لگا محلول ابھی تک جیسیکا کی آنکھوں میں نہیں پڑی تھی ورنہ اس کی دونوں آنکھیں معذور ہو جاتیں وہ شخص نے ہاتھ بڑھایا اور جیسیکا کے بھیانک چہرے پر وہ خنجر زور سے پھیرا خون کی ایک سیدھی لکیر اس کے کالے چہرے پر پڑی اور یہ بات انتہائی اہم تھی کہ خون بالکل سیاہ ہو چکا تھا اور پھر وہ شخص اپنی زبان سے وہ خون چاٹنے لگا۔

❁❁❁

گاڑی کے ٹائر چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ رک گئے آگے یاڈانیا نیرٹ کا بڑا وسیع مکان تھا اس نے بل دے دی یہ کیا وہ حیران رہ گیا بڑا دروازہ خود بخود کھل گیا خیر وہ اندر داخل ہو گیا گھر میں کوئی بھی ذی روح دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ اندر چلا گیا اندر گھر کا ماحول خوشبوؤں سے محسور کن تھا پھولوں اور اگربتی کی خوشبو چارسو پھیلی ہوئی تھی گھر کا ڈائزئن انتہائی حسین و جمیل تھا اور آگے راہداری سی بنی ہوئی تھی اس میں سرخ قالین بچھایا گیا تھا اور راہداری کی دیواروں پر اردگرد چند بڑے بڑے فن پارے لگائے گئے تھے یہ فن پارے انتہائی خوفناک منظروں سے بھرپور تھے نیچے فن پارے کے کھونے میں آرٹسٹ کا نام لکھا تھا بے ساختہ ینس کی نظر میمنا گرا کے نام پر پڑی اوہ۔ تو یہ حسین و جمیل آرٹسٹ لڑکی ہے خیر وہ ان خوبصورت فن پاروں سے لطف اندوز ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا آگے بس ایک گول طرز کا بنا ہوا کمرہ تھا جیسے انتہائی خوبصورتی سے آرائش کے لیے تیار کیا گیا تھا ان کو ڈرائنگ روم بھی کہہ سکتے ہیں وہ خود بخود ڈرائنگ روم میں چلا گیا اور وہ جیسے ہی صوفے پر بیٹھا اس کے قریب پڑا ہوا فون یکدم بجنے لگا وہ

ایک دم بوکھلا گیا مگر پھر وہ جلد ہی سنبھل گیا بار بار فون بجنے سے اس نے فون اٹھایا اور تو اس کے کانوں میں یاڈانیا نیرٹ کی آواز پڑی۔

کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو اس نے انتہائی ادب سے جواب دیا مادام میں سخت الجھن میں ہوں اور آپ سے مدد لینا چاہتا ہوں پھر اسنے مختصر کہانی اس کو بتائی اچھا ٹھیک ہے تم بیٹھو میں ابھی آتی ہوں کچھ دیر کے انتظار کے بعد واقعی ایک حبشی قوم سے تعلق رکھنے والی لڑکی ہال میں نمودار ہوئی اس کے گلے میں دو تین عدد مالائیں تھیں اس کے سر پر سونے کا تاج تھا اور تاج کے اوپر کسی سانپ کی شکل کا مجسمہ رکھا تھا اس کے بال لمبے اور گنگریالے تھے اس کا لباس کالا اور سفید رنگ کا تھا جس میں وہ بہت ہی اچھی لگ رہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑی طشتری تھی جس میں سے کالے دھویں ابھر رہے تھے اور وہ چلتی ہوئی اس کے قریب بیٹھ گئی اس نے بتانا شروع کر دیا ینس کی باتیں یاڈانیا نیرٹ بہت غور فکر سے سننے لگی وہ بتانے لگا کہ پہلے تین دن قبل اس کی گرل فرنیڈ لاپتہ ہو گئی پھر ایک رات وہ رات کے درمیانے پہر میرے خواب میں آئی وہ سخت مصیبت میں تھی کوئی اسے اذیت دے رہا تھا اور وہ سخت مضطرب تھی اچھا ینس میں کچھ کرتی ہوں تم آنکھیں بند کر دو میں ابھی اپنے علم سے معلوم کرتی ہوں کہ وہ کیا واقعی اذیت میں ہے ینس نے آنکھیں بند کر لیں یاڈانیا نیرٹ نے طشتری سے ڈھانپا ہوا کپڑا ہٹایا طشتری میں ایک انسانی ڈھانچے کی صرف کھوپڑی رکھی ہوئی تھی اور وہ دو تین ہڈیاں بھی تھیں طشتری میں ایک مالا بھی تھی جو قیمتی پتھروں سے تیار کی گئی تھی اور طشتری میں ڈال رکھی تھیں یاڈانیا نیرٹ نے وہ مالا اٹھائی اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگی۔

اس کے پاس ایک چھوٹا سا آئینہ تھا پھر دوسرے ہاتھ میں کھوپڑی پکڑی اور اس پر پھونک ماردی کھوپڑی سے آگ کا شعلہ سا بلند ہوا اور یاڈانیا نیرٹ نے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں اور اس کی بڑھائی میں شدت آ گئی پھر طشتری میں سے اس نے کھوپڑی کو رکھ دیا اور اپنے دوسرے ہاتھ کو ہوا میں بلند کیا اور اپنے اردگرد پھونک ماردی ینس کو شدید گرمی کا احساس ہوا مگر وہ ضبط کیے جا رہا تھا نیرٹ نے مزید اپنا عمل جاری رکھا اور ایک اپنی جگہ سے اٹھ گئی گرمی کا احساس بڑھ گیا یاڈانیا نیرٹ بند آنکھوں ... کمرے میں ٹہلنے لگی اور چھوٹا آئینہ اس کے ہاتھ میں تھا ابھی پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ وہ بند آنکھوں سے واپس آئی اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اس نے آئینہ پر پھونک ماری اور اپنی آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں انتہائی سرخ ہو چکی تھیں اور آئینہ میں وہ دیکھنے لگی جس میں کسی لڑکی کا بھیانک چہرہ اسے دکھائی دیا۔

❁❁❁

میمنا گرا نے اپنے لیے اور اپنے باپ ایٹ والڈ کے لیے کھانا گرم کیا اور اب کچن میں ہی دونوں کھانے کھانے لگا وہ اپنی مصروفیات اپنے پاپا سے ڈسکس کر رہی تھی اور ایٹ والڈ ہوں ہاں میں جواب دے رہے تھے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب ہم اپنا گھر بدل لیں گے کیونکہ میں اب مزید اس علاقے میں نہیں رہ سکتی کیوں کیا خرابی ہے اس علاقے میں والڈ نے نوالا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا خیر کچھ دیر دونوں میں خاموشی چھا گئی تھی اور پھر میمنا گرا ممنائی اور کہا دیکھو ڈیڈ۔ میں اب بہت کچھ کمانے لگی ہون میرا اشمار سنیئر آرٹسٹوں میں ہونے لگے میرے وہ بنائے گئے فن پاروں بلکہ شاہکاروں کی منہ مانگی قیمتیں مل رہی ہیں اور ڈیڈ جب انسان اس قابل ہو جائے کہ اس کو اپنے خرچے سے زیادہ ملنے لگے تو پھر اخراجات خود بخود بڑھ جاتے ہیں۔ یہ گھر بھی ہو گا مگر کسی مہنگے علاقے میں ہم اپنے لیے دوسرا گھر بھی ڈھونڈ لیں گے مگر بیٹا یہ گھر مجھے میرے سرکاری طور پر ملا تھا یہ گھر انتہائی نفیس اور دلکش ہے اس میں تمہاری بچپن کی یادیں اور تمہاری مری ہوئی ماں کی یادیں ہیں میرے ساتھ بلکہ یوں کہہ لیں کہ گھر یادوں کا سرمایہ ہے میرے لیے ہم فی الحال یہ کسی بھی صورت گوارہ نہیں کر سکتے کہ میں یہ گھر چھوڑ کر کہیں اور جا بسیں مگر ڈیڈی جب انسان مشہور ہو جاتا ہے تو اس کے مداحوں کی تعداد بھی بڑھنے لگتی ہے میرا نام اخبارات میں آنے لگا ہے اگر

کل یہاں پر آسانی سے وہ مجھے مل گئے تو گھر کے باہر جلوس سا ہوگا دیکھو بیٹا تم ٹھیک کہہ رہی ہو جب وقت ملے پہنچوں گا۔

میںنا گرانے ڈیڈ کی طرف دیکھا مگر پھر آگے کچھ نہیں کہا چلو ٹھیک ہے ڈیڈ اگر پھر مجھے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو پھر آپ ذمہ دار ہوں گے۔ نہیں میری بہادر جان جگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا میں تمہارے ساتھ ہو تم ڈرو نہیں اللہ بہتر کرے گا خیر ٹھیک ہے لیکن ایک نئی گاڑی مجھے ملی ہے کل سے میں اپنی نئی کار لاؤں گی اچھا ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ڈیڈ اس معاملے میں تمہیں کچھ کہنے بھی نہیں دوں گی چلو اب تم بہت زیادہ اپنی من مانی کرنے لگی ہو آج اپنی پرانی گاڑی میں آخری بار شہر کی سیر کریں اوہ یہ تو بہت اچھی بات ہے میںنا گرانے کہا اور آج ہم رات کا کھانا باہر کھائیں گے میںنا گرا مزید پر جوش ہوئی یہ بھی اچھی خبر ہے آج ڈرائیونگ میں کروں گی اور میں انجوائے منٹ کروں گی وہ دونوں باہر جانے کی تیار کرنے لگے۔۔

❁❁❁

جیسیکا گرانٹ کے چہرے سے کالے رنگ کی پیپ نکلنا شروع ہوگئی تھی اور اس کے قریب کھڑا وہ خوفناک شخص نے اس کی طرف دیکھا اس نے اپنی لمبی سیاہ زبان باہر نکالی ہوئی تھی اور قہر آلود نظروں سے جیسیکا کو دیکھنے لگا جیسیکا اس شخص کو دیکھ سکتی تھی مگر وہ اتنی کرب ناک اذیت میں مبتلا تھی کہ وہ اب اپنی موت کا انتظار کر رہی تھی اس کے بائیں طرف چہرے سے گوشت گرنے لگا تھا اور اس کی ہڈیاں واضح طور پر نظر آنے لگی تھیں اس کو دیکھ کر کسی چڑیل کا گماں ہونے لگتا تھا لیکن ابھی اس کا سانس چل رہا تھا۔ وہ خوفناک سا بدشکل بے رحم آدمی آگے بڑھا اور جیسیکا کے باندھے ہوئے پیروں کو آزاد کرنے لگا انے اس کو مکمل طور پر آزاد کر دیا مگر جیسیکا گرانٹ میں اتنا دم نہیں تھا کہ وہ کرسی سے اٹھ سکے اس کی تکلیف کا بخوبی اندازہ اب بھی اس شخص کو تھا وہ ایک بار پھر دوسرے کمرے کی طرف گیا اور وہاں سے ایک قد آور آئینہ لے آیا اور وہ آئینہ اس نے بالکل جیسیکا کے سامنے رکھ دیا جیسیکا کو آئینہ میں اپنا بھیانک روپ نظر آیا آئینہ میں کل والی جیسیکا نہیں تھی یہ تو کسی بھیانک ڈائن کا عکس تھا سر کے بال کٹے تھے آدھا چہرہ گوشت سے عاری تھا اور کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا جس سے سرخ رنگ کا خون بہہ چکا تھا اور اسنے جیسیکا کے سفید جوتوں کو خون سے سرخ کر دیا تھا کمرے کے نیچے زمین پر ارد گرد خون پھیلا ہوا تھا البتہ ناک اور آنکھیں صحیح سلامت تھی لیکن ناک میں بھی گڑھے پڑ چکے تھے اوپری حصے میں جیسیکا آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھ کر چند لمحوں کے لیے اپنی تکلیف بھول گئی مگر پھر ایک دلدوز چیخ اس کے منہ سے خارج ہوئی اس خوفناک آدمی کے ہاتھوں میں کیمرہ تھا اس نے ایک کلک کے ساتھ جیسیکا کی اس بھیانک روپ میں تصویریں لے لیں اور پھر کمرے میں نہایت اختیاط سے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز میں وہ کیمرہ محفوظ کر لیا۔ اس نے جیسیکا کی چیخ کی کوئی پرواہ نہیں کی اور پھر اس نے وہ قد آور آئینہ اٹھایا اور دوسرے کمرے میں لے گیا جیسیکا نے اٹھنے کی ناکام کوشش کی مگر اسے مسلسل ناکامی ہوئی خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے وہ اٹھ نہیں پا رہی تھی اس کو طبعی امداد کی سخت ضرورت تھی مگر اچانک اس کی نگاہ ایک دم پیچھے دیوار پر پڑی وہاں پر میرانیا کی ایک حسین و جمیل تصویر لگائی گئی تھی یہ تصویر کسی اخبار سے لی گئی تھی لیکن ساتھ میں اس کی اپنی بھی ایک عدد خوبصورت اور بڑی سی تصویر تھی پانچ دن قبل انٹرویو کے دوران جیسیکا نے یہ تصویر میڈیا کو دی تھی اور یہ تصویر انٹرنیمنٹ پیج پر بڑی واضح طور پر لگا تھی سامنے بوسیدہ اخباروں کا ایک ڈھیر بھی تھا اس نے کرسی سے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی اس بار وہ جیسے ہی اٹھ کھڑی ہوئی سامنے سے وہی بھیانک آدمی اس کے سر پر پہنچ گیا۔

❁❁❁

پاڈانیا نیرٹ کی آنکھیں سرخ ٹماٹر بن گئی اس سے سخت جھٹکا لگا نیس نے ابھی تک اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں نیس آنکھیں کھولو۔ حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز پاڈاینا

نیرٹ کی سنائی دی نیس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اس کی نگاہ پاڈاینا نیرٹ پر پڑی وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا اس کو عجیب سا لگا۔

پاڈاینا نیرٹ کی آنکھیں سرخ تھیں اس کے ماتھے پر لکیریں تھیں اور وہ سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی کیا ہوا مادام کیوں کیا پریشانی ہے وہ جیسیکا گرانٹ سخت مشکل میں ہے وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے نیس وہ کسی کے جال میں بری طرح پھنس چکی ہے اسے اب بچایا بھی نہیں جا سکتا وہ بس آخری سٹیج پر مجھے دکھائی دی ہے پتہ نہیں مجھے اس کے پاس کسی آدمی کا دھندلا سا یہ بھی نظر آیا مگر اس کی آنکھیں بھی باہر کو انڈ آئی تھیں دیکھو نیس اس طلسمی شیشے میں اس کا عکس کی آخری جھلک محفوظ ہو گئی ہے کیا یہ جیسیکا گرانٹ کی جھلک ہے پاڈاینا نیرٹ نے چھوٹا سا آئینہ نیس کی طرف کرتے ہوئے کہا آئینے میں موجود لڑکی کی جھلک کسی بھی طور ڈراونی ڈائن سے ہرگز کم نہ تھی آدھا چہرہ جیسیکا گرانٹ کا تھا باقی چہرہ گوشت سے عاری تھا بال گردن تک کٹے ہوئے جو آدھے چہرے پر بکھر گئے تھے شدید درد سے اس کی چیخ نکل گئی تھی اس کے نچلے ہونٹ بھی نہیں تھے دانت بس گرنے کے برابر تھے یہ جیسیکا نہیں ہے نیس اسے دیکھ کر لرز اٹھا جیسیکا اس بھیانک حال میں نہیں ہو سکتی نیس بے یقینی سے پاڈاینا نیرٹ کو تکنے لگا تھا۔

یہ سچ ہے اگر وہ خوش ہوتی یا اپنی مرضی سے گئی ہوتی تو نہ وہ تمہیں رات کو خواب میں دکھائی دیتی اور نہ وہ مجھے بلکہ مجھے اس کے بارے میں کچھ خاص معلوم نہ ہوتا اس آئینہ پر اس کی اچھی اور خوبصورت تصویر نمودار ہوتی اور اگر وہ کسی مصیبت میں نہیں ہوتی تو پھر مجھے ضرور کوئی نہ کوئی اشارہ ملتا مگر نیس وہ شاید اس انجانی چال میں بری طرح پھنس کر رہ گئی ہے ہاں اگر وہ کسی بھی جہان مین ہوتی اور خوش ہوتی تو پھر صرف مجھے اس کا یہ بھیانک روپ نظر نہیں آتا پاڈانیا نیرٹ خاموش ہو گئی نیس اسے دیکھ کر بولا مادام کیا تمہیں اندازہ ہے کہ وہ کون سی جگہ پر ہو گی میں اسے بچانا چاہتا ہوں پلیز مجھے اس جگہ کا نام بتائیں میں ہر طور پر اپنی زندگی کو بچانا چاہتا ہوں میس، میں تو اتنی جلدی اس معاملے پر نہیں پہنچ سکی ہوں مگر اگر یہ کوئی جن بھوت والا معاملا ہوتا تو پھر میں ان کو وہ سبق سکھاتی کہ زندگی بھر یاد رکھتے مگر مجھے اتنا یقین ہو گیا ہے اسے کسی جن بھوت نے نہیں بلکہ کسی انسان نے اغوا کیا ہے اور وہ کسی انسان کے قبضے میں ہے پاڈاینا نیرٹ نے نیس کو ہی سب کہا مگر کوئی علم تو ہوگا کہ اس کے سراغ کا پتہ لگایا جا سکے اور شاید مجھے یقین ہے کہ آپ کے پاس ضرور اس کا کوئی نہ کوئی حل ہوگا آپ مجھے مایوس مت کیجیے پلیز مجھے بتائیے۔ ہاں اگر کسی انسان کا معلوم کرنا ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے میرے پاس ایک طریقہ ہے مگر وہ ابھی فوری طور پر نہیں یا جا سکتا ہے وہ کل رات سے شروع ہوگا اور رات کے آخری پہر تک مجھے اس عمل کو جاری رکھنا پڑے گا شاید میں اس عمل میں کامیاب ہو سکوں ناکامی کی صورت میں میرے ساتھ بہت برا ہوگا۔ لیکن میں خود الجھ کر رہ گئی ہوں میں تمہاری ہر ممکن مدد کرنا چاہتی ہوں تم کل شام کو آنا میں وہ عمل ضرور کروں گی میں ہر ممکن حد تک آپ کا ساتھ دوں گی پاڈاینا نیرٹ اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی نیس نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا مادام میں تمہیں اس کی زندگی کے بدلے میں تمام کمائی دینے کو تیار ہوں پلیز بس اسے بچایئے میں اس شخص کو اتنی بھیانک موت ماروں گا کہ دنیا تک کانپ جائے گی بس آپ میری مدد کریں۔ ہاں میں اپنے عمل کے لیے کچھ انتظام کرتی ہوں تم اب جاؤ کل شام کو آنا میں کل تمہیں کچھ ہدایات دوں گی تم نے اس پر فوری طور پر عمل کرنا ہے اور پھر کل رات اگر اوپر والے چاہا تو مجھے ضرور کامیابی مل جائے گی میں کل والے عمل کے لیے کچھ چیزیں اکٹھی کرتی ہوں تم ایسا کرنا کل مجھے ملنا اب تم یہ چیزیں کل شام تک لے آؤ ان کو پاڈاینا نے پرچی تھما دی۔

❁❁❁

وہ اسے گھور کر رہ گئی اس کی نس نس سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں وہ بھیانک آدمی اس کے سر پر پہنچ کر اسے گھور رہا تھا جیسیکا نے ہمت کی اور اس کے منہ پر تھوک دیا ذلیل کمینے بدذات۔ اس نے اس کا گالیاں بھی دیں لیکن

شدید درد سے اس کی آواز تلملا رہی تھی وہ حص اس کے اوپر ہنسنے لگا تم بھی بہت جلد اس تک پہنچ جاؤ گی اس نے میرا انیا کی تصویر کی طرف اشارہ کیا لیکن مارنے سے قبل میں تمہیں ایک بھیانک کہانی سناؤں گا۔ میں تمہاری اذیت ختم کر دوں گا ہاہاہا۔۔

اس کی بھیانک آواز نے وحشت سی بھر دی مکمل کمرے میں اس کا قہقہہ شیطانی آواز میں گونجا جیسیکا نے کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن آواز بری طرح اس کے حلق میں پھنس کر رہ گئی جیسیکا گرانٹ کی ہلکی سی آواز نکلی ایسا لگا جیسے وہ منمنا رہی ہو خیر اس شخص کی بھیانک آواز گونجی میں تمہیں اپنی کہانی سنالوں پھر تمہاری اذیت بھی ختم ہو جائے گی اس کی آنکھوں کی چمک مزید گہری ہو گئی بہت پہلے کئی سالوں پہلے میرا بچپن بھی شہر کی پر رونق گلیوں میں گزر رہا تھا میرا نام ولین تھا میں بھی بہت حسین تھا میں بھی آہستہ آہستہ بچپن سے جوانی کی منازل طے کرتا گیا اور میں دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوبرو نوجوان بن گیا۔ میرا گرینڈ فادر کچھ پراسرار قوتوں کا مالک تھا اس کے پاس کئی عجیب و غریب طاقتیں تھیں اس وجہ سے میں اپنے گرینڈ فادر سے سخت نفرت کرنے لگا ہمارا اونچا خاندان میرے گرینڈ فادر کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوا اور میں اس حالت میں پہنچا ایک بدصورت آدم خور بن گیا ایک خوفناک آدمی بن گیا اس میرے گرینڈ فادر کی وجہ سے جیسیکا گرانٹ اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی تب ولین نے کہنا شروع کیا کہ میرا گرینڈ فادر مجھ کو اپنے قریب دیکھنا چاہتا تھا لیکن میں اس کے کبھی بھی قریب نہیں ہوا ہمارے خاندان کا معاشرے میں بہت اونچا مقام تھا میں بہت حسین ہوا کرتا تھا میرے آگے پیچھے حسینائیں پھرا کرتی تھیں اور پھر ایک اس وقت میں بائیس سال کا نوجوان خوبرو لڑکا تھا۔

میرے گرینڈ فادر نے کوئی عمل مجھ پر کیا میرے خوابوں میں ایک خوبصورت حسینہ کا چہرہ نمودار ہونے لگا بیٹھے بیٹھے میں کھونے لگتا کوئی حسین و جمیل لڑکی میرے خیالوں میں آنے لگی اس کا چہرہ اتنا حسین تھا میں رفتہ رفتہ اس چہرے کا دیوانہ بن گیا۔ میرا چین و سکون لٹ گیا میرا ذہن اس کا متلاشی بن گیا میں نے ان کا چین کھویا دیوانہ وار اس خیالی پیکر کی تلاش شروع کر دی بس میں خود سے بہت زیادہ الجھ کر رہ گیا میرا پورا مکمل خاندان تھا مگر آج میں تنہا ہوں یہ سب میرے گرینڈ فادر کی وجہ سے ہوا میرا بھائی میری ماں باپ اور وہی خبیث بوڑھا سب ختم ہو گئے لیکن تم سنو گی میری کہانی ولین مزید خوفناک ہو گیا میں ہر پل اس لڑکی کو دیکھنے لگا میرا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا میں ہر وقت گم صم رہنے لگا ایک دن میں اپنے بنگلے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا شام کا وقت تھا سب اونگھ رہے گئے تھے کہ اچانک میرے گرینڈ فادر نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا میں نے چونک کر اسے دیکھا مجھے اس کا آنا سخت برا لگا کیونکہ میں اسے خوفناک آدمی کہہ کر بلاتا تھا اسے سخت برا لگتا تھا یہ جملہ میں وہاں سے اٹھنے ہی والا تھا کہ اس کی آواز سنائی دی۔

رکو ولین۔ میں تمہاری بے قراری ختم کر سکتا ہوں اس حسینہ سے تجھے ملوا سکتا ہوں میں نے بے ساختہ اسے دیکھا میرے بے چین دل کو قرار سا آ گیا میں تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگا گرینڈ فادر کیسے پہلی بار میں نے اسے گرینڈ فادر کہا تھا اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور میں نہ جان سکا میں اس کے قریب ہو گیا کچھ لمحوں تک گہری خاموشی چھائی رہی پھر اس نے خاموشی کو توڑا۔ تم اسے پانا چاہتے ہو ہاں میں خوشی سے اس کے قدموں میں بیٹھ گیا لیکن میں تمہیں ایک ہی بات بتاتا ہوں تم میرے لیے ایک شرط پر پابند رہو گے گرینڈ فادر کی آنکھیں چمک اٹھیں کیسی شرط۔ میں نے بے تابی سے کہا۔ ایک شرط ہے کیونکہ تمہیں اس پر عمل کرنا پڑے گا ہاں میں کروں گا بس تم مجھے اس حسینہ سے ملوا دو تو میرے گرینڈ فادر نے کہا۔ ہاں پہلے میری بات سن لو آج کی رات تم بنگلے کے تہہ خانہ میں جاؤ گے وہاں پر سخت گھمبیر اندھیرا ہو گا مگر تم نے گھبرانا نہیں ہے تہہ خانہ کئی سالوں سے بند پڑا تھا میں اس کی باتیں غور سے سننے لگا تم جب تہہ خانہ میں جاؤ گے تمہاری خوابوں کی شہزادی ملے گی اس میں سے وہ لڑکی اٹھے گی جو

تمہارے حواسوں پر چھائی رہتی ہے وہ بس صرف تمہیں چاہے گی مگر اب میری شرط بھی سن لو۔ وہ صرف تمہارے ساتھ رات کو ہوگی دن کو وہ اسی تابوت میں سوئے گی اور تم اسے دن کے وقت کبھی بھی نیند سے بیدار نہیں کرو گے ورنہ پھر بہت برا ہو گا۔

میں نے اپنے گرینڈ فادر کو حلف دے دیا کہ ایسا ہی ہو گا اور میں بے چینی سے رات گہری ہونے کا انتظار کرنے لگا اور رفتہ رفتہ وقت گزرنے لگا جب رات گہری ہوئی تو میں اٹھا اور بنگلے کے تہہ خانہ کی طرف جانے لگا میں کوئی تیرا سال بعد تہہ خانہ میں اتر رہا تھا کیونکہ تہہ خانہ میں گرینڈ فادر جادو بھرے علوم کرتے تھے میں نے اندھیرے میں ہی تہہ خانہ میں اتر گیا نیچے واقعی ایک زرد اور کالے رنگ کا تابوت موجود تھا ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے تابوت کا ڈھکن ہٹایا۔ تو واقعی اس میں سے ایک چاند سا روشن چہرہ دکھائی دیا ایک حسینہ اس کے اندر لیٹی ہوئی تھی وہی حسینہ جو میرے حواسوں میں چھائی رہتی تھی میں اسے دیکھ کر کھونے لگا وہ بہت زیادہ حسین تھی اس نے جھٹکے سے دونوں آنکھیں کھول دیں اور تابوت سے اٹھ گئی وہ مجھے دیکھنے لگی اور دیکھ کر کہا ولین مجھے یقین تھا تم مجھے لینے ضرور آؤ گے ہاں میں آ گیا ہوں میں نے اس کو تابوت سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے بھی وہی شرط مجھے بتا دی کہ وہ دن کے وقت اسی اندھیرے ماحول میں تابوت کے اندر سوئے گی میں سمجھ گیا اور میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں خود اسے رات کے ختم ہوتے ہی اسے تابوت تک پہنچا دوں گا وہ میرے ساتھ تہہ خانہ سے باہر نکل آئی اور ہم دونوں سڑکوں میں نکل گئے ٹھنڈی ہوائیں اور گرد سے چل رہی تھیں وہ بہت ہی زیادہ خوبصورت تھی سڑکوں پر چہل قدمی کرتے ہوئے وہ میرے ساتھ بہت بھلی لگ رہی تھی رات کو بہت کم لوگ گھروں سے نکلتے تھے اس طرح کئی دن گزر گئے وہ رات کو میرے ساتھ ہوتی اور دن کو تابوت کے اندر سو جاتی میں۔

اس واقعے کے بعد اپنے گرینڈ فادر کے کافی قریب ہو گیا تھا اس لڑکی نے اپنا نام ایما بتایا تھا گرینڈ فادر اب ایک نئے عمل میں مصروف ہو گئے سو ہماری دوری یقینی تھی ایک دن صبح کا وقت تھا میرے دل میں آیا کہ آج اس کا صبح کے وقت دیدار کروں کیونکہ اس کے بغیر میں سخت مضطرب رہتا تھا میں یہ تہہ خانہ میں گیا تہہ خانہ میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا میں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ میں اپنا وعدہ توڑ رہا ہوں میں نے تابوت سے ڈھکن ہٹا دیا ایک چیخ کی آواز سنائی دی اور جیسے ہی ایما کے چہرے پر دن کی روشنی پڑی وہ سوئی ہوئی تھی لیکن دن کی روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ بگڑنے لگا اس کے گال خشک ہونے لگے ماتھے پر بوڑھی عورتوں کی طرح شکنے نمودار ہونے لگی اس کا چہرہ بگڑتا چلا گیا وہ سخت اذیت میں دکھائی دی میں نے جب اس کا یہ حال دیکھا تو ڈر کے مارے تابوت کا ڈھکن واپس تابوت پر رکھ دیا اور واپس بنگلے میں آ گیا جب سے یہ سب میں نے دیکھا تھا میرے دل میں سوالات نے جنم لیا تھا خیر رات کو جب میں اس کے پاس گیا اور اس کو تابوت سے نکالا تو ایما بہت کمزور ہو گئی تھی اس کا رنگ زرد پیلا پڑ گیا تھا۔

وہ غصے سے مجھے گھور رہی تھی اور پھر بولی میری حالت کے ذمہ دار تم ہو میں اب دو دن بعد آؤں گی اتنا کہہ کر وہ تیزی سے اٹھی اور باہر چلی گئی میرا بھائی شہر سے باہر تھا صبح اس کی لاش آئی۔ کہ اس کا مرڈر ہو گیا ہے اس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا اور اس کی لاش بہت زرد پیلی ہو گئی تھی جیسی ایما کی حالت ہو گئی تھی میرے بھائی ایمس کی شاہ رگ کاٹی گئی تھی خیر دوسرے دن میرے موم اور ڈیڈ کی بھی صبح ان ہی حالت میں مرڈر ہو گیا ان کو دیکھ کر میں سخت مضطرب ہو گیا اور پھر انکی تدفین کر دی گئی میں بہت پریشان ہو گیا اور پھر گھر میں تنہا ہو گیا تھا گرینڈ فادر بھی ان کی آخری رسومات میں شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ اپنے عمل میں لگے ہوئے تھے ان دونوں غموں دکھوں کا اثر اتنا تھا کہ میں ایما کو بھول گیا رات کا کوئی آخری پہر تھا جب ایما واپس مجھے بنگلے میں ملنے آئی میں اسے دیکھ کر کھل اٹھا ایما میرے پاس سب ختم ہو گیا

میں رونے لگا اس نے مجھے سہارا دیا اور میرے پاس بیٹھ گئی آج وہ بہت حسین لگ رہی تھی اس کی اس دن والی زرد رنگت ختم ہو گئی تھی اس کے چہرے کی شادابی کھل گئی تھی وہ میری شرٹ کے بٹن سے کھیلنے لگی اور میں اسے دیکھ کر کھونے لگا۔

ہم ایک دوسرے میں گم ہو گئے رات کا پتہ نہیں کون سا وقت تھا کہ میری گردن میں نوکیلے کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہورہے درد کی ٹیسیں پورے وجود میں دوڑ گئیں میں نے بس اتنا دیکھا کہ ایما مجھ پر جھکی ہوئی تھی اور میری گردن پر اس کے دانت تھے اس کے بعد میرا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا صبح جب میں اٹھا تو میں مکمل طور پر اکیلا تھا پورے جسم میں ٹیسیں اٹھ رہی تھی میرے جسم سے خون کے چھینٹے اور گرد پھیلی ہوئی تھی اور بیڈ کی سفید چادر خون کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے سرخ ہو گئی تھی میرے من میں بے چینی چھائی ہوئی تھی لیکن ایما کے غائب ہونے کی وجہ میں سمجھ گیا تھا وہ اس نیچے تہہ خانے میں تابوت میں ہوگی خیر میں نے فریش ہو کر کپڑے پہن لیئے میں باہر نکل آیا میرے گھر سے آج وحشت ٹپک رہی تھی اچانک میری نظر گرینڈ فادر پر پڑی وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے گرینڈ فادر میں بے چینی سے بڑھتا ہوا اس کے پاؤں میں بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں میرے لیے نفرت تھی اس نے مجھ سے منہ پھیر لیا گرینڈ فادر میں بچے کی طرح منمنایا اس نے غضب ناک ہو کر میری طرف دیکھا دفع ہو جاؤ میری نظروں سے مگر گرینڈ فادر میرا قصور کیا ہے ۔تمہارا قصور اتنا بڑا ہے کہ اس کا ازالہ بالکل بھی نہیں کیا جا سکتا کیوں غلطی مجھ سے ہوئی ہے میں نے بے یقینی سے اس کو دیکھنے لگا تمہاری وجہ سے میرے بیٹے اور بہو مر گئے میرا نواسہ موت کے منہ میں چلا گیا ۔کیا۔ میں حیرت سے اچھل کر کھڑا ہوا۔

میری وجہ سے مگر کیسے ۔تم نے دن کی روشنی میں ڈریکولا حسینہ کا چہرہ کیوں دیکھا تھا جس سے اس کی رگوں میں خون خشک ہو گیا اور وہ انتہائی اور وہ انتہائی کمزور ہو گئی اس نے بدلا لینے کے لیے تمہارے ماں باپ اور تمہارے بھائی کا خون چوس لیا اور کل رات اس نے تیرا خون بھی چوس لینا تھا مگر میری بروقت آمد سے وہ تجھے نہیں مار سکی یہ سب سن کر میں دہشت سے ہل گیا غصے کی سرد لہر میرے پورے وجود میں سرایت کر گئی میں نے بے یقینی سے گرینڈ فادر کو دیکھا میں اب اس کے ساتھ کیا کروں میں ایما کے ساتھ کیا کروں۔ میں چیخا میری آواز کی گونج پورے لاونج میں گونجی تم جاؤ اور اسے تابوت سے نکالو اسے سخت اذیتیں دے دو تا کہ اس کی روح تک کانپ جائے میں یہ سننے کے بعد لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا تہہ خانہ میں گیا اور گہری تیز روشنی تہہ خانہ میں روشندانوں کی وجہ سے آرہی تھی میں نے اس تابوت کا ڈھکن ایک وار سے ہٹا دیا اور روشنی جیسے ہی ایما کے چہرے پر پڑی اس کا گوشت سکڑنے لگا اس کی دبی دبی چیخیں نکلنے لگیں اس گوشت جھریوں کی صورت میں بدلتا چلا گیا اور وہ سخت اذیت میں دکھائی دینے لگی میرے ہاتھوں میں چاندی کی کیل تھی یہ میں نے تہہ خانے میں دیکھی تھی۔

ڈریکولا حسینہ ایما سخت مضطرب دکھائی دی بھیانک چیخوں سے پورا تہہ خانہ گونج اٹھا لیکن پتہ نہیں مرنے سے قبل اس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹا اور کچھ بڑبڑانے لگی خون کا فوارہ نکلا اور ٹھیک میرے چہرے پر پڑا میں غصے سے چیخ رہا تھا میرے منہ کے اندر تک اس کا خون آیا اس نے میری طرف پھونک ماری اور میرا جسم کپکپانے لگا وہ کسی سو سالہ بڑھیا کی طرح کمزور اور بدصورت ہونے لگی دن کی روشنی اس کے لیے کسی عذاب سے کم نہ تھی اس کا خون بہت میٹھا تھا لیکن میں اسے ہر روز اذیتیں دینے لگا اور پھر ایک دن اس کے سینے میں چاندی کی کیل ٹھونک دی کیونکہ اب وہ میرے کام کی نہیں ہو چکی تھی وہ انتہائی زرد اور کمزور ہو چکی تھی اب جب وہ مر چکی میں نے اس کے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے کر دیئے اور اسی تابوت میں بند کر دیے یہاں تک کہہ کر ولین خاموش ہو گیا اور جیسیکا گرانٹ کو اس کی کہانی میں ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی وہ بھی سخت اذیت میں تھی اور اس سے چھٹکارہ پانا چاہتی تھی لیکن اس کی داغ دار کمر اور کٹا ہوا جسم سخت درد کر رہا تھا پھر میں نے اس تابوت کو آگ لگا دی۔

پھر مجھے چین نہیں آیا میں اس طرح لڑکیوں کو اذیت دیتا ہوں جس طرح تمہیں دے رہا ہوں لیکن یہ جو آج میں بدصورت ہوں لڑکیاں مجھ سے ڈرتی ہیں یہ سب گرینڈ فادر کی وجہ سے ہوا ہے وہ اپنا سارا علم مجھے دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ اٹھ سال پہلے بے انتہا کمزور ہو چکا تھا اور مجھ کو اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا لیکن پتہ نہیں اس کا علم ناکام ہوا خود تو جیون سے ہاتھ دھو بیٹھا ساتھ میں میری یہ درگت بنائی ۔ پہلے میرے حسن کے جال میں حسینائیں خود بخود پھنستی تھیں مگر پھر میری مکروہ شکل کو دیکھ کر مجھے گالیاں دیتیں اور برے برے القابات سے نوازتیں بس تمہاری بھی اب اس اذیت سے تمہیں چھٹکارہ مل جائے گا یہ کہہ کر خوفناک اداروں سے ولین آگے بڑھا اور تیز دھار چھرے سے جیسیکا گرانٹ کی گردن کاٹ دی چند لمحات تک وہ تڑپتی رہی اور پھر سسک کر مر گئی شم کے سائے گہرے ہو چکے تھے اور رات کا بھیانک سناٹا ہر پھیل رہا تھا۔

❁❁❁

ینس پاڈانیا نیرٹ کے قریب بیٹھا ہوا تھا جبکہ پاڈانیا آج رات اس راز کو جاننے کے لیے عمل کر رہی تھی کیونکہ جیسیکا گرانٹ کی شکل وہ طلسمی آئینہ میں بہت بری طور پر دیکھ چکی تھی وہ ایک بند تاریک کمرے میں آئی اور اس نے ینس کو رخصت کر دیا کہ کل صبح آنا تمہیں جیسیکا کے بارے میں معلوم ہو جائے گا اس نے ایک قد آور آئینہ اپنے سامنے رکھا اور ایک ٹانگ پر کھڑی ہو گئی عمل سخت مشکل تھا مگر اسے کرنا تھا منتر اس نے شروع کر دیئے اور اردگرد گھپ اندھیرے میں ہر چیز گم ہو گئی تھی پاڈاینا نیرٹ مسلسل ورد پڑھ رہی تھی وقت کی رفتار دھیمے گزرتی جا رہی تھی اور اس کا عمل شدت اختیار کر گیا تھا وہ تیز تیز ورد پڑھنے لگی سخت اندھیرے کا ماحول تھا اسے کچھ بھی نظر نہ آرہا تھا مگر وہ ایک خاص مقصد کے لیے عمل کر رہی تھی یہی عمل اسے جیسیکا گرانٹ کا پتہ دے سکتا تھا کامیابی کی صورت میں اور ناکامی کی صورت میں وہ اسکے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا اس کا ذہنی توازن بگڑ سکتا تھا یا اس کی جان بھی جا سکتی تھی خیر رفتہ رفتہ وقت گزرتا گیا اس نے کوئی پانچویں پھونک اپنے سامنے قد آور شیشے پر ماری اور اچانک شیشے میں روشنی پھیل گئی اس کو ٹی وی سکرین کی طرح ایک بھیانک کمرہ دکھائی دیا جس میں جیسیکا گرانٹ کی لاش پڑی ہوئی تھی پاڈاینا نیرٹ جیسیکا گرانٹ کا کٹا ہوا وجود دیکھ کر اسے جھرجھری سی آگئی مگر وہ عمل میں مصروف رہی اس لیے اسے ہوشیار رہنا پڑا۔

❁❁❁

فون کی گھنٹی بج اٹھی ایٹ والڈ نے فون اٹھایا ہیلو ڈیڈی میں مینا ہوں لیس کیا بات ہے رات کا ایک بج چکا ہے تم ابھی تک گھر نہیں لوٹی ہو ایٹ والڈ کی پریشانی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی پاپا بس میں دو بجے تک نکل رہی ہوں آج لیٹ نائٹ شو تھا اس لیے آپ پریشان مت ہو میں بس جیسے ہی فارغ ہو جاؤں نکلتی ہوں پارٹی مکمل عروج پر تھی اونچے اونچے لوگ آئے ہوئے تھے ہوٹل افیون میں روشنیاں دن کا سماں پیدا کر رہی تھیں مگر باہر پورا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ہزاروں لوگ پارٹی میں تو نہیں تھے مگر ایسے سینکڑوں امیر ترین ہستیاں پارٹی میں موجود تھیں جس میں فلمی ستارے بھی تھے اور فلمی ڈائریکٹر اور رائیٹر بھی آج میمنا گرا کے لیے خاصہ خوشی کا دن تھا کیونکہ اس کا معاہدہ فلمی ڈائریکٹروں سمتھ سے ہوا تھا وہ ایک ڈروائی مووی بنا رہے تھے جس کے لیے ڈروائی اور خطرناک ہیئنگ کی اشد ضرورت تھی میمنا گرا کے لیے یہ معاہدہ اپنی کامیابی کی پہلی سیڑھی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے گھڑیال نے دو بجے کا الارم بجا دیا مینا گرا ہوٹل سے باہر نکلی اور اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی ہوٹل کی پارکنگ سے اس نے گاڑی نکالی اچانک ہوٹل کے باہر ایک آدمی کھڑا تھا اور اس نے لمبا اوور کوٹ پہن رکھا تھا سڑک پر بالکل خاموشی کا راج تھا اور اس کے ساتھ ایک زنگ آلود اور کنارہ قسم کی گاڑی بھی کھڑی تھی۔

❁❁❁

پاڈانیا نیرٹ نے آئینے میں پورا گھر دیکھا جیسیکا

لرانٹ کا سرتن سے جدا تھا اس کی لاش بے ڈول فرش پر پڑی ہوئی تھی۔

پاڈانیا نیرٹ یہ سب دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھی لیکن اس نے عمل ختم نہ کیا بلکہ اس نے انکھیں بند کرلیں اور ذہن پر زور دیا کہ اس کو یہ سب کرنے والا قاتل معلوم ہو جائے آئینے پر سے وہ سب کچھ غائب ہو گیا اور ایک مرتبہ پھر کمرے میں مکمل اندھیرا چھا گیا ہر چیز گہری تاریکی میں ڈوب گئی اور گہری تاریکی مکمل کمرے میں چھا گئی پاڈانیا نیرٹ منہ ہی منہ میں مسلسل ورد پڑھتی رہی اور پھر کچھ دیر کے بعد اس نے آنکھیں بھی بند کرلیں اور مسلسل آئینے کو گھورتی رہی اور پھر کچھ دیر کے بعد اس نے آنکھیں بھی بند کرلیں اور مسلسل آئینے کو گھورتی رہی تکلیف تو اسے بہت ہو رہی تھی کیونکہ اندھیرے میں دیکھنا مشکل ہو رہا تھا خیر لیکن پاڈانیا نیرٹ یہ کام کر رہی تھی وہ اپنی منزل کی آخری سیڑھی پر تھی اگر ثابت قدم رہی تو منزل کو پالے گی اور پھر اچانک آئینے میں سے روشنی ابھری اور اسے ہوٹل اف ہیون کا بیرونی منظر دیکھائی دی کسی ٹی وی سکرین کی طرح اس پر فلم چلنے لگی اس میں سے ایک لڑکی نکلی اور کار پارکنگ میں اپنی گاڑی نکالی جیسے ہی مین روڈ پر آئی اس کی نگاہ بے ساختہ اپنے سامنے کھڑے شخص پر پڑی پاڈانیا نیرٹ غور سے اس کو دیکھنے لگی اس خوفناک آدمی کے ساتھ ایک پرانے وقتوں کی زنگ آلود گاڑی بھی موجود تھی اس نے سبز رنگ کی شرٹ اور لمبا سا اوور کوٹ پہن رکھا تھا میمنا گرا نے گاڑی کو بریک لگادی اور ویلین کی طرف دیکھنے لگی واچ مین ۔ واچ مین میں کیا ہے کیوں مجھے غور سے گھور رہے ہو اور سڑک کے بیچ کیوں کھڑے ہو کر آ گئے ہو۔ اچانک ویلین نے ایک ہتھوڑا سا ہاتھ مین پکڑا تھا وہ میمنا گرا کی گاڑی کے قریب بڑھنے لگا میمنا گرا اسے واچ مین چوکیدار سمجھ رہی تھی۔

کیا بات ہے واچ مین ۔ جب میمنا گرا نے اس کا چہرہ واضح طور پر دیکھا تو وہ اتنی ڈری کہ جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو اس نے میمنا گرا کی گاڑی کا دروازہ کھولا اور اس کو زبردستی باہر نکالا ہتھوڑے کا ایک بھرپور وار اس کی کمر پر کیا اور تیز دھار چاقو کی مدد سے اس کی کلائی کاٹ دی خون کے چھینٹے اس کی گاڑی پر پڑے اور کچھ خون سڑک پر پھیلنے لگا وہ ۔ بے ہوش ہو چکی تھی بدشکل خوفناک آدمی نے اسے کاندھے پر لادھا اور اپنی کھٹارہ نما بدصورت گاڑی میں میمنا گرا کو زور سے ڈال دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

گاڑی اب سڑک پر دوڑنے لگی ۔ اویائی گاڈ پاڈاینا نیرٹ جو یہ سب مناظر آئینے میں دیکھ رہی تھی اسے چونکنا پرا خیر وہ مزید ہوش مندی سے یہ سب دیکھنے لگی اور اور گاڑی جن جن راستوں سے چل رہی تھی وہ سب دیکھنے لگی گاڑی نارتھ کی سمت میں بڑی تیز رفتاری سے بڑھ رہی تھی اور پھر ایک گھنٹے تک گاڑی مسلسل چلتی رہی پاڈاینا نیرٹ انتہائی تھک چکی تھی کیونکہ ایک ٹانگ پر اس نے کبھی اتنا بڑا عمل نہ کیا تھا وہ ویلین کا ٹھکانہ معلوم کرنا چاہتی تھی اس کو چکر بھی کافی آرہے تھے خیر لیکن پھر اچانک شہر کی حدود ختم ہو گئی اور صحرا کے آثار نمودار ہونے لگے خیر گاڑی صحرا میں چلنے لگی اور کچھ دیر کے بعد آگے ایک خوبصورت کمرے کے سامنے رک گئی اس خوفناک ویلین نے منمینا گرا کو اپنی کھٹارہ نما گاڑی سے نکالا اور اسے کندھے پر ڈال کر اس کمرے نما ڈربے یعنی گھر میں داخل ہو گیا اور پاڈانیا والٹ ۔ نے اپنا کھڑی ٹانگ زمین پر رکھ دی اور شیشے یعنی آئینے میں سے ۔ وہ موجود مناظر غائب ہو گئے پاڈانیا نیرٹ پھولے ہوئے سانسون کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئی کچھ دیر تک اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ ہوش وحواس میں ہے خیر وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی اور پھر تقریباً اس نے کچھ دیر کے بعد ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور جیسیکا گرانٹ کے بوائے فرنیڈ نیس کا نمبر ملانے لگی بیل جا رہی تھی مگر شاید لگتا تھا کہ وہ سو گیا تھا تبھی تو مسلسل جاتی ہوئی بیل سے نو رسپانس مل رہا تھا خیر اس نے کئی بار کوشش کی مگر پھر بھی تیسری بار اس نے کئی بار کوشش کی مگر پھر بھی تیسری بار اس نے نیس کے سیل پر ٹرائی کیا مگر شاید پھر اسے رسپانس نہ ملا پاڈانیا نیرٹ نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیا کہ اب کیا کروں وہ الجھ کر رہ گئی اور سوچ سوچ کر پریشان ہونے لگی

خیر اس نے پھر کچھ دیر کی سوچ و بچار کے بعد پولیس کا نمبر ملایا پہلی ہی بیل پر دوسری طرف سے فون رسیو ہو گیا۔ ہیلو۔ پاڈانیا نیرٹ نے پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ یس کہا۔

ایک بھاری مردانہ آواز اس کے کانوں میں سرایت کر گئی یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ ہے اور میں انسپکٹر جیمسن ہوں میں پاڈانیا نیرٹ ہو اور میں آپ لوگوں سے مدد چاہتی ہوں اس کی آواز میں تھرتھراہٹ سی تھی جی میم آپ بولیں کس قسم کی مدد آپ بتائیے ۔ ہم آپ کی ہر مدد کریں گے اور اور میں آپ لوگوں کو جیسیکا گرانٹ اور میرانیا کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں پھر پاڈانیا نیرٹ نے ساری کہانی جیمسن کو فون پر بتادی اور یہ بھی کہہ دیا کہ میمنا گرا کی جان خطرے میں ہے اور اس کی زندگی کو بچانا ضروری ہے کیونکہ ملک کی نامور شخصیت ہے وہ اور وہ ذہنی پاگل آدمی پہلے ہی سے دو معصوم جانوں کا ضیا کر چکا ہے خود پولیس سٹیشن آرہی ہوں تا کہ آپ لوگوں کو راستہ دکھا سکوں ۔ اچھا ہم لوگ نفری تیار کر رہے ہیں آپ جلدی پہنچ جائیں انسپکٹر جمیسن نے یہ کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا پاڈانیا نیرٹ نے پھر نیس کا نمبر ملایا اس بار پہلی ہی بل پر بڑی بے تابی سے فون رسیو کیا گیا تھا ہیلو مادام کیا ہوا ۔ نیس ایسا کرو کہ جلدی سے تم پولیس اسٹیشن پہنچو اور میں بھی آرہی ہوں جلد کرو ہمارے پاس وقت بہت کم ہے یہ کہہ کر پاڈانیا نیرٹ نے رابطہ ختم کر دیا۔

پاڈانیا نیرٹ نے جلدی سے گاڑی نکال دی اور جلدی سے گاڑی شہر کی وسیع سڑکوں پر دوڑ رہی تھی تقریباً پندرہ منٹ کے بعد گاڑی پولیس اسٹیشن کے مین گیٹ کے سامنے رک گئی وہ گاڑی سے اتری اور بے دھڑک اندر داخل ہو گئی اندر انسپکٹر جیمسن اس کا انتظار کر رہا تھا ۔ آئیمس پاڈانیا ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے جی دراصل آپ یہ بیان لکھ دیں اچھا پاڈانیا نیا نسپکٹر جیمسن کے ہاتھوں سے ایک قلم و کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا اور اپنے دستخط وغیرہ کیئے جی اب ہماری ٹیم فورس بس تیار ہے ہم جا رہے ہیں صبر کریں انسپکٹر میں نے جیسیکا گرانٹ کے منگیتر کو بھی بلوایا ہے ابھی کچھ دیر میں وہ بھی پہنچنے والا ہے ہاں ٹھیک ہے ہم اس کا بھی انتظار کر لیتے ہیں۔

❁❁❁

ولین ۔ نے ملیمنا گرا کو کندھے پر ڈالا اور پھر اندر بدبودار کمرے میں لے کر اسے کرسی پر باندھ دیا اس کے مکروہ چہرے پر پراسرار مسکراہٹ دوڑ دوڑ گئی اس نے جیسیکا گرانٹ کی لاش پر تھوک لگا اور پھر اس کی سر کٹی ہوئی لاش اٹھائی اور کندھے کی مدد سے اسے الٹا لٹکا دیا خیر ابھی وہ کچھ ستانے کے لیے دوسرے کمرے میں چلا گیا اور گیٹ کو باہر سے بند کر دیا اس نے خوشی سے اپنے کپڑے تبدیل کیئے اس کے دوسرے کمرے میں کوئی نہیں تھا وہ شیشے کے سامنے کھڑا ہو گیا آئینے میں اس کا عکس نظر آنے لگا وہ نہایت صحت مند اور چاق و چوبند تھا اس کا جسم گوشت سے بھرپور تھا مگر اپنے چہرے کو دیکھ کر اسے دھچکا ضرور لگا کیونکہ اس کی بڑھتی ہوئی شیو نے اسے مزید ہیبت ناک بنا دیا تھا بھیانک کالا چہرہ ایسا جیسا کوئی سیاہ بھوت ہو بالکل اسے اپنا چہرہ شدید کوفت میں مبتلا کر دیتا اس نے زور سے اپنا مکہ شیشے کے وسط میں دے مارا شیشہ چھنا کے کی آواز کے ساتھ اردگرد بکھر گیا اس کے ہاتھ بھی زخمی ہو گئے اور اس سے خون بہنے لگا سرخ اور گاڑھا خون دیکھ کر ویلین کی آنکھوں میں وحشت ابھرنے لگی اور اس نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں کے سامنے لہرایا اور پھر اپنا خون چوسنے لگا یہ خون اسے مدہوش کرنے لگا اور وہ جیسے اپنے ہی خون کے نشے میں خود اپنے ہی بیڈ پر لیٹ گیا۔

❁❁❁

پولیس اسٹیشن کے سامنے گاڑی کے ٹائر چرچرائے نیس گاڑی سے باہر نکلا پاڈانیا نیرٹ کی گاڑی پہلے ہی سے پولیس اسٹیشن کے قریب کھڑی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ یہاں ہی موجود ہے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اندر چلا گیا اندر انسپکٹر جیمسن اور پاڈانیا گم صم بیٹھے ہوئے تھے چلو انسپکٹر نیس آ گیا ہے ہمیں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے بس نکلنا چاہیے ۔ ہاں فورس تیار ہے اور بس چلنے کے لیے ریڈی ہے ٹھیک ہے انسپکٹر جیمسن اور پاڈانیا آگے

فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے باقی دوعدد گاڑیاں جو پولیس فورس کی تھیں ان کے ساتھ ینس تھا اور پھر یہ تینوں گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی شہر کی وسیع وعریض سڑکوں پر تیزی سے دوڑنے لگیں۔

پاڈانیا نیرٹ کے ذہن میں سب مناظر محفوظ تھے اور وہ انسپکٹر کو راستہ بھی دکھا رہی تھی اب گاڑیاں شہر سے نکل کر صحرا میں داخل ہوگئی تھیں اور پھر کچھ دیر کے بعد وہی کمرے نما گھر کے سامنے پولیس کی گاڑیاں نکل کر رک گئیں یہی جگہ ہے انسپکٹر پاڈانیا نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا اور اردگرد آبادی دور دور تک نہ تھی اور یہ وحشت تھا جس میں ٹین سے بنا ہوا ایک خوبصورت گھر تھا اچھا انسانی گوشت کی بدبو اردگرد پھیلی ہوئی تھی سب لوگ ہوشیار اور گھر کے اندر چلو سر دروازہ لاک ہے کوئی بات نہیں سب گھر کے اندر پھیل جاؤ اور اسے زندہ پکڑو ینس کچھ سمجھ چکا تھا کہ پولیس اب جیسیکا کو برآمد کرلے گی خیر جیمسن نے دروازہ پر زور دیا مگر وہ نہ کھلا اندر سے دروازہ لاک تھا۔تم لوگ ایسا کرو کہ پانچ بندے مل کر اس پر زور لگاؤ تاکہ دروازہ کھل جائے فورس پولیس کے نوجوانوں نے مل کر دروازے پر زور لگادیا رات کی تاریکی ہر طرف پھیل چکی تھی اندر سے ہلکی ہلکی روشنی باہر برآمد ہورہی تھی خیر سکت محنت کے بعد دروازہ کھل گیا۔آہستہ آہستہ اور احتیاط سے سب ایک ایک کرکے اندر داخل ہوگئے اور ہوشیاری سے آگے بڑھ گئے آگے دو کمرے تھے دونوں بند تھے لیکن باہر ہر چیز نہایت خوفناک انداز میں پھیلی ہوئی تھی برتن سرخ خون سے رنگ تھے اور وہ منظر نہایت ڈراؤنا تھا جیسیکا گرانٹ الٹی دھڑ کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اس کا سر فرش پر پڑا ہوا تھا خیر وہ لوگ سخت چوکس ہوکر آگے بڑے اور کمرے کا دروازہ کھول دیا اندر ولین بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے پورے کمرے میں گونج رہے تھے گرفتار کرلوا سے۔

اسے سوتے میں ہی ہتھکڑیاں لگادی گئیں اور کھینچتے ہوئے پولیس موبائیل میں لے گئے ولین بالکل بھی اپنا بچاؤ نہ کرسکا دوسرے کمرے میں باندھی ہوئی بے ہوش میمنا گراپائی گئی ولین کو پولیس موبائل میں سکورٹی کے ساتھ مضبوط لوہے کی زنجیروں کے ساتھ باندھ دیا گیا اور میمنا گرا کو بمشکل ہوش میں لایا گیا۔ینس جیسیکا گرانٹ کی یہ بھیانک حالت دیکھ کر دھاریں مار مار کر چیخنے لگا اس جگہ کو پولیس نے تحویل میں لے لیا اور یہاں کی ہر چیز ایک بھیانک کہانی کا ثبوت پیش کررہا تھا میمنا گرا کو اس واقعے نے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا پولیس انسپکٹر جیمسن کی مزید ترقی ہوگئی اور ینس کو ایک پرائیویٹ کمپنی نے اپنا تشہیر کا نیا برانڈ ایمبیسڈ مقرر کردیا ایک ہفتے میں ان سب کی زندگی بدل گئی۔

پاڈانیا نیرٹ اس واقعے سے روز اخباروں اور میڈیا والوں کے لیے ایک معزز ہستی بن گئی آج عدالت کی آخری تاریخ تھی تمام عدالت میں جمع تھے ایک ہفتے تک کیس کی سماعت ہوتی رہی ینس جیمسن میمنا گرا پاڈانیا نیرٹ اور ایٹ والٹ عدالت کے فیصلے کے منتظر تھے جج نے عدالت کی خاموشی کو توڑا آج یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ قاتل کو سزائے موت کی سزا سنائی جائے اور اسے دنیا کے لیے نشان عبرت بنادیا جائے تاکہ آئندہ کے لیے ایسی بھیانک داستان کوئی قائم نہ کرسکے یہ عدالت برخواست کی جاتی ہے۔خوشی کی لہر دورے معززین میں دوڑ گئی اس قاتل کی وجہ سے ملک کی دو نامور ہستیاں موت کے منہ میں چلی گئی تھیں یہ ایک زہریلہ انسان ہے اور اس سے چھٹکارہ پانا چاہئے۔اس کہانی میں کچھ نہ کچھ خاص ضرور تھا جب تک میں نے اسے مکمل کیا تو چین ملا۔جی قارئین کرام میری یہ مکمل کہانی آپ سب کو کیسی لگی ضرور اپنی رائے سے نوازیئے گا۔

❀❀❀

میری رنگوں بھری زندگی کو ویران کر گئی
غموں کی دیکر سوغات خوشیوں سے انجان کر گئی
میں جس کی زندگی کے لئے مانگتا صبح شب دعائیں
وہ میری ہی موت کا دیکھو سامان کر گئی

(وصی شاہ) حسن رضا۔رکن سٹی



میری زندگی کی کتاب

میری زندگی کی کتاب کا ہر ورق یوں ہی سجا ہوا......سر سے ابتدا سر انتہا تیرا نام دل پہ لکھا ہوا...... یہ چمک دمک تو فریب ہے مجھے دیکھ گہری نظر سے...... ہے لباس میرا سجا ہوا میرا دل ہے لیکن بجھا ہوا...... میری آنکھ تیری تلاش میں یوں بھٹکتی رہتی ہے رات دن...... جیسے جنگلوں میں ہرن کوئی ہوشکاریوں میں گھرا ہوا......

وقاص احمد حیدری۔سہگل آباد

جذبات سے کھیلا نہیں کرتے

ہم ٹوٹ بھی جاتے ہیں تو چرچا نہیں کرتا
دکھ درد بھی سہتے ہیں تو تماشا نہیں کرتے
ہم اپنے مفادات کی تکمیل کی خاطر
ہر شخص کے جذبات سے کھیلا نہیں کرتے
ہم کو کوئی گلا ہے تو خود اپنے دل سے ہے
آوروں پہ ہم الزام تراشا نہیں کرتے
مطلب پرستوں کے جو آدمی نہیں ہوتے
وہ ہاتھ ملا کے کبھی چھوڑا نہیں کرتے
کچھ اس طرحکے لوگ بھی مل جاتے ہیں اکثر
جو پیار کرتے ہیں نبھایا نہیں کرتے

وقاص احمد حیدری۔سہگل آباد

دل کی نگری

آؤ چلیں اک نگری میں ...... جسے کہتے ہیں دل کی نگری......کبھی بہار کی سی رونق......تو کبھی خزاں کی ویرانی......لیکن یہ نگری رہتی آباد ہے......کبھی خیالوں کے گھر......تو کبھی یادوں کے لوگ......جس سے لوگ پیار نہیں کرتے......مگر یہ ان سے پیار کرتی ہے......اور انہیں سے آباد ہوتی ہے...... یہ اس کی تمنا ہے......آباد رہے خوشی سے نہیں......تو غم سے ہی سہی......

انور۔کراچی

آیا کروگے تم

جب یاد ماضی یاد کر کے رویا کروگے تم......نہ نیند آئے گی نہ سویا کروگے تم......اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی......جب کسی سے آنکھ ملایا کروگے تم......تڑپے دل اور آہ بھی نہ نکلے زبان سے......چپ چاپ آنسو کو بہایا کروگے......جذبات میں آکر جلا ڈالی میری ساری یادیں......اب کس طرح جی کو بہلایا کروگے تم......موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی......وعدہ کرو میری قبر پے آیا کروگے تم......

عمر فاروق چودھری۔بڑپہ شہر

میں اور صنم

مجھے صرف تم سے پیار ہے صنم......کرلو تم بھی ہم سے اظہار صنم......دیکھا جب سے تیری مدہوش آنکھوں کو......چھا گیا ہے دل یہ ان کا خمار صنم......چھایا ہے جب سے تیرے پیار کا نشہ......رہنے لگا ہے دل ہر وقت بے قرار صنم......دھڑتے دل سے یہی صدا نکلتی ہے......تم انجم کا پہلا اور آخری پیار ہو صنم......

نویدانجم انصاری۔اچھرہ اڈہ لاہور

اڑتا ہوا آنچل

بازوؤں پر ترے، اڑتا ہوا آنچل دیکھا
باغ میں ایک نئے رنگ کا، بادل دیکھا
مجھ سے ملنا ترا، پھر مل کر بچھڑ بھی جانا

ایک ہی خواب ہے جو میں نے مسلسل دیکھا
میں نہیں جانتا، شب خون کا سردار تھا کون
میں نے تو بس تیرا چہرہ پس مشعل دیکھا
رنگ کچھ اڑتے رہے، زخمی پرندوں کی طرح
ہر تک دیکھا تجھے اور مکمل دیکھا
جسم و جان جلنے لگے، تازہ چراغوں کی طرح
جب ان آنکھوں میں چمکتا ہوا کاجل دیکھا
تجھ سے ملنے کا جنون، مجھ کو بہت تھا لیکن
میں نے دیکھا، تیرے گھر کو تو مقفل دیکھا
میری آواز کے موسم، جہاں آباد ہوئے
میں نے اس شہر کے ہر موڑ پہ مقتل دیکھا

جاذب قریشی۔ حافظ آباد

پاگل لڑکی

پہلے میری خط کے اس نے اک انجانے خوف سے ڈر کر...... ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے! اب...... ایک حسین احساس کے تابع...... جس کا کوئی نام نہیں ہے...... پچھلے کتنے گھنٹوں سے دروازے کی اوٹ میں چھپ کر...... ٹکڑے جوڑ رہی ہے...... پاگل لڑکی!

جاذب قریشی۔ حافظ آباد

لوگ

آئینوں کی ادا نہ اپناؤ...... آئینے تو خفا بھی ہوتے ہیں...... درد کی انتہا نہ سمجھاؤ...... درد بے انتہا بھی ہوتے ہیں...... خود کو شامل کرو نہ لوگوں میں...... لوگ تو بے وفا بھی ہوتے ہیں......

جاذب قریشی۔ حافظ آباد

تیری وفائیں

وہ بلائیں تو کیا تماشہ ہو...... ہم نہ جائیں تو کیا تماشہ ہو...... یہ کنارے سے کھیلنے والے ڈوب جائے تو کیا ہو...... بندہ پرور جو ہم پہ گزری ہے ہم بتائیں تو کیا تماشہ ہو...... آج ہم بھی تیری وفاؤں پر مسکرائیں تو کیا تماشہ ہو...... تیری صورت جو ہم اتفاق سے بھول جائیں تو کیا تماشہ ہو...... وقت کی چاند ستارے ساتھ لوٹ آئیں تو کیا تماشہ ہو......

مراز شیخ۔ اسلام پورہ جبہ

محبت کی وکالت

اب محبت کی وکالت نہیں کی جاسکتی...... شہر بھر سے عداوت نہیں کی جاسکتی...... میرا چہرہ میری آنکھیں ہیں سلامت اب بھی...... کون کہتا ہے وضاحت نہیں کی جاسکتی...... بات یہ ہے کہ کوئی ٹوٹ کے چاہیں تو سہی...... ہر کسی سے محبت نہیں کی جاسکتی...... آنکھیں کہتی ہیں کہ کہیں اور چلے جائے ہم...... دل یہ کہتا ہے کہ ہجرت نہیں کی جاسکتی...... لوح دل پہ یہ تحریر لکھی ہے...... عشق والوں سے نصیحت نہیں کی جاسکتی......

مراز شیخ۔ اسلام پورہ جبر

آپ کی خاطر

اپنے اصول یوں بھی کبھی توڑنے پڑے...... اس کی خطا تھی ہاتھ مجھے جوڑنے پڑے...... آیا نہ جب قرار دل بے قرار کو...... یادوں کے رخ تمہاری طرف موڑنے پڑے...... اس کو تو میری یاد بھی آئے نہ ایک دن...... اپنے پرائے جس کے لئے چھوڑنے پڑے...... محسن وہ شخص خود بھی بڑا بے اصول تھا...... اپنے اصول جس کے لئے توڑنے پڑے......

محمد فرحان علی۔ اٹک

تم ہو

جس سمت بھی دیکھو نظر آتا ہے کہ تم ہو
اے جان جہاں یہ کوئی تم سا ہے کہ تم ہو
یہ خواب ہے خوشبو ہے کہ جھونکا ہے کہ پل ہے
یہ دھند ہے بادل ہے کہ سایہ ہے کہ تم ہو
اس دید کی ساعت میں کئی رنگ ہیں لرزاں
میں ہوں کہ کوئی اور ہے دنیا ہے کہ تم ہو
دیکھو یہ کسی اور کی آنکھیں ہیں کہ میری
دیکھوں یہ کسی اور کا چہرہ ہے کہ تم ہو
یہ عمر گریزاں کہیں ٹھہرے تو یہ جانوں
ہر سانس میں مجھ کو یہی لگتا ہے کہ تم ہو
ہر بزم میں موضوع سخن دل زدگاں کا
اب کون ہے شیریں ہے کہ لیلیٰ ہے کہ تم ہو
اک درد کا پھیلا ہوا صحرا ہے کہ میں ہوں
اک موج میں آیا ہوا دریا ہے کہ تم ہو
وہ وقت نہ آئے کہ دل زار بھی سوچے
اس شہر میں تنہا کوئی ہم سا ہے کہ تم ہو
آباد ہم آشفتہ سروں سے نہیں مقتل

یہ رسم بھی اس شہر میں زندہ ہے کہ تم ہو
اے حسان فراز اتنی بھی تو فیق کسے تھی
ہم کو غم ہستی بھی گوارا ہے کہ تم ہو

محمد فرحان علی۔ اٹک

ڈوبتا سورج روتا ہے

میری اداس پر...... سارا جہاں ہنستا ہے...... ڈوبتا سورج روتا ہے...... روتا ہے ہر جھیل کنول...... روتا ہے ہر لفظ غزل...... روئے ہیں سب شجر...... روتا ہے ہر حجر...... دل درد کے موتی پر روتا ہے...... ڈوبتا سورج روتا ہے...... آئینہ دل گرد جمی ہے...... عجب سی آنکھوں میں نمی ہے...... خواہشوں کا بازار خریدا...... لگتا ہے ابھی کچھ کمی ہے...... اک چاہ میں جانے کیا کچھ کھوتا ہے...... ڈوبتا سورج روتا ہے

زاہد اللہ ارمانی۔ دوڑ خیل

چلے آؤ

برائے نام رہنے دو...... ہمیں گمنام رہنے دو......
چلے آئے وہ میخانے...... چلو یہ جام رہنے دو......
نہ جاؤ چھوڑ کر تنہا...... سرور شام رہنے دو......
نہ تم ساز جنوں چھیڑو...... ابھی یہ کام رہنے دو......
کہا کسی نے کہ آنکھوں کو...... یوں بے آرام رہنے دو
تیرے دھوکے ہے راہوں میں...... خلوص عام رہنے دو
بجھا دو بتیاں گھر کی...... چراغ بام رہنے دو......
نہ اب اوصاف گنواؤ...... ہمیں بدنام رہنے دو......

زاہد اللہ ارمانی۔ دوڑ خیل

دعا

کرم مانتی ہوں عطا مانگتی ہوں...... الٰہی میں تجھ سے دعا مانگتی ہوں عطا کر تو شان کریمی کا صدقہ...... دلا دے دلوں کو رحمی کا صدقہ جو مفلس ہیں ان کو تو دولت عطا کر...... جو بیمار ہیں ان کو تو صحت عطا کر بیماروں کی خاطر شفا مانگتی ہوں...... الٰہی میں تجھ سے دعا مانگتی ہوں ہوا نہ مایوس تیرا سوالی...... گیا ہے نہ کوئی تیرے در سے خالی الٰہی تجھے واسطہ پنجتن کا...... ہو شاداب غنچہ دلوں کے چمن کا تم سے نہ مانگو تو مانگو میں کس سے...... تیری ہوں تجھ سے مدد مانگتی ہوں پریشانیاں ہم کو گھیرے ہوئے ہیں...... پریشانیوں سے پناہ مانگتی ہوں الٰہی تو لے لے ہمیں اپنی پناہ میں...... الٰہی ہم تیری پناہ چاہتے ہیں الٰہی ہمیشہ تو سرور رکھنا...... بلاؤں سے ہم کو صدا دور رکھنا کرم مانگتی ہوں عطا مانگتی ہوں...... الٰہی میں تجھ سے دعا مانگتی ہوں

ایس ٹی۔ علی پور چٹھہ

نظم

بولو اے مستقل مزاج، تم جھوٹ بولو...... تو میں سب جانتے پوچھتے اسے سچ سمجھوں...... تم کوئی بھی وعدہ ایفا نہ کرو...... تو میں کہوں کوئی مجبوری ہوگی...... تم جو بھی غلطی کرو...... میں اسے بھول اور نادانستگی قرار دے دوں...... میں جو صدیوں سے...... خود اپنے خلاف تمہاری طرف سے دلیلیں اور تاویلیں...... پیش کرتی چلی آرہی ہوں آخر کب تک......

ایس ٹی۔ علی پور چٹھہ

تیری یادیں

اکثر ڈس لیتی ہیں تنہائی میں تیری یادیں...... ہر لمحہ آجاتی ہیں تصور میں تیری باتیں...... تم کو میں نے گنوا دیا منزل کے بہت قریب...... تیرا چہرہ سامنا آتا ہے تو ڈگمگا جاتی ہیں میری سانسیں...... تیرے خیالوں میں ہی کھوئے رہتے ہیں ہر دم...... تم اس قدر یاد آتے ہو کہ آنسوؤں سے بھیگ جاتی ہیں میری پلکیں...... شدت سے منتظر ہیں تیرے صبح و شام...... لوٹ آؤ صنم تم کو دیکھنے کے لئے ترستی ہیں میری آنکھیں......

احسان دانش۔ کلا ایکس خوشاب

بے قرار دل

تم سے ملنا چاہتا ہے بے قرار دل...... اکیلے ہو کے ہم سے آ کے تم مل...... ہوتی نہیں مجھ سے برداشت یہ جدائیاں...... آجاؤ لوٹ کے تم بڑھ رہی ہیں تنہائیاں...... تم آگئے تو مجھے کسی بھی چیز کی کوئی فکر نہیں...... ہو گا اب تو زمانے کا کوئی بھی ڈر نہیں...... تم ہوں گے میرے پاس صنم اور ہو گا...... تیرے اوپر اب تو کسی بات کا اثر نہیں......

محمد احسان دانش۔ خوشاب

زمانے کے سامنے

میں پی بھی لے لیتا اگر تم پلا لیتے ساقی
پیاسا کبھی نہ رہتا اگر تم پلا لیتے ساقی
بہت خوش تھا میں تیرے آنے کی خبر سن کر
کیا ہوتا زمانے کے سامنے اگر ہاتھ ملا لیتے ساقی

ہوش، جوانی، اداسی، غمگینی، نفرت اور غم
سب ختم ہوئے اک بار اگر مل لیتے ساقی
ہوش میں نہیں رہتا تمہیں خیالوں میں سوچ کر
ہوش میں رہتا اگر تم بھی مجھے سوچ لیتے ساقی
تمہیں رنگ رنگ میں تو دیکھوں پر کیا کروں
بند آنکھوں کو کبھی اگر تم کھول لیتے ساقی
اس دنیا سے کب کوچ کر لیا ہوتا تنہا
تیری یادیں کبھی جانبھی اگر دے لیتے ساقی

روزی اللہ۔لورالائی

غزل

کرو جو جام جہاں میں پر افتخار کرو
خیال و فکر و تمنا کو باوقار کرو
مزاج آدمی یکساں کبھی رہا نہ رہے
کسی کا کیا ہے نہ خود کا بھی اعتبار کرو
صداقتوں کے مقدر میں تو ہے ناکامی
سوال یہ ہے کہ کیا وضع اختیار کرو
خلوص فکر، محبت، صراط حق پہ سفر
اگر یہی ہیں خطائیں تو بار بار کرو
نقیب لمحہ بہ لمحہ ہے وقت کی آواز
نہ اب بہار کی آمد کا انتظار کرو
جو چاہنا ہے پہ بھی دنیا کے کام آ نہ سکا
وہ مشت خاک ہوں مجھ کو نہ شرم سار کرو
مسرت افزاء ہے واجد تلاش حسن مگر
طلب کی راہ میں دل کو یوں فگار کرو

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

مقدر

میری خطا تھی مقدر کا اس میں دوش نہ تھا
نہیں سخت جان تھا افسوس سخت کوش نہ تھا
شدید تر میری آوارگی بس شوق ہی
صبا مفت تھا کسی کا بھی بار دوش نہ تھا
نفس نفس رہی پیش خیال شرم وجود
میں حزن ویاس کا پیکر سیاہ پوش نہ تھا
کبھی میں صورت گندم میں جو فروش نہ تھا
تضاد و فکر و عمل کا اسیر جو نہ ہوا
وجود اس کے لئے پھر وبال دوش نہ تھا
ابھی کیا ہی تھا ایک سجدہ بے ریا میں نے
پھراس کے بعد مجھے جسم و جاں ہوش نہ تھا
کہاں سے ملتی اسے واجد منزل خود آگاہی
طلب کی راہ میں وہ جو سرفروش نہ تھا

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

غزل

اس راہ میں ہے جو لہو بہار رنگ
ہیں کشتہ وفا کے یہاں بے شمار رنگ
امید و بیم، حزن و خوشی، ظلمت و ضیاء
ہے عرصہ حیات عجب اضطرار رنگ
جب مجھ پر مہربانی ہوئی میری زندگی
دنیا نے دے دیئے اسے آخر ہزار رنگ
خوشبو و خوش نمائی جبلت گلوں کی ہے
وہ گل مگر سرشت میں نکلے جو خار رنگ
منزل اس کی صرف تمنا سے فائدہ
راہ طلب میں جذب طلب کا نکھار رنگ
سوئے تو یہ چمن تھا جو جاگے تو دشت
کتنا بدل گیا میرے پروردگار رنگ
واجد کھلا سب وہ کرشمے تھے عمر کے
اب کجان پر صدا ہے تو آنکھوں پہ بار رنگ

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

مٹا نہ سکوں گا

ضمیر و نقش کی صورت گری مٹا نہ سکوں
خطا سے باز نہ آؤں جب ملال کرتا رہوں
جہاں مفاد ہو اوروں کا سر کشیدہ رہوں
جہاں مفاد ہو اپنا وہاں بعجز جھکوں
منافقت کے اندھیرے لئے ہوئے دل میں
لگاؤں نور کا چہرہ کسی سے جب بھی ملوں
میں کیوں کروں سی مظلوم کی طرف داری
میں کیوں کروں سی مظلوم کی طرف داری
ہوں غیبتیں توشریک ثواب ہو جاؤں
ترقیوں پہ عزیزوں کی ہوں بظاہر خوش
تلاش کرتا رہوں دوسروں میں عیب مگر

وہ دن نہ آئے کہ اپنا محاسبہ بھی کروں
اندھیرے ہیں یہی واجد مگر چہ باید کرد
خود اپنی ظلمت فطرت پہ کس طرح روؤں

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

میرے فسانے

سراغ لگنے سے پہلے خبر کروں نہ کروں
یہ کار خیر ہے مانا مگر کروں نہ کروں
کہیں رکا بھی ہے سیلاب وقت زوکے سے
خیات گرم سفر ہے سفر کوں نہ کروں
ہے بے توجہی قسمت میرے فسانے کی
میں یہ فسانہ غم مختصر کروں نہ کروں
میری نظر میں ہیں دنیا کے سب عذاب و ثواب
سوال یہ ہے کہ خود پر نظر کروں نہ کروں
مہیب تر ہیغھا کوہ خود شناسی کی
میں اس پہاڑ کی چوٹی کو سر کروں نہ کروں
قدم قدم پہ ہیں پابندی ہائے فکر و نظر
میں سوچتا ہوں کہ آگے سفر کروں نہ کروں
ہے جس سے آج بھی واجد مجھے اذیت سی
وہ نیک کام میں بار دگر کروں نہ کروں

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

تیرا انتظار

برسوں سے تیرا انتظار کر رہا ہوں میں
خیالوں میں تیرا دیدار کر رہا ہوں میں
مجھ سے اتنا زیادہ ہے مجھے
کہ تیری راہ گزر سے بھی پیار کر رہا ہوں میں
تم کو حاکم دل بناؤں میں
تم سے یہ اقرار کر رہاہوں
گزرے تھے جو تیرے سنگ حسین لمحے
ان لمحوں کاشمار کر رہا ہوں میں
میری جان میرا دل تم ہو
تم سے چاہت کا اظہار کر رہا ہوں میں
معلوم ہے جیت سکوں گا تم سے باتوں میں
پھر بھی تم سے تکرار کر رہا ہوں میں
یہ بار بار دیکھا پیار سے تمہیں سکندر
تیرے طلسم حسن میں خود کو گرفتار کر رہا ہوں میں

سکندر حبیب۔سیالکوٹ

آسان نہیں ہوتا

گزرے وقت کو بھلا دینا بھی آسان نہیں ہوتا
غم کو ہنسی میں چھپا لینا بھی آسان نہیں ہوتا
ضروری تو نہیں کہ پوری ہو ہر خواہشیں
لیکن اپنی خواہش کو دبا لینا بھی آسان نہیں ہوتا
مانا کھوٹے ہوئے پھولوں سے خوشبو نہیں آتی
مگر انہیں کتابوں میں سجا لینا بھی آسان نہیں ہوتا
کوئی اوربھی آسکتا تیرے بغیر دل میں
مگر ہر کسی کو دل میں بسا لینا بھی آسان نہیں ہوتا
آپ کہتے ہیں دلشاد ہم یاد نہ کریں آپ کو
مگر دل کی دھڑکنوں پر قابو رکھنا بھی آسان نہیں ہوتا

شہباز اشرف دلشاد۔فقیروالی

قطعہ

کسی کی قسمت کے ستارے جب ٹوٹ جاتے ہیں
دنیا بدل جاتی ہے لوگ روٹھ جاتے ہیں
وہ کشتی جسے لگنا ہوتا ہے کنارے دلشاد
جب طوفان سے بچ نکلتی ہے تو کنارے روٹھ جاتے ہیں

شہباز اشرف دلشاد۔فقیروالی

یوں کاجل آنکھوں میں لگایا نہیں کرتے
یوں بن سنور کے کہیں جایا نہیں کرتے
جس کی سانسیں چلتی ہوں تمہارے دیدار سے
ان کے سامنے کرکے یوں چہرہ چھپایا نہیں کرتے

شہباز اشرف دلشاد۔فقیروالی

اجنبی کا سامنا

بھیڑ میں اک اجنبی کا سامنا اچھا لگا
سب سچھپ کر وہ کسی کا دیکھنا اچھا لگا
دل میں کتنے عہد باندھے تھے بھلانے کے اسے
وہ جب ملا تو سب ارادے توڑنا اچھا لگا
بات تو کچھ بھی نہیں تھی لیکن اس کا ایک دم
ہاتھ کو ہونٹوں پہ رکھ کر روکنا اچھا لگا
سرمئی آنکھوں کے نیچے پھول سے کھلنے لگے

کہتے کہتے کچھ کسی کا سوچنا اچھا لگا
عمران میرانی۔ سکھر

احساس محبت

میرے ان الفاظوں میں بسا تیرا ہی پیار ہے
آج سب سے سے یہ کہتا ہوں کہ N عمران کی جان ہے
ہر عاشق ڈھونڈتے ہیں پہچان محبت کی
پر میری محبت کی بس تو ہی پہچان ہے
دور چلا جاؤں گا تیری اس زندگی سے میں
بس ایک کہہ دے تجھے مجھ سے پیار ہے
ہر درد بھی برداشت نہیں کر سکتا میں
نہ کہہ دے دنیا مجھ سے کہ بے وفا میرا پیار ہے
زخم بھی دیتے ہیں مسکراتے بھی ہیں وہ
ہنس پڑتے ہیں زخم بھی جب مسکراتا میرا پیار ہے
N کی ہم سادگی سے محبت کرتے ہیں عمران
پر وہ اپنے حسن پر کرتے غرور ہیں
عمران میرانی۔ سکھر

تیری آرزو

تیری آرزو میں جیتے ہیں ہم
تیری دوری میں پیتے ہیں ہم
دل چاہتا تھا جو حسین خدو خال
وہ سب تجھ میں پاتے ہیں ہم
نہ دیکھا کر مشکوک نظروں سے
تجھے خبر نہیں کتنا چاہتے ہیں ہم
تیری یاد سے دل کو بہلاتے ہیں ہم
اور خود بہت مشکل سے بہلتے ہیں ہم
نہ اٹھایا کر نقاب رخ دل نواز سے
فقط تیری آنکھوں کو دیکھتے ہیں ہم
یہ نیم شب ہو قبولیت دعا کی شب سیمائی
کہ اسے خدا سیبت مانگتے ہیں ہم
محمد اکرم تائب

لوٹ آنا

اداس شامیں، اجاڑ رستے، کبھی بلائیں تو لوٹ آنا
کسی کی آنکھوں میں رتجگوں کے عذاب آئیں تو لوٹ آنا
کبھی نئی وادیوں، نئے منظروں میں رہ لو مگر میری جاں
یہ سارے اک ایک کر کے جب تم کو چھوڑ جائیں تو لوٹ آنا
نئے زمانوں کا کرب اوڑھے ضعیف لمحے نڈھال یادیں
تمہارے خوابوں کے بند کمروں میں لوٹ آئیں تو لوٹ آنا
اگر اندھیروں میں چھوڑ کر تم کو بھول جائیں تو تمہارے ساتھی
اور اپنی خاطر ہی اپنے اپنے دیئے جلائیں تو لوٹ آنا
میری وہ باتیں تو جن پہ بے اختیار ہنستا تھا کھلکھلا کر
میری جان میری وہ باتیں کبھی رلائیں تو لوٹ آنا
بشیر احمد ناصر۔ مظفر گڑھ

انقلاب

انقلاب تو کے آنے کا زمانہ آگیا
ہمت دل آزمانے کا زمانہ آگیا
آتشیں نغمے سنانے کا میں عادی ہوں
زندگی کی لو بڑھانے کا زمانہ آگیا
دل کو دیوانہ بنانے کا ہے موقع اب کہاں
ہوش میں دنیا کو لانے کا زمانہ آگیا
اب مدو خورشید بننے سے بھی نکلے گا نہ کام
برق بن کر جگمگانے کا زمانہ آگیا
جھونپڑوں کی سمت ایوانوں سے نقل بہار
غمزدوں کے مسکرانے کا زمانہ آگیا
آسانی اک کشش ہے مژدہ بخش ارتقاء
بے کسوں کے سر اٹھانے کا زمانہ آگیا
کیجئے کیوں انتظار آمد ابر بہار!!
اب تو خود گلشن پہ چھانے کا زمانہ آگیا
کیوں سمٹ کر بیٹھے ہو گوشوں میں سائے کی طرح
اے شریف روشنی بن کر پھیل جانے کا زمانہ آگیا
محمد شریف عمران۔ اوستہ محمد

ایسا کبھی نہ کرنا

تم روٹھ جاؤ مجھ سے ایسا کبھی نہ کرنا
میں اک نظر کو ترسوں ایسا کبھی نہ کرنا
میں پوچھ پوچھ ہاروں سو سو سوال کر کے
تم کچھ جواب نہ دو ایسا کبھی نہ کرنا
مجھ سے ہی مل کے ہنسنا، مجھ سے ہی مل کے رونا
مجھ سے بچھڑ کے جی لو ایسا کبھی نہ کرنا

تم چاند بن کے رہنا، میں دیکھتا رہوں گا
تم کسی روز نہ نکلو ایسا کبھی نہ کرنا
چوہدری توقیر ناصر۔ جھنگ

اس کی یادیں

زباں پہ نام اس کا یادوں میں رہتی ہے
انجانی سی اک لڑکی ہے نہ جانے کہاں رہتی ہے
آنکھوں میں سپنے سجا کے اس کے پھرتا ہوں
ہر گھڑی ہر پل اس کی یاد دل میں رہتی ہے
گھر اس کا ہے کہا تاروں سے پوچھا ایک دن
تاروں نے کہا وہ پری چاند کے آنگن میں رہتی ہے
صفدر محمود عباسی۔ گھوگی مری

ہماری قسمت

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا!!
غم اگرچہ جاں گسل ہے یہ کہاں بچیں کہ دل ہے
غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا!!
کہوں کس سے میں کہ کیا ہے، شب غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا!!
ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا!!
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
اسد اللہ خاں۔ دانا آباد

غزل

محبت کا کوئی پودا لگانا بھی ضروری ہے
اسے پھر شک کی آندھی سے بچانا بھی ضروری ہے
فسانے چاہتوں کے لطف دیتے ہیں مگر تم کو
جدائی کا کوئی قصہ سنانا بھی ضروری ہے
چلو آپس میں تلخی اور رنجش ہو ہی جاتی ہے
تماشا کیا زمانے کو دکھانا بھی ضروری ہے
جو تم ہوتے تو دل کی بات تم کو میں بتا دیتا
مگر احوال! کیا سب کو سنانا بھی ضروری ہے
کسی کے نام کو کاغذ پہ لکھنا اور مٹا دینا
اک ایسے کام پہ خود کو لگانا بھی ضروری ہے
یونہی اڑتے ہوئے پنچھی منڈیروں تک نہیں آتے
محبت کے لئے کچھ دام ودانہ بھی ضروری ہے
قدم تو مل گئے کاشف مگر یہ ذہن میں رکھنا
محبت کو محبت سے نبھانا بھی ضروری ہے
کاشف علی جھٹ۔ دانا آباد

تیری سادگی

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں، تیری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
ستم ہو کہ وعدہ بے حجابی، کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں
یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو، کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں
ذرا ساتھ دل ہوں مگر شورخ اتنا وہی تنہائی چاہتا ہوں
کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہل محفل چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں
اکمل خان۔ جھٹ

خوش نصیب

آپ جن کے قریب ہوتے ہیں، وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں
جب طبیعت کسی پر آتی ہے، موت کے دن قریب ہوتے ہیں
مجھ سے ملنا پھر آپ کا ملنا آپ کس کو نصیب ہوتے ہیں
ظلم سہہ کر جو اف نہیں کرتے، ان کے دل بھی عجیب ہوتے ہیں
عشق میں اور کچھ نہیں ملتا، سینکڑوں غم نصیب ہوتے ہیں
نوح کی قدر کوئی کیا جانے، کہیں ایسے ادیب ہوتے ہیں
اسلم خان۔ جھٹ

میرا قیدی

وہ میری آنکھ کی پتلی میں رہتا ہے...... میری پلکوں کی گہری ریشمی جھالر کو تن پر...... اوڑھ لیتا ہے۔ تو میٹھی نیند سوتا ہے...... میں آنکھیں بند کر کے خواب میں اس کو بلاتی ہوں...... تو دن بھر کی سبھی باتیں سناتی ہوں...... وہ کہتا ہے کہ آنکھوں میں بہت گہرا اندھیرا ہے...... میں اپنے آنسوؤں کی جھلملاہٹ سے کوئی کرنیں بناتی ہوں...... تو اس کا گھر سجاتی ہوں، مگر دن کے اجالے میں کوئی...... آنکھوں میں جھانکے تو...... وہ ڈر کے آنکھ کے کونے

میں چھپتا ہے...... اور آنسو بن کے بہتا ہے......
عظمیٰ گوہر۔ کاشف علی جھمٹ

دیپ جلا رکھا ہے

دل کی چوکھٹ پر جو اک دیپ جلا رکھا ہے
تیرے لوٹ آنے کا امکان سجا رکھا ہے
سانس تک بھی نہیں لیتے ہیں تجھے سوچتے وقت
ہم نے اس کام کو بھی کل پر اٹھا رکھا ہے
روٹھ جاتے ہو تو کچھ اور حسین لگتے ہو
ہم نے یہ سوچ کے ہی تم کو خفا رکھا ہے
تم جسے روتا ہوا چھوڑ گئے تھے اک دن
ہم نے اس شام کو سینے سے لگا رکھا ہے
چین لینے نہیں دیتا یہ کسی طور مجھے
تیری یادوں نے جو طوفان اٹھا رکھا ہے
جانے والے نے کہا تھا کہ وہ لوٹے گا ضرور
اک اسی آس پر دروازہ کھلا رکھا ہے
تیرے جانے سے جو اک دھول اٹھی تھی غم کی
ہم نے اس دھول کو آنکھوں میں بسا رکھا ہے
مجھ کو وہ کل شام سیوہ بہت یاد آنے لگا
دل نے موت سے جو اک شخص بھلا رکھا ہے
آخری بار جو آیا تھا جو اک شخص بھلا رکھا ہے
آخری بار جو آیا تھا میرے نام کاشی
میں نے اس خط کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

کاشف علی جھمٹ۔ دانا آباد

دعا

کسی کو کبھی بد دعا نہ دو شاید وہ گھڑی قبولیت کی ہو...... دوسروں کو اپنی دعا میں یاد رکھا کرو ہو سکتا ہے آپ کی دعا میں کسی کی خوشی لکھی ہو......

کاشف علی جھمٹ۔ دانا آباد

میری التجاء

بڑی تڑپ ہے، میری التجا کے پردے میں
میں تجھ کو مانگ رہا ہوں دعا کے پردے میں
اسے بھی ڈر ہے کہ یہ راز کھل نہ جائے کہیں
لکھے ہے نام میرا وہ حنا کے پردے میں

میں اس کے کوچے میں گزرا تو یہ محسوس ہوا
مجھے پکارا ہے اس نے ہوا کے پردے میں
عجیب طرز سچائی اس نے دکھلائی
حیات میری بدل دی دعا کے پردے میں
اس طرح چہرے کو زلفوں میں چھپایا اس نے
کہ جیسے چاند چھپا ہو گھٹا کے پردے میں

کاشف علی جھم۔ دانا آباد

میری روح

میری قبر پہ ضرور آیا کرنا...... مگر شرط ہے آنسو نہ بہایا کرنا...... تکلیف ہوگی روح کو بھی آنسو تیرے دیکھ کر...... روح بھی روئے گی میری روح کو نہ تڑپایا کرنا...... تیرے خوابوں میں آیا کروں گی ضرور...... کبھی یاد کر کے میری محبت کو آزمایا کرنا...... میری قبر پہ پھول نہ چڑھانا آنسوؤں کے...... بس آ کر قبر پہ اپنی محبت کا سایہ کرنا...... میری دعا ہے کہ تیرا گھر خوشیوں کا گہوارہ ہو...... تم خوشی کی ہر محفل میں جایا کرنا...... میری یاد میں نہ کھونا کبھی اداس ہو کر...... اپنی ہم سفر کی آغوش میں سو جایا کرنا...... کبھی رو کر مت پکارنا مجھے...... کیونکہ ایس نے وہاں سے واپس نہیں آیا کرنا......

چودھری ایس صہیب۔ ملکوال

زمانے والے

یونہی امید دلاتے ہیں زمانے والے...... کب پلٹتے ہیں بھلا چھوڑ کے جانے والے...... تو دیکھ کبھی صحرا میں جلتے ہوئے درخت...... کیسے جلتے ہیں وفاؤں کو نبھانے والے...... تو دیکھ کبھی ان کی شبوں میں آ کر...... کتنا روتے ہیں زمانے کو ہنسانے والے...... آج بھی آتی ہے تیرے لمس کی خوشبو ان سے...... خط نکالے بیٹھا ہوں میں پرانے والے...... آج نہ کوئی بیزار ستارہ نہ کوئی جگنو...... رابطے سب ختم ہوئے ان سے ملنے ملانے والے......

چودھری ایس صہیب۔ ملکوال

تلاش کرو گے

اگر تلاش کرو گے تو مل ہی جائے گا...... پر کون تم کو میری طرح چاہے گا...... تمہیں کوئی ضرور دیکھے گا مگر...... وہ آنکھیں ہماری کہاں سے لائے گا......

چودھری ایس صہیب۔ ملکوال

رستے بدلتے رہے

مسافر کے رستے بدلتے رہے...... مقدر میں چلنا تھا چلتے رہے...... میرے راستے میں اجالا رہا...... دیئے اس کی آنکھوں میں جلتے رہے...... محبت عداوت وفا بے رخی...... کرائے کے گھر تھے بدلتے رہے...... کوئی پھول سا ہاتھ کاندھے پہ تھا...... میرے ہاتھ شعلوں میں جلتے رہے...... سنا ہے انہیں بھی ہوا لگ گئی...... ہواؤں کا رخ جو بدلتے رہے......

محمد رفیق مغل۔ بیدیاں قصور

کبھی اس نگر، کبھی اس نگر

کبھی اس نظر تجھے دیکھنا، کبھی اس نظر تجھے ڈھونڈنا
کبھی رات بھر تجھے سوچنا، کبھی بھر تجھے ڈھونڈنا
میرا خواب تھا کہ خیال تھا، وہ عروج تھا یا زوال تھا
تیری یاد آئی تو رو دیئے، جو تو مل گیا تجھے کھو دیا
میرے سلسلے بھی عجیب ہیں، کبھی اس نگر کبھی اس نگر

ارشد منیر چمن۔ شہر عبدالحکیم

چلو مان لیتے ہیں

چلو ہم مان لیتے ہیں...... تمہیں ہم کھو چکے ہیں لیکن...... ہماری سانس اب تلک بھی...... تمہاری پیاس رکھتی ہے...... تمہاری یاد اب تک بھی...... ہمیں بے تاب رکھتی ہے...... مگر اب بھی یہ سنتے ہیں...... تمہاری رہ روشن ہے...... تمہیں مل جائے گا کوئی...... مگر افسوس...... ہم جیسا!! اگر پاؤ کہیں تو تم...... مجھے دو حروف لکھ دینا......

ارشد منیر نکیانہ۔ شہر عبدالحکیم

غزل

باندھ لیں ہاتھ پہ سینے پہ سجا لیں تم کو
جی میں آتا ہے کہ تعویز بنا لیں تم کو
کیا عجب خواہش اٹھتی ہے دل میں
کر کے منا سا ہواؤں میں اچھا لیں تم کو
اس قدر ٹوٹ کے تم پہ ہمیں پیار آتا ہے
اپنی بانہوں میں بھریں اور مار ہی ڈالیں تم کو

محمد کاشف اشرف۔ فیصل آباد

میرے خواب

اس دل نے ترے بعد محبت بھی نہیں کی
حد یہ کہ دھڑکنے کی جسارت بھی نہیں کی
تعبیر کا اعزاز ہوا ہے اسے حاصل
جس نے مرے خوابوں میں شراکت بھی نہیں کی
کیا اپنی صفائی میں بیان دیتے کہ ہم نے
ناکردہ گنا ہی کی وضاحت بھی نہیں کی
اس گھر کے سبھی لوگ مجھے چھوڑنے آتے
دہلیز تلک اس نے یہ زحمت بھی نہیں کی
اس نے بھی غلاموں کی صفوں میں ہمیں رکھا
اس دل پہ کبھی جس نے حکومت بھی نہیں کی

محمد کاشف اشرف۔ فیصل آباد

غزل

جب سے تیرا نام اپنے نام سے مٹایا ہے
میرے دل نے تجھے بہت تڑپایا ہے
جب بھی تیرے نام پر نظر پڑھ جائے
لگتا ہے کہ جیسے میری آنکھوں سے سیلاب آیا ہے
دل سے تصویر تیری کو مٹانے کی کوشش کی
تصویر مٹا نہ سکا دل نے مجھے بہت رولایا ہے

لیاقت عباسی مری۔ بدھیار

غزل

حادثے بن کے یہاں لوگ ملا کرتے ہیں
زخم دینے کے بھی سامان لیا کرتے ہیں
روز گر جاتی ہے دیوار تیرے وعدوں کی
روز ہم موت کے سائے میں رہا کرتے ہیں
اور تو لاکھ پیار کے پڑھتا رہے منتر
جن کی فطرت میں ہو ڈسنا وہ ڈسا کرتے ہیں

محمد فرحان علی۔ اٹک

الف کے نام

سوچتا ہوں کہ اسے نیند بھی آتی ہو گی
یا میری طرح فقط اشک بہاتی ہو گی
وہ میری شکل میں نام بھلانے والی
اپنی تصویر سے کہاں آنکھ ملاتی ہو گی
اس زمین پر بھی سیلاب میرے اشکوں کا
میرے ماتم کی صدا عرش پہ جاتی ہو گی
شام ہوتے ہی چوکھٹ پہ جلا کر شمعیں

اپنی پلکوں پہ کئی خواب سلاتی ہو گی
اس نیمی لئے ہوں گے سیاہ رنگ لباس
اب محرم کی طرح عید مناتی ہو گی
ہوتی ہو گی میرے بوسے کی طلب میں پاگل
جب بھی زلفوں میں کوئی پھول سجاتی ہو گی
دل کی معصوم رگیں خود ہی سلگتی ہوں گی اس کی
جونہی تصویر کا کونا وہ جلاتی ہو گی
محمد فرحان علی۔اٹک

غزل

خط تجھے لکھتے ہیں اور لکھ کر جلا دیتے ہیں
اپنی ہی خاک پہ خود خاک اڑا دیتے ہیں
یہ بھی معلوم ہے کہ تم نہیں آؤ گی آج
پھر بھی امید کی اک شمع جلا دیتے ہیں
وہ جو تصویر پیار سے دی تھی تم نے
دیکھ لیتے ہیں اور دنیا سے چھپا لیتے ہیں
تم نہ بہلاؤ ایسے بہانوں سے صنم جی
ہم تو اڑتی چڑیا کے بھی پر گن کے بتا دیتے ہیں
خود ہی شرمندہ سا ہو جاتا ہے قاتل اپنا
ہم تو دشمن سے بھی اس طرح نبھا دیتے ہیں
تم تو بھول چکی ہو پرانی باتیں
خیر! لوگ ابھرتی ہوئی یادوں کو بھی مٹا دیتے ہیں
محمد فرحان علی۔اٹک

درد کا مسیحا

تو پھول پھول ہی رہے تو اچھا ہے
کانٹا بن کر نہ چبھے تو اچھا ہے
تجھ سے محبت کی ہے میں نے صنم
بے وفا تو نہ ہو تو اچھا ہے
تجھے ہی اپنے درد کا مسیحا سمجھتے ہیں
تو مسیحا ہی رہے تو اچھا ہے
کی ہے صرف تمہاری ہی آرزو
تو حاصل ہو ہی جائے تو اچھا ہے
تمہارے ساتھ جینے مرنے کی قسم کھائی ہے
تو ساتھ ہی رہے تو اچھا ہے
اب جو ہوا سو ہوا صنم بے درد
ایک بار تو آکر مل ہی جائے تو اچھا ہے
محمد فرحان علی۔اٹک

تمہارے خط

دکھ درد میں ہمیشہ نکالے تمہارے خط
اور مل گئی خوشی تو اچھالے تمہارے خط
سب چوڑیاں تمہاری سمندر کو سونپ دیں
اور کر دیئے ہوا کے حوالے تمہارے خط
میرے لہو میں گونج رہا ہے ہر ایک لفظ
میں نیرگوں کے دشت میں پالے تمہارے خط
یوں تو بے شمار ہیں وفا کی نشانیاں
لیکن ہر ایک شے سے نرالے تمہارے خط
جیسے ہو عمر بھر کا اثاثہ غریب کا
کچھ اس طرح سے میں نے سنبھالے تمہارے خط
اہل ہنر کو مجھ پر اعتراض ہے
میں نے جو اپنے شعر میں ڈھالے تمہارے خط
پروا نہیں ہے مجھے کسی چاند کی حسرت
ظلمت کے دشت میں ہیں اجالے تمہارے خط
محمد فرحان علی۔اٹک

قطعہ

دنیا کی ٹھوکریں کھا کر صنم جی
ہر محبت کرنے والے کا پیار بدل جاتا ہے
اور عشق میں ہر عاشق کا کردار بدل جاتا ہے
جیسے کے ہر روز کا اخبار بدل جاتا ہے
محمد فرحان علی۔اٹک

تمہاری آنکھیں

ہوا کے ہاتھوں کی مہربانی سے ڈر گئے ہیں
یہ پھول خوشبو کی رائیگانی سے ڈر گئے ہیں
ہمیں بھی رخصت کی رسم کچھ تو نبھانا تھی
تمہاری آنکھوں میں آئے پانی سے ڈر گئیں
یہ تیر جتنے فضا میں آکر ٹھہر گئے ہیں
کسی پرندے کی بے زبانی سے ڈر گئے ہیں
ابھی تو دل کو اداس کرتی ہیں شامیں
ابھی سے کیوں غم کی حکمرانی سے ڈر گئے ہیں

ہمیں بھی ساحل پہ گیت لکھنا تھے سیپوں سے
مگر ہواؤں کی مہربانی سے ڈر گئے ہیں
ایس ٹی،گوجرانوالہ

نظم

بے تحاشا...... تجھے یاد کیا...... اور بھلایا بھی بہت ہے تجھ کو...... ساری رونق ہی تیرے دم سے ہے...... جس قدر میں نے تعلق تیرا محسوس کیا...... اتنی گہرائی تو روحوں میں ہوا کرتی ہے...... جس قدر میں نے تیری ذات کو خود میں پایا...... اتنی یکتائی کہاں ملتی ہے...... فاصلے وقتیں کھو بیٹھے ہیں...... دوریاں پھیکی پڑیں ہیں...... اتنی شدت سے تجھے سوچا ہے...... اتنی شدت سے تجھے چاہا ہے...... شدتیں عشق کی معراج ہوا کرتی ہیں......
ایس ٹی۔چلی پور چٹھہ

خام خیالی

آنکھوں سے میری اس لئے لالی نہیں جاتی
یادوں سے کوئی رات جو خالی نہیں جاتی
اب عمر نہ وہ رستے نہ وہ موسم کہ پلٹے
اس دل کی مگر خام خیالی نہیں جاتی
ہمراہ تیرے جو پھول کھلاتی تھی دل میں
اب شام وہی درد سے خالی نہیں جاتی
کوئی آکے تیرے یہ دکھ درد سنبھالے
ہم سے تو یہ جاگیر سنبھالی نہیں جاتی
مانگے تو اگر جان بھی تو ہنس کر تجھے دے دیں
تیری تو کوئی بات بھی ٹالی نہیں جاتی
ہم جان سے جائیں گے تبھی بات بنے گی
تم سے کوئی راہ نکالی نہیں جاتی
ایس ٹی۔چلی پور چٹھہ

کشکول

انمول آنکھوں میں جو تحریریں تھی...... ہونٹوں پر وہ بول نہ تھے...... ہم تھے اس کے پیار کے عاشق...... بس ہاتھوں میں کشکول نہ تھے...... ہم نے اسے ٹوٹ کے چاہا...... یہ اس کا حق تھا...... وہ بھی ہم کو ٹوٹ کے چاہے...... شاید!...... ہم اتنے انمول نہ تھے
(عثمان لاڈلہ)

سنگ دل لوگ

اپنے ہی غموں کے ہار دیتے ہیں
غیر تو فاصلوں سے ہوا دیتے ہیں
موت سے آدمی مرتا تو نہیں
کچھ سنگ دل لوگ مار دیتے ہیں
بہت ہوتا ہے جن پہ بھروسہ
وقت پڑنے پر وہی لوگ دغا دیتے ہیں
آتا ہے جب کوئی مشکل وقت
غیر تو غیر اپنے بھی بھلا دیتے ہیں
کون ساری عمر ساتھ چلتا ہے بلال جی
درخت بھی سوکھے پتے گرا دیتے ہیں
بلال احمد۔حضرو اٹک

دُعا

آپ جس خواب کو دیکھے...... وہ امر ہو جائے
آپ جس پھول کو دیکھے...... وہ کبھی نہ مرجائے
آپ جس کی تمنا کرو...... وہ آپ کو مل جائے
دعا ہے رب سے...... آپ کو ہر خوشی مل جائے
بلال احمد۔حضرو اٹک

تیرا ساتھ

اس نے کہا تم میں پہلی سی بات نہیں...... میں نے کہا زندگی میں تیرا ساتھ نہیں...... اس نے کہا اب بھی کسی کی آنکھوں میں ڈوب جاتے ہیں...... میں نے کہا اب کسی کی آنکھوں میں وہ گہرائی نہیں...... اس نے کہا کیوں اتنا ٹوٹ کر چاہا ہے...... میں نے کہا انسان ہوں پتھر تو نہیں...... اس نے کہا بے وفا ہو تم...... میں نے کہا مجھے وفا کی تلاش نہیں...... اس نے کہا بھول جاؤ مجھے...... میں نے کہا تم حقیقت ہو کوئی خواب نہیں......
بلال احمد۔حضرو اٹک

نظم

کسی کے یوں بچھڑنے سے، کسی کی یاد آنے سے...... بہت سے لوگ روتے ہے کہ رونا اک رواج ہے...... رواج تھوڑا جاتا ہے، کسی کی یاد آنے سے

اپنے ہی غموں کے ہار دیتے ہیں...... غیر تو فاصلوں سے ہوا دیتے ہیں...... موت سے آدمی مرتا تو نہیں...... کچھ سنگ دل لوگ مار دیتے ہیں...... بہت ہوتا ہے جن پہ بھروسہ...... وقت پڑنے پر وہی لوگ دغا دیتے ہیں...... آتا ہے جب کوئی مشکل وقت...... غیر تو غیر اپنے بھی بھلا دیتے ہیں...... کون ساری عمر ساتھ چلتا ہے بلال جی...... درخت بھی سوکھے پتے گرا دیتے ہیں......

بلال احمد۔ حضرو اٹک

میں اکثر مسکراتا ہوں

اداس تیرے شہر سے جا رہا ہے کوئی
کٹے ہوئے فصلوں پر پچھتا رہا ہے کوئی
پتھر مار رہے ہیں تیرے شہر کے لوگ
زخموں پر زخم کھا رہا ہے کوئی
لہو بہہ رہا ہے جگہ جگہ سے یارو میرا
رو رہا ہے کوئی اور مسکرا رہا ہے کوئی
پتھر کھا کے بھی ہنس رہا ہے کوئی
دار جس پہ اپنے آزما رہا ہے کوئی
بلال تھے بھی شوق تھا مرنے کا
جنازے تیرے پہ شہنائی بجا رہا ہے کوئی
فنا کے بعد بھی مجھ کو ستا رہا ہے کوئی
نشان قبر کو میری مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے دیں
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
اندھیری رات میں تاروں کی جھلماہٹ ہے
خرائی سو رہی ہے آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتوں آسماں سے پھول لاکر برساؤ
دل جلے کی قبر کو دلہن بنا رہا ہے کوئی

بلال احمد۔ حضرو اٹک

جدائی

جدائی کے زخم انسان کی روح پر لگتے ہیں جو انسان کو ہمیشہ تڑپاتے رہتے ہیں۔ ہر پل رلاتے ہیں، جدائی کا وقت کٹھن اور جان لیوا ہوتا ہے جو دل میں ایک چبھن ہوتی ہے۔ جدائی کے زخم پر وقت رلاتے ہیں ہر وقت جدا ہونے والے کا انتظار رہتا ہے۔ دن تو مشکل سے گزر جاتا ہے مگر کالی سیاہ رات ناگن بن کر ڈستی ہے۔ جدائیوں میں، میں نے اکثر ویرانوں کا یہ حال دیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی ہے کہ پروردگار کسی کو کسی سے جدا نہ کرے۔

بلال احمد۔ حضرو اٹک

کیا کرتے ہیں

اپنے غموں کا بھلا شمار کیا کرتے ہم
مسیحا کوئی نہیں دل بے قرار کیا کرتے ہم
چاہا تھا جس کو عبادت کی طرح ہم نے
کہہ کر اسے برا خود کو گناہ گار کیا کرتے ہم
دیکھ سکا نہ جو اداسی ہماری آنکھوں میں
آنکھیں سامنے اس کے اشکبار کیا کرتے ہم
کی ہے تم نے محبت جو یہ پوچھا کسی نے
آنکھیں بھر آئیں انکار کیا کرتے ہم
ملے تم سے دکھ یہ نصیب تھا ہمارا
ٹھہرا کے تمہیں غم کا ذمہ دار کیا کرتے ہم

نرگس ریاض۔ سکھر

آپ بیتی

درد بھری روداد میری...... پرغم ہے میری داستان...... صبر کا پھل گر ملے گا ضرور...... مالک تو وہ ثمر ہے کہاں...... جو بہار گئی زندگی سے تو...... مستقل ہے اب موسم خزاں...... کھلتی کلیاں پر شہر تھے کبھی چمن...... بنجر ہے اب وہ زمین جیسے قبرستان...... تصویر کا اب اس کی تصور کہاں...... میرے مقدر کی پستی تو ذرا دیکھ...... ہنسنے ہنسانے کو نہ سمجھ میری عادت...... دیکھ میرے دل کو کتنے زخم ہیں یہاں...... اور سینے میں لئے ہوئے ہوں درد کا طوفان...... این کس سے پوچھوں کون بتائے گا پتہ...... میرے آنسوؤں میرے اجر کا وہ ثمر ہے کہاں......

نرگس ریاض۔ سکھر

پہلی لڑکی

سوئی سوئی لہریں...... یکدم موج میں آسکتی ہیں...... تم وہ پہلی لڑکی ہو...... جس کو دیکھ کے...... دھوپ کا ہر اک ٹکڑا بادل ہو سکتا ہے...... جس کو دیکھ کے، چاند کسی شب پورا پاگل ہو سکتا ہے...... تم وہ پہلی لڑکی ہو، جس کو دیکھ کے...... ہر اک پیار کہانی سچی لگتی ہے، جس کو دیکھ کے...... مجھ کو ساری دنیا اچھی لگتی ہے...... وہ دل ہی کیا تیرے ملنے کی جو دعا نہ کرے...... میں تجھ کو بھول کے زندہ رہوں خدا نہ کرے......

محمد کاشف ساقی۔ راجہ جنگ

دل کی ویرانی

تم اپنا رنج و غم، اپنی پریشانی مجھے دے دو
تمہیں غم کی قسم، اس دل کی ویرانی مجھے دے دو
یہ مانا میں کسی قابل نہیں ہوں ان نگاہوں میں
برا کیا ہے اگر یہ دکھ، یہ حیرانی مجھے دے دو
میں دیکھوں تو سہی، دنیا تمہیں کیسے ستاتی ہے
کوئی دن کے لئے اپنی نگہبانی مجھے دے دو
وہ دل جو میں نے مانگا تھا مگر غیروں نے پایا
بڑی شے ہے اگر اس کی پشیمانی مجھے دو دو

محمد ارشد۔ ڈی جی خان

محبتوں کے دیئے

بجھا دیتے ہیں خود اپنے ہاتھوں محبتوں کے دیئے جلا کے
میری وفا نے اجاڑ دی ہیں امید کی بستیاں بسا کے
تجھے بھلا دیں گے اپنے دل سے، یہ فیصلہ تو کیا ہے لیکن
نہ دل کو معلوم ہے نہ ہم کو جئیں گے کیسے تجھے بھلا کے
کبھی ملیں گے جو راستے میں تو منہ پھرا کر پلٹ پڑیں گے
کہیں سنیں گیجو نام تیرا تو چپ رہیں گے نظر جھکا کے
نہ سوچنے پر بھی سوچتا ہوں کر زندگانی میں کیا رہے گا
تیری تمنا کو دفن کر کے تیرے خیالوں سے دور جا کے

محمد ارشد فرید۔ ڈی جی خان

مایوس نہ ہو جائیں

آجا کہ انتظار نظر ہیں کبھی سے ہم
مایوس ہو نہ جائیں کہیں زندگی سے ہم
اے عکس زلف یار ہمیں تو پناہ دے
گھبرا کے آگئے ہیں بڑی روشنی سے ہم
برسوں رہی ہے جن سے رہ و رسم دوستی
ان کی نظر میں آج ہوئے اجنبی سے ہم
اس رونق بہار کی محفل میں بیٹھ کر
کھاتے رہے فریب بڑی سادگی سے ہم

محمد ارشد فرید۔ ڈی جی خان

تیری یاد

لاکھ کاٹا ہے تیری یاد کو جڑ سے میں نے
کیا کروں پھر یہ شجر مجھ میں نکل آتا ہے
جب بھی سوچا ہے محبت نہیں کرنی اب کے
پھر محبت کا اثر مجھ میں نکل آتا ہے
چلتے چلتے جو میں تھکاوٹ سے ستانے لگوں
اپنی جانب کا سفر مجھ میں نکل آتا ہے
شام پڑتے ہی یہ اداسی کا موسم مجسم
لاکھ روکوں میں مگر مجھ میں نکل آتا ہے

نعمان پرنس۔ ہربنس پورہ لاہور

ایس ٹی کے نام

جو میری سانسوں میں بستا تھا خفا ہو گیا
آج میرا ہمسفر مجھ سے جدا ہو گیا......
جس نے کھائی تھیں قسمیں ساتھ دینے کی
آج وہی شخص بے وفا ہو گیا
تیرا ساتھ تھا تو رونق سی تھی زندگی میں
میں جدا ہو کے ایسا ٹوٹا کہ فنا ہو گیا
وعدہ کیا تھا بچھڑ کے تم سے جی نہ سکوں گا
آج وہ وعدہ بھی مجھ سے وفا ہو گیا
یہ جدائی تو برسوں سے اپنا مقدر ہے
اے دل آج پھر تجھ کو کیا ہو گیا
بہت فخر تھا کہ جیون میں پیار کا دکھ نہیں
آج میں بھی اس درد سے آشنا ہو گیا

ایم بی آر

اک بات کہو

اک بات کہو گر سنتی ہو...... تم مجھ کو اچھی لگتی ہو...... کچھ چنچل سی کچھ چپ چپ سی...... ہیں چاہنے والے اور بہت...... پر تم میں ہے اک بات بہت...... پر تم میں ہے ایک بات بہت...... تم اپنی اپنی لگتی ہو...... اک بات کہوں گر سنتی ہو...... تم مجھ کو اچھی لگتی ہو...... اک بات کہوں گر سنتی ہو...... یہ بات بات پر کھو جانا...... کچھ کہتے کہتے رک جانا...... یہ کس الجھن میں رہتی ہو...... کیا بات ہے ہم سے کہہ ڈالو...... اک بات کہوں گر سنتی ہو...... تم مجھ کو اچھی لگتی ہو......

ایم بی آر

آ کسی شام میرے پاس آ

آ کسی شام میرے پاس آ...... عمر بیت گئی مجھے دیکھے ہوئے...... ملے ہوئے...... باتیں کرتے ہوئے...... یاد ہے نا...... ہم تجھے دل مانتے تھے...... راہی دن رات تیرے دور جانے سے...... رو پڑتا تھا...... یاد ہے نا...... ہم تجھے جاں (جانم) کہتے تھے...... تیری آواز سے جی اٹھتے تھے...... تجھ کو چھو لینے سے اک نئی زندگی آجاتی تھی...... میری شریانوں میں...... تجھ کو پالینے سے کوئی شہر بس جاتا تھا...... میرے ویرانوں میں...... آ کسی شام میرے پاس آ......

محمد بوٹا راہی۔وال بھچراں

کسی اپنے کے نام

گھاس کی کوئی آواز نہیں ہوتی...... انسان پر ظلم کون کرتا ہے...... کیا انسان محبت کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے...... کیا میری محبت کچھ بھی نہیں...... کیا تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے...... کیا تمہیں انسانوں سے خوف آتا ہے...... کہیں ایسا تو نہیں کہ تم اپنی خواہشوں سے خوفزدہ ہو...... رات کے وقت ستارے آج بھی دکھائی دیتے ہیں...... تمہاری آنکھیں کہاں ہیں، کبھی زمین پر چل کر دیکھو...... کبھی اندر جھانک کر دیکھو...... کبھی لوگوں سے دور جا کر دیکھو...... اور سوچو...... انسان پر ظلم کون کرتا ہے...... پانی کا بہاؤ سوچ نہیں سکتا...... ہوائیں آندھی ہیں...... سورج بے نیاز ہے...... ہمارا اس کائنات میں کوئی دوست نہیں...... کوئی دشمن ہمارے نہیں ہمارے سوا......

محمد بوٹا راہی۔وال بھچراں

غزل

تجھے خیال سے دل سے نکال سکتا ہوں
میں اپنے آپ کو ابھی سنبھال سکتا ہوں
نکال سکتا ہوں تہہ سے سمندروں کی گہری
کمند چاند ستاروں پر ڈال سکتا ہوں
میں جانتا ہوں ہنر اہل عشق پر در کا
مزاج سنگ کو ریشم میں ڈھال سکتا ہوں
اڑایا تو نے میری مفلسی کا جیسے مذاق
تیرے کلاہ کو بھی ویسے اچھال سکتا ہوں
پرانے زخم بھی محفوظ کرلئے ہیں راہی
نئے دکھوں کو بھی سینے میں پال سکتا ہوں

محمد بوٹا راہی۔وال بھچراں

تیری یادیں

دل میں تیری یادوں کو بسا رکھا ہے
نیند کو تیرے سپنوں سے سجا رکھا ہے
مسکرا مسکرا کے ملتا ہوں ہر اک سے
دل میں روتا ہوں مگر اشکوں کو چھپا رکھا ہے
ہر آہٹ میں تیرے آنے کا گماں رہتا ہے
کچھ اس طرح سے تیرے انتظار نے تڑپا رکھا ہے
ایس ٹی اگر تو میری نہیں بن سکتی تو پھر
اور کیا اس دنیا میں تیرے سوا رکھا ہے

محمد بوٹا راہی۔وال بھچراں

بارش کا موسم

بارش کے موسم میں...... وقت کے اندھیروں میں...... میں نے اس سے پوچھا تھا...... چھوڑ تو نہ جاؤ گے...... ہاتھ تھام کر اس نے...... کان میں یہ بولا تھا...... کیسے چھوڑ سکتا ہوں...... تم تو جان ہو اپنی...... اور آج ایسا ہے...... وقت کی تمازت میں...... وحشتوں کے موسم میں...... میں نے اس سے پوچھا ہے...... چھوڑ کر ہی جانا تھا...... مسکراتی گلیوں میں...... آس کیوں لائی تھی...... پیاس کیوں جگائی تھی...... میرے ان سوالوں پر...... نہ وہ چونکا نہ ٹھہرا...... چلتے چلتے اتنا کہا...... موسموں کے کھیل میں سب...... وقت کا تغیر ہے......

محمد بوٹا راہی۔وال بھچراں

جذبات

چودھویں شب ہے چھلکتی چاندنی...... تاروں کی سج دھج انوکھی ہے...... بے بدل۔ دل جواں محفل جواں رت بھی جواں...... نئے بھی ہے ساغر بھی ہے مینا بھی ہے...... آسمانوں میں بھی چرچے۔ مرے...... سامنے زہرجبیں...... دلبر کوئی...... گیسو بکھرے ہوئے...... جلوہ نما، بے خطر...... فکر جہاں سے بے خبر...... جوش ہے جذبات میں طوفان ہے...... دونوں مدہوشی کی وادی میں چلے...... اک دوجے میں سمائے جاتے ہیں...... چاند تاروں دیکھو کیسا ہے ملن۔ مشغلہ دلبر پرستی ہے میرا......

محمد بوٹا راہی۔وال بھچراں



ہم سے پوچھنی ہے تو ستاروں کی بات پوچھو ناز
خوابوں کی بات تو وہ کرتے ہیں جنہیں نیند آتی ہے

ثقلین ساجد۔سہنہ آزاد کشمیر

ہم نے دیکھا ہے زمانے کی ہر رُت کو
ضد و خودغرضی کے مارے ہر بت کو

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔کراچی

سپنوں سے دل لگانے کی عادت نہیں رہی
ہر وقت مسکرانے کی عدات نہیں رہی
یہ سوچ کے کہ کوئی منانے نہیں آئے گا
اب ہمیں روٹھ جانے کی عادت نہیں رہی

محمد اسحاق انجم۔کنگن پور

میرے لفظ کی گہرائی میں عکسِ جمال اس کا تھا
غزل میری تھی مگر دل میں مستوئی خیال اس کا تھا

سردار محمد اقبال خان مستوئی۔سردار گڑھ

مانا کبھی نہیں ہوئے ہم تیری دوستی کے قابل
اپنا نہ سہی انجان سمجھ کر حال پوچھ لیا کرو

شمس الرحمٰن عرف اچھو۔واہ کینٹ

پیار کی عظمت کو رسوا نہ کیا ہم نے
دھوکے تو بہت کھائے پر دھوکا نہ دیا ہم نے

انعام علی۔جنڈ

کوئی ایسا اہل دل ہو کہ فسانہ محبت
میں اسے سنا کر روؤں وہ مجھے سنا کر روئے

ارم مصطفیٰ۔راولپنڈی

رات گہری تھی ڈر بھی سکتے تھے
ہم جو کہتے تھے کر بھی سکتے تھے
تم جو بچھڑے تو یہ بھی نہ سوچا کہ
ہم تو پاگل تھے مر بھی سکتے تھے

شعیب شیرازی۔جوہر آباد

زندگی اس کی جس کی موت پہ زمانہ افسوس کرے غالب

یوں تو ہر شخص آتا ہے اس دنیا میں مرنے کے لئے

محمد فاروق۔رحیم یار خان

کس قدر معصوم سا لہجہ تھا اس کا
دھیرے سے جان کہہ کر بے جان کر دیا

شاہد نواز۔گوجرہ

اتنی محبت نہ کرو کہ بکھر جائیں ہم
تھوڑا ڈانٹا بھی کرو کہ سدھر جائیں ہم
اگر ہو جائے ہم سے خطا تو ہو جانا خفا
مگر اتنا بھی نہیں کہ مر جائیں ہم

لعل شاہ رخ خان۔کرک

ٹھوکریں مار کر محفل سے اٹھاتے ہیں مجھے
اور اک پاؤں سے دامن بھی دبا رکھا ہے

عفیفہ عندلیب۔علی پور چٹھہ

اس کو تو کھو دیا ہے اب نجانے کس کو کھونا ہے
لکیروں میں جدائی کی علامت ابھی باقی ہے

محمد وقاص احمد حیدری۔سہگل آباد

مت دے دعا کسی کو اپنی زندگی لگ جانے کی
یہاں کچھ لوگ اور بھی ہیں جو تیری زندگی کی دعا کرتے ہیں

اے ڈی کنول۔کھپرو

برسوں بعد اس شخص کو دیکھا اداس اور پریشان
شاید اُسے مجھ سے بچھڑنے کا غم آج بھی ہے

سونیا قادر۔ڈڈیال

چند لمحوں کے لئے ساتھ نبھانے والے
تو نے مجھے منزل سے بہت دور چھوڑ دیا
مجھ کو منزل سے بچھڑنے کا نہیں ہے غم
تیرے اندازِ وفا نے میرا دل توڑ دیا

اے ایچ سی۔سیت پور

میری آوارگی میں کچھ قصور اُس کا بھی ہے امین
کہ اُس کی یاد آتی ہے تو گھر اچھا نہیں لگتا

✪ .... ایم امین خان-ایبٹ آباد

سیکھ لو کسی کے پیار کی قدر کرنا تم
کہیں کوئی مر نہ جائے تمہیں یاد کرتے کرتے

✪ .... محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

جب بھی مشکل آئے علَم کو اٹھا کے رکھنا
اپنے سپنوں میں حسینؓ کی محبت کو بسا کر رکھنا

✪ .... محمد واصف-واہ کینٹ

آنکھیں اداس، روح پریشان، دل نڈھال
برپا ہوئی ہے ایک قیامت کہاں کہاں

✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

مجھے بکھرنے نہ دینا میرے مقدر کی طرح
یہ تیری زلف نہیں جو پل بھر میں سنور جائے

✪ .... قمر شرا اعجاز گوندل-گوجرہ

چلتے چلتے پسینہ آ گیا
سامنے دیکھا تو مدینہ آ گیا

✪ .... محمد افنان-رکن سٹی

بڑی گستاخیاں کرنے لگا ہے میرا دل مجھ سے
یہ جب سے تیرا ہوا ہے میری سنتا ہی نہیں

✪ .... محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

اک ہستی ہے جو جان ہے میری
جو جان سے بھی بڑھ کر ماں ہے میری
خدا حکم کرے تو سجدہ کر دوں اسے
کیونکہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری

✪ .... سجاد حسن جھولے والا-ملتان

ہونٹ چہرے پے یوں اس کے نظر آتے ہیں
دودھ میں رکھی ہوں جیسے دو پتیاں گلاب کی

✪ .... اسد شہزاد-گوجرہ

شعلوں میں گر گیا ہوں شاید
دعوؤں سے پھر گیا ہوں شاید
بھٹک رہا ہوں جابجا آوارہ
تیرے دل سے اتر گیا شاید

✪ .... راجو کیکڑا-لاہور

تیرے آنے کی خوشبو میرے دل میں بس جاتی ہے
تیرے قدموں کی آہٹ میرے دل میں سما جاتی ہے
تیرا چاند سا چہرہ آنکھوں میں بس جاتا ہے
جیسے تیرا نام میرے نام کے ساتھ سج جاتا ہے

✪ .... محمد واصف-وصی مغل

عمر گزر گئی ہے میری یہ سوچتے سوچتے فراز
کہ ہر نوکیا موبائل آن ہونے پر کون ہاتھ ملاتے ہیں

✪ .... انعام علی-جنڈ

الزام محبت کے ڈر سے چھوڑ دیا شہر اپنا اے دوست
ورنہ یہ چھوٹی سی عمر پردیس کے قابل تو نہ تھی

✪ .... لعل شاہ رخ خان-کرک

ٹوٹے ہوئے میخانے پر جام نہیں آتا
عشق کے مریض کو آرام نہیں آتا
اے دل توڑنے والے تو نے یہ تو سوچا ہوتا
ٹوٹا ہوا دل کسی کے کام نہیں آتا

✪ .... عفیفہ عندلیب-علی پور چٹھہ

موت سے نہ ڈرائے بندے موت تو ایک دن آنی ہے
ڈرنا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لانی ہے

✪ .... محمد افنان-رکن سٹی

کاش میں ایک کبوتر ہوتا
اڑتا نیلے آسمانوں میں
پیار کی بازی لگاتا میں
اور گرتا تیرے مکانوں میں

✪ .... راجو کیکڑا-لاہور

غرور تو ہونا تھا ان کو ہماری محبت کی شدت دیکھ کر
مگر وہ اپنی قدر کی سوچ میں ہماری قیمت ہی بھول گئے

✪ .... اسد شہزاد-گوجرہ

رسوا کر دیا مجھے زمانے بھر میں
تیری چاہت نے یہ حال کر دیا زمانے میں
اب تو خوشی پاس نہیں آتی مگر
غموں نے گھیر لیا مجھے زمانے بھر میں

✪ .... وصی مغل

میں اس کا ہوں یہ راز تو وہ جان گیا راجو
وہ کس کا ہے یہ سوال مجھے سونے نہیں دیتا

✪ .... راجو کیکڑا-لاہور



ماجد علوی، سردار گڑھ کے نام

عجیب تماشا ہے مٹی کے بنے لوگوں کا واسی
بے وفائی کرو تو روتے ہیں اور وفا کرو تو رلاتے ہیں

محمد فاروق-رحیم یار خان

شہزادہ عالمگیر کے نام

اکثر میری آنکھوں کو تم جھیل بنا دیتے ہو
یاد آتے ہو اس قدر کہ مجھ کو درد دیتے ہو
بھول جانا تو نہیں آسان تم کو مگر اے جان جگر
جانے تم کس طرح مجھ کو بھلا دیتے ہو

لعل شاہ رخ خان-کرک

کسی اپنے کے نام

ہجر لازمی ہے تو پھر وصال کا وعدہ کیسا
یوں خزاں رُت پہ پیاروں کا لبادہ کیسا
زخم دے کر نہ تم درد کی شدت پوچھو
درد تو درد ہے تھوڑا کیسا زیادہ کیسا

محمود وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

M، کنگن پور کے نام

جس نے انداز دیا مجھے مسکرانے کا
اسے بھی شوق ہے اب مجھے رلانے کا
جو لہروں سے چھین کر لایا تھا کنارے پر
اب وہ منتظر ہے میرے ڈوب جانے کا

اے ڈی کنول-کھپرو

فرزانہ یاسمین، ڈگر نون کے نام

شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں

عفیفہ عندلیب-علی پور چٹھہ

انیلہ شہزادی، لاہور کے نام

کدی مہک نہیں جاندی پھلاں وچوں پھل سکدے سکدے جانے
کوئی قدر نہ جانے پیار دی دل ٹھدے ٹھدے ٹٹ جاندے

عفیفہ عندلیب-علی پور چٹھہ

حسن صباء، ایبٹ آباد

کس طرح ختم کریں اُن سے اپنا رشتہ امین
جن کو صرف سوچتے ہیں تو ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں

ایم امین خان-ایبٹ آباد

M، کراچی کے نام

دل سے ہر پل چاہت کی صدا آتی ہے
یاد مجھ کو اس کی ہر اک ادا آتی ہے
قربان ہو جائے میری دوستی اس کی خوشیوں پر
پھر یقین ہو اسے کہ ہم کو بھی وفا آتی ہے

اے ایچ سی-سیت پور

پیاری امی جان کے نام

تیرے بغیر کسی بھی رشتے کو نبھانا مشکل ہے
تو جو نہ ہو دھوپ تو کیا سائے میں ہی چلنا مشکل ہے

ارم مصطفیٰ-راولپنڈی

اپنے کسی کے نام

نام تو لے لوں اس کا اپنی زبان مگر پھر یہ سوچتا ہوں
معصوم ہے محبوب میرا کہیں زمانے میں رسوا نہ ہو جائے

وصی مغل-واہ کینٹ

کسی دوست کے نام

ہر بات سے انکار نہیں ہوتا
ہر راستے پہ انتظار نہیں ہوتا
یوں تو اور بھی ہیں آپ کو یاد کرنے والے
لیکن ہر کسی کی یاد میں مجھ جیسا پیارا نہیں ہوتا

محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

ایس اینڈ آر، مانگٹ کے نام

برسوں گزر گئے رو کر نہیں دیکھا
آنکھوں میں نیند تھی مگر سو کر نہیں دیکھا
کیا جانے درد محبت کا
جس نے خود کبھی کسی کا ہو کر نہیں دیکھا

قمر اعجاز گوندل مریز-گوجرہ

طاہر، سرگودھا کے نام

میں تجھ کو بھول جاؤں مگر ایک شرط ہے
گلشن میں جا کے پھول سے خوشبو کو جدا کرو

محمد عرفان بٹ-سرگودھا

شاہد حسین جھولے والا ملتان کے نام

تیری دوستی نے سب کو سکھا دیا
خاموش دنیا کو پھر سے جگا دیا
قرض دار ہوں میں اپنے رب کا
جس نے تجھ جیسے دوست سے ملا دیا

سجاد حسن جھولے والا-ملتان

راج کماری، منڈی بہاؤ الدین کے نام

ہم مر بھی گئے تو ہماری یادیں تم سے وفا کریں گی اسد
یہ مت سمجھ ہم نے تمہیں چاہا تھا صرف چھوڑ دینے کے لئے

اسد شہزاد-گوجرہ

سیّدہ کنیز پنجتنی نقوی، کراچی کے نام

کہا میں نے لاڈلا میں ہوں مٹی میں کیوں اتروں
جواب آیا کہ سب کو یہ سمندر پار کرنا ہے

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

جو بھول چکے ہیں ان کے نام

کبھی نہ کبھی تو بہاروں کے پھول مرجھا جائیں گے
بھولے بھی کبھی ہم تمہیں یاد آئیں گے
احساس ہو گا تمہیں ہماری دوستی کا
جب ہم بہت دور چلے جائیں گے

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

انیلہ غزل، حافظ آباد کے نام

تیری نیم کش نگاہیں تیرا زیر لب تبسم
یونہی اک ادائے مستی یونہی اک فریب سادہ

صنم شیرازی-جوہر آباد

کسی اپنے کے نام

انسان تو کبھی مکمل اپنا بھی نہیں ہوتا
اس نے خط میں لکھا ہے کہ میں صرف تیری ہوں

عثمان غنی-رحیم یار خان

ایم، لاہور کے نام

غیروں سے کچھ گلا نہیں اپنوں سے کچھ ملا نہیں
میں وہ غم کی کتاب ہوں جسے کسی نے پڑھا نہیں
تیرے معصوم دامن کی قسم اے بچھڑنے والے
بہت مجبور ہوتا ہوں تو رو لیتا ہوں

عثمان غنی-لاہور

عائشہ کرن، لاہور کے نام

سدا دور رہو غم کی پرچھائیوں سے
سامنا نہ ہو کبھی تنہائیوں سے
میرا ارمان ہے ہر خواب پورا ہو آپ کا
یہی دعا ہے دل کی گہرائیوں سے

سید عارف شاہ-جہلم

اپنی پارو، لالہ موسیٰ کے نام

پارو! پاس آؤ اک التجا سن لو
پیار ہے تم سے بے پناہ سن لو
پارو! اک تم ہی کو تو خدا سے مانگا ہے
جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو

صدا حسین صدا-کیلا سکے

ایس، کراچی کے نام

مقدر کے کھیل بڑے پیارے ہوتے ہیں دین
اگر تم سے نہیں ملتے تو بچھڑتے کس سے

دین محمد بگٹی-کراچی



......''بس اٹھ کے چل دیئے چپ چاپ کچھ کہا نہ سنا......کوئی طریقہ ہے یہ اس طرح بچھڑتے ہیں؟''— انکل شہزادہ عالمگیر! کبھی ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچا تھا میں نے کہ یوں اچانک ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے آپ کہے بنا ہی ہمیشہ کے لئے منہ موڑ کر چل دیئے۔ یہ خبر پڑھتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا اور رقت آمیز لہجے میں ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور سچ میں اس خبر کو پڑھتے ہی یقین ہی نہیں آ رہا تھا کوئی یوں اپنوں سے ناراض ہو کر چھوڑ جاتا ہے۔ آنسو آنکھوں سے بے اختیار بہہ نکلے...... بڑی مشکل سے رات تک ہمت باندھی ہے کچھ لکھنے کی— ''دسمبر اداس کر گیا ہے......ایک موتی چھین کر لے گیا ہے''— موت برحق ہے ہر ایک کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری دینی ہے۔ اچھے لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنی اچھائی و نیکی سے لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں اور انکل شہزادہ عالمگیر بھی ایسے نایاب لوگوں میں سے تھے جو اپنے پیچھے اتنے چاہنے والوں کو چھوڑ گئے— ''ہر پل یاد آئیں گے ......راہ عدم کو جانے والے لوگ''— بعض اوقات الفاظ کھو جاتے ہیں یوں کہ ڈھونڈے سے نہیں ملتے اور بعض اوقات یہ یوں بے معنی ہو جاتے ہیں جیسے ساحل کی ریت پر کھینچی ہوئی آڑی ترچھی لکیریں......جن کا کوئی مقصد ہوتا نہ مطلب......اس سمے مجھے بھی اپنے الفاظ یوں ہی بے معنی اور بے مقصد محسوس ہو رہے ہیں کیونکہ یہ میرے جذبات کی ترجمانی کر پا رہے ہیں نہ میرے دل میں طوفان اٹھاتے درد کو بیان کر پا رہے ہیں ایسے میں دل چاہ رہا ہے کاغذ اور قلم دور پھینک دوں اور— ''اے قلم ٹوٹ جا......اے سخن رشتہ حرف سے چھوٹ جا...... آج کوئی بہانہ نہیں چاہئے ......بلبل باغ افکار خاموش ہے...... آج شام غزل بھی سیاہ پوش ہے''— اللہ جنت الفردوس میں آپ کے درجات بلند فرمائے اور اس جہان میں بھی ڈھیروں سکون اور راحتیں نصیب فرمائے اور خوفناک کے قارئین اور خوفناک کی پوری ٹیم اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!— ''کون تولے گا تیرے آنسوؤں کو ہیروں میں عاشی ...... وہ جو اک درد کا تاجر تھا دکان چھوڑ گیا''۔ (عائشہ رحمٰن-کبیر والہ)

......دسمبر کا شمارہ یکم محرم الحرام خریدا۔ کیا وجہ ہے ٹائٹل پہلے سے شائع شدہ استعمال ہو رہے ہیں؟ کہانیوں میں ریاض احمد کی پراسرار بونا یا پراسرار آدمی، تار عنکبوت، خونی پہاڑ یا ہاتھ اور رابی خان کی ہوٹل کا راز پسند آئیں۔ عمران رشید صاحب آپ کی قسط وار کہانی خون آشام ناگن پوری کی پوری ہی نقل شدہ ہے۔ میرے پاس ثبوت موجود ہیں۔ ایم آفریدی صاحبہ ویلڈن آپ کی کہانی زبردست ہے آپ پلیز لکھتی رہا کریں۔ مسٹر لقمان حسن آپ کی ایم آفریدی پر تنقید بالکل بے جا ہے کیونکہ جن کہانیوں کا آپ نے نام لیا ایم آفریدی کی کہانی صرف ان سے تھوڑی سی ملتی ہے۔ (نامعلوم)

......شہزادہ عالمگیر کی وفات کا سن کر دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ اس وقت میری کیا کیفیات ہیں میں بیان نہیں کر سکتی۔ وہ بہت عظیم انسان تھے اللہ ان کے لواحقین کو اتنا بڑا صدمہ جھیلنے کی ہمت عطا کرے۔ ان کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے مگر ہر انسان نے مرنا ہے۔ خدا ان کی مغفرت کرے۔ دسمبر کے شمارے نے رلا ہی دیا ہے کچھ بھی لکھنے کو دل نہیں کر رہا۔ شہزادہ عالمگیر کا صدمہ برداشت نہیں ہو رہا۔ آنکھ سے آنسو رواں دواں ہیں۔ ان کی جدائی دل کے ٹوٹنے کر رہی ہے۔ ماہ دسمبر میں شائع ہونے والے چوبیس خطوط میں سے بارہ خطوط میں وارث آصف کا نام ان کی غزلوں، خطوں اور کہانیوں کی تعریف اس بات کا ثبوت ہے کہ اس وقت خوفناک کا نمبرون رائٹر کون ہے اور کس کی تحریروں میں

دم ہے اور قارئین کس کی تحریریں پڑھنا چاہتے ہیں۔ (فرزانہ یاسمین ملک۔ڈگرنون)

♥......نومبر کا شمارہ مجھے گفٹ دیا۔ ٹائٹل زبردست رہا۔ خالد شاہان کی قسط وار کہانی کی سمجھ نہ آ سکی جبکہ ریاض احمد صاحب کی کہانی اچھی رہی۔ ان کے اندازِ تحریر میں اک جادو سا ہے جو پڑھنے والے کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔ ساحل دعا بخاری کی کہانی کی تعریف نہ کرنا ان سے زیادتی ہوگی اور کوا چی سے ایس امتیاز صاحب کی کہانی بھی اچھی تھی۔ عمران قریشی کی کہانی شاید کسی فلم کا چربہ ہی تھی ایسی کہانیاں مت شائع کیا کریں پلیز ڈائجسٹ کی بدنامی ہوتی ہے۔ (نوشین خان۔کوٹ مظفر)

♥......**سال 2011ء کے "خوفناک ڈائجسٹ" پر مکمل تجزیہ:** خوفناک ڈائجسٹ کو ایک سال اور مکمل کرنے پر ہم خوفناک ڈائجسٹ کو تہہ دل سے مبارک باد دیتے ہیں اور خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس سال کی طرح آئندہ بھی شہزادہ عالمگیر مرحوم کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ پودا سدا پھلتا اور پھولتا رہے خدا اسے ہر مصیبت سے بچائے۔ آمین! کچھ بھی تجزیہ کرنے سے پہلے میں خوفناک کے چیف ایڈیٹر جناب شہزادہ عالمگیر مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن کی بدولت مجھ سمیت کئی گمنام سے انسان آج ملک کے ابھرتے ہوئے رائٹر ہیں اور انہی کی بدولت ملک کے کونے کونے میں ہمارا نام سورج کی طرح روشن ہے۔ شہزادہ عالمگیر کی صفات پر لکھنا بالکل ایسے ہے جیسے کہ سورج کو آئینہ دکھانا۔ وہ بہت باکمال نیک اور سادہ انسان تھے۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں ان کو دیکھ نہیں سکا مگر یہ بات میں نہایت ہی خوش ہو کر ہر بندے سے کہتا ہوں کہ میں ان سے فون پر بات کی ہے اور یہ میرے لئے اک بہت بڑا اعزاز ہے۔ ان کی شان میں میں صرف اتنا ہی کہوں گا— "ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے...... بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"— یوں تو ان کی وفات پر سارا ملک ہی سوگوار ہے مگر خاص طور پر وہ لوگ جن کا کبھی بھی واسطہ خوفناک ڈائجسٹ سے تھا ان کا دل ہی زخمی ہے۔ میں ان کے سوگواران خوفناک کی نگری کے تمام باسیوں خاص کر محترمہ شہلا عالمگیر، شہزادہ فیصل اور شہزادہ التمش سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں بالکل بھی دکھی نہ ہوں اور ان کی اس نشانی یعنی خوفناک ڈائجسٹ پر اس انداز سے توجہ دیں کہ حاسد بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ واقعی باپ کی نشانی کو بیٹوں نے ان سے بھی بڑھ کر ملک کے کونے کونے کے رسالوں کے مقابلے میں صف اوّل میں لا کھڑا کیا۔ میں یعنی وارث آصف خان عالمگیر انکل کی فیملی کے دکھ میں برابر کا شریک ہوں۔ اللہ ان کو جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پڑوس میں جگہ دے۔ آمین! **کہانیاں:** پورے سال کے دوران خوفناک کے بارہ شماروں میں 157 کہانیاں شائع کی گئیں۔ سب سے لمبی تحریر عمران رشید کی کالا درخت تھی جو فروری میں شائع ہوئی اور 53 صفحات پر مشتمل تھی۔ سب سے چھوٹی کہانی صرف ایک صفحے پر مشتمل تھی جو کہ نومبر میں شائع ہوئی اور اسے بابر علی سحر نے تحریر کیا تھا۔ رسالے تمام رائٹرز میں سے کسی کی بھی ہر شمارے میں کہانی شائع نہیں ہوئی مہینہ یا دو مہینے کا گیپ لازمی تھا۔ اس تمام عرصہ میں کافی تعداد میں چوری شدہ تحریریں بھی شائع ہوئیں ان کی تعداد بتیس تھی۔ اس دوران کئی اچھی کہانیاں بھی شائع ہوئیں اور مقابلہ خاصا زبردست تھا مگر میں کسی کو بھی نمبرون نہیں ٹھہراؤں گا اس بات کا فیصلہ قارئین ہی کریں گے لیکن اک بات جو نہایت ہی قابل افسوس ہے وہ یہ کہ اس سال میں مکمل جتنی بھی سٹوریز استعمال کی گئیں یا شائع ہوئیں ان میں جو سب سے سپرہٹ کہانیاں تھیں ان میں آدھے سے زیادہ نقل شدہ ہیں اور سرفہرست ریحان خان، رابی خان، عثمان غنی کی سٹوریز تھیں ان تمام رائٹرز کی شائع شدہ سٹوریز زبردست تھیں مگر وہ تمام نقل شدہ تھیں۔ باقی سپرہٹ رائٹرز میں وارث آصف خان، انعام علی جنڈ، امیر عاصم ملک وغیرہ شامل ہیں۔ (ریاض احمد و اقراء کی سٹوریز کے علاوہ)۔ **قسط وار:** پورے سال کے دوران جو قسط وار سٹوریز ختم ہوئیں ان میں عمران رشید کی مایہ کال، وارث آصف خان کی ساحر، ریحان خان اور پرنس کریم کی شیطانی چکر شامل ہیں (ریاض احمد و اقراء کے علاوہ)۔ شیطانی چکر کی تعریف صرف چند لوگوں نے کی۔ عمران

رشید کی مایہ کال جو کہ انڈین اینڈ انگلش فلمز کی کنگنو پر مشتمل تھی بری طرح فلاپ رہی۔ ریحان خان کی کہانی ابورتج تھی اور وارث آصف خان کی ساحر سپرہٹ قسط وار کہانی تھی۔ شیطانی ناگن، تار عنکبوت اور پراسرار بانسری ابھی نامکمل ہیں اور پراسرار بانسری کی رائٹر ایم آفریدی صاحبہ کی کہانی کو قارئین نقل شدہ کہہ رہے ہیں۔ لقمان حسن کے مطابق یہ کہانی اپنی کی 2009ء میں شائع ہونے والی سٹوریز دھواں اور پراسرار بانسری سے ماخوذ ہے۔ منیر سحری اسے سیدہ فرح ناز کی سٹوری کہہ رہے ہیں۔ یوں قسط وار سٹوریز میں سال کی سب سے سپرہٹ کہانی ساحر ہے اور بیسٹ رائٹرز وارث آصف خان ہیں۔ **مختصر کہانیاں:** اس تمام عرصہ میں کل 44 مختصر کہانیاں یا واقعے شائع کئے گئے۔ سب سے زیادہ اکتوبر میں 19 اور ستمبر میں 10 تھے۔ فروری سے لے کر جون، اگست، نومبر اور دسمبر میں کوئی بھی مختصر کہانی یا واقعہ نہ تھا۔ **غزلیں:** پورے سال میں کل 556 غزلیں شائع کی گئیں جن میں سب سے زیادہ اگست میں 151 اور سب سے کم مارچ میں گیارہ 11 تھیں۔ رئیس ساجد کاوش، ہانیہ گوہر، وارث آصف خان، یٰسین احمد یعنی انیلہ غزل، راجا عمر کی غزلیں بہت پسند کی گئیں۔ **اشعار:** کل 1101 گیارہ سو ایک اشعار تھے۔ سب سے زیادہ ستمبر میں 129 اشعار اور سب سے کم فروری میں 37 تھے۔ رئیس برادران، محمد واصف، احسان سحر، انیلہ غزل، عفیفہ عندلیب، ہانیہ گوہر کے اشعار زبردست تھے۔ ریاض احمد کے پورے سال میں صرف 2 شعر شامل تھے۔ **لطیفے:** کل اسی 80 لطیفے شائع ہوئے جن میں سب سے زیادہ فروری میں 23 اور دسمبر، اکتوبر اور مئی میں 4،4 تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی کے بے تکے اور میٹر کو خراب کرنے والے لطیفے جنہوں نے لطیفوں کا حلیہ ہی بگاڑ دیا اور انہی کے نام نہاد پروفیسر کے جھوٹے ناموں سے گھسیڑے گئے لطیفوں کی تعداد 34 تھی ان سے باقی کو ملا کر کل 80 بن گئے۔ نومبر اینڈ ستمبر میں اک بھی لطیفہ شامل نہ تھا۔ وارث آصف خان، عفیفہ عندلیب اور ہانیہ کے لطائف زبردست تھے اور تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ **سندیسے:** پورے سال میں کل 131 سندیسے تھے سب سے زیادہ اپریل میں 66 اور جنوری میں 25 تھے۔ شہزادہ عالمگیر کے نام 22 لطیفے، دوستوں کے نام 40، رائٹرز کے نام 18 اور تحریریں شائع کرانے کے دس تھے۔ وقاص احمد حیدری کے سندیسے اچھے تھے۔ یہ صرف مئی تک شائع ہوئے۔ **گلدستہ:** معلومات، اقوالِ زریں اور مختلف چیزوں پر مشتمل اس گلدستے میں کل 105 تحریریں تھیں۔ سبھی رائٹرز نے اچھا لکھا دسمبر میں جواب عرض کا گلدستہ تھا اور ستمبر، فروری، اکتوبر، اپریل میں شائع نہ ہوا۔ اسلامی تحریروں کی تعداد چوبیس تھی۔ سب سے لمبی تحریریں عفیفہ عندلیب، فرید علی نہی کی تھیں۔ تقریباً سب نے اچھا لکھا۔ **بہترین شعر پیاروں کے نام:** اس نئے کالم میں کل ملا کر 168 شعر تھے۔ سندیسے کو ختم کر کے اس نئے کالم کو شامل کیا گیا۔ یہ جون سے شائع ہوا۔ جون سے اگست تک اس میں تمام اشعار بھیجنے والے رائٹرز جواب عرض کے تھے اور زیادہ تر یہ لڑکیوں کے نام تھے۔ ان کی کل تعداد 123 تھی۔ ستمبر اور اکتوبر میں اس کالم کو نظر انداز کیا گیا۔ نومبر اور دسمبر میں اسے نئے سرے سے شائع کیا گیا اور خوفناک ہی کے رائٹرز کے اشعار شامل کئے گئے۔ فرزانہ یاسمین، ہانیہ، افضال عباسی، عمیر مظہر سنی اور فاروق کے اشعار اچھے تھے۔ **حمد ونعت:** پورے سال میں گیارہ حمد نعت شائع کی گئیں ان کے مقابلے میں 1657 شعر و غزلیں تھیں۔ یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے بہرحال جنوری میں 9 اور اگست، دسمبر میں 1،1 حمد یا نعت تھی۔ **خطوط:** پورے سال میں کل 404 خطوط تھے۔ تنقید والے خطوط 157 تھے۔ فرضی ناموں سے شائع ہونے والے 30 تھے۔ تنقید والے خط میں سب سے زیادہ تنقید عمران رشید، پرنس کریم، رابی خان اور عثمان غنی اور منیر سحری پر وارث آصف خان، فرزانہ یاسمین، عفیفہ عندلیب، راجہ عمر اور شاہ رخ خان نے کی۔ فرضی ناموں سے سب سے بڑا نام انیلہ غزل کا ہے جو یاسین احمد استعمال کر رہے ہیں اس کے بعد انہی کے نئے نام حرا ناز اور آفتاب احمد شامل ہے۔ عمران رشید نے بھی سونیا، نیلوفر کے نام استعمال کئے اور عبداللہ حسن نے فرحین خان کا نام شامل کیا اور وارث آصف خان پر تنقید کی۔ وارث آصف خان کا نام 120 مرتبہ استعمال ہوا خطوط میں۔ سب سے زیادہ انہی کی سٹوریز و غزلیں کی تعریف اور مزید لکھنے پر زور دیا گیا۔ عبداللہ حسن نے فرید علی کی

چوری شدہ کہانی کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیئے۔ وہ واحد ایسے آدمی ہیں جو اس کہانی کی تعریف کرتے ہیں جس کی قارئین تنقید کرتے ہیں یا جس کی تعریف ہوتی ہے اس پر وہ تنقید کرتے ہیں۔ **اولڈاز گولڈ:** اولڈاز گولڈ میں عمران علی ہاشمی کی 2007ء میں شائع ہونے والی کہانی خوشبوئے محبت کا خوف اور وارث آصف خان کی 2009ء میں شائع ہونے والی کہانی زاک محل کو یاد کیا گیا۔ **نئے آنے والے اور بچھڑنے والے رائٹرز:** نئے اور ٹیلنٹ سے بھرپور رائٹرز میں عدنان خان، ساحل دعا بخاری، انعام علی، صائمہ ہیں، بچھڑنے والوں میں صائمہ تبسم، یاسمین سلیم، انیلہ شہزادی، عفیفہ عندلیب، محمد بوٹا راہی، جمال، بلال احمد، شبنم گل، فرح ناز شاہ، سحر نگار، رابی خان۔ قارئین کیسا لگا یہ تجزیہ اپنی آراء سے ضرور نوازیں اور مجھے یہ بتلائیں کہ کیا میں مزید لکھوں؟ (وارث آصف- واں بھچراں)

♥ ...... ماہ دسمبر کا شمارہ ناگن لڑکی نمبر کافی لیٹ یعنی 12 تاریخ کو گھوٹکی سے خریدا۔ حسینہ کے ساتھ گرین کلر جو چہرہ بہت بھیانک لگ رہا ہے۔ دوسری طرف ڈھانچے کے ہاتھ میں لڑکی کا سر اور نیچے کھوپڑیوں کا ڈھیر توبہ توبہ بچے دیکھتے ہی ڈر جاتے ہیں۔ پھر جب میں نے اپنے فیورٹ رائٹر عمران رشید کی کہانی ''خون آشام ناگن'' جب پڑھنے لگا تو اس کہانی میں اتنا کھو گیا کہ میں اپنے آپ کو اس کہانی کا حصہ سمجھنے لگا تھا۔ پھر جب یہ کہانی پوری نہیں ہوئی تو لگا تھا کہ اسے اگلے شمارے میں پڑھے۔ تب جا کر میں نے خطوط میں پہنچا۔ واہ بھئی بہت اچھے باقی ابھی شمارہ پڑھنے کو رہتا ہے۔ (بہادر عاربانی بلوچ- گھوٹکی)

♥ ...... ماہ نومبر 2011ء چڑیل حسینہ نمبر میرے ہاتھوں میں ہے۔ سارے رسالے کو پڑھ کر اس نتیجے پر پہنچا کہ کالا ناگ ظفر اقبال پتوکی اس شمارے کی بیسٹ کہانی تھی۔ دوسرے نمبر پر ریاض احمد کی کہانی پراسرار ہمسفر رہی۔ خون آشام ناگن اور تار عنکبوت کے بارے میں ہر بار کی طرح اتنا ہی کہوں گا دونوں بور اور بکواس سٹوریاں ہیں۔ ''صندل'' انیلہ غزل سٹوری تو خاص نہیں تھی مگر شاعری سے کہانی کا مزہ دوبالا ہو گیا۔ ''جنونی'' انعام علی اچھی کہانی تھی۔ پراسرار بچھو ثقلین ساجد بھی پسند آئی۔ جن کا بچہ اقراء لاہور ہر بار کی طرح آپ کی کہانی پیاری لگی۔ خونی بدروح ایس امتیاز احمد'' ہماری سمجھ سے بالاتر تھی۔ ڈائن میری مہمان کشور کرن پتوکی اس کے بارے میں اتنا ہی کہوں گا کہ ٹھیک کہانی تھی۔ غزلوں میں انیلہ غزل، لقمان حسن اور رابی خان پشاور کی غزلیں پسند آئیں۔ (شعیب شیرازی- جوہر آباد

♥ ...... شہزادہ بھائی میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے میرا پہلا خط شائع کیا آپ کی بہت مہربانی۔ اب میرا یہ دوسرا خط بی شائع کر کے مہربانی کا موقع دیں۔ خوفناک ڈائجسٹ ماہ نومبر 2011ء آج 26 اکتوبر کو خریدا۔ میں نے نومبر کے شمارے کے صرف خطوط پڑھے ہیں جو اچھے تھے۔ خطوط میں عمران رشید پر تنقید ہوئی جو ہمیشہ ہوتی ہے۔ ایک فرزانہ یاسمین کا خط پڑھا جس میں انہوں نے وارث آصف خان نیازی کی کہانیوں کو بہت پسند کیا میں بھی مانتا ہوں کہ وارث بھائی کی کہانیاں اچھی ہوتی ہیں کچھ کچھ۔ (محمد فہیم صابر- اسلام گڑھ)

♥ ...... نومبر کا شمارہ لیٹ ملا۔ ٹائٹل اپریل 2006ء والا تھا۔ کہانیوں میں ہر بار کی طرح اس بار بھی ریاض احمد ہی نمبر ون تھے۔ خالد شاہان کا دوسرا پارٹ عجیب تھا راستے میں ہی چھوڑ دیا۔ باقی کہانیوں میں ساحل دعا بخاری کی انجام انتقام اے ون پلس تھی۔ انعام علی کی کوشش بھی اچھی تھی۔ (وارث آصف- واں بھچراں)

♥ ...... نومبر کا شمارہ جلد ملا ٹائٹل اچھا تھا کہانیوں میں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ریاض احمد اینڈ اقراء کی جوڑی سب پر بازی لے گئی۔ پھر اس کے بعد انجام انتقام ساحل دعا بخاری نے اپنے سحر میں جکڑ لیا اس کہانی کی تعریف کرنا ممکن نہیں بس اتنا کہوں گی کہ اے ون اینڈ ویلڈن۔ واقعی جتنی پرانی قاری ہیں اتنا ہی پرانا اور زبردست تجربہ ہے۔ عمران رشید صاحب آپ کی کہانی واقعی تعریف کے لائق ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ آپ نے خود ہی لکھی ہے؟ باقی انکل جی! قمر رمضان بریال ایک اچھے رائٹر ہیں تمام لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں آپ پلیز ان کی کہانیوں کو خوفناک میں جگہ دیں یہ

ہماری گذارش ہے۔ (فرزانہ یاسمین- کلور کوٹ)

♥ ...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ دسمبر 2011ء کا ناگن لڑکی نمبر اس بار خوشیوں کے ساتھ ساتھ غم کا دسمبر بھی ساتھ لایا ہے۔ ٹائٹل معیاری اور بھیانک ہے۔ اس بار خوفناک ڈائجسٹ میں کمرشل اشتہارات کی بھرمار دیکھ کر حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہوئی۔ اگر یہ مختلف مصنوعات کے اشتہارات ہر ماہ چھپتے رہیں تو امید ہے ادارہ کو مالی بوجھ کا سامنا ہرگز نہیں کرنا پڑے گا۔ جناب ایڈیٹر صاحب اشتہارات کی آمدنی کو دیکھ کر ہمیں مت بھول جانا۔ شکریہ! تازہ شمارے کی ورق گردانی کرتے کرتے اچانک میری نظر ایک **badnews** پر پڑی جونہی وہ بری خبر پڑھتے گئے ہماری آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر ڈائجسٹ کو گیلا کرتے گئے۔ شہزادہ عالمگیر بھائی کی اچانک موت کا پڑھ کر ہمارے اوپر جیسے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں۔ واقعی وہ ایک عظیم انسان اور ہم سب کے دکھ درد بانٹنے والے ایڈیٹر تھے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) ان کے بارے میں جتنا بھی لکھا جائے یقیناً نہیں حقیقتاً کم ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ وہ ایک ستارہ نہیں بلکہ چاند تھے جن کی روشنی سے ساری دنیا جگمگا رہی تھی۔ ان کی چاندنی سے ہمارے دل ہمیشہ چمکتے رہیں گے۔ کبھی دل کی دھڑکن بن کر تو کبھی لبوں کی دعا بن کر۔ صرف ادارہ نہیں بلکہ ہم سب سمیت پوری دنیا اس جوان مرد پرخلوص بانی خوفناک ڈائجسٹ و جواب عرض جناب شہزادہ عالمگیر صاحب کے صدمے میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میں اپنے دوستوں کو اکٹھا کر کے جناب شہزادہ عالمگیر صاحب کا غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کیا ہے اور خصوصی جناب شہزادہ عالمگیر صاحب کی مغفرت اور بخشش کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کی قبر پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے لواحقین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! شہزادہ عالمگیر بھائی صرف ہمارے نہیں، پاکستان کے نہیں بلکہ انٹرنیشنل لیول پر جانے پہچانے ایڈیٹر تھے۔ اب اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

''وہ بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی ...... ہمارا پیارا ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر صاحب ساری دنیا کو ویرا کر گیا''۔
(عبداللہ حسن چشتی- سیت پور)

♥ ...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ نومبر 2011ء اپنی کہانی دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ باقی سب کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں۔ پراسرار ہمسفر، جن کا بچہ، ڈائن میری مہمان خاص طور بہت اچھی تھیں اور مجھے بہت پسند آئی ہیں۔ اس دفعہ انیلہ غزل کی کوئی کہانی نہیں آئی بہت دکھ ہوا۔ ایک اور کہانی لکھنی شروع کی ہوئی ہے لیکن مصروفیت کی وجہ مکمل نہیں کر پایا۔ ان شاء اللہ جلد ہی مکمل کر کے بھیج دوں گا۔ (اسد شہزاد- گوجرہ)

♥ ...... میں آپ کی بزم میں دوسری بار شرکت کر رہی ہوں نومبر کا رسالہ خوفناک میں نے 20 نومبر کو لیا ہے۔ ٹائٹل بالکل بھیانک تھا۔ اسلامی صفحہ میرا فیورٹ صفحہ ہے۔ پہلے میں اسے پڑھتی ہوں۔ سب سے پہلے اپنے فیورٹ رائٹر ریاض احمد لاہور کی کہانی پراسرار ہم سفر پڑھی جو مجھے بے حد اچھی لگی۔ میں چاہتی ہوں شیراز نجمہ کو معاف کر دے۔ اقراء باجی کی کہانی ''جن کا بچہ'' بھی زبردست کہانی۔ اس بار سب غزلیں اچھی تھیں۔ خصوصاً فرید علی کی، عائشہ رحمان کی، اے ایچ سی اور عفیفہ عندلیب کی غزلیں اچھی ہوتی ہیں۔ شعر سب کے اچھے ہوتے ہیں۔ عبداللہ حسن چشتی نے ٹھیک لکھا ہے جو رائٹر بلاوجہ کسی دوسرے کی عزت نہ کرے تو اس کو سمجھانا چاہئے۔ آخر میں آپ کی بزم سے یہ کہتے ہوئے اجازت چاہوں گی کہ آپ میری تمام تحریریں شائع کر دیا کریں خاص طور پر میری تمام غزلیں شائع کر دیں۔ (فرحین خان)

♥ ...... شہزادہ عالمگیر میرے دل میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ جو اس دنیا میں آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن جانا ہے اور میں یہ دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر کی مغفرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (سجاد حسن جھولے والا- ملتان)

♥ ...... اس مرتبہ خوفناک میں جو خبر پڑھی اس نے دل و دماغ کو ماؤف سا کر دیا۔ ایک دم ہم شاکڈ ہو کر رہ گئے۔ اس

روح فرسا خبر پر بالکل بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنے شفیق و مہربان شہزادہ عالمگیر انکل ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں لیکن یقین کرنا پڑا کہ ایک نہ ایک دن ہم سب نے خدا کے ہاں حاضر ہونا ہے۔ یہ لکھواتے ہوئے میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اب ہم خوفناک میں کسے پکاریں گے، کسے شکایتیں کریں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ میاں ہمارے پیارے عالمگیر انکل کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں اور ان پر اپنی خاص رحمتیں بھیجیں۔ آمین ثم آمین! (حیا اینڈ ہانیہ-ملتان)

♥......نومبر 2011ء کا شمارہ میرے سامنے موجود ہے اس میں سب کہانیاں بہت اچھی تھیں لیکن اسد شہزاد کی بھٹکتی روحیں کہانی نقل شدہ تھی اس کہانی کا اصل نام خونی حویلی ہے جس کو اسد شہزاد نے نقل کر کے اپنی طرف منسوب کر لیا اور ستمبر کے شمارے میں ایم آفریدی کی، پریمی جن زادی کہانی یہ جون 2010ء میں وفادار چڑیل کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ ریاض صاحب کی کہانیاں بہت ہی اچھی ہوتی ہیں لیکن مزہ ان کی کہانی لہراتا سایہ پڑھنے میں آیا وہ اب تک کسی بھی کہانی میں نہیں آیا اور جلدی سے کوئی قسط وار کہانی شروع کریں انتظار رہے گا۔ (اے اصغر علی-قصور)

♥...... ماہ اکتوبر کا لڑکی بھوت نمبر جلدی پانچ تاریخ کو مل گیا۔ میر پور آزاد کشمیر کا موسم سرد ہو رہا ہے اس لئے رات کو ڈائجسٹ پڑھنے میں اور بھی مزہ آتا ہے۔ کہانیوں میں نمبر ایک پر ریاض احمد کی معصوم لاشے رہی ویلڈن کنگ ریاض احمد۔ دوسرے نمبر پر مس اقراء کی لڑکی بھوت تھی۔ مس اقراء کی تحریروں میں دن بدن نکھار آتا جا رہا ہے۔ تیسرے نمبر پر خالد شاہان کی تار عنکبوت تھی۔ دوسری قسط کا شدت سے انتظار ہے۔ خون آشام ناگن عمران رشید کی نارمل تھی نہ اچھی نہ بری۔ پائلوں کی تلاش گڈ لقمان حسن کہانی مزے دار تھی۔ پراسرار بانسری کی دوسری قسط بھی ٹھیک لگی۔ زوگوال ایک خوبصورت کہانی تھی۔ بدی کا خاتمہ سر کٹی لاش، آسیب زدہ مکان یہ تمام اچھی کہانیاں تھیں۔ خونی ہمسفر، دوسری بار شائع ہوئی ہے۔ پراسرار ناگن، اس کی کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا ہے۔ خوفناک واقعات تمام کے تمام لاجواب تھے۔ غزلوں میں رئیس صدام، اسد شہزاد، رئیس ساجد، محمد لقمان، حماد ظفر، محمد منیر سحری کی غزلیں اچھی لگیں۔ اشعار نارمل تھے۔ خطوط تمام کے تمام گرما گرم تھے۔ رابی خان جلدی سے کوئی کہانی لکھو۔ شمارے کا نیا ڈبل ٹائٹل والا آئیڈیا شاندار ہے۔ (راجہ عمر تھوتھال-میر پور آزاد کشمیر)

♥...... ماہ ستمبر کا آدم خور حسینہ نمبر میرے ہاتھوں میں ہے۔ فرنٹ اور بیک پر دو دو ٹائٹل والا آئیڈیا واقعی لاجواب ہے۔ اسلامی صفحہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہانیوں میں نمبر ایک پر ریاض احمد کی آدم خور حسینہ رہی، تو سی گریٹ ہو جناب۔ دوسرے نمبر پر طلسمی مورتی رہی۔ ویلڈن مس اقراء۔ آخری قسط شاندار تھی۔ اب نئی کہانی کے ساتھ جلدی آ جاؤ۔ تیسرے نمبر پر جو کہانی تھی وہ وارث آصف کی ساحر تھی۔ آخری قسط بھی پہلی کی طرح مزے دار تھی۔ پریمی جان، دوسری بار شائع ہوئی ہے۔ مظلوم بدروح، خود غرض شیطانی ناگن، خون آلود چہرہ، تمام کی تمام بہترین کہانیاں تھیں۔ انتقام اس میں مزید محنت کی ضرورت تھی۔ ناگن، داستان عشق بھی اچھی کہانیاں تھیں۔ خوفناک قاتل ایک نقل شدہ کہانی تھی۔ ٹرائی سٹار فلائٹ اچھی فلمی سٹوری تھی۔ خوفناک واقعات تمام کے تمام بیسٹ تھے۔ غزلوں میں عثمان چوہدری، ساغر جی دکھی، صابر علی، شفیق احمد، ایم ایس راحیل کی غزلیں معیاری تھیں۔ اشعار بھی ٹھیک تھے۔ خطوط تمام گرما گرم تھے۔ آخر میں رابی خان اور ہانیہ ملتان کو آداب عرض ہے۔ (راجہ عمر تھوتھال-میر پور آزاد کشمیر)

♥......خوفناک ڈائجسٹ کا تازہ شمارہ دسمبر 2011ء اس دفعہ کافی لیٹ ملا لیکن ٹائٹل زبردست خوفناک تھا۔ شہزادہ بھائی اسلامی صفحہ میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے واقعات بھی دیا کریں۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف اس شمارے میں ہر کہانی ایک سے ایک بڑھ کر ہے لیکن اقراء لاہور کی رائٹر ہیں ان کی کہانی جو انہوں نے طلسمی مورتی لکھی تھی وہ ستمبر کے شمارے 2011ء میں میں نے پہلے بھی ریکوئسٹ کی تھی کہ اس کہانی جیسی کہانی لکھیں۔

وہ میری favorite رائٹر ہیں۔ الفاظ میں چناؤ اور منظر کشی کا طریقہ ان سے کم ہی ہے کسی کے پاس۔ انسان پڑھتے وقت مکمل طور پر اس کہانی کا ہیرو سمجھتا ہے اور مکمل طور پر thoill ہو جاتا ہے۔ آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ ان کی لکھی ہوئی اچھی سی طلسمی مورتی جیسی کہانی شائع کریں۔ آپ سے ایک اور گذارش ہے کہ انور فرہاد، راحیلہ مشتاق اور ذکاء اللہ کی کہانیوں کو بھی خوفناک ڈائجسٹ میں شائع کریں۔ آپ سے التماس ہے کہ ڈائجسٹ کو اور مزید well shape میں لائیں۔ (نامعلوم)

♥......اس بار ماہ اکتوبر 2011ء کا شمارہ ملا تو میں خوشی کے مارے منی بدنام ہوئی کی طرح اچھلنے اور ناچنے لگی کیونکہ اس بار میرے سب سے فیورٹ رائٹر عمران کی کہانی خون آشام ناگن جو شائع ہو چکی تھی۔ مجھے تو ایسے لگا جیسے مجھے خوشی کے مارے ہارٹ اٹیک ہو جائے گا۔ خون آشام ناگن اس شمارے کی ٹاپ ون کہانی تھی بہت ہی زبردست تھی، ویلڈن۔ اس کے بعد ٹاپ ٹو سٹوری تار عنکبوت خالد شاہان فرام صادق آباد کی تھی۔ واؤ بہت ہی زبردست پڑھ کر مزہ آ گیا۔ ٹاپ تھری سٹوری معصوم لاشے ریاض احمد کی زبردست سٹوری تھی شاندار رہی۔ اس کے بعد لڑکی بھوت اقراء کی بہت پسند آئی۔ پراسرار بانسری ایم فریدی، پائلوں کی تلاش لقمان حسن، خونی ہمسفر شہاب شیخ اور باقی تمام رائٹرز نے بہت ہی اچھا لکھا۔ (زین خالد- چھانگا مانگا)

♥......شہزادہ عالمگیر جی میں پہلی بار اپنے پیارے سے خوفناک ڈائجسٹ میں لکھ رہی ہوں امید ہے کہ آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔ بہت انتظار کے بعد جب ماہ ستمبر کا شمارہ ملا تو فہرست پر نظر پڑتے ہی مجھے شدید غصہ آیا وہ اس وجہ سے کہ اس بار بھی عمران رشید کی کوئی کہانی نہ تھی۔ غصے سے میں ڈائجسٹ کو پیرے بیڈ پر پھینک دیا۔ عمران رشید کے بغیر یہ ڈائجسٹ ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ جسم میں روح نہ ہو۔ اس بار ڈائجسٹ پڑھنے کو بالکل بھی دل نہ کر رہا تھا۔ عمران رشید مجھے آپ کی کہانیاں بہت پسند آتی ہیں۔ سب سے پہلے آپ ہی کی کہانی پڑھتی ہوں۔ (زین خالد- چھانگا مانگا)

♥...... ماہ نومبر 2011ء کا شمارہ آخر کار انتظار کے بعد مل ہی گیا۔ اس شمارے میں عمران رشید کی کہانی خون آشام ناگن 2 دیکھ کر تو میں چھمک چھلو کی طرح جھومنے اور لہرانے لگی خوشی کے ساتھ رات کو جب میں نے اس کہانی کو پڑھا تو مجھے تو سچ مچ میں خوف آنے لگا تھا اس ناگن سے۔ واقعی عمران رشید جی آپ کی تحریر میں تو بہت سرور تھا۔ انس امیزنگ۔ عمران رشید جی آپ خوفناک ڈائجسٹ کے ہیرو ہیں میں آپ سے آپ کا آٹو گراف لینا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد تار عنکبوت خالد شاہان فرام صادق آباد آپ نے تو کمال کا لکھا بہت ہی زبردست رہی ویلڈن۔ پراسرار ہمسفر ریاض احمد آپ نے ہر بار کی طرح اپنے سحر میں جکڑ لیا بہت ہی شاندار تھی۔ جن کا بچہ اقراء فرام لاہور آپ نے بھی ہمیشہ کی طرح نہایت ہی شاندار طریقے سے لکھا۔ اقراء جی آپ جلد سے جلد کوئی نئی قسط وار سٹوری شروع کر دیں۔ باقی کی کہانیاں ابھی تک نہیں پڑھ سکی کیونکہ آج کل فرسٹ ایئر کا سبق جو بہت زیادہ ملنے لگا ہے۔ اس شمارے کا ٹائٹل بہت ہی زبردست تھا۔ شکر ہے جو دو ماہ سے رابی خان کی کوئی کہانی نہیں آ رہی ہے۔ ایس امتیاز احمد کی بھی کہانیاں بہت اچھی ہوتی ہیں بہت دلکش انداز کے ساتھ لکھتے ہیں۔ آخر میں سب کے لئے دعا گو۔ (زین خالد- چھانگا مانگا)

♥...... ماہ اکتوبر 2011ء کا خوفناک ڈائجسٹ لڑکی بھوت نمبر ایک بک سٹال سے خریدا اس بار ٹائٹل کافی جاندار رہا۔ نیا سلسلہ بہترین شعرا اپنے پیاروں کے نام اچھا سلسلہ ہے اور بہت زیادہ ٹائٹل زبردست خوفناک تھا اور اسلامی صفحہ نہ پا کر بڑا دکھ ہوا۔ شہزادہ بائی اسلامی صفحہ ضرور شائع کیا کریں اور اس بار نہ جانے کیوں لگا کہ ڈائجسٹ وزن میں ہلکا ہے سولہ صفحات اس بار کم تھے۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف تار عنکبوت خالد شاہان صادق آباد، خون آشام ناگن عمران رشید راولپنڈی، پراسرار بانسری قسط 2 ایم آفریدی، سر کٹی لاش محمد سعد لاہور، خونی ہمسفر شہاب شیخ، لڑکی بھوت اقراء لاہور۔ مجھے یہ شعر پسند ہے حماد ظفر ہادی، اے ڈی کنول، لٹل شاہ رخ خان، ایم امیر عاصم ملک، لقمان حسن، محمد عمیر مظہر سنی،

غزلیں میں رئیس صدام حسین ساحل، اسد شہزادہ، عائشہ رحمٰن کی اچھی غزلیں تھیں۔ (عیس ولی چاہت - اڈا جسوآنہ بنگلہ)

...... ماہ نومبر 2011ء کا شمارہ پڑھا۔ اسلامی صفحہ اچھا رہا پڑھ کر مزہ آیا۔ پلیز اس کو ضرور شمارے میں شامل کیا کریں۔ اس کے علاوہ کہانی پہلی عمران رشید کی تھی خون آشام ناگن اچھی چل رہی ہے یہ کہانی اور امید ہے آگے بھی اچھی لکھی ہو گی بس پولیس کا رول زیادہ نہ ڈالا کرو باقی کہانیاں اچھی ہوتی ہیں۔ خالد شاہان کی تارِ عنکبوت دلفریب سا نام لگا ہے ویسے اس کا مطلب کیا ہے دوسرا کہانی زبردست تسلسل کے ساتھ چل رہی ہے آپ کی کہانی پڑھ کر ذہن تازہ ہو گیا۔ جب ایم اے راحت، اقراء، ریاض، وسیم رضا چکوال والے یہ سب اور دوسرے بھی اچھے رائٹر ہوا کرتے تھے ایک زبردست ماحول تھا۔ فیملی ٹائپ اور ہر ایک کی کہانی اچھی اور خوبصورت ہوتی تھی۔ اب تو ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے باقی کہانیاں بھی اچھی ہی رہیں پڑھ کر مزہ آیا۔ اس کے علاوہ غزل اور اشعار کی محفل کا ذرا بھی مزہ نہیں آیا وہی غزلیں پرانی اور بے وفا ٹائپ تھوڑا سا پلیز نکھار پیدا کریں اور خطوط کی محفل کافی تھوڑی تھی۔ ویسے ایڈیٹر صاحب ہر ماہ خط لکھتا ہوں لیکن شامل دو ماہ کے بعد ایک ہی ہوتا ہے کیا خط نہیں پہنچتے یا پھر چھاپنے کے قابل نہیں ہوتے۔ (محمد وقاص احمد حیدری - سہگل آباد)

...... میں خوفناک ڈائجسٹ کا نیو قاری ہوں میں پہلے جواب عرض پڑھتا ہوں ماہ دسمبر 2011ء ناگن لڑکی نمبر 3 دسمبر کو ملا اسلامی صفحہ نہ پا کر افسوس ہوا۔ محترم جناب شہزادہ عالمگیر کے بارے میں پڑھا نہایت ہی افسوس ہوا (اناللہ وانا الیہ راجعون) ان کے بارے میں جتنا بھی کچھ لکھا جائے یقیناً کم ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں جواب عرض کی پوری ٹیم اور شہزادہ عالمگیر کے ہر چاہنے والے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق یطا فرمائے۔ آمین! غزلیں و نظمیں میں اپنی نعت رسول مقبولؐ پا کر بہت خوشی ہوئی صرف نعت پڑھی باقی رسالہ پڑھنے کو جی نہیں کیا کیونکہ شہزادہ عالمگیر کو ہم نہیں بھول سکتے۔ (ممریز بشیر گوندل - گوجرہ)

...... ماہ دسمبر 2011ء کا خوفناک ڈائجسٹ ناگن لڑکی نمبر غموں کا طوفان بن کر ملا۔ شہزادہ بھائی کی جدائی پل پل تڑپائے گی ان کے بارے میں جتنا لکھا جائے کم ہو گا لیکن حقیقت ہے کہ وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں دھڑکن اور لبوں کی دعا بن کر زندہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جناب شہزادہ عالمگیر صاحب کی مغفرت و بخشش فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین! جواب عرض اور خوفناک ڈائجسٹ سے تعلق کبھی نہیں ٹوٹے گا۔ محترم چیف ایگزیکٹو شہزادہ التمش صاحب کچھ تحریریں جو میں نے گذشتہ تین چار سے ارسال کیں تھیں انہیں جلد کی شمارے میں شائع کیجئے گا۔ میں آپ کا تہہ دل سے مشکور رہوں گا۔ (محمد عمیر مظہر سنی - تبکیاں)

...... ماہنامہ خوفناک ڈجسٹ نومبر 2011ء کا چڑیل حسینہ نمبر میرے سامنے موجود ہے۔ اس بار خوفناک ڈائجسٹ کے ٹائٹل کا بیلنس ڈگمگا رہا ہے۔ ٹائٹل کوئی خاص اچھا نہیں لگا بس حیرت زدہ خوبصورت حسینہ پسند آئی۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ کا مطالعہ کیا۔ دنیا اور اس کی حقیقت قاضی وقار حسین، علم و عمل عثمان چوہدری اور ہماری آخرت کیسی سید تصور شاہ کی تحریریں پڑھ کر ایمان سے مزید مالا مال ہوئے۔ سٹوریوں میں سب سے پہلے پرنس آف دی ورلڈ رائٹر ریاض احمد بھائی کی سٹوری پراسرار ہمسفر پڑھی اس سٹوری کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے بعد عمران رشید کی سٹوری خون آشام ناگن پہلی سٹوریوں سے بہتر انداز میں لکھی گئی ہے۔ تارِ عنکبوت خالد شاہان صاحب کی زبردست سٹوری ہے۔ اس کے علاوہ شیطان کی پجارن ڈاکٹر وحید علی۔ سمندری عفریت عمران قریشی کوئٹہ، جنونی انعام علی جنڈ، پراسرار بچھو ثقلین ساجد، جلتی آنکھیں قم قم نشاد، خونی بدروک ایس امتیاز احمد کراچی، مظلوم دوشیزہ کامران شکیل، ڈائن میری مہمان کشور کرن پتوکی اور جن کا بچہ اقراء لاہور کی بہت اچھی سٹوریز ہیں۔ کالا ناگ بھی ظفر اقبال کی بہترین

سٹوری ہے جبکہ انیلہ غزل کی بور سٹوری صندل اور ساحل دعا کی انجام انتقام خوفناک ڈائجسٹ کے معیار کو بدنما داغ لگانے میں اہم کردار ادا کر رہی تھیں۔ راجہ عمر صاحب میری سٹوری ڈیڈ مین پسند کرنے کا شکریہ۔ محمد فاروق میرا خط پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ اپنے دو خط دیکھ کر دلی سکون ملا، اپنی غزل پا کر خوشی ہوئی۔ غزلوں میں بیسٹ آف دی بیسٹ فرید علی کی غزل ''میں اداس ہوں'' سپر ہٹ رہی۔ اس کے بعد امن و امان چاہیے عائشہ رحمان کی اور نہ گلا کیا نہ خفا ہوئے یونہی راستے میں جدا ہوئے جنید سیف ابھی سورج نہیں ڈوبا ذرا سی شام ہونے دو لقمان حسن، یا رب غم ہجراں میں اتنا تو کیا ہوتا رئیس ارشد، کرنی ہو محبت تو پھر سوچا نہیں کرتے راجہ عمر، ہجر کا تارا ڈوب چلا ہے انتخاب انیلہ غزل اور لوگ چھوڑ دیتے ہیں تنزیلہ حنیف کی بہترین غزلیں تھیں۔ یاسمین سلیم صاحبہ سے میری گذارش ہے کہ آپ واپس خوفناک ڈائجسٹ میں لوٹ آؤ۔ آخر میں میرا پیغام مہرو قادری کے نام یہ ہے کہ پلیز آپ بھی خوفناک ڈائجسٹ میں comeback کرو آپ کی اچھی اچھی تحریریں پڑھے عرصہ ہو گیا ہے۔ (عبداللہ حسن چشتی - سیت پور)

...... گذشتہ چار ماہ سے آپ کو غزلیں، اشعار، حدیث نبویؐ وغیرہ بھیج رہا ہوں مگر آپ انہیں شائع نہیں کرتے۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ پتہ نہیں میری چیزیں غیر معیاری ہوتی ہیں یا آپ کو پسند نہیں آتی مگر پلیز شہزادہ بھائی ایسا مت کریں میں ہر ماہ شدت سے خوفناک ڈائجسٹ کا انتظار کرتا ہوں خوشی خوشی ڈائجسٹ کھولتا ہوں مگر جب اپنی چیزیں شائع ہوئی ہوئی نہیں ہوتیں تو یہ دیکھ کر دل ٹوٹ سا جاتا ہے پھر خود کو حوصلہ دیتا ہوں اور ایک بار پھر غزلیں شعر بھیجتا ہوں مگر پھر شائع نہیں ہوتے پلیز شہزادہ بھائی میری ان حقیر چیزوں کو خوفناک میں یا تو جگہ دیں یا پھر مجھے بتا دیں کہ میری کوئی بھی تحریر خوفناک میں شائع ہونے کے قابل ہی نہیں ہے تا کہ میں پھر کوئی تحریر نہ بھیجوں۔ (ایم امین خان - ایبٹ آباد)

...... دسمبر 2011ء کا خوفناک ڈائجسٹ بیسٹ آف دی بیسٹ نکالنے پر میں آپ سب سٹاف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ٹائٹل پر خوبرو حسین دوشیزہ ہلکی سی مسکراہٹ اپنے خوبصورت چہرے پر سجائے مجھے بہت پسند آئی۔ کہانیوں میں سب سے پہلے پرنس آف دی ورلڈ رائٹر ریاض احمد بھائی کی قسط وار ڈینجر سٹوری پراسرار آدمی پڑھی جو ہمیشہ کی طرح دل کو بھا گئی۔ اب دوسری قسط کا انتظار شدت سے ہے۔ اس کے بعد مکمل سٹوریز میں پہلے نمبر پر ''عذاب'' تحریر فرید علی نہی سیت پور کی سٹوری خوفناک اور بھیانک سٹوری ہے۔ دوسرے نمبر پر قبر کی تلاش، تیسرے نمبر پر ہوٹل کا راز بلقیس خان پشاور اور چوتھے نمبر پر خونی ہاتھ انعام علی جنڈ کی زبردست تحریریں اور خوفناک تحریریں ہیں۔ باقی کہانیاں ابھی نہیں پڑھیں اس لئے تبصرہ کر نہیں سکتا معذرت۔ اس کے بعد خطوط کے کنویں پر آ گئے محمد فاروق کا خط پڑھا بھائی اگر آپ خود کو تبدیل کر لو تو میں آپ کو اپنا ریگولر دوست بنا لوں گا ورنہ نہیں۔ اس کے بعد عمران رشید کا لیٹر پڑھا او کے عمران بھائی اب آپ کی کال رسیو کر لیا کروں گا پلیز ڈونٹ مائنڈ اٹ او کے۔ ربیعہ ارشد عرف رابی میری غزلیں پسند کرنے کا بنڈل آف تھینکس۔ اس کے بعد فرحین خان کے لیٹر کا مطالعہ کیا۔ فرحین خان میں آپ کا پسندیدہ رائٹر ہوں مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے اگر آپ اپنے شہر کا نام لکھتیں تو بے حد خوشی ہوتی۔ (عبداللہ حسن چشتی - سیت پور)

...... ماہ دسمبر 2011ء کا خوفناک رسالہ پڑھ لیا ہے سب سے پہلے شہزادہ صاحب کی وفات کا بہت افسوس ہوا ہے ان کے جاتے ہی خوفناک میں بہت سی تبدیلیاں آ گئی ہیں اور وہ بہت عظیم انسان تھے ''خیر کل نفس ذائقۃ الموت'' ہر انسان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائیں سب سے اوّل نمبر پر خون آشام ناگن رہی، تارِ عنکبوت، موت کی حویلی اور راز یہ سب سٹوریاں بھی خوفناک تھیں۔ اشعار میں افضال عباسی، محمد واصف، صوفیہ حسین اور سعدیہ علوی فرام چکوال ان کے اشعار بہت پسند آئے۔ آخر میں شہزادہ صاحب کے سب دعا کریں کہ اللہ پاک ان کو جنت میں جگہ دیں۔ (ایم فاروق - رحیم یار خان)

♥ ......حد ہوگئی بھائی لوگوں کے کہنے پر سٹوری لکھی تو شائع نہیں ہورہی کیوں ہم تو آپ کے بہتر پرانے رائٹر ہیں یہ اتنی بڑی ناانصافی کیوں۔ تار عنکبوت بابو بابو کیوں ابھی تک بابو سے نہیں نکلے یہ آپ کی فرسٹ سٹوری ہے جس سے میں تنگ آ گیا۔ البتہ تسلیم چوہدری آپ کی سٹوری کا انتظار ہے۔ راز انیلہ غزل اپنے پاس ہی رکھتی تو اچھا تھا نہ کہ صفحے کے ساتھ زیادتی کرتی۔ بہروپیا عثمان غنی یہ کون سی بہروپ۔ عذاب فرید بھائی کی کہانی ٹھیک لگی۔ خونی ڈھانچہ کشور کرن آپ بھی گاؤں والوں پر کود پڑی جس طرح آپ نقل شدہ شاعری ارسال کرتی ہو اس طرح کہانیاں بھی فضول بکواس۔ وائرس پڑھ کر نہیں آ گئی۔ بلقیس خان پکڑ کر دولڑکا ہو یا لڑکی بہر حال کہانی بہت اچھی تھی۔ قبر کی تلاش سٹوری اچھی but آپ کا نام کیا سمجھوں یا فتح جنگ آنا پڑے گا۔ خون آشام ناگن اس ماہ کی بیسٹ تھی اور تیسری قسط کافی جاندار رہی ویلکم۔ ریاض بھائی چھ سال سے مسلسل لکھ رہا ہوں کم از کم خطوط ہر ماہ ہونے چاہئیں۔ (لعل شاہ رخ خان-کرک)

♥ ...... ماہ دسمبر دو ہزار گیارہ کا شمارہ خوفناک ڈائجسٹ میرے ہاتھوں میں جگمگا رہا ہے۔ سرورق اس بار شاندار ہے۔ اپنا خط دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ میری پہلی کوشش تھی کسی ڈائجسٹ میں لکھنے کی جو کامیاب ہوئی۔ وہ میری غزل بھی شائع کریں۔ اپنا خط جب میں کالج میں اپنی دوستوں کو دکھایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئیں۔ اب میں ہر ماہ خوفناک رسالے میں باقاعدگی سے لکھتی رہوں گی۔ آپ میری غزلیں اپنے رسالے میں ہر ماہ لگا دیا کریں۔ گلدستہ ہر مہینے شائع کیا کریں۔ غزلیں نظمیں اور شعر سب اچھے تھے۔ پراسرار آدمی ریاض احمد لاہور، قبر کی تلاش قم تم نشاد فتح جنگ، عذاب فرید علی نہی سیت پور کی اچھی کہانیاں ہیں۔ اپنے فیورٹ ایڈیٹر کی وفات کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ اللہ پاک انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین! (فرحین خان ف-ع)

♥ ...... پہلے تو سلام خوفناک کے پورے سٹاف کو پھر ایک دھماکہ خیز خبر کہ انکل شہزادہ عالمگیر اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور ان کی قبر کو کشادہ اور روشن رکھے۔ آمین! یہ خبر پڑھ کر مجھے بہت دکھ ہوا سب کو بھی دکھ ہوگا دراصل بہت عظیم انسان تھے جواب ہم سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ دراصل جو اس دنیا میں آئے گا اسے جانا تو ہے ہی اس لئے صبر سے کام لینا چاہئے۔ اب آتے ہیں ہم خوفناک کی طرف جو کہ 28 نومبر 2011ء کو مل گیا تھا ماہنامہ خوفناک ماہ دسمبر 2011ء ناگن لڑکی نمبر بہت اچھا جاری ہے پہلے میں آتی ہوں ان کریموں شریموں کی مشہوریوں کی طرف اب ان خوفناک کے جو بھی ایڈیٹر ہیں انہیں چاہئے کہ اگر ان کریموں کی مشہوریوں میں تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر اسلامی صفحہ شائع کر دیں تو کتنا اچھا ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب/ صاحبہ میں ایک اسلامی سلسلہ شروع کرنا چاہتی ہوں کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے دراصل مجھے اسلامی باتیں لکھنے کا بہت شوق ہے پلیز آپ مجھے مایوس نہیں کریئے گا۔ اب کچھ کہانیوں پر تبصرہ ہو جائے خون آشام ناگن قسط نمبر 3 عمران رشید ویلڈن بہت اچھی جاری اسی طرح لکھتے رہیں۔ ریاض احمد فرام لاہور کی کہانی پراسرار آدمی کہانی تو اندر جاسوس ہونے کی ہے مگر خیر بہت اچھی ہے۔ ریاض احمد آپکی تو کیا بات ہے بھائی جس کے ہاتھ میں جادو کا قلم ہو اس کی تعریف جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ اقراء لاہور والی غائب ہیں خیر تو ہے تار عنکبوت قسط نمبر 3 محمد خالد شاہان لوہار واہ بھائی کیا بات ہے گڈ لک اسی طرح لکھتے رہیئے انیلہ غزل تمہاری کہانی راز اچھی ہے مگر خوفناک کوئی نہیں ہے۔ وائرس خاص نہیں ہے۔ ہوٹل کا راز بس ٹھیک ہی ہے۔ عذاب، بہروپیا، موت کی حویلی، قبر کی تلاش اچھی کہانیاں ہیں۔ خونی ہاتھ اور خونی ڈھاک مثلاً خونی پہاڑ اور خونی ڈھانچہ ان کے نام تبدیل کیوں خونی ڈھانچہ جو ہے وہ پہلے سے شائع شدہ ہے۔ غزلیں نظمیں اور بہترین اشعار اپنے پیاروں کے نام یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے اور گلدستہ یہ سب سلسلے بہت اچھے ہیں۔ خطوط کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ وہ میں نے ابھی تک نہیں پڑھے۔ (عفیفہ عندلیب-علی پور چٹھہ)

♥ ......افسوسناک خبر کے بارے میں کہوں گا کہ ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر احب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے پہلے تو میں کتنی

دیر یہ خبر پڑھ کر حیران ہوتا رہا جب دو تین بار یہ خبر پڑھی تو یقین آیا گو کہ میں جواب عرض نہیں پڑھتا لیکن اس خوفناک
وجہ سے میری ان کے ساتھ سلام دعا بلکہ ہم سب کی ان کے ساتھ سلام دعا تھی اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ ع
فرمائے اور ان کے عزیز و اقارب ان کے چاہنے والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ان
وجہ سے آج ہم سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں گو کہ ہم نے دیکھا نہیں ایک دوسرے کو لیکن پھر بھی ایک اَن دیکھا رشـ
جڑا ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ میری قارئین سے التماس ہے کہ ان کے لئے دعا کرتے رہا کریں۔ سب سے پہلے آ
ہیں کہانیوں کی جانب خون آشام ناگن اچھی رہی لیکن پچھلی جو اقساط سے زیادہ نہیں پلیز عمران کوئی سٹوری ایک ہی
لکھو یعنی کہ ایک نسل پر لکھو سٹوری اچھی تھی لیکن جھٹ سے وہ بیس سال آگے چلے گئی تو مزہ نہیں رہا دوسری کہانی ریاض
صاحب کی پراسرار آدمی تھی اچھی جا رہی ہے اور امید ہے اچھی ہو گی۔ اس کے علاوہ تار عنکبوت خالد کی سٹوری تو اچھ
ہے لیکن اس میں واقعات اور ہونے چاہئیں تھے خوفناک والے تا کہ مزہ آتا۔ یعنی کہانی بھی دیکھی وائرس یہ تو آپ لوگ
بتائیں گے کہ کیسی رہی اور غزلوں کی محفل پھیکی سی تھی اشعار بھی کچھ اچھے نہیں رہے۔ خطوط کی محفل یعنی کچھ گرم نہیـ
رہی۔ (محمد وقاص احمد حیدری- سہگل آباد)

♥ ......آج چھ دسمبر کو میں شہر کھپرو کیا تو میں نے ایک نیوز ایجنسی پر خوفناک ڈائجسٹ دیکھا سو فوراً خرید لیا کیوں کہ میں
پچھلے تین سالوں سے خوفناک ڈائجسٹ پڑھ رہا ہوں۔ غالباً چھ ماہ سے مجھے خوفناک ڈائجسٹ نہیں ملا۔ خیر جب میں
نے گھر آ کر اسے پڑھنا شروع کیا تو صفحہ 41 کی ایک خبر نے مجھے چونکا دیا جس میں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ آپ
پیارے ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر اب ہمارے بیچ نہیں رہے۔ بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں جنت میں جگ
دے اور ان کے سارے خاندان کو صبر کی طاقت دے۔ اب آتے ہیں رسالے کی طرف تو کہانیاں تو سب خوب تھ
لیکن وائرس کہانی انگریزی موی آئی ایم لیجنڈ کی نقل تھی۔ سارا رسالہ خوب تھا اب میں اپنی ایک غزل اور کوپن بھیج
ہوں ضرور شائع کریں کیوں کہ میں پہلے بھی تین کہانیاں بھیج چکا ہوں کہانیاں تو شائع ہوئی یا نہیں لیکن میرے کوپن
غزلیں شائع ہو گئے کیوں کہ کچھ رسالے کھپرو میں ملے ہی نہیں۔ میں نے ایک اور کہانی لکھی ہے اگر آپ کہیں تو
ارسال کر دوں اور میں سالانہ خریدار بننا چاہتا ہوں آپ اس کے چار جز اور طریقہ بتائیں۔ (اے ڈی کنول-کھپرو)

♥ ......نومبر کا شمارہ جلدی ملا ٹائٹل بہت خوفناک تھا۔ کہانیوں میں ریاض احمد کی سٹوری بہت اچھی تھی۔ میرے خیـ
میں نجمہ کو معاف کر دینا چاہئے۔ واہ ایس امتیاز احمد کیا کہانی تھی۔ خونی بدروح بہت اچھی کہانی تھی اور کالا ناگ، منـ
دوشیزہ، جنونی، جلتی آنکھیں اچھی اور بہترین کہانیاں تھیں اور خوفناک ڈائجسٹ جیسا دنیا بھر میں کوئی رسالہ نہیں۔ خـ
آشام ناگن بہت بور کہانی تھی۔ (رضا بلال-لاہور)

♥ ...... ماہ اکتوبر کا لڑکی بھوت نمبر خریدا گھر آ کر کھولا میرے فیورٹ رائٹر عمران رشید کی قسط وار کہانی خون آشام نا
بہت بہت اچھی لگی۔ پراسرار بانسری بھی بہت اچھی لگی۔ (بہادر عار بانی بلوچ-گھوٹکی)

♥ ...... ماہ نومبر کا خوفناک ڈائجسٹ چڑیل حسینہ نمبر گھوٹکی سے خریدا۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان
ہو گیا اس کے بعد عمران رشید صاحب کی نئی کہانی خون آشام ناگن کی قسط نمبر 2 پڑھی بہت اچھی لگی۔ اس کے
تار عنکبوت خالد شاہان کی پڑھی بہت زبردست بھائی آپ کی کہانی بہت اچھی ہے۔ باقی کہانیاں گزارے ا
تھیں۔ اس کے بعد غزل کی محفل میں پہنچے تو واہ بھئی غزل ساری کی ساری اچھی تھیں۔ انجام انتقام کی کچھ سمجھ
آئی۔ خیر ساحل دعا بخاری کی اچھی کوشش ہے ویلڈن۔ اس بار گلدستہ خوفناک سے گم تھا اس کا افسوس
(بہادر عار بانی بلوچ-گھوٹکی)

❑✻❑

♥ ......حد ہوگئی بھائی لوگوں کے کہنے پر سٹوری لکھی تو شائع نہیں ہو رہی کیوں ہم تو آپ کے بہتر پرانے رائٹر ہیں یہ اتنی بڑی ناانصافی کیوں۔ تار عنکبوت بابو بابو کیوں ابھی تک بابو سے نہیں نکلے یہ آپ کی فرسٹ سٹوری ہے جس سے میں تنگ آ گیا۔ البتہ تسلیم چوہدری آپ کی سٹوری کا انتظار ہے۔ راز انیلہ غزل اپنے پاس ہی رکھتی تو اچھا تھا نہ کہ صفحے کے ساتھ زیادتی کرتی۔ بہروپیا عثمان غنی یہ کون سی بہروپ۔ عذاب فرید بھائی کی کہانی ٹھیک لگی۔ خونی ڈھانچہ کشور کرن آپ بھی گاؤں والوں پر کود پڑی جس طرح آپ نقل شدہ شاعری ارسال کرتی ہو اس طرح کہانیاں بھی فضول بکواس۔ وائرس پڑھ کر نہیں آ گئی۔ بلقیس خان پکڑ کر دولڑ کا ہو یا لڑکی بہر حال کہانی بہت اچھی تھی۔ قبر کی تلاش سٹوری اچھی but آپ کا نام کیا سمجھوں یا فتح جنگ آنا پڑے گا۔ خون آشام ناگن اس ماہ کی بیسٹ تھی اور تیسری قسط کافی جاندار رہی ویلکم۔ ریاض بھائی چھ سال سے مسلسل لکھ رہا ہوں کم از کم خطوط ہر ماہ ہونے چاہئیں۔ (لعل شاہ رخ خان۔ کرک)

♥ ......ماہ دسمبر دو ہزار گیارہ کا شمارہ خوفناک ڈائجسٹ میرے ہاتھوں میں جگمگا رہا ہے۔ سرورق اس بار شاندار ہے۔ اپنا خط دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ میری پہلی کوشش تھی کسی ڈائجسٹ میں لکھنے کی جو کامیاب ہوئی۔ وہ میری غزل بھی شائع کریں۔ اپنا خط جب میں کالج میں اپنی دوستوں کو دکھایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئیں۔ اب میں ہر ماہ خوفناک رسالے میں باقاعدگی سے لکھتی رہوں گی۔ آپ میری غزلیں اپنے رسالے میں ہر ماہ لگا دیا کریں۔ گلدستہ ہر مہینے شائع کیا کریں۔ غزلیں و نظمیں اور شعر سب اچھے تھے۔ پراسرار آدمی ریاض احمد لاہور، قبر کی تلاش قم نم نشاد فتح جنگ، عذاب فرید علی نہی سیت پور کی اچھی کہانیاں ہیں۔ اپنے فیورٹ ایڈیٹر کی وفات کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ اللہ پاک انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین! (فرحین خان ف۔ ع)

♥ ......پہلے تو سلام خوفناک کے پورے سٹاف کو پھر ایک دھماکہ خیز خبر کہ انکل شہزادہ عالمگیر اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور ان کی قبر کو کشادہ اور روشن رکھے۔ آمین! یہ خبر پڑھ کر مجھے بہت دکھ ہوا سب کو بھی دکھ ہوگا دراصل بہت عظیم انسان تھے جواب ہم سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ دراصل جو اس دنیا میں آئے گا اسے جانا تو ہے ہی اس لئے صبر سے کام لینا چاہئے۔ اب آتے ہیں ہم خوفناک کی طرف جو کہ 28 نومبر 2011ء کو مل گیا تھا ماہنامہ خوفناک ماہ دسمبر 2011ء ناگن لڑکی نمبر بہت اچھا جاری ہے پہلے میں آتی ہوں ان کریموں شریموں کی مشہوریوں کی طرف اب ان خوفناک کے جو بھی ایڈیٹر ہیں انہیں چاہئے کہ اگر ان کریموں کی مشہوریوں میں تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر اسلامی صفحہ شائع کر دیں تو کتنا اچھا ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب/صاحبہ میں ایک اسلامی سلسلہ شروع کرنا چاہتی ہوں کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے دراصل مجھے اسلامی باتیں لکھنے کا بہت شوق ہے پلیز آپ مجھے مایوس نہیں کریئے گا۔ اب کچھ کہانیوں پر تبصرہ ہو جائے خون آشام ناگن قسط نمبر 3 عمران رشید ویلڈن بہت اچھی جاری اسی طرح لکھتے رہیں۔ ریاض احمد فرام لاہور کی کہانی پراسرار آدمی کہانی تو اندر جاسوس بونے کی ہے مگر خیر بہت اچھی ہے۔ ریاض احمد آپکی تو کیا بات ہے بھائی جس کے ہاتھ میں جادو کا قلم ہو اس کی تعریف جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ اقراء لاہور والی غائب ہیں خیر تو ہے تار عنکبوت قسط نمبر 3 محمد خالد شاہان لو ہار واہ بھائی کیا بات ہے گڈ لک اسی طرح لکھتے رہیئے انیلہ غزل تمہاری کہانی راز اچھی ہے مگر خوفناک کوئی نہیں ہے۔ وائرس خاص نہیں ہے۔ ہوٹل کا راز بس ٹھیک ہی ہے۔ عذاب، بہروپیا، موت کی حویلی، قبر کی تلاش اچھی کہانیاں ہیں۔ خونی ہاتھ اور خونی ڈھاک مثلاً خونی پہاڑ اور خونی ڈھانچہ ان کے نام تبدیل کیوں خونی ڈھانچہ جو ہے وہ پہلے سے شائع شدہ ہے۔ غزلیں و نظمیں اور بہترین اشعار اپنے پیاروں کے نام یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے اور گلدستہ یہ سب سلسلے بہت اچھے ہیں۔ خطوط کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ وہ میں نے ابھی تک نہیں پڑھے۔ (عفیفہ عندلیب۔ علی پور چٹھہ)

♥ ......افسوسناک خبر کے بارے میں کہوں گا کہ ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر اب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے پہلے تو میں کتنی

دیر یہ خبر پڑھ کر حیران ہوتا رہا جب دو تین بار یہ خبر پڑھی تو یقین آیا گو کہ میں جواب عرض نہیں پڑھتا لیکن اس خوفناک کی وجہ سے میری ان کے ساتھ سلام دعا بلکہ ہم سب کی ان کے ساتھ سلام دعا تھی اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے عزیز واقارب ان کے چاہنے والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ان کی وجہ سے آج ہم سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں گو کہ ہم نے دیکھا نہیں ایک دوسرے کو لیکن پھر بھی ایک ان دیکھا رشتہ جڑا ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ میری قارئین سے التماس ہے کہ ان کے لئے دعا کرتے رہا کریں۔ سب سے پہلے آتے ہیں کہانیوں کی جانب خون آشام ناگن اچھی رہی لیکن پچھلی جو اقساط سے زیادہ نہیں پلیز عمران کوئی سٹوری ایک ہی بار لکھو یعنی کہ ایک نسل پر لکھو سٹوری اچھی تھی لیکن جھٹ سے وہ بیس سال آگے چلے گئی تو مزہ نہیں رہا دوسری کہانی ریاض صاحب کی پراسرار آدمی تھی اچھی جا رہی ہے اور امید ہے اچھی ہوگی۔ اس کے علاوہ تار عنکبوت خالد کی سٹوری تو اچھی ہے لیکن اس میں واقعات اور ہونے چاہئیں تھے خوفناک والے تاکہ مزہ آتا۔ یعنی کہانی بھی دیکھی وائرس یہ تو آپ لوگ بتائیں گے کہ کیسی رہی اور غزلوں کی محفل پھیکی سی تھی اشعار بھی کچھ اچھے نہیں رہے۔ خطوط کی محفل یعنی کچھ گرم نہیں رہی۔ (محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد)

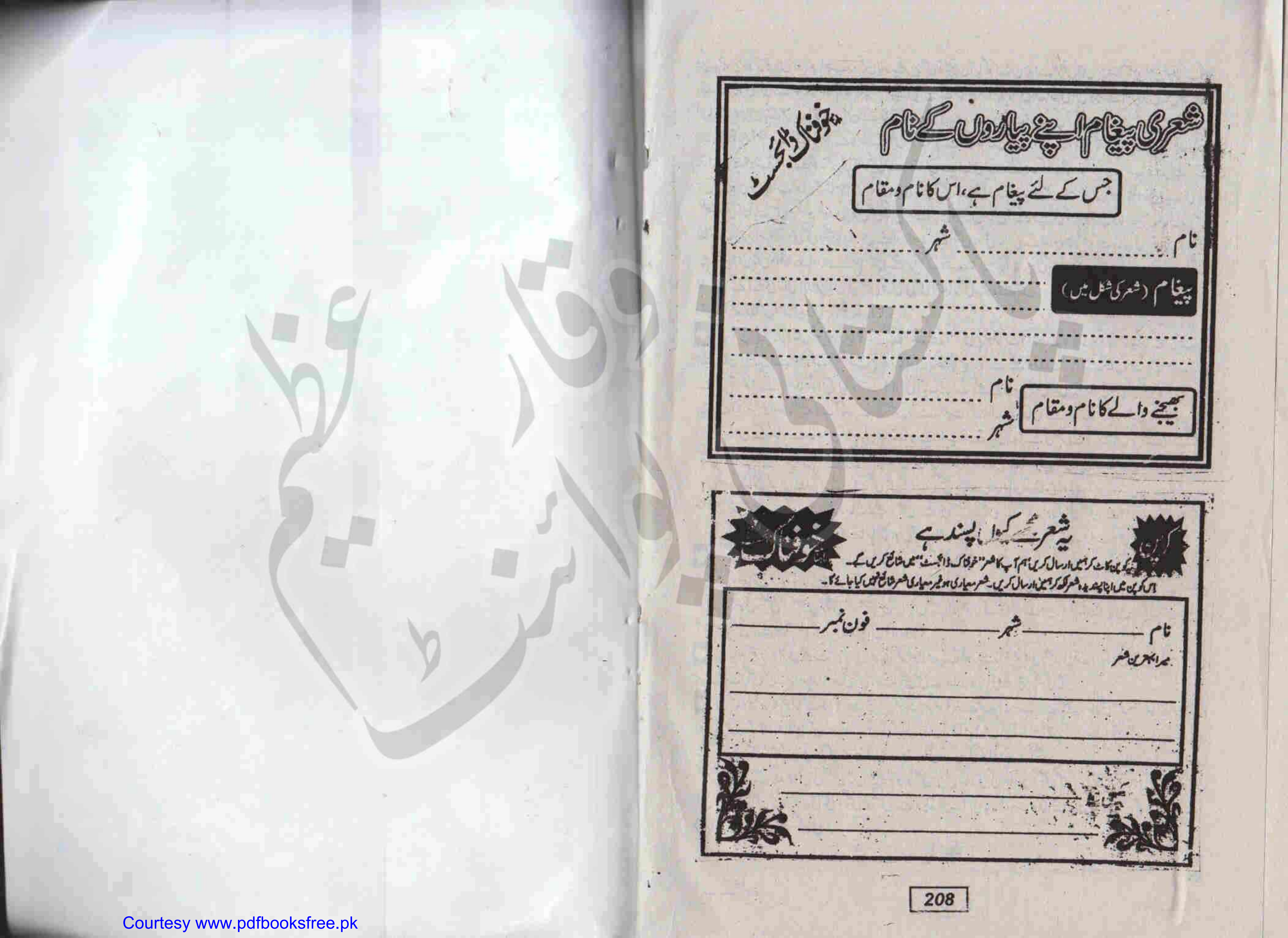
♥ ......آج چھ دسمبر کو میں شہر کھپرو گیا تو میں نے ایک نیوز ایجنسی پر خوفناک ڈائجسٹ دیکھا سو فوراً خرید لیا کیوں کہ میں پچھلے تین سالوں سے خوفناک ڈائجسٹ پڑھ رہا ہوں۔ غالباً چھ ماہ سے مجھے خوفناک ڈائجسٹ نہیں ملا۔ خیر جب میں نے گھر آ کر اسے پڑھنا شروع کیا تو صفحہ 41 کی ایک خبر نے مجھے چونکا دیا جس میں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کے پیارے ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر اب ہمارے بیچ نہیں رہے۔ بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں جنت میں جگہ دے اور ان کے سارے خاندان کو صبر کی طاقت دے۔ اب آتے ہیں رسالے کی طرف تو کہانیاں تو سب خوب تھیں لیکن وائرس کہانی انگریزی مووی آئی ایم لیجنڈ کی نقل تھی۔ سارا رسالہ خوب تھا اب میں اپنی ایک غزل اور کوپن بھیج رہا ہوں ضرور شائع کریں کیوں کہ میں پہلے بھی تین کہانیاں بھیج چکا ہوں کہانیاں تو شائع ہوئی یا نہیں لیکن میرے کوپن اور غزلیں شائع ہو گئے کیوں کہ کچھ رسالے کھپرو میں ملے ہی نہیں۔ میں نے ایک اور کہانی لکھی ہے اگر آپ کہیں تو میں ارسال کر دوں اور میں سالانہ خریدار بننا چاہتا ہوں آپ اس کے چارجز اور طریقہ بتائیں۔ (اے ڈی کنول۔ کھپرو)

♥ ......نومبر کا شمارہ جلدی ملا ٹائٹل بہت خوفناک تھا۔ کہانیوں میں ریاض احمد کی سٹوری بہت اچھی تھی۔ میرے خیال میں نجمہ کو معاف کر دینا چاہئے۔ واہ ایس امتیاز احمد کیا کہانی تھی۔ خونی بدروح بہت اچھی کہانی تھی اور کالا ناگ، مظلوم دوشیزہ، جنونی، جلتی آنکھیں اچھی اور بہترین کہانیاں تھیں اور خوفناک ڈائجسٹ جیسا دنیا بھر میں کوئی رسالہ نہیں۔ خون آشام ناگن بہت بور کہانی تھی۔ (رضا بلال۔ لاہور)

♥ ......ماہ اکتوبر کا لڑکی بھوت نمبر خریدا گھر آ کر کھولا میرے فیورٹ رائٹر عمران رشید کی قسط وار کہانی خون آشام ناگن بہت بہت اچھی لگی۔ پراسرار بانسری بھی بہت اچھی لگی۔ (بہادر عاربانی بلوچ۔ گھوٹکی)

♥ ......ماہ نومبر کا خوفناک ڈائجسٹ چڑیل حسینہ نمبر گھوٹکی سے خریدا۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان تازہ ہو گیا اس کے بعد عمران رشید صاحب کی نئی کہانی خون آشام ناگن کی قسط نمبر 2 پڑھی بہت اچھی لگی۔ اس کے بعد تار عنکبوت خالد شاہان کی پڑھی بہت زبردست بھائی آپ کی کہانی بہت اچھی ہے۔ باقی کہانیاں گزارے لائق تھیں۔ اس کے بعد غزل کی محفل میں پہنچے تو واہ بھئی غزل ساری کی ساری اچھی تھیں۔ انجام انتقام کی کچھ سمجھ نہیں آئی۔ خیر ساحل دعا بخاری کی اچھی کوشش ہے ویلڈن۔ اس بار گلدستہ خوفناک سے گم تھا اس کا افسوس ہے۔ (بہادر عاربانی بلوچ۔ گھوٹکی)

❑✻❑



شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

خوفناک ڈائجسٹ

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام .... شہر ....

پیغام (شعری شکل میں)

....

....

....

....

بھیجنے والے کا نام و مقام

نام ....

شہر ....

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

کوپن

یہ کوپن کاٹ کر ہمیں ارسال کریں ہم آپ کا شعر "خوفناک ڈائجسٹ" میں شائع کریں گے۔

اس کوپن میں اپنا پسندیدہ شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔ شعر معیاری ہو غیر معیاری شعر شائع نہیں کیا جائے گا۔

نام ———— شہر ———— فون نمبر ————

میرا پسندیدہ شعر

————————————

————————————

————————————

————————————